النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی
لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: فتح المبین تنبیہ الوہابیین

مؤلف: مولوی محمد منصور علی

طباعتِ اوّل: شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ جون 2013ء

ناشرین: محمد مصطفیٰ اشرف قادری رضوی
محمد مختار اشرف قادری رضوی

باہتمام: حاجی محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی

دار النور
اہل السنۃ والجماعۃ

یطلب من

دار النور

دکان نمبر 4 مرکز الاولیس دربار مارکیٹ، لاہور۔ پاکستان

042-37247702
0300-8539972
0314-4979792

النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
لاہور پاکستان

فتح المبین تنبیہ الوہابیین ۱۳۰۱ھ

مع ضمیمہ

فتح المبین تنبیہ الوہابین تصنیف: محمد منصور علی۔ جب یہ کتاب ۱۳۰۱ھ میں چار برس کی کوشش کے بعد چھپکر جلوہ ظہور میں آئی تو بسبب کثرت تقاریر و مواہیر علماء مشاہیر کے ایسی قبولیت پائی کہ مقلدوں نے ہاتھوں ہاتھ خرید لی بلکہ غیر مقلدوں نے بھی خریدی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثروں نے ترکِ تقلید سے توبہ کی۔ آج تک دُنیا میں کوئی دین کی کتاب اسقدر کثرتِ تقاریظ و مواہیر کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئی جنکی تعداد ۲۶۶ تک پہونچ گئی اور در حقیقت سمجھو تو ان عُلماء دین اور مفتیانِ شرح متین کی عمدہ عمدہ تحریریں اور چیدہ چیدہ تقریریں مقلدوں کے احقاقِ حق اور غیر مقلدوں کے ابطالِ باطل میں بجائے خود عموماً اہلِ اسلام کے واسطے یہ ایک کتاب مستند ہے اور خصوصاً مقلدوں کے لئے ایک مجموعہ قابل الشد ہے۔ جو ہزاروں روپے صرف کرنے سے بھی تمام دُنیا کے عُلماء اور فضلاء کا ایسا مُہری فتاویٰ بیسّر نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس مجموعہ میں رسالہ دبوس المقلدین جواب الجواب فؤس المحققین بھی کئی جُز کا بدلائل روشن واجوبہ دندان شکن زیادہ کیا گیا اور بعد اس رسالہ ہدایت مقالہ کے تنبیہ الأسی علی تشنیع الاناسی پر کتاب کا اختتام ہوا جسمیں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تابع الدرایۃ فاقد الروایۃ قلیل العربیہ کہنے والوں کو مدلل اور مسکت جواب دیا۔

ادارہ نوریہ رضویہ نے اس نایاب کتاب کو مکمل شائع کیا ہے۔ دوسرے اداروں نے زمانہ قدیم کے بڑے بڑے عُلماء کرام کی تقاریظ اور انکے ساتھ جو مفید مضامین تھے وہ نکال کر کتاب کو نصف طبع کر دیا تھا۔

النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی

مقدمۂ ضروری الملاحظہ

فتح المبین مطبوع سابق مین جو وعدہ کیا گیا تھا کہ طبع بار دوم مین اس فہرست کے مضامین کا ہندسہ ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۸ھ کی ترتیب مضامین کے موافق بنا دیا جائیگا اور بعض مسائل و دلائل بھی بحسب ضرورت بڑھا دیے جائینگے پس بفضلہ تعالیٰ اِس مرتبہ ایفای وعدہ اِن سب باتون کا کر دیا گیا۔

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد خاکسار ازلی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مراد آبادی غفر لہما اللہ ذو الایادی عرض کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوع لاہور تصنیف ہری چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہوکر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ایمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا ہی جسقدر اسکی زبان نے یاوری دی اسقدر درگذر نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ایمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسئلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسئلے مین یہی دعوی کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسئلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہی اور ہر مسئلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسئلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہی اور جو حدیث اور آیت اس مسئلے کے موافق تھی اسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسئلون کی وجہ سے جسقدر ائمہ کو تبرا لکھا ہی اسکو دیکھنے والے اس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تبرا درحقیقت قرآن وحدیث پر ہی نعوذ باللہ کیونکہ کوئی مسئلہ ان سو مسئلون مین سے ایسا نہین کہ جسکا ماخذ قرآن وحدیث نہو پھر نہین معلوم کونسی شر اس طعن کی باعث ہوئی پھر حنفیون

کی طرف سے انہوں نے مغالطات فرض کئے ہیں کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہیں حنفیہ اُن کے
ہرگز قائل نہیں جو غرض حنفیہ کی ہے اُس سے مؤلف ظفرمبین بمراحل دور ہے اور حدیث میں واسطے
ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ تحریف کردی ہے ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہے اگر
ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہے تو دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہے غرض
کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہیں کہتا اور کسی کو اُن پر طعن کرنا نہیں پہونچ سکتا اور اگر
ایسی ہی مخالفت مورد الزام ہے جیساکہ یہ سمجھے ہیں تو کوئی متقدمین و متأخرین سے ایسا نہیں کہ
من وجہ مخالفت حدیث کی اس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اُنپر طعن کرتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو
وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہیں غرض من وجہ مخالفت سے حقیقت مذہب کی باطل نہیں ہوسکتی
اور اماموں پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر اعتراض ہوا جاتا ہے نعوذ باللہ منہ کہ انہوں نے
مختلف طریق کیوں بیان کئے یا ہر امر کی تصریح قرار واقعی کیوں نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ
جس قدر بعید ہوتا گیا اسی قدر راویوں میں بوجہ عدم عصمت و اتقا کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات
شارع کی طرف سے نہیں بعض راویوں کے سہو اور نسیان پر مبنی ہیں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اختلاف
امت شارع کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور
رسول ہو جائیں گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسی طرح اُن کے پیرو کو بھی
سمجھا چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چاروں اماموں نے کردی ہے ایسی کسی نے نہیں کی اسی وجہ
سے جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہے الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید ائمہ کی
کوئی معیوب امر نہیں بلکہ اس کو بُرا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہے اس میں تو بڑے بڑے مصالح دینی و اخروی
موجود ہیں اور قاعدہ ہے کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے اوس امر کا صادر ہونا التزاماً
دشوار معلوم ہوتا ہے پس حنفیہ کا التزام کرنا اس کو مقتضی نہیں کہ تقلید کے وجوب میں کوئی نص قطعی وارد ہے البتہ
بعضے حنفیہ نے اس میں ایسا غلو کرلیا ہے کہ محققین اس کو پسند نہیں کرتے جیسے فرقۂ ظاہری نے
بخاری اور مسلم میں اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہے کہ اس کے سامنے اُسی قسم کی حدیث بھی نہیں
مانتے ہیں بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہے تو بُرا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآن
نہیں سمجھتے تھے حالانکہ سینکڑوں برس کے بعد یہ کتابیں تصنیف ہوئی ہیں راویوں میں صحیحین کے خود اختلاف
ہے ایک کی کچھ روایت ہے اور دوسرے کی کچھ ہے علی ہذا القیاس بہت راوی ضعیف بھی موجود ہیں

وجہ اختلاف احکام شرعی غیر منصوص

اختلاف روایات صحیحین

ایک حکم کچھہ بیان کرتا ہی اور دوسرا اُسکے مخالف کہتا ہی خود ثقہ راویون کے مسلک مین بھی اختلاف بڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر ترجیح دیجائے گی ہان اگر یہ یقین ہوجائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی سے اسمین غلطی ممکن نہین تو اُسوقت وہ حدیث ناسخ ہوجائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی نے اپنے کانون سے سُنا ہو اُسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اُسکے راوی اس کثرت سے روایت نکرین کہ اُنکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اُسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے بے شک زیادہ التزام ہی لیکن قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کی روایتکو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اُس شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم سہی مگر اسکے وجود مین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہوسکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا خلاف واقع ہی بسا امور قرائن سے قوی ہوجاتے ہین گو راوی اُسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات جسکو متقی نے روایت کیا ہو قرائن سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر اخذ حدیث مین اسقدر اختلاف کہ ایک شخص اُسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول سمجھتا ہی ایک کے نزدیک بنا اسکے ایک امر پر ہی اور دوسرے کے نزدیک دوسرے امر پر اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایمہ کی طرف ہرگز رجوع نکرتے ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کردیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا طبیعت کو ناگوار گذرتا ہی بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصاً متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی و حسد دلی ہی اُن کے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز باتین اُنکی سمجھتے ہین جس شخص جتنا قرون ثلثہ سے قریب ہی اُسیقدر اُسکی شان حقیت زیادہ ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصاً اس کتاب ظفر مبین مین تعصب اس درجے کا موجود ہی جسکا کچھہ پایان نہین ناظرین بالانصاف خود ملاحظہ کرلینگے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے بالکل بعید تھی اسلیئے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی جولوجہ اصرار بعض مخلص احباب کے مجبور ہوکر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جزا ہات سے فراغت پائی

خبر احاد ناسخ قرآن نہین ہوسکتی

خاص ثبوت قوت و ضعف حدیث کا راویون پر موقوف نہین

خاص ضرورت تقلید پر اختلاف روات سے ہم مجبور ہوے

خاص ظفر المبین تعصب ہی

اور بدون تعصب اور نفسانیت کے موافق اقوال محدثین ہر مسئلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کردیا چونکہ
مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن وحدیث کے نسبت مسائل ایمہ مجتہدین خصوصًا
امام اعظم رحمہ کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن وحدیث کے
معنی بیان کرنے مین دھوکے دیئے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا اور عنایت ایزدی سے اس عجیب
خاکسار نے اُسکی کہا دیون اور حق پوشیون کے کشف واظہار پر بخوبی فتح پائی تھی لہٰذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان اُسکی
اور اُسکے ہمخیالون کی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ایمۂ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے
اللہ تعالیٰ اِسکو مقبول خاص وعام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونہچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اِسکا یہ ہی
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مین جابجا یہی فرمایا ہی
کہ اللہ اور اُسکے رسول ؐ کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کے برخلاف تبلاتا ہی کہ فقہ پر
چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین الخ **اقول** یہ محض مغالطہ اور افترا پردازی معترض صاحب
کی ہی کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین بلکہ حنفیہ تو اسکے
مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن وحدیث ہی
پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی یا فرق اجمال وتفصیل کا ہی حاصل دونون کا
ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہی مدعا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت
نہین علیٰ ہذا القیاس فقہ شافعی ومالکی وحنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن وحدیث کے نہین اور بے شک
حنفیہ کے نزدیک اُس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم ہی مین
کیون نہو پس مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اُسکے جواب مین آیتین اور حدیثین
پیش کرنا حنفیہ پر صریح کذب اور افترا ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن وحدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ
مخالف اسکے ہو اُسپر چلنا جائز نہین کہتے افسوس معترض صاحب نے اِس عقیدۂ حنفیہ کے برعکس حدیثیں
اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب وافترا کی وعید اور کتمان حق اور طعن ولعن کے مواخذہ کا جو قرآن
وحدیث سے ثابت ہی مطلق خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

کشف مکیدہ اول

دروغ گوئی وافترا پردازی در [illegible] آیات واحادیث بحق مقلدین بر عمل نمودن بر فقہ [illegible]

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ کہا انھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہی اور نیکی جنت کی طرف پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی اور قصد کرتا ہی سچ بولنے کا یہانتک کہ کھا جاتا ہی نزدیک خدا کے سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کی طرف پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہی عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہی فرمایا یاد کرنا تیرا اپنے بھائی کو ساتھ اس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا اگر وہ شے جسکو تو کہتا ہی اسمین موجود ہی تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اسمین نہین ہی پس تو نے بہتان باندھا اسپر انتہی اور ترمذی مین ہی قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَإِنَّا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت آدمی صبح کو اٹھتا ہی پس کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہی تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجاے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی کی یہ ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی

اُس سے فرشتہ ایک میل بھر اُسکی بدبو کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث **ترمذی** کی یہ ہی عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ وَقَالَ ھٰذَا یعنی سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے عرض کی مین نے یارسول اللہ کون سی شے زیادہ خوفناک ہی اُن اشیا سے کہ جنکا مجپر آپ خوف کرتے ہین کہا اُنھون نے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث **ترمذی** کی یہ ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم انتہی اور پانچوین حدیث **ترمذی** کی یہ ہی عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا النَّجَاۃُ قَالَ اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہی کہا اُنھون نے عرض کی مین نے یارسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث **بخاری** اور **ترمذی** کی یہ ہی عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَتَوَکَّلْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَتَوَکَّلْ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے واسطے ضامن ہوجاوے اپنی زبان اور شرمگاہ کا تو اُسکے واسطے جنت کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث **ترمذی** کی یہ ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور **مسلم** مین ہی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ ھَلَكَ النَّاسُ فَھُوَ اَھْلَکُھُمْ یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے کہ گمراہ ہوگئے آدمی پس وہ اُن سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اُسکی رسول اللہ تک پونہچانی ضرور نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہیں ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اُسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہی

۱ ترمذی مطبوعہ ... صفحہ ...

۲ مشکوٰۃ ... صفحہ ... ترمذی ... سلمان ...

۳ ترمذی مطبوعہ ... صفحہ ۲۴۸

۴ ترمذی ... صفحہ ۰۵ ... مشکوٰۃ ... صفحہ ۲۰۲

۵ مشکوٰۃ ... صفحہ ۰۶

۶ فصل اول باب حفظ اللسان

وہ وسواس ہی شیطانون کا **اقول** جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ ماشاء اللہ قابل دید ہی خود انھین پر اعتراض اُلٹے پڑا بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان کردم جواب از ریسمان آمد۔ دیکھو بخاری اور مسلم کو کہ اُنمین بھی ہر مسئلے کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی تابعی تک ہی تبس اگر آپ کی یہ غرض ہی کہ ہر مسئلے کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض تمام حدیثون کی کتابون پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک اسناد دین مین سے ہی اور غرض اُنکی یہ نہین کہ لفظ حدثنا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد اُنکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند مان لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اُنکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راویون کے نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علمانے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کے واسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نکیجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فقط ایمان دریافت کرلیتے تھے اور جتنے شروط ہین اُن سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنی ادنی باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اُسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کردی حالآنکہ اسناد ضروریات دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کی طرف اِس قول کی نسبت ہرگز صحیح نہین ہی اُنھون نے اپنا قول نہین کہا بلکہ امام شافعی کے اقوال اُنھون نے نقل کیے ہین اُسمین ایک یہ بھی اُنکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وقال ایضا

كُلُّ الْعُلُومِ سِوَى الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَةٌ	اِلَّا الْحَدِيْثَ وَاِلَّا الْفِقْهَ فِي الدِّيْنِ
اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا	وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ

یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم سواے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی

علم وہ ہی جسمین قال حدثنا ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت کا ترجمہ لکھا جس سے دہوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آنکہ وہ فقط ناقل ہین انکا یہ مسلک ہونا کسی کے عبارت کے نقل کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کی طرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حدثنا ہی تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ مراد اس سے لفظ حدثنا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین حدثنا سے خالی ہین علاوہ اسکے انھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کردیا ہی پس مراد امام شافعی کی یہ ہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اسمین لفظ حدثنا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود انکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے مراد ان کی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اسکے راویون کو ہرگز برا نہین جانتا بلکہ حنفیہ رواۃ حدیث کو مانتے ہین اور انکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین سمجھتے برخلاف فرقہ ظاہریہ کے کہ انکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہی اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حدثنا بیان کردے تو پھر اسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ انھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث متواتر کے ترک کیجائے گی اور اسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا متواتر کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے **حاصل تقریر** یہ ہی کہ اسناد مین فرقہ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہی کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃ واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اسکے بدعت حسنہ ہونے مین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت وجماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری ومسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث صحیح بھی ہو تو بھی اسپر عمل کرنے کو خلاف

علم فقہ داخل دین ہی اور جواب معترض کا

راویان حدیث معصوم نہین

اتباع نبوی جانتے ہین غرض کہ انکے نزدیک مدار اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد مین اسکے واسطے نَعُوْذُ بِاللهِ خلود فی النار سمجھتے ہین حالآنکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین اور بخاری اور مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے کہ وہ اس سے نہو پس وہ مردود ہی

انتہی اور امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصرا اور طائفۂ منصورہ کو صرف اہل حدیث ٹھیرانا البعض کا قول ہی ہمپر حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین ہمارے امام بدرجۂ اولی داخل ہین کیونکہ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا پس چارون امام خصوصا امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اس وجہ کی فقاہت حدیث حاصل نہین اور امام شافعی اور امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر یاد رکھے اور نہ بھولے اور پونہچادے اسکو اسلیے کہ اکثر اٹھانے والے حدیث کے فہیم نہین ہوتے اور اکثر حامل اسکے ہین کہ پونہچا دیتے ہین طرف اس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار ان سے ہوتا ہی انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہ سے روایت ہی کہا انھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالی خیر دینے کا ارادہ کرتا ہی اسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہی اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہی انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہی اور سمجھ اسکی اور ہی پس اگر محض ظاہر الفاظ پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنے نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے تھے اخفا کو بمعنی جہر اور جہر کو بمعنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بات کی کنہ کو پہونچنا ہی فقط معنی ظاہر

جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہی نہیں بلکہ جو شخص جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اُتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہی لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہی اللہ نے مسلمانون پر جبکہ بھیجا اُن میں ایک رسول اُن ہی سے کہ پڑھتا ہی اُنپر آیتیں اُسکی اور تزکیہ کرتا ہی اُنکا اور تعلیم کرتا ہی اُنکو کتاب و حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر الفاظ پر نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا جس سے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اُسپر ترقی کر کے دوسرا درجہ تزکیہ نفس کا بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں سے بڑھکر ہی ارشاد کیا پھر اُسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ اُنسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ایمہ دین کے محروم ہین کیون نہو ے بے ادب محروم ماند از فضل رب غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہاے محدثین رواۃ ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین میں فہم کی ہی جن لوگون کو فہم حدیث نہین محض راوی ہین اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پونہچا دین اور نقل کر دین کہ سمجھنے والے آپ سمجھ لینگے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث میں نہیں جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونیکے نہایت معتقد ہین مگر ایمۂ اربع پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہیں دیتے ہیں حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اُسمین متقدمین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہیں گردانتے کیونکہ اس فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہیں ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جائے تو خوب واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہیں جیسا کہ یہ امر ترجمۃ الباب آمین بالجہر وغیرہ سے پیدا ہی علماے کسقدر اُسکی تطبیق ہین تکلف اور تاویلات کیے ہیں البتہ امام بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہیں مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض درمیان حدیث اور آیت قرآنی کے پیدا ہو جائے اُنکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اُسکو پسند نہیں کرتے اور اپنے تخیلات محضہ میں خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری و مسلم پر اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثوں اور آیتوں اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار

کر دیتے ہین پس حنفیہ درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون اماموں پر ترجیح نہین دیتے
اگر اسکا نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائیگا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین اسکا نام تحقیر
سمجھنا وَضْعُ الشَّیْئِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رضا اور امام حسین رض کی فضیلت مین اسقدر
کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور تمام صحابہ کو اُنسے افضل نہین جانتے اور اہل سنت و جماعت
کا انکار فقط انکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ انکی فضیلت کے منکر نہین پس حنفی جو امام بخاری اور امام مسلم کو
امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق پر ہین البتہ انکی فضیلت اور تقوی اور حدیث کا انکار محض جہالت ہی
یہ انکار کوئی حنفی کرے یا شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ مین سے
اسکا قائل ہی حاصل کلام یہ ہی کہ طائفہ منصور کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین
وَاَمَّا ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ فَقَالَ الْبُخَارِیُّ ھُمْ اَھْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا
اَھْلَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضُ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَھْلَ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ
وَمَنْ یَعْتَقِدُ مَذْھَبَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ قُلْتُ وَیَحْتَمِلُ اَنَّ ھٰذِہِ الطَّائِفَۃَ مُتَفَرِّقَۃٌ بَیْنَ اَنْوَاعِ
الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْھُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْھُمْ فُقَھَاءُ وَمِنْھُمْ مُحَدِّثُوْنَ وَمِنْھُمْ زُھَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَمِنْھُمْ اَھْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰی مِنَ الْخَیْرِ وَلَا یَلْزَمُ اَنْ یَّکُوْنُوْا
مُجْتَمِعِیْنَ بَلْ قَدْ یَکُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِیْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصور پس کہا امام بخاری نے
وہ اہل علم ہیں اور کہا امام احمد نے اگر وہ اہل حدیث نہونگے تو نہیں جانتا میں کونسے لوگ ہوں گے وہ
کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے اہل سنت و جماعت کا اور جو انکے مذہب کا معتقد ہی میں کہتا ہوں
اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ گروہ انواع مسلمین میں متفرق ہو بعضے اُن میں سے بہادر لڑنے والے ہوں
اور بعضے اُن کے فقہا اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنے والے بھلائی کے اور منع کرنے والے برائی
سے اور اُنمیں سے اور اقسام کے خیر والے بھی ہوں اور یہ لازم نہیں کہ وہ مجتمع ہوں بلکہ کبھی اطراف زمین
میں متفرق ہوتے ہیں انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد
بقول قاضی عیاض کے اہل سنت و جماعت ہیں لے لیا اور باقی صورتیں ترک کر دیں امام بخاری خود کہتے
ہیں کہ مراد طائفہ منصور سے اہل علم ہیں اور امام نووی نے تمام فرقے اسمیں داخل کیے ہیں معترض صاحب نے

عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کر دیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانیں ظاہریہ نے اُنکے ذہن نشین کر دیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہیں اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھدیا اور امام بخاری کا قول چونکہ مخالف اُنکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اُس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اس سے بری ہیں **قال** ور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی مین روایت ہی معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی قاضی اور حاکم کرکے فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرونگا مین بموجب باقتدکے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی صراحۃً کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرونگا مین اپنی عقل سے اور نقصور کرونگا مین کہا معاذ رض نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اور پر سینے کے جواب اسکا تین طرح پر ہی **اقول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہریہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہونچے ہین ظاہریہ محض قیاس سے انکار قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور ثواب کو پہونچ جائے تو اُسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اُسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو در صورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر فقط اجتہاد کا اُسکو ملیگا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا حدیث صحیح بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث سنیے بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ نِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ

وانها ماتت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين أكنت قاضيه قال
نعم قال فاقض دين الله فهو أحق بالقضاء یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ کہا انھون نے
ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ میری ہمشیر نے حج کی نذر مانی
تھی اور وہ مرگئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اُسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا کہا ہان فرمایا
پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اِس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض ادا کیا جائے تو اللہ کا ادائے قرض بدرجۂ اولی
چاہیے اور حضرت عمر رضہ نے ابوموسی اشعری کو جو خط لکھا ہی اُس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی
چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی الفهم الفهم فيما يتلجلج في صدرك مما لم يبلغك
في الكتاب والسنة اعرف الاشباه والامثال ثم قس الامور عند ذلك فاعمد
الى احبها الى الله واشبهها بالحق فيما ترى الحديث یعنی سمجھ سمجھ کر بیچ اُسمین جو کہ خلجان کرے تمھارے قلب مین
اُس شی سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر اُسوقت قیاس کرو
امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر اُسکے کے ساتھ حق کے اُس چیز مین کہ
دیکھتے ہو تم انتہی اِس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قیاس کرنا امر دین مین مشروع ہی اور علامہ تفتازانی نے
تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ کا قیاس پر
عمل کرنا وقت نہونے نص کے بہ تواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیل اُنکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا نہین
ہوتا مگر جبکہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جائے گو تعیین اُسکی ہمکو معلوم نہو اور دوسری وجہ
صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض مین بعض پر شائع ہوگیا ہی بغیر انکار کے اور یہ اتفاق اور
اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت رائے کی عثمان اور علی اور ابن عمر اور ابن مسعود رضہ سے
مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات
کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہی اور جامع العلم مین ابن عبد البر نے لکھا ہی لا خلاف بين فقهاء
الامصار وسائر اهل السنة في نفي القياس في التوحيد واثباته في الاحكام الا داود فانه
نفاه فيهما جميعا یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہاے بلاد اور تمام اہل سنت کے قیاس کے نفی کرنے
مین توحید کے اندر اور قیاس کے ثابت کرنے مین احکام کے اندر مگر داود ظاہری کہ اُنھون نے دونون مین

قیاس کی نفی کی ہے انتہی اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے احکام اجتہادی کہ مانند قرآن وحدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہی اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون انھین کے حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہ نے بعد اختلاف کے قتال مانعین زکوۃ مین حضرت ابوبکر کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابوبکر صدیق رض نے اول نانی کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ قول بعض انصار کے رجوع کیا اور عمر رض نے اُس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی ہو اپنی رائے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شک کیا پھر علی رض کے قول کی طرف بوجہ انکے قیاس کرنے کے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقے مین رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اس نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اُسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے مقبول نہوتا کہا اُسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہی اسیطرح فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رض سے جبکہ اُنھون نے بوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کلی کرکے پھر ڈالدو کیا تمکو اُس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہی پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے ثابت ہی البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی رائے ہی کو دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہی جتنی روایتین رائے کی برائی مین وارد ہین وہ یہی قیاس اور رائے ہی جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات واحادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائیگا اور ائمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داؤد ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اُنکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ کوئی

مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ اس حدیث سے
بھی قیاس ثابت ہوتا ہی باوجودیکہ انکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض اطاعت سے حجت لائے مگر
صحابہ نے اسپر قیاس کیا کہ ہمتو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اطاعت نکرنے کو
پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث انکے پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے
اور ترمذی نے امام وکیع کی جو روایت لکھی ہو وہ تبع تابعین کا قول ہی کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے
وکیع کو امام صاحب کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار[۱] کو ہرگز مکروہ نہین
جانتے تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف ہوتا تھا
مکروہ جانتے تھے چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ بست[۲] ویکم کے جواب مین مذکور ہو اور حدیث دارمی کی جس مین قیاس
کی مذمت ہو وہ مطلق قیاس نہین جیساکہ ظاہریہ کا مذہب ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہوجاویگا اور تواتر کا انکار
لازم آویگا اور صاحب دراسات نے جو لواقح کی عبارت نقل کی وہ بلاسند ہی کوئی حجت اسپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ
کئی شخصون کی اس زمانے مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی یہ شیعہ کا
امام صاحب پر اعتراض ہو چنانچہ نواب والاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ
نقل کیا جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی کیونکہ یہ لوگ بسبب
بے علمی کے عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے
منع فرمایا اور ابو حنیفہ رض وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم و قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور
رسائل فضائل اہل بیت مین اجازت صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہی اور
تفسیر[۳] کبیر کی عبارت معترض صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول سے چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ
الْاٰيَةُ عَلٰى اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللهِ يُوْجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ
فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ
الْوَاحِدِيُّ فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اللہ پر واجب کرتا ہی
عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرۂ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو ثابت ہوگیا یہ امر
کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہی اور یہی مراد اس حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین

ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہی علاوہ اسکے اس قول ابن عباسؓ مین مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس
ہی جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ نہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہوجائیگا بلکہ خود ابن عباسؓ نے
جسوقت کہ ابوہریرہؓ نے تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ کی حدیث بیان کی اُنکو بطور قیاس کے جواب دیا تھا
اگر مطلق قیاس ابن عباسؓ کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے باقی رہا قول دارک اور دراسات کا
حالانکہ اُنھون نے اسمین اجماع بیان کردیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے
توکسی امام کے نزدیک قیاس درست نہین هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اسکا کون قائل ہی
جو معترض صاحب نے ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ایسا کی مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیونکہ
قیاس خدا اور رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کردیتا ہی نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ مقلد
امام داؤد ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون مین تاویلات
رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایسا حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین
کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین انپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کرہی لینگے لیکن
جو جو مسئلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اُنکے لیے کیا کرینگے آخرکار فقہ کی کتابون ہی پر چلینگے اور کسی نکسی
امام ہی کے مقلد نبین گے جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر
کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوسکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ
کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ
کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے
دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہوسکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت
نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب ہی
چند مسائل فروعی کو قرآن اور حدیث سے استنباط کرکے دکھلادیا ہوتا تو ہم جانتے کہ البتہ معترض صاحب سچے
ہین جناب من زبان سے کہدینا تو بہت آسان ہی مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل
فروعی معلوم کرلیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع اُسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی
نفس معنی قرآن و حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہوسکتا ہی اور اگر ہوگا تو رجماً بالغیب ہوگا
اتفاقیہ شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہونگی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد ہون گی

جواز قیاس ابن عباس

تصحیف کید چہارم ہر شخص قرآن و حدیث سے مسائل فقہیہ کا مستنبط نہیں کرسکتا

پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اُن کے اقوال چھوڑکر معترض صاحب بھی اجتہاد کرنے لگے یہ قول اُنکا محض تعصب اور دھینگا دھینگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوی محض نازیبا اور سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون سے تعرض کرتا ع آدمیان گم شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جسکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے کیونکہ جسکو خود ملکہ استنباط حاصل ہی اسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضرور ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اُس تقلید ہی مسئلے کی تحقیق کی فکر مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم اور کم فہم مین ہی اسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اسلیے کہ ہر مولوی اپنے مذہب کے موافق اسکی تحقیق بتلا دیگا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اسکی تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہیگا تو یہ بیچارہ عامی کیونکر اُس مسئلے کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی رائے فاسد سے اسکو درست جاننا اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلائل تو یہ سنیگا وہ تحقیق جاتی رہیگی پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما ہی کی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین جو حدیث وارد ہی اسمین چھ چیزین مذکور ہین گو تمام علما و جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اُسکی علتین جدا جدا بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اوروں مین بھی حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقۂ ظاہریہ کے واسطے یہ قول حجت ہی مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے

۴

ایک شئ مین رہا ہوگا تو دوسرے کے نزدیک اُسمین رہا ہوگا پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور فہم مین بھی ناقص ہو اُسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فرعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ مین داخل ہین تحقیق کر لین گے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہے اسیوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اُسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور کوشش اُسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہوگئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق اُسکی وسعت کے البتہ جن لوگونکو درجۂ اجتہاد حاصل ہی اُنکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبۂ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اُنکے واسطے بھی اُن مسائل مین تقلید واجب نہین پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیۂ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق مسائل دین کی جو اُس سے ناممکن ہی خلاف آیۂ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیے اور اُسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے خلاف ہی البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گو اُسکو بالفعل ملکۂ استنباط نہین مگر لیاقت اور ذکاوت ایسی رکھتا ہی کہ اُس سے امید ہی کہ اگر علم حاصل کریگا تو درجۂ تحقیق کو پہونچ جائے گا اُس شخص کو بے شک درجۂ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جیسے لوگ ہین خصوصًا حضرات ظاہریہ کہ بدیہیات قدیمہ بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہین اور بالکل اُنسے امید نہین کہ یہ لوگ کسی مسئلے مین پایۂ تحقیق کو پہونچ جائین اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہی کہ اونکو تکلیف مالایطاق مین ڈالے اور جو تکلیف دیگا وہ صریح اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی مخالفت کریگا **قال** تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے مذکور ہی کہ اس آیت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہی الخ

اقول اس آیت کا مصداق ایمۂ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہی رہبان اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اُنکا ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ محض شرک ہی

تحقیق عامی کی پوری نہیں ہو سکتی

عامی کو بدون تقلید کے کوئی چارہ نہیں

جواب تفسیر نیشاپوری کا

عقد الجید

اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے احکام استنباط کرتے ہین کیونکر ہو سکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید مین لکھتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلِحَةً عَظِيْمَةً وَفِی الْاِعْرَاضِ عَنْهَا مَفْسَدَةً كَبِيْرَةً وَنَحْنُ نُبَيِّنُ ذٰلِكَ بِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّ الْاُمَّةَ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ يَّعْتَمِدُوْا عَلَی السَّلَفِ فِیْ مَعْرِفَةِ الشَّرِيْعَةِ فَالتَّابِعُوْنَ اعْتَمَدُوْا فِیْ ذٰلِكَ عَلَی الصَّحَابَةِ وَتَبَعُ التَّابِعِيْنَ اعْتَمَدُوْا عَلَی التَّابِعِيْنَ وَهٰكَذَا فِیْ كُلِّ طَبَقَةٍ اعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَنْ قَبْلَهُمْ وَالْعَقْلُ يَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشَّرِيْعَةَ لَا تُعْرَفُ اِلَّا بِالنَّقْلِ وَالْاِسْتِنْبَاطِ وَالنَّقْلُ لَا يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بِاَنْ يَّاْخُذَ كُلُّ طَبَقَةٍ عَمَّنْ قَبْلَهَا بِالْاِتِّصَالِ وَلَا بُدَّ فِی الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ اَنْ يَّعْرِفَ مَذَاهِبَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ لِئَلَّا يَخْرُجَ مِنْ اَقْوَالِهِمْ فَيَخْرِقَ الْاِجْمَاعَ وَيَبْتَنِیْ عَلَيْهَا وَيَسْتَعِيْنَ فِیْ ذٰلِكَ بِمَنْ سَبَقَهُ لِاَنَّ جَمِيْعَ الصِّنَاعَاتِ كَالصَّرْفِ وَالطِّبِّ وَالشِّعْرِ وَالْحِدَادَةِ وَالتِّجَارَةِ وَالصِّيَاغَةِ لَمْ تَتَيَسَّرْ لِاَحَدٍ اِلَّا بِمُلَازَمَةِ اَهْلِهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ نَادِرٌ بَعِيْدٌ لَمْ يَقَعْ وَاِنْ كَانَ جَائِزًا فِی الْعَقْلِ وَاِذَا تَعَيَّنَ الْاِعْتِمَادُ عَلٰی اَقَاوِيْلِ السَّلَفِ فَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ اَقْوَالُهُمُ الَّتِیْ يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا مَرْوِيَّةً بِالْاِسْنَادِ الصَّحِيْحِ اَوْ مُدَوَّنَةً فِیْ كُتُبٍ مَشْهُوْرَةٍ وَاَنْ تَكُوْنَ مَخْدُوْمَةً بِاَنْ يُّبَيَّنَ الرَّاجِحُ مِنْ مُحْتَمَلَاتِهَا وَيُخَصَّصَ عُمُوْمُهَا فِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيُقَيَّدَ مُطْلَقُهَا فِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيُجْمَعَ الْمُخْتَلَفُ فِيْهَا وَيُبَيَّنَ عِلَلُ اَحْكَامِهَا وَاِلَّا لَمْ يَصِحَّ الْاِعْتِمَادُ عَلَيْهَا وَلَيْسَ مَذْهَبٌ فِیْ هٰذِهِ الْاَزْمِنَةِ الْمُتَاَخِّرَةِ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ اِلَّا هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ یعنی جان تو کہ ان چارون مذہبون کے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہے اور اُن سے اعراض کرنے مین بڑا فساد ہے اور ہم اسکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ شریعت کے معلوم کرنے مین سلف پر اعتماد کرین پس تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اسیطرح ہر طبقے مین علما نے اپنے اگلون پر اعتماد کیا اور عقل اسکے حسن پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے اور نقل نہین درست ہوتی مگر اسطور سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال اخذ کرے اور استنباط مین ضرور ہے کہ متقدمین کا مسلک جانے تاکہ اُنکے اقوال سے خارج ہو کر خارق اجماع نہو جائے اور اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے کہ تمام صناعتین جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لہاری اور بڑھئی گری اور سناری نہین

فائدہ تقلید شخصی اور اسکی ضرورت

حاصل ہوتی ہین مگر اُن صناعت والون کی صحبت سے اور سوا اُسکے کم اور مستبعد ہی واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز رکھتی ہو اور جبکہ سلف کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو اب ضرور ہی کہ اُن کے اقوال جنپر اعتماد کیا جاتا ہو اسناد صحیح سے مروی ہون یا کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیان کر دیا جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا جاوے اور مختلف فیہ جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اُسپر صحیح نہوگا اور کوئی مذہب ان اخیر زمانون مین اس صفت کا نہین ہی مگر یہی چار مذہب انتہی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ان مذاہب اربعہ کا بہت بڑا اعتبار ہو اور مثل ائمہ مجتہدین اب ہونا دشوار اور جو کچھ آپ از راہ نفسانیت و تعصب کے ان کی منقصت اور عیب جوئی مین تقریر کرین سب مہمل اور محض بیکار اور قول امام فخر الدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین مخالف اُن کے مذہب کے پڑھین اُنھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد ہی اپنی طرف سے انکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہو کوئی حجت اسپر نہین وجہ اسکی یہ ہو کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کو دعوی ہو پیش کرے اور فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو آئی ہو کیون کہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن کو بھی نہین مانتے ہیں فقط یہی جواب کافی سمجھتے ہین کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور نیز اس قول کو امام رازی کی طرف منسوب کرنا صریح غلطی ہو کیونکہ یہ قول اُن کے استاد کا ہو نہ اُنکا وہ تو ناقل ہین جیسا کہ اوپر کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہو اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اُنھون نے حدیث صحیح مین یہ شرط لگائی ہو کہ دوسری حدیث اُسکے معارض نہو اور ناسخ بھی اُسکا معلوم نہو تب اُس حدیث صحیح پر عمل کرنا ضرور ہو اور مذہب کی پابندی اُس مسئلے مین نہین چاہیے ہم بے شک اسکو تسلیم کرتے ہین کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی ایسی حدیث پائی نہین گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اُس کے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہو تو دوسری کے موافق ہو علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر عمل نہین بلکہ امام ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہ کے موافق عمل ہوتا ہو تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ظاہر ہو اگر ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتی بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی

کیون کہ وہ اس تقلید کو بُرا کہتے ہین جسمین مقلد یون سمجھے کہ اس امام سے خطا محال ہی جو کہتا ہی وہ ثواب ہی
کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا اگرچہ خلاف پر دلیل قائم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے
کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور کو خلاف پر دلیل قائم ہو تقلید نچھوڑے
اگر یہ عقیدہ مقلدین کا ہوتا تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا نچھوڑتے اور من وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی
مسئلہ کسی مذہب کا لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کے خود ظاہر یہی
مصداق ہین کیونکہ اپنی رائے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے ہین
تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اسپر لازم جانتے ہین وَمَآ اَنزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِن سُلْطَانٍ
اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی رائے سے جسکو چاہتے ہین ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے
مقابلے مین ایمہ کی رائے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی خدمت مین گستاخیان کرتے ہین تعجب ہی کہ
ایسے لوگ آپ کو تو موحد اور محمدی تغلباً مشہور کرین اور مسلمانون کو مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف
ہی خدا انکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور ایمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے
جائے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول
خاص اپنے واسطے ہی کہ انکو درجۂ اجتہاد حاصل تھا مگر باینہمہ امام صاحب کے مقلد ہے اور معانی الآثار
مین امام صاحب کے مذہب کی تمام حدیثین لکھتے چلے جاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر
یہ قول امام طحاوی کا ٹھیک منقول ہوا ہی تو پھر اُنھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون
نہ ترک کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط کی قوت نہین اور امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب نہین
جانتے مبحث کچھ ہی معترض صاحب کا کلام کچھ ہی اور نیز اس قسم کے قصے ہمپر ہرگز حجت نہین ہوسکتے
جب تک سند اسکی امام طحاوی تک نہ پونہچادو **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ تقلید شخصی کو علی الاطلاق
واجب نہین جانتے ہین محققین حنفیہ نے اُن مسائل کو جن مین انکو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک
کردیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب یہ ہی کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو جو قرن
اول مین ہی نہین مانتے اور ہمپر اقوال بعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین ع ببین تفاوت راہ از کجاست
تا بکجا + اگر زیادہ تحقیق اس مسئلۂ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف جناب مولوی

کسی امام کا اجتہاد مخالف من وجہ محال نہین

مقلدون پر شرک کا الزام بیجا ہی

امام طحاوی باوجود علم و اجتہاد کے تقلید امام کی کی

حنفیہ تقلید شخصی کو علی الاطلاق واجب نہین جانتے

معترض صحابہ کا قول نہین مانتا اور اقوال بعد قرون کے حجت لاتا ہی

ارشاد حسین صاحب رامپوری کی بلاحظہ فرمادین اسمین یہ بحث مفصل لکھی ہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون امامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب ہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہ اونین سے کسی کے بھی مقلد ہوتے جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ **اقول** معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنہین بعض ظاہر یہ بھی داخل ہین بدون تحقیق لکھدیا یہ جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الاماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ مخفی تھا ایمہ نے اسکو ظاہر کردیا اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر درحقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہی ایمہ کی طرف نسبت مجازی ہی **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبوراً کرنا پڑا کیونکہ ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا اسلیے بغیر تقلید واحد کے چارہ نہ تھا کیونکہ اِس صورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے قول کے شبہہ تھا مگر جب دونون قولون پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہوجاویگا اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہی جو مسائل صحیح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین اُنہین تقلید محض بے اصل اور لغو ہی علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو تو ایسا واجب اور فرض سمجھ گئے ہین کہ اُسکے روبرو قرآن کو بھی نہین مانتے حال آنکہ کہین قرآن اور حدیث سے ایسا التزام مفہوم نہین ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے الزام دیتے ہین یہ حدیث تو ہم پہلے ہی اُنکی رد مین لکھ چکے ہین اور حجۃ اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کی رد نہین ہوسکتی اسلیے کہ پہلے اِن ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین نے اِن ایمہ کے اقوال کو دوسرون کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی **حاصل کلام** یہ ہی کہ جو شخص واقف سنت ہو اُسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہین اور واقف ہونے کی کئی صورتین ہین اگر ایسے امور ہین کہ جن مین عام لوگ بھی شریک ہین اور خاص بھی اُنکو جانتے ہین جیسے نماز اور حج اور زکوۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علی ہذا القیاس زنا اور لواطت اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام وخاص کو

تحقیق تقلید بمذہب معین

تقلید ایمہ کی درحقیقت تقلید خدا اور رسول ہے

وجہ التزام مذہب معین

معلوم ہو تو یہ کسی مذہب معین یا کسی مجتہد کے اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہی البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اُنکے استنباط پر قادر ہو جیسے ایمہ مجتہدین اُسکو اُنمین کسی کی تقلید کرنی نچاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اُسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے کہ جسکو وہ سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہو اور اسوقت اُس سے تکلیف بحث اور نظر کی بوجہ عجز کے بحکم لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اُسپر تقلید واجب ہوگی اِس تقریر کے مخالف کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہان تقلید کی عبارتین نقل کی ہین سب جگہ اپنے مطلب کے موافق تصرف کیا ہی اور موافق مقصود قائل کے پوری عبارت نہین لکھی یہان معترض کا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کی چال چلے ہین کوئی اُنکی بات مغالطے سے خالی نہین ہوتی ناحق حنفیہ بیچارون کی طرف فرضی مغالطے منسوب کرتے ہین اور خود دھوکے کی ٹٹی مین شکار کھیل رہے ہین ع ہر رنگے کہ آئی می شناسم

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہین سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہی **اقول** اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کر دیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بدون مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کر سکتا معنی قرآن کے سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام اُس شخص کا ہی کہ اُسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ وغیرہ احکام خوب جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اُسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی و خفی اور تمیز قیاس صحیح و فاسد کی اُسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین اور معترض صاحب جو اجتہاد کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اُن کے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعویٰ ہو ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کو رد کرتے ہین اور اُنکی جامعیت شہرۂ آفاق تھی مجتہد نہو سکے تو اورون کو بجز اپنے منہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا

فرق درمیان معنی قرآن سمجھنے اور مسائل استنباط کرنے مین

نقل عبارات مین تصرف

نقیض لا تقربوا الصلوٰۃ

شرائط اجتہاد

مولانا عبد العلی بحر العلوم باوجود جامعیت کے مجتہد نہ تھے

آتا ہی غرض مِن قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ اجتہاد اور
استنباط مسائل فروعیکا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اتنے شروط پائے جائین اُسکا اجتہاد
محققین کے نزدیک معتبر ہی وَدُونَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو
یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنے والا احوال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روات کی
کسطرح سمجھ پونہچائیگا جواب اِسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف اور موضوع کا اٹھارہ
قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق روات اور رجال سند پر الخ **اقول** کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین
کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب تک ہوتی یا اور کوئی صورت ہوتی جس سے سلسلۂ اسناد
وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمایئے کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول
نے تکلیف نہین دی آپ اُس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوی پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد کا التزام
کیجیے ظاہر ہی کہ جب کسیکا قول ثابت کیا جائے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت یا کتب مشہورہ سے
بھی اُسکا ثبوت ہوجاتا ہی چنانچہ عقد الجید مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق ہین یا تو اُسکے واسطے سند
پائی جائے یا اُس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اُنکے
تصانیف اور مسانید مشہورۂ مجتہدین کے اسلیے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اِسکو
امام رازی نے اور فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اُسکا مدون
ہوا اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اُسکے ناظر کو یہ کہنا جائز ہی
کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اُسکو کسی نے سنا نہو جیسے کتابین امام محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا
انکے اُن کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلہ تواتر
و خبر مشہور کے ہی کہ مثل اُسکے نہیں محتاج ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہی اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب
حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے
جواب مین جو ہمنے دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اُس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہیں بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے پس معترض صاحب نے
کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب
کی شاید اسیوجہ سے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت نہیں مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے

انکار قرآن کا کرتے ہین خدا ایسی اسناد سے محفوظ رکھے جسپر یہ دیو لمنے اور فریفتہ ہین اور محض بنا بر اسناد کے
لعن اور طعن اور خلاف قرآن سمجھ کچھ کرتے ہین مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین
غرض کلام حنفیہ کا اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا علاوہ اسکے
حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات طی نہین ہوئی جس نے جس
مسئلے کو اختیار کیا ہی اسکے موافق جو حدیث ہی وہ اسکے نزدیک مرجح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے
ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس بہ کہدیا ہی غرض اگر صحت اور ضعف حدیث ہی مین فیصلہ ہوگیا ہوتا
تو بھی آنسو پچھ جاتے دشواری تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین
اگر ایک کے قول کو درست کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اس سے بڑھکر ہی
ایک شخص کی رائے مین مسائل مستنبطہ مین سے ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی رائے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث تحریم
معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم نے بخاری کے
مثل رباب وغیرہ ۱۲
بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون کے بعض رجال مین کلام ہی
کو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام سخاوی شاگرد ابن حجر نے بخاری مین
قریب اسّی آدمیون کے اور مسلم مین مضاعف اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے
انکار کیا ہی اور ترمذی مین انکا سماع اپنے والد سے ثابت کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا
ماہر درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ذرا دو چار ہی مسئلے معترض صاحب نئے اجتہاد کے پیش
کرین ورنہ فقہاے مجتہدین کے شکر گزار ہون اور طعن اور تشنیع سے باز آئین دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی کتاب الانصاف مین لکھتے ہین اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ
فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَدُّهُمْ فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ وَ
الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ اَكْثَرُهٗ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ
الْمَعَانِيَ وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا عَابُوا الْفُقَهَاءَ

فی بیان اختلاف صحت و ضعف احادیث کے

۵۱ [illegible]

وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جواہل حدیث کا ہی سو بے شک اکثر اُن کے سعی کرتے ہین صرف روایات مین اور طرق حدیث کے جمع کرنے مین اور طلب کرنے مین غریب اور شاذ کے اُس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی اور نہین رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہین سمجھتے معنون کو اور نہین استنباط کرتے انکے اسرار کا اور نہین نکالتے اُن کے خزانے اور فقاہت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہین اور طعن مارتے ہیں اور اُنپر مخالفت حدیث کا دعوی کرتے ہین حالانکہ نہین جانتے کہ وہ خود انکے مبلغ علم سے قاصر ہیں اور اُن کے حق مین بُرے الفاظ کہنے سے گنہگار انتہی پھر فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہی اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہی تو مسئلہ مفتی بہ مین تمام حنفی شریک ہین مگر معترض صاحب تو روایت اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لینگے ہرگز اُنکو اعتبار نہ آئیگا ورنہ انکے مسلک کے خلاف ہو جائیگا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اُنھوں نے بزرگون کے نقل کیے ہین کوئی قابل اعتبار نہین کیونکہ کسی کتاب مین اسناد اُنکی نہیں ہی اسیطرح اسماء الرجال و موضوعات حدیث اور صحت او ضعف کی کتابین سبکی سند لائیے کہ یہ کتابین اُنھیں شخصوں کی ہین جنکی طرف منسوب ہیں اُن سب کتابون کے راویون کا کہین بھی پتا نہین پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی بے سند ٹھیرین کیون کہ سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اُن کے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہ رہے گی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرینگے جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپس مین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے کی ضد انکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اُن کے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول** حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ میں ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ حاصل نہین قول شئی دیگر ہی عمل شئی دیگر دعوی سب کرتے ہین مگر کوئی اُسکا مصداق دکھلانے والا سوائے ایمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی لکھ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثون کی بھی دکہ ابن عباسؓ فرماتے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف مطر وغیرہ شہر مین دو نمازون کو جمع کیا ہی اور ابن مسعودؓ فرماتے ہین
ہمنے سوائے مزدلفہ اور عرفے کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا) ہو جاتی اسیطرح ایک صحیح حدیث مین صحابہ رضؓ سے
قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبد اللہ ابن عمر رضؓ سے یہ روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز
پڑھتے نہین دیکھا ان دونون مین بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علی ہذا القیاس بہت ایسے
احادیث ہین جن مین اختلاف ہی مگر ایمہ اربعہ نے بالکل خلاف اُٹھا دیا ہی خصوصاً مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کردیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اُن کے حدیث کو خوب سمجھتے ہین
اور ظاہر یہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو بخاری کی حدیث کے
روبرو باوجود امکان اتفاق کے اُس حدیث سے آنکھین بند کرلیتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت قواعد اُن کے جمہور کے خلاف ہین جسکو ایمہ اربعہ سے
خارج ہونا ہو وہ اُنکا مذہب اختیار کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح
کی نظر آئی کہ اپنے ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار
کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب ایمہ نے بتلایا ہی کہ وہ کبھو
بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوتے ہین چنانچہ طب کے قاعدے تمام کتابون
مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور ماہیت اور افعال اور خواص بالتصریح موجود ہین
اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر مطلب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین
اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گے تو اُس نسخے کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی
کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہی جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطلب دشوار رہے پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی
جتنا زیادہ ذکی اور قوی الحافظہ ہوگا اُتنا ہی علم طب اور مطلب اُسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر ہوا کرین تو پھر بڑے
طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا لیا کرین جیسے آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی
حضرات ظاہر یہ خطرۂ ایمان ہین دعویٰ یہ کچھ کہ جس سے بوے اجتہاد پائی جاسکے اور علم ایسا کہ جس سے
فاحش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا علم وسیع ہوگا اُتنا ہی قول اُسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ
قوی ہوگا ورنہ امام صاحب کی ہدایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی
شافعی رحمہ اللہ خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَنْ یَطْلُبُ الْحَدِیْثَ وَلَا یَتَفَقَّهُ کَمَنْ

یجمع الادویۃ ولا یدری منافعہا حتی یجیٔ الطبیب کما ان المحدث لا یعرف وجہ حدیثہ حتی یجیٔ الفقیہ یعنی جو شخص حدیث طلب کرتا ہی اور فقیہ نہین ہوتا مثل اُس شخص کے ہی کہ جمع کر دے دواؤن کو اور نہ جانے منافع اُن کے یہان تک کہ آوے طبیب یہان جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہان تک کہ فقیہ یہان آوے انتہی اور فقہ کا اختلاف کچھ مضر نہین اس لیے کہ اُسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسئلہ مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث ہی ورنہ اتنے مذہب مختلف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اُسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے زیادہ ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغویات ہی اور محض وہمیات ہی **قال** تبلائیے کہ تیرہ رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث کی متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان ہی الخ **اقول** جناب معترض صاحب تمنے کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک و ضعیف باتین بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کردین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید یہ فرضی صورتین ہون فقہا نے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ نہ پڑھے اور نہ اسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین امیر بھوپال کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کے جو مخالف مسلک جمہور علماے اہل سنت کے ہی دیکھ لے اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑے تو انھین کتابون سے اجتہاد بھی کہلے اور رہ لیے کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہی غلط ثبوت سے ہی کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہی اسکا خود

محدثین نے بھی اعتبار کیا ہی اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کرلیا ہی چنانچہ ترمذی مین
لکھا ہی فقال یزید بن ہارون حدیث ابن عباس اجود اسنادا والعمل علی حدیث
عمرو بن شعیب یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد مین بڑی کھری ہی اور عمل
عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہی انتہی پس تعجب ہی کہ خود تو صحیح کو محدثین رح چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرین اور فقہا اگر ضعیف
پر کسی وجہ سے عمل کرلین تو قصوروار ٹھیرین ع ہر یکے ناصح برائے دیگران ؛ ناصح خود یافتم کم درجہان
قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل حدیث ہی
سے نکالے ہین اور انکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے
اعتقاد والا بیوقوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اکثر اوقات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی صحبت مین رہتے تھے انکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پونہچی ہی نہین تھین
ان امامون کو کیا پونہچی ہونگی الخ اقول حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوی نہین کرتے کہ اُسکو کل حدیثین بالیقین
پونہچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری یا امام مسلم کسی کی
نسبت کوئی ثابت نہین کرسکتا کہ اُسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب
کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسیطرح کوئی اس دعوے کو بھی نہین ثابت کرسکتا کہ امام صاحب کو اُسقدر حدیثین
نہین پونہچین جسقدر امام بخاری وغیرہ کو پونہچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دیے ایک تو حنفیہ
کی طرف سے کل حدیثون کا دعوی کردیا اور دوسرے اُسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین بیان کردین اور حجت
اُسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد
علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک انکو
حدیثین نہین پونہچی تھین اس سے بھی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اُسکی تصریح
کردی ہی پس امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوئے تھے انکا علم حدیث
کہان گیا کیا ظاہر ہی نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام کوفے سے اعلم تھے بہت احادیث
پونہچی ہونگے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب کے مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے
کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہو اُسکو کہدینا کہ امام صاحب کو نہین
پونہچی محض بے دلیل بات اور رجم بالغیب ہی خدا ایسی سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کی حدیث دوسرے

امام کی صحیح حدیث اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول موجود نہو مگر یون دعویٰ نہین کر سکتے کہ اُسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت صحیح حدیثین دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اُنکو باوجود صحت کے ترک کر دیا ہی کچھ محض صحت پر دار و مدار عمل کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا پس اگر سب صحیح حدیثون کو واجب العمل جانین تو صحابہ کا عمل اُن کے ضرور بر خلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ باللہ موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال مین ہونگے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اُس حدیث کے ہون اگر اُسکے خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اُسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کر لینا حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ؎ در میر و وزیر و سلطان را ؛ بے وسیلت مگرد پیرامن ؛ سگ و دربان چو یافتند غریب ؛ این گریبان گرفت و آن دامن ؛ حاصل یہ ہی کہ معترض صاحب دوسرون کے فرضی مغالطے نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے ہین بلکہ اُن کے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت کار کیا ہی اُنکی نظر مغالطون پر ڈال کر ٹٹی کی آڑ مین اُن بیچارون کو پھانس لیتے ہین اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسئلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالائے طاق رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ایمہ حدیث پر نہین بلکہ اِس پردے مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ یعنی پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اُسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملادے تو حدیث پر چلنے والے اُسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اُس سے وضو کرنا اور اُسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ سراسر بہتان ہی حدیث پر چلنے والون کا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہی بلکہ اُنکا عقیدہ تو یہ ہی کہ پانی اگر قلتین کی مقدار سے یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہی اور اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول مین سوا چھ من ہو تو جب تک کہ نجاست کے پڑنے سے اُسکا رنگ نہ متغیر ہوجاوے یا مزا نہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی الخ **اقول مصنف**

ابن ابی شیبہ مین ہے حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰہِ بنُ القَومِ عَن سَعِیدِ بنِ اَبِی عَروبَۃَ عَن قَتَادَۃَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زِنجِیًّا وَقَعَ فِی زَمزَمَ فَمَاتَ فَانزَلَ اِلَیہِ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ انزِحُوا مَا فِیہَا مِنَ المَاءِ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مرگیا پس اُتارا طرف اُس کے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دار قطنی اور بیہقی اور طحاوی نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہی اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہی پس اگر مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اُس زمانے مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے پیش نہین کی پس سب کا اسپر اجماع ہوگیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہی چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی قَالَ ابنُ المَدِینِیِّ وَھُوَ اِمَامُ اَئِمَّۃِ الحَدِیثِ وَشَیخُ البُخَارِیِّ اِنَّہٗ مُخَالِفٌ لِلاِجمَاعِ الصَّحَابَۃِ فَاِنَّ الزِّنجِیَّ وَقَعَ فِی بِئرِ زَمزَمَ فَاَمَرَ ابنُ عَبَّاسٍ وَابنُ الزُّبَیرِ بِنَزحِ المَاءِ کُلِّہٖ بِحُضُورِ الصَّحَابَۃِ وَلَم یُنکِرُوا مِنھُم اَحَدٌ فَیَکُونُ حَدِیثُ القُلَّتَینِ مُخَالِفًا لِلاِجمَاعِ یعنی کہا ابن مدینی نے جو امام حدیث کے امام اور بخاری کے استاد ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہی اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے اُسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہی کہ حدیث زنگی کی ابن عباس رض سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین آگئی ہوگی یا بوجہ احتیاط و نظافت کے کل پانی نکلوایا ہوگا اور اسیطرح امام نووی شافعی نے جو کہا ہی کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہوگئی اور اہل مکہ اُس سے خبردار نہوئے اُسکا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول بالکل بطور رد مدفوع ہی کہ انکا نجاست نا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت اور لفظ راوی سے کہ زنگی مرگیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہی کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی نجاست سے علاوہ اسکے اُن کے نزدیک تو نجاست کی وجہ سے بھی کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اُن کے اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اُس شخص کا خبر دینا جسنے اس واقعہ کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر پونہچی اور اہل مکہ اُس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہی بعد ظاہر ہوجانے طرق

حدیث کے اور معارض ہی اُس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ ہمسے زیادہ جانتے ہو
جب کوئی خبر صحیح ہو تو مجکو تبلا دینا تاکہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جاکر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے
کیون نہین کہا کہ اُن لوگون کو کیسے وہ خبر پہونچ سکتی ہی کہ اہل حرمین اُس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہی کہ صحابہ اور شہرون مین خصوصًا عراق مین چلے گئے تھے کما علامہ عجلی نے اپنی تاریخ مین کہ کوفے
مین ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو
قول نقل کیا ہی کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہی اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہی
کہ مرسل حدیث حجت ہوتی ہی چنانچہ شرح مسلم مین ہی وَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الِاحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہی انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقًا صحت کہان سے لازم آئی ضعف کے بہت وجوہ ہین متن اور
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف ہو جاتا ہی علی ہذا القیاس راویون کے مطعون ہونے سے اور اعضال اور
تحریف اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہی فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہی جب تک کہ یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کر لینا
سو ضعیف حدیثون پر برابر محدثین عمل کرتے آئے ہین اُن کے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی
دیکھو ترمذی مین لکھا ہی کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہی اسکو
محدثین ضعیف کہتے ہین اور ابن عباسؓ سے جو روایت ہی اسکو اَجود اسنادًا لکھا ہی اور پھر یہ بھی لکھدیا ہی
کہ عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہی پس عجب تماشے کی بات ہی کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کر لین
اور صحیح حدیث کو چھوڑ دین اور دوسرون پر اعتراض ہو ع چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد
محمد بن اسحق وغیرہ کی روایت کو مقبول نہین جانتے مگر جب اُنسے موافق اپنے مذہب کے روایت آتی ہی تو
اُسکو قبول کر لیتے ہین اور دوسرے جب اُسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین تو بوجہ مخالفت مذہب اپنے
کے اُسمین ضعف تبلا دیتے ہین اپنے آپ کتابین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا
اس سے سند پیش کر دیتے ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دار و مدار دین کا
صحت اور ضعف روات پر قرار دیا ہی اور ائمہ کی تنقیح اور تلاش سب طاق پر رکھدی وہ جس حدیث سے

اخذ کرین اُسکو اپنی اصطلاح سے باطل کر دیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السماء ہر کوئی حق و باطل کا
بتانے والا نہین خصوصاً جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان روٹیون کا مذہب اختیار کیا
اور یہان مین ہان ملانے لگے اور اُن کے ساتھ آپ بھی ایمۂ مجتہدین پر تبرّے کا راگ گانے لگے ے جو جفا کرتے
ہو کسے ہین بجا کرتے ہو، کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہر کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ تقلید صاحب
معیار کے ضعیف حدیث پہ عمل کرلیں اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین تو وہ خلاف خدا و رسول
ہو جائین حالانکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمٰعیل اور ابو بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری
اور ابو داود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہر اور بنایہ مین لکھا ہر قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ
فِي حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُحَدِّدْ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ
حجت اُنکی حدیث قلتین مین نہین ہوسکتی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی
انتہی پھر اسکی اسناد مین علیحدہ اضطراب ہر متن مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور
کوئی چالیس غرب روایت کرتا ہر پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
نہین پھر بھی اسکو حجت گردانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کرلینا محض خانہ ساز باتین ہین اور
مقلدین کو بہکانے کی حکایتین ہین مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے
منقول ہر اسکی اسناد منقطع ہر اور راوی اُسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ
بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي یعنی مجکو مسلم بن خالد نے ابن جریج کی روایت سے
خبر دی ایسی اسناد سے جو مجکو یاد نہین انتہی اور علامہ عینی لکھتے ہین کہ اُن کے اصحاب نے کہا کہ یہ حدیث نہ اُنکو یاد تھی
اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب امام مین لکھتے ہین کہ اسمین دو امر ہین ایک یہ کہ جو اسناد اُنکو یاد نہ تھی اسکے
رجال مجہول ہین پس وہ منقطع ہوئی پس اُس سے حجت قائم نہین ہوسکتی اور دوسرے یہ کہ قول اُنکا جو حدیث مین قلال ہجر
کہا ہر اُس سے وہم ہوتا ہر کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حالانکہ ابن جریج کی روایت مین قول غیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اور مین کہتا ہون کہ اُن کے شیخ مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہ اُنہین سے بیہقی
بھی ہین ضعیف کہا ہر انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اُسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین
خصوصاً حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہر ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہر ظاہریہ کیسا ہی تقلید کا انکار
کرین مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہسکتے اور تعجب ہر کہ اُنھون نے صحیح حدیث کو جس مین

پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت ہی اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہی ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہی جب تک کہ اُسکو ماء جاری کا حکم حاصل نہو لیس یہان تو صریح حدیثین بخاری و مسلم کی موجود تھین اور خود امام بخاری اور ابو داود کے استاذ ابن مدینی جو علل حدیث کی مہارت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط بوجہ اصرار صاحب معیار الیسی تقلید جامد کو کام فرمایا ہی کہ صحیحین کی حدیثون کو بھی بالاے طاق رکھدیا اور دہ در دہ جو معترض صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اُس سے اُنھون نے رجوع کر لیا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی قَالَ الحاکِم قَالَ اَبُو عِصمَۃَ کَانَ مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ یُوَقِّتُ فِی ذٰلِکَ عَشرَۃً فِی عَشرَۃٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی قَولِ اَبِی حَنِیفَۃَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَیئًا یعنی کہا حاکم نے کہا ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ در دہ کی مقدار متعین کرتے تھے پھر اُنھون نے امام ابو حنیفہ رح کے قول کی طرف رجوع کیا اور کہا مین کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے اور رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب صحیح اور قوی ہی چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کردی ہی اور کرخی اور صاحب عنایہ و ینابیع وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہی پس حنفیہ سے دہ در دہ کی حدیث طلب کرنی غایت درجہ کی حماقت اور جہالت ہی البتہ اگر حنفیہ اِس امر کا اشتہار دین کہ ظاہریہ قلتین کی حدیث کی سوا اسناد کے اور سب وجوہ سے صحت ثابت کردین یا اطرعائی شکین کبھی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کردین تو دس ہزار روپیہ انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک اُنکو زیبا ہی اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے تو بھی ممکن نہین کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کردین اور وہ بیچارے کس شمار مین ہین کہ یہ پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما جمع ہو جائین تو بھی صحت ثابت نہین کر سکتے اور حدیث اَلمَاءُ طَھُورٌ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیءٌ کو اگر خاص بیر بضاعہ مین لیا جائے تو ظاہر ہی کہ وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جائے تو یہ حدیث اُس صحیحین کی حدیث سے جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہی منسوخ ہو جائیگی غرض حنفیہ پر اسمین کوئی اعتراض نہین البتہ اعتراض اُنپر ہی جو خلاف حکم خدا و رسول اپنی طرف سے قلہ کے معنے متعین کر لیتے ہین اور اُسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید برآن مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود ہو جاتے ہین یا اللہ مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور

فائدہ: ظاہریہ کا تقلید جامد کرنا صحیحین کی حدیثون کو ترک کیا

رجوع محمد

امام صاحب دہ در دہ کی کوئی مقدار معین نہین

فائدہ: ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت ثابت نہین کر سکتے ... اگر مشرق و مغرب کے علما جمع ہوجائین

فائدہ: ظاہریہ پر اعتراض ... حنفیہ پر اعتراض نہین

خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سے سب بری تھے انکے برا کہنے سے وہ ہرگز
برے نہین ہوسکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین ؎ دشنام اگر یو نہی مجھے دیگا تو رات دن ❊ بگڑیگا کیا مرا
تری ہوگی زبان خراب ❊ **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب کہتے ہین
انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے لائق ہین چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی وَمِمَّا یُرْوٰی عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ
اِلَیَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ الخ **اقول** سبحان اللہ واہ مؤلف صاحب کی عبارت دانی اور سخن فہمی کا حال
اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہوگیا سچ ہے ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت ❊ تو بس ساری کتابین
ایک جاہل دھوکے پیجاتا ❊ اس عقود الجواہر کی عبارت سے استدلال حنفیہ کے عمل کرنے پر ساتھ حدیث ضعیف کے
مطلقا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے قول کی رد نکلتی ہی
کہ وہ بمقابلہ اپنے عامل بالحدیث ہونے کے تعصبا اور طنزا امام صاحب اور مقلدین حنفیہ کو عاملین بالرای
اور اہل الرای سے شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کی طرف سے اسکا جواب ہی کہ ہم ایسے
عامل بالحدیث اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنے والے ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو بھی
ہم اسکو بمقابلہ آرای رجال کے بہتر جانتے ہین اور مانتے ہین نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑکر محض
رائے پر چلین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ❊ چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب بگر کابی مذہب
وغیر مقلد نگر مقلد نواب صاحب میر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور
مین از راہ تعصب و نفسانیت کے جابجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ اور نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کردیا
اور چھوڑدیا ہی حالانکہ انکے مصداق پورے پورے لامذہب اور غیر مقلدین ہین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا
جواب بھی دندان شکن عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبون کے مکائد کی کھول دینگے ؎
شکل رقیب جھوٹ کے ہم آشنا نہین ❊ جو راست راست بات ہو کہدین ہزار ہین ❊ **قال** ددا ایک مغالطہ
مقلدین اہل حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہی جو کہ مجتہدان کو
نہ ملا ہو یا انھون نے کسی مسئلے پر قرآن وحدیث کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات
بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاویگا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف رائے امام کی ہی
اس حدیث صحیح کے مخالف اور فتوی امام کی رائے پر ہی چنانچہ مشتے نمونہ خروارے چند قول انکے بیان

نقل کرتاہون دیکھ لیجیے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر
اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ
لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان و زمین کا نہین زیادہ
ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہی امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی
اور حدیثون کا بھی اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اُن کے نشانیان اُسکی
زیادہ کرتی ہین انکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث کی مطلق
نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متأخرین حنفیہ کے کتب مین ہین
فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضرور ملا داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ
آیات قرآن اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین
کہ جنکے دلون مین اللہ نے ایمان کو ثابت کر دیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اُسکا مطمئن
ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا یعنی کہا بدوی نے جو منافق تھے
ایمان لائے ہم تو کہدے کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد
و مطیع ہوگئے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت انھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اُسنے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ
فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ هُوَ اَمْ كَاذِبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تونے دل اُسکا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹھا
وَالْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو
اللہ کی اور اُسکے فرشتون کی اور اُسکی کتابون کی اور اُسکے رسولون کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے
لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین قرآن اور حدیث مین اسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ
ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن کے نزدیک ایمان
عبارت ہی تصدیق قلبی اور اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق و اقرار
اور عمل کے ہین اور قرآن اور حدیث مین بھی ایمان باین معنی آیا ہی اسیوجہ سے حنفیہ اور

فاضل مجیب ... [illegible]

فا ... [illegible]

شافعیہ میں اختلاف ہوا کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یا نہیں پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کر چکے تھے اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوئے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی سند لاتے ہیں امام رازی شافعی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں فَقَدِ احْتَجُّوْا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ مِنْ وَّجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِيْمَانَ يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَلَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِبَارَةً عَنِ الْمَعْرِفَةِ وَالْاِقْرَارِ لَمَا قَبِلَ الزِّيَادَةَ یعنی تحقیق حجت گردانا انھوں نے اس آیت کو دو وجہوں سے اول یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا اسپر دلالت کرتا ہے کہ ایمان زیادتی قبول کرتا ہے اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کے امام صاحب لیتے ہیں وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہیں کر سکتے جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ مراد ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ دیتے ہیں تو بجا ہے سوان معنوں سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے یہ ہونگے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں وَالْوَجْهُ الثَّانِيْ مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيْقِ اَنَّهُمْ يُصَدِّقُوْنَ بِكُلِّ مَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَمَّا كَانَتِ التَّكَالِيْفُ مُتَوَالِيَةً فِيْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوْثِ كُلِّ تَكْلِيْفٍ كَانُوْا يَزِيْدُوْنَ تَصْدِيْقًا وَاِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَنْ صَدَّقَ اِنْسَانًا فِيْ شَيْئَيْنِ كَانَ تَصْدِيْقُهٗ لَهٗ اَكْثَرَ مِنْ تَصْدِيْقِ مَنْ صَدَّقَهٗ فِيْ شَيْءٍ وَّاحِدٍ وَقَوْلُهٗ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا مَعْنَاهُ اَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوْا اٰيَةً جَدِيْدَةً اَتَوْا بِاِقْرَارٍ جَدِيْدٍ فَكَانَ ذٰلِكَ زِيَادَةً فِي الْاِيْمَانِ وَالتَّصْدِيْقِ یعنی دوسری وجہ زیادتی تصدیق کی یہ کہ وہ تصدیق کرتے ہیں کل اُس شی کی جو پڑھی جاتی اُن پر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھیں تکلیفیں زمانہ رسالت پناہ میں پے در پے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حدوث ہر تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق و اقرار اور ظاہر ہے یہ کہ جو شخص تصدیق کرے کسی انسان کی دو امر میں زیادہ ہے یہ تصدیق اُس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر میں تصدیق کرے اور قول جناب باری وَاِذَا تُلِيَتْ الآیہ معنی اوسکے یہ ہیں کہ جب وہ سنتے ہیں کوئی آیت جدید کرتے ہیں اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان میں اور تصدیق میں دوسری جگہہ کہتے ہیں

تفصیل

وَالْمَعْرِفَةُ وَالْاِقْرَارُ لَا یَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار کمی بیشی قبول نہین کرتے اور جس صفحے کا
آپنے حوالہ دیا ہی اُسمین تو اُنھون نے بلکہ اور کسی جگہ کہین اِن معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور
بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع کیا ہی چنانچہ عبارت اُنکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی
پائی ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوئے جو اُنکو معنی مجازی لینی پڑے
سو جواب اُسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو
دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لیتے ہین بلکہ میری رائے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت
درست معلوم ہوتا ہی اگر منظور اختصار نہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی رائے
قرآن و حدیث سے زیادہ موافق ہی مگر وجہ چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین
اب رہی حدیث سو اُسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ خود آپ کی سند مین
جو بخاری سے لائے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے زیادہ ہوتا ہی علاوہ اُسکے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہی قول نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہنا وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا بخاری کی عبارت مین قول نبی پر ہی
نبی پر نہین گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہی اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہین
قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِیْمَانِ اِنْ کَانَ هُوَ التَّصْدِیْقُ فَلَا یَقْبَلُهُمَا وَاِنْ کَانَ
الطَّاعَاتِ فَیَقْبَلُهُمَا فَکُلُّ مَا قَامَ مِنَ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلٰی
اَصْلِ الْاِیْمَانِ وَکُلُّ مَا دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ یَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوْفٌ اِلَی الْکَامِلِ وَهُوَ مَقْرُوْنٌ
بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اس لیے کہ مراد ایمان سے اگر فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور
کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہو اسپر کہ ایمان کمی
اور بیشی قبول نہین کرتا مراد اُس سے اصل ایمان ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو
اُس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل داخل ہی انتہی اور مجد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہین

وانچہ مشہور ست کہ اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ از آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ و آن از اقوال صحابہ و تابعین ست یعنی جو کہ مشہور ہی کہ
ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہی اور شیخ الهند شارح سفر السعادة

بھی جنکی آپ سند لائے ہین اُسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کوئی حدیث

صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل کیے ہین ذرا غور سے اُسمین ملاحظہ فرمائیے کہین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی

تصدیق یا تصدیق مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی

چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اُسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان اقرار لسانی اور تصدیق

جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے اور قوی ہوتا ہی علم سے اور

ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہی اور سلف کی عبارت مین جو قول و عمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی

اسکی وجہ یہ ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادة

مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت جو آپنے نقل کی ہی اُس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی

موجود ہی اُسکو آپنے کیون قلم انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِيْنَ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا

مُقْتَضَى التَّصْدِيْقِ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ وَالْاِيْمَانُ الشَّرْعِيُّ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ بِزِيَادَةِ ثَمَرَاتِهٖ

وَبِهِ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِيْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اُنمین سے پس تحقیق کہا اُنھون نے

مصداق تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ ہو کم ہوتا ہی اپنے ثمرات کی زیادتی کے سبب سے اور

اس سے موافقت درمیان ظاہر نصوص اور اقوال سلف کے ہوگئی انتہی باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا

جو ہمعصر اور مربی آپکے ہین اُسکا جواب یہ ہی کہ وہ خود اُسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْاِيْمَانِ

هُوَ زِيَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ وَطُمَانِيْنَةِ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی

کشادگی سینہ کی ہی اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہی انتہی سوا اِس زیادتی کے حنفیہ بھی

قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین لکھا ہی فَالتَّحْقِيْقُ اَنَّ الْاِيْمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ الرَّازِيُّ لَا

يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَيْثِيَّةِ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ لَا مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا

مُخْتَلِفَةٌ فِيْ كَمَالِ الدِّيْنِ یعنی تحقیق یہ ہی کہ ایمان جیسا کہ امام رازی نے کہا ہی زیادتی اور نقصان کو باعتبار

اصل تصدیق کے قبول نہین کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہی اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین

کمال دین مین انتہی اِس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام الٰہی بھی دلالت کرتا ہی

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ علم الیقین سے

فوق ہین اسیواسطے آیا ہی کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا قول ہی کہ اگر حجاب بھی اُٹھا دیا جاے
توبھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین
کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ کیا گیا ہی واسطے اُس شخص کے کہ علم ہو اُسکو خانہ کعبہ کا غیب مین پھر اُسکو
مشاہدہ اُسکا ہو حضوری مین پس اس بنا پر مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہی اس لیے کہ تصدیق
ساتھ طلوع آفتاب کے قوی تر ہی تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین اصل تصدیق
مُؤْمَنٌ بِهٖ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہی انتہی اسکے آگے لکھتے ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ یعنی پس
اختلاف اسمین لفظی ہی حقیقی اختلاف نہین انتہی اور الرد المعقول علی المنہج المقبول مین لکھا ہی کہ تحقیق نفس
ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک علماء حنفیہ کے لیکن فرق اسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان
عبارت ہی تصدیق قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اس مین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو
حقیقت تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اُسکی برحال خود باقی رہیگی
اسمین کچھ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ
تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی جسوقت کہا ابراہیمؑ نے ای رب میرے
دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کر دیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین لایا کہا ابراہیمؑ نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان
چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیمؑ کا لِکَیْ اَزِیْدَ اِیْمَانِیْ ہوتا یعنی مگر اس لیے
کہ زیادہ ہو جائے ایمان میرا پس قول ابراہیمؑ کا لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ
ہوتا ہی اور نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالیٰ کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالیٰ نے ایمان ثابت کر دیا ہی اور ظاہر ہی
کہ ثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین جو نہی عن المنکر مین وارد ہی
وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی
جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہی اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہی کہ
ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہی اور الدر الازہر شرح
الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ
يَقْوٰى وَيَضْعُفُ مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم ہوتا ہی باعتبار اصل

تصدیق اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہی البتہ محدثین کے قول پر یہ شبہہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذِهٖ فِیْ غَایَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ اِذَا کَانَ رُکْنًا لَا یَتَحَقَّقُ الْاِیْمَانُ بِدُوْنِهٖ فَغَیْرُ الْمُؤْمِنِ کَیْفَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَیَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْاِیْمَانُ فِیْ کَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَآءَ بِمَعْنٰی اَصْلِ الْاِیْمَانِ وَهُوَ الَّذِیْ لَا یُعْتَبَرُ فِیْهِ کَوْنُهٗ مَقْرُوْنًا بِالْعَمَلِ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ اَلْحَدِیْثَ وَقَدْ جَآءَ بِمَعْنَی الْاِیْمَانِ الْکَامِلِ وَهُوَ الْمَقْرُوْنُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْاِیْمَانِ الْمَنْفِیِّ فِیْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اَلْحَدِیْثَ وَکَذَا کُلُّ مَوْضِعٍ جَآءَ بِمِثْلِهٖ فَالْخِلَافُ فِی الْمَسْاَلَةِ لَفْظِیٌّ لِاَنَّهٗ رَاجِعٌ اِلٰی تَفْسِیْرِ الْاِیْمَانِ وَاَنَّهٗ فِیْ اَیِّ الْمَعْنَیَیْنِ مَنْقُوْلٌ شَرْعِیٌّ وَفِیْ اَیِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہی اسلیے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اسکے پایا نہ جائیگا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلیگا اور جنت مین کیونکر داخل ہوگا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہی اور نفس ایمان وہ ہی کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو اللہ اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون کی اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اُسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اُس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اُس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح جس جگہ کہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اِس مسئلے مین لفظی ہی اسلیے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہ ان دو معنون مین سے کس معنے مین منقول شرعی ہی اور کس معنے مین مجاز ہی انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلثہ اور ایمان کامل کے یہ معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان مین عمل داخل کہتے ہین پس اُنکے زعم آتا ہی کہ جو عمل ترک کرے اُسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑے حالآنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت

کشاف اصطلاحات الفنون

و جماعت کے ہو پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ فقط نزاع لفظی ہی معنی مین نزاع نہین جہان قرآن
اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہی وہان ایمان کامل مراد ہی اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہی وہان فقط
اصل ایمان مراد ہی اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہی قاموس مین ہی اٰمَنَ بِہٖ اِیمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی
ایمان لایا وہ ساتھ اسکے یعنی تصدیق کی اُسنے اُسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کی کتاب الایمان مین ہے
ثُمَّ نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلیٰ تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ وَھُوَ مَذْھَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ
الْاِقْرَارِ اِنْ لَّمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ وَاَمَّا مَا
یُحْکیٰ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ
فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ کَمَا اشْتَبَہَ عَلیٰ اَقْوَامٍ مِّنَ النَّظْرِ فِیْ ظَوَاھِرِ عِبَارَاتِھِمْ
وَقَدْ صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اُس چیز مین کہ خبر دی
شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی یا مع اقرار کے اگر کوئی مانع نہو اور یہ قول جمہو کا ہی
یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے منقول ہی کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور
عمل ارکانی ہی پس مراد اُس سے ایمان کامل ہی نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہی بعضون کو اُنکی ظاہر عبارت سے
اور تحقیق تصریح کر دی ہی اُنھون نے اُس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہی اور مرقات شرح مشکوٰۃ کی کتاب الایمان
مین ہی وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ عَلیٰ اَقْوَالٍ اَوَّلُھَا وَعَلَیْہِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ
مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ بِالضَّرُوْرَۃِ یعنی اختلاف کیا ہی
علمائے ایمان مین کئی قول پر اول اُنکا کہ اُسپر اکثر لوگ اور اشعری اور محققین ہین یہ ہی کہ ایمان مجرد تصدیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُسمین کہ جانا گیا ہی لانا اُنکا اُسکو بالضرورۃ انتہی اور اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر
ہوتی ہی مخالفت درمیان قول اصحاب حدیث اور درمیان تمام اہل سنت کے اِسلیے کہ بجالانا اوامر
اور نواہی کا کمال ایمان سے ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف
کمی اور بیشی ایمان مین لفظی ہی انتہی پس ہم حیران ہین کہ آپ کو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی
باعث ہوئی اول آپ کو مناسب تھا کہ ایمان کے معنے متعین کرتے پھر اُسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپ نے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب نے صریح
مخالفت کی ادنیٰ استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بیّن ہی اور یہ آیت سلف سے آجتک کسی کو

حاشیہ: نزاع لفظی ہونا کمی و بیشی ایمان کی لغت و شرع سے

حاشیہ: ثبوت نزاع لفظی تمام اہل سنت کا

نہ سوجھی تھی فقط آپ کو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہگیا آپ کو لکھتے وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ
ذرا حنفیہ و شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند کرون خیر قطع نظر ان کتابون کے جن
کتابون کو آپ نے لکھا ہی اُنھین مین غور کرتے تو جواب موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے
تو شرق سے غرب تک کوئی اُنکی تقلید نکرتا مگر آپنے باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک
کسی نے نہین کی تھی آپ کو گفتگو سے تہذیبی مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ہی نہ بحکم ع
کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ؛ جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بزرگونکو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا
ہوتا ہی اللہ محفوظ رکھے آخر حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اُمین
ایک یہ بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیئے کہ فلانے بزرگ نے مخالفت
صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چارون طرف سے نفرین اور ملامت
ہونے لگی سچ ہی ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؛ میلش اندر طعنہ پاکان برد ؛ **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین
ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام نہین کھاتا پیشاب اُسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر
اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے
نزدیک نجاست خفیفہ ہی اور اوزاعی کے نزدیک جب تک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اُسکا پیشاب
اگر کپڑے وغیرہ پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اُس کے
پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سو امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا الخ **اقول**
حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے نہین چنانچہ دوسری حدیثون
مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ
يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حِجْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا دودھ پیتا لایا گیا اُس نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا پس آپنے پانی منگوایا
پس ڈالدیا اُسپر انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَهٗ عَلٰى ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْهُ
غَسْلًا یعنی پس ڈالا اُس پانی کو اُسپر اور نہ دھویا اُسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم
ہوتا ہی کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے

تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اُسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری[۱] مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اُس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا پس بہایا اُسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار[۲] مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیَدْعُوْ لَہُمْ فَاُتِیَ بِصَبِیٍّ مَرَّۃً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَیْہِ الْمَاءَ صَبًّا یعنی عائشہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اُن کے واسطے دعا فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اُس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپ نے اسپر خوب پانی ڈالدو انتہی اور دوسری[۳] روایت مین ہی وَاَتْبَعَہُ الْمَاءَ یعنی اُسپر پانی بہا دیا انتہی پس اِن حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین لکھا ہی وَاِتْبَاعُ الْمَاءِ حُکْمُہٗ حُکْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰی اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَہٗ عَذِرَۃٌ فَاَتْبَعَہَا الْمَاءَ حَتّٰی ذَہَبَ بِہَا اَنَّ ثَوْبَہٗ قَدْ طَہُرَ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْطِنِیْ اِزَارَکَ اَغْسِلُہٗ قَالَ اِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَیُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِیَۃِ فَہٰذِہٖ اُمُّ الْفَضْلِ فِیْ حَدِیْثِہَا ہٰذَا اِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَفِیْ حَدِیْثِہَا الَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ اِنَّمَا یُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ فَثَبَتَ اَنَّ النَّضْحَ الَّذِیْ اَرَادَ بِہٖ فِی الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ ہُوَ الصَّبُّ الْمَذْکُوْرُ حَتّٰی لَا یَتَضَادَّ الْاَثَرَانِ فَثَبَتَ بِہٰذِہِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُکْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ ہُوَ الْغَسْلُ اِلَّا اَنَّ ذٰلِکَ الْغَسْلَ یُجْزِیْ مِنْہُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِکَ اَنَّ النَّضْحَ عِنْدَہُمْ ہُوَ الصَّبُّ وَہٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اِسکا حکم دھونیکا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگجائے پس وہ شخص پانی اُسپر ڈالدے یہان تک کہ وہ نجاست زائل ہوجاوے پس تحقیق کپڑا اُسکا پاک ہو جائیگا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجکو دیجیے اُسے دھودون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا پس یہ ام الفضل ہین جنسے یہ روایت ہی اور انھین کی حدیث مین جو پہلی فصل مین مذکور ہوئی نضح کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تاکہ دونون حدیثین متضاد نہو جائین پس اِن تمام حدیثون سے ثابت ہوا

[۱] بخاری باب بول الصبیان
[۲] طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ
[۳] طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ
[۴] طحاوی باب حکم بول الغلام والجاریۃ

کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی
اسنے کہ نضح نزدیک اُن کے بمعنی صب یعنی پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور
امام محمد کا ہی انتہی ملخصا پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا بے سمجھے بوجھے اعتراض کردیا مغز
سخن کو پہونچنا کام ہی عاقلون کا نہ ناقلون کا ؎ خامہ ہر چند دودلیکا معنی نرسد چہ سعی سود چی ندہد چون
نبود استعداد **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب پینا دوا کے
لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو
بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرنیہ مین سے مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اُنکو ہوا مدینے کی پس اس لیے بھیجا اُنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ
اونٹون صدقات کے اور فرمایا اُنکو پیو دودھ اُنکا اور پیشاب اُنکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی
کہ ضرورۃً اُنکو اجازت دی تھی اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک
قطعی حرام بھی مباح ہوجاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کھالے یا غایت تشنگی مین
یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شے میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے یا لقمہ اُتارلے
مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت
معلوم ہوگئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہوجائے تو کیا مضایقہ ہی البتہ اگر کسی حدیث سے یہ ثابت ہوجائے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب پلوایا ہی تو اُسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف
ہوجائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار
مین ہی قَالُوا اَبْوَالُ الْاِبِلِ نَجِسَۃٌ وَحُکْمُہَا حُکْمُ دِمَائِہَا لَا حُکْمُ اَلْبَانِہَا وَلُحُوْمِہَا وَقَالُوا اَمَّا مَا
رَوَیْتُمُوْہُ فِیْ حَدِیْثِ الْعُرَنِیِّیْنَ نَذٰلِکَ اِنَّمَا کَانَ لِلضَّرُوْرَۃِ فَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ دَلِیْلٌ اَنَّہٗ مُبَاحٌ
فِیْ غَیْرِ الضَّرُوْرَۃِ لِاَنَّا قَدْ رَأَیْنَا اَشْیَاءَ اُبِیْحَتْ فِی الضَّرُوْرَاتِ وَلَمْ تُبَحْ فِیْ غَیْرِ الضَّرُوْرَاتِ
وَرُوِیَتْ فِیْہَا الْاٰثَارُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الزُّبَیْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ شَکَوَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُمَّلَ فَرَخَّصَ لَہُمَا فِیْ قَمِیْصِ الْحَرِیْرِ فِیْ غَزَاۃٍ لَہُمَا قَالَ اَنَسٌ فَرَاَیْتُ عَلٰی کُلِّ
وَاحِدٍ مِنْہُمَا قَمِیْصًا فَہٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبَاحَ الْحَرِیْرَ لِمَنْ اَبَاحَ
لَہُ اللُّبْسَ مِنَ الرِّجَالِ لِلْحِکَّۃِ الَّتِیْ کَانَتْ لِمَنْ اَبَاحَ ذٰلِکَ فَکَانَ ذٰلِکَ مِنْ عِلَاجِہَا وَلَوْ تَکُنْ

فِی اِبَاحَتِہٖ ذٰلِكَ لَهُمْ لِلْعِلَّةِ الَّتِیْ كَانَتْ بِهِمْ مَا يَدُلُّ اَنَّ تِلْكَ كَانَ مُبَاحًا فِی غَیْرِ تِلْكَ
الْعِلَّةِ فَكَذٰلِكَ اَيْضًا مَا اَبَاحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعُرَنِیِّیْنَ لِلْعِلَلِ الَّتِیْ
كَانَتْ بِهِمْ فَلَيْسَ فِی اِبَاحَتِہٖ ذٰلِكَ لَهُمْ دَلِيْلٌ اَنَّ تِلْكَ كَانَ مُبَاحًا فِی غَیْرِ تِلْكَ الْعِلَلِ
یعنی کہا اُنھوں نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہی اور حکم اُسکا حکم خون اُسکے کا ہی نہ حکم دودھ کا اور گوشت کا اور
کہا اُنھوں نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا اس مین اس
امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہی کیونکہ بہت اشیاء دیکھتے ہین کہ بوجہ ضرورت مباح کردیے گئے ہین
اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اسمین احادیث مروی ہین چنانچہ انس رضؓ سے روایت ہی کہ زبیر رضؓ اور
عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جون کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتا پہننے کی
اُن کے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہی پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصون کو حریر پہننا مباح کیا تھا سو بسبب اُن کی خارش کے تھا
پس یہ علاج اُسکا ہوا اور اس کی اُس علت سے جو اُن کو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہوسکتی کہ
سوا اُس بیماری کے بھی مباح ہی ایسا ہی وہ چیز کہ عرنیین کے واسطے آپ نے مباح کی تھی بوجہ بیماریون
اُن کی کے تھی پس اُن کے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اُن بیماریون کے اور مین بھی
جائز تھا انتہی اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ
الْقَبْرِ مِنْہُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب قبر کا اُسی سے ہوتا ہی انتہی اور علامہ
ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اِس حدیث کو حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی
کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہی اور علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّی بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَيَعُمُّ
جَمِيْعَ الْبَوْلِ یعنی اس لیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل
کلام یہ ہی کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اُسکی ثابت نہوئی پس اِس حدیث سے کہ تمام ابوال کو شامل ہی
حرمت اُسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت اباحت اُسکی مقتضی
نہین کہ بلا ضرورت بھی جائز ہوجاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح ہوجاویگا اور علامہ
اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ
مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف

اعتراض کر دینا جانتے ہین اور کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اُنکی سمجھ مین نہین آتا ع کج رَا تکلف
نتوان راست نمودن :: کہ تیر توان ساختن از چوب کماں نہا :: **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو
امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا بیچ باسن
ایک تمھارے کے پس چاہیے کہ دھووے اُسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہی کہ کہا
پاکی باسن ایک تمھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اُسمین کتا یہ ہی کہ دھووے اُسکو سات بار پہلا اُن کا
ساتھ مٹی کے **اقول** بنایہ شرح ہدایہ مین ہی کہ دارقطنی نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے کے منھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا
سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابوہریرہ رضؓ سے مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن
مین مونھ ڈالدے پس چاہیے کہ اسکو خالی کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو
سند صحیح سے ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ جب کتا برتن مین سونھ ڈالدے پس خالی کردو اسکو اور
برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبدالرزاق نے
اپنی مصنف مین معمر سے روایت کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین مونھ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار
دھو ڈالا جاوے پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوی ندیتے
جو ابوہریرہ رضؓ نے دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح
کہتے ہین کہ تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابوہریرہ رضؓ سے
تین بار ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے
ٹھیک بیان کی ہی اور اس وقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اُسپر ترجیح
دیجاویگی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ جسوقت کتون کے احکام مین شدت
کیجاتی تھی یہان تک کہ حکم اُن کے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید اُسوقت کے مناسب
تھی اور اُسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابوہریرہ رضؓ کی حدیث سے تائید یافتہ ہین
سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر

فتح القدیر فصل فی الآسار

اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی ابوہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث سے
(حال آنکہ وہی راوی اسکے بھی ہین) عمل کرنا کفایت کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے
سے چھوڑدین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ خبر واحد کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اُس کے
کہ جسنے اُسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی یہان تک کہ اُس سے اگر
قطعی الدلالت ہونا اُسکا اپنے معنی مین پایا جائیگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہوجاوے گی پس اس سے لازم
آیا کہ اُنھون نے نہین ترک کیا اُسکو مگر بوجہ یقین کرنے اُن کے نسخ کا کیونکہ نہین متروک ہوتی قطعی مگر قطعی
سے پس قول اُنکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جائز ہی کہ اُن کے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی ثبوت نسخ ہوگیا
ہو پس جب پہچانا تو نے اُسکو تو ہوگیا ترک کرنا اُنکا بمنزلہ روایت کرنے اُنکے ناسخ کو بلاشبہہ پس
دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم رحہ نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اِس
حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب
سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل
قول اللہ تعالی کا ہی حلال کی گئین واسطے تمھارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہوگیا ہی اور
سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہی پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہی
روایت کیا اُسکو مسلم نے اور یہ مطلق ہی پس شامل ہوگا اُسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث
مین وارد ہی یہ ہی کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو باین طور کہ اُس سے نفع مثل سرکہ کے لیا جاوے مثل
نان خورش بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابوداؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے
سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہوگئے ہین فرمایا بہا دو اُسکو عرض کیا گیا سرکہ
اُسکا نہ بنالین فرمایا نہین ہین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین یہ آیا ہی کہ
فرمایا آپ نے سرکہ بنالو اُسکا پس حجت نہین ہوسکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اُنھون نے پس حمل کیا جائیگا
اُسپر کہ یہ ممانعت ابتداے اسلام مین تھی جسوقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے مبالغہ فرماتے تھے
واسطے زجر اُنکے کے اور واسطے چھوڑادینے عادت مالوفہ کے کیا نہین جانتا تو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم فرمایا مٹکے توڑنیکا اگرچہ اب جائز نہین اسیطرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح مسلم مین

قال لکھا ہے کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہے اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین یہ آیا ہے انتہی
شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب تو منہ کے لیے اور ایک ضرب
کہنیون تک ہاتھون کے لیے الخ اقول حاکم اور دار قطنی نے روایت کی ہے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم ایک ضرب واسطے منہ کے ہے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے
کہنیون تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور کہا دار قطنی نے اس حدیث کے سب رجال
ثقہ ہین اور طبرانی مین روایت ہے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ
لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو
ضرب ہین ایکبار منہ کے لیے اور ایکبار ہاتھون کے لیے کہنیون تک ہے انتہی اور مسند بزار مین
روایت ہے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ فِی التَّیَمُّمِ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ
لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار منہ کیواسطے
اور ایکبار ہاتھون کے واسطے کہنیون تک ہے انتہی اور ابو داود مین ہے عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّہٗ کَانَ
یُحَدِّثُ اَنَّھُمْ تَمَسَّحُوْا وَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ
فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا وُجُوْھَھُمْ مَسْحَۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّھِمُ
الصَّعِیْدَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْھِمْ یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ رض نے مسح کیا
درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کے واسطے پس ہاتھون کو مٹی
پر مار اپھر مسح کیا منہ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھون کو مٹی پر مارا پس ہاتھون پر مسح کیا انتہی اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربین ہین معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم تھا
کہ جنابت مین بھی دو ضربین ہوتی ہین یا کل بدن پہ مٹی ملتے ہین اسلیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو طریقہ اسکا بتلایا تا انکے فعل سے امتیاز ہوجاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین
چنانچہ امام نووی نے اسکی تصریح شرح مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اسلیے
صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین مذکور ہین کیونکر متروک ہوسکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَاِنِّیْ تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اَصْرِبْ

ف شرح النقایہ
باب التیمم
ف حاکم و دار قطنی
باب التیمم
ف طبرانی
باب التیمم
ف مسند بزار
باب التیمم
ف ابو داود
باب التیمم
ف شرح مسلم
باب التیمم

حِمَارًا فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا التَّيَمُّمُ یعنی ابوالزبیر جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا پس کہا اُسنے مجکو جنابت پونچی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اُنھون نے کیا تو گدھا ہو گیا جسطرح وہ لوٹتا ہو اُسی طرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رض نے زمین پر مارے پھر منہ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وَرُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَقَدْ رُوِيَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ وَوَجْهُ الْجَمْعِ ظَاهِرٌ يُرْشِدُ اِلَيْهِ لَفْظُ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ فَالْاَوَّلُ اَدْنَى التَّيَمُّمِ وَالثَّانِيْ هُوَ السُّنَّةُ انتہی یعنی اور مروی ہی حدیث ابن عمر رض سے کہ تیمم ہین دو ضربین ہین ایک ضرب منہ کے لیے اور ایک ضرب دونون ہاتھون کے لیے کہنیون تک اور تحقیق مروی ہی عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا دونون طرح پر اور وجہ توفیق کی ظاہر ہی رہنمائی کرتا ہی طرف اُسکے لفظ انما یکفیک کا کہ اول یعنی ایک ضرب ادنیٰ تیمم کا ہی اور ثانی یعنی دو ضربین وہی سنت ہین انتہی اور طبرانی کے معجم اوسط مین ہی کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا اُنھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار مہینے قیام کرتے ہین اور ہم لوگون مین جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب منہ کے واسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان سب احادیث سے ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی کمال سنت کا ہی اور اسپر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل رہا ہی چنانچہ یہی مذہب حنفیہ کا ہی مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** عینی شرح ہدایہ مین اور شیخ عبد الحق رحمہ نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہین اور یہ مذہب ہی امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظم رح اور امام شافعی اور امام مالک رح نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلی حدیث مسلم مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر مسح کیا اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پر اور موزون پر الخ

اقول شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ امام محمد رح نے اپنی موطا مین تحریر کیا ہی کہ امام مالک رح نے کہا کہ ہمکو جابر رض کی خبر پونہچی کہ اُن سے لوگون نے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اُنھون نے نہین جائز ہی جب تک پیشانی و سر پر مسح نکرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہین اور یہی قول ہی ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہین کہ مین نے صفیہ ابو عبیدہ کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور مسح کرتے ہوئے سر کا خمار علیحدہ کرکے اور خبر پونہچی ہمکو کہ اول عمامے کا مسح مقرر تھا اُسکے بعد ترک کردیا گیا اور منسوخ ہوگیا اور یہی ابو حنیفہ اور ہمارے تمام فقہا کا قول ہی اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمامے کو علیحدہ کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِنَ الرَّأْسِ لَمْ يُجْزِهِ ذٰلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو مطلق نچھوا تو نہین کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلاخلاف اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام ابو حنیفہ رح اور اکثر علما کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہین اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہی مگر اور حدیثون سے برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہی اور کیون نہو کہ قرآن شریف مین صریح مسح سر کا حکم موجود ہی اور حدیث مسلم مین بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہی پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہی چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہی مسح کرنا ضروری ہی اسلیے فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا تاکہ معلوم ہوجائے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہوجاوے اور باقی کو پگڑی پر ہو تو بھی جائز ہی اسیوجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے کچھ حصر کیو اسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہی یا یون کہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کرکے پگڑی کو سر مبارک پہ جمایا ہوگا راوی نے دیکھکر یون جانا کہ مسح کرتے ہین غرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث مفسرہ اور جمہور محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو ان معنول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہہ یا مجاز قرار دیا گیا پس اسقدر عقل سے کام لینا حنفیہ کے یہان نہایت ضرور ہی اگر عقل اس کام نہ آئے تو پھر کس کام آئے گی اسی کو توسط بین الافراط والتفریط کہتے ہیں

قال اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخان میں لکھا ہی

وَلَا صَلٰوۃُ جَنَازَۃٍ لِمَا رَوَیْنَا وَلَا سَجْدَۃُ تِلَاوَۃٍ لِاَنَّہَا فِیْ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ہو مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اُس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہو الخ **اقول** معنی اِس حدیث کے امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا اَدْرَكَ مَنْ لَا یَجِبُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَۃً مِنْ وَقْتِہَا لَزِمَتْہُ تِلْكَ الصَّلٰوۃُ وَذٰلِكَ فِی الصَّبِیِّ یَبْلُغُ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمُغْمٰی عَلَیْہِ یُفِیْقَانِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ تَطْهُرَانِ وَالْکَافِرِ یُسْلِمُ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ رَکْعَۃً قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ لَزِمَتْہُ تِلْكَ الصَّلٰوۃُ یعنی جسوقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہین نماز اُسپر مقدار ایک رکعت کے اُسکے وقت سے تو لازم ہو اُسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے مین ہو کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور بیہوش مین کہ افاقہ پا جائین اور حائض اور نفسا مین کہ پاک ہو جائین اور کافر مین کہ مسلمان ہو جاوے پس جو شخص انہین سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پائیگا تو نماز اُسپر واجب ہو جاوے گی انتہی یعنی یہ حکم کافر وغیرہ مین ہو کہ ایسے وقت مین مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت مین نماز اُسپر واجب ہو جائیگی اور پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہین جیسا کہ شرح مسلم مین لکھے ہین اِذَا اَدْرَكَ الْمَسْبُوْقُ مَعَ الْاِمَامِ رَکْعَۃً کَانَ مُدْرِکًا لِفَضِیْلَۃِ الْجَمَاعَۃِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد آکر ملے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا اختلاف پائے گا انتہی یعنی یا اس حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جائے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملجائے گویا نماز پوری ملگئی اگر اِس حدیث کے یہی معنی لیے جائینگے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم مین آئی ہو مخالف ہو جائینگے وہ حدیث یہ ہو وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع فجر سے اُسوقت تک ہو کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس جسوقت طلوع کرلے آفتاب کے ٹھہر جا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق یہ آفتاب طلوع کرتا ہو درمیان دو قرنون شیطان کے انتہی دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہو یہ ہو ثَلٰثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْہَانَا اَنْ نُّصَلِّیَ

[حاشیہ:] ف نہی کی وقت... حدیث من ادرک رکعۃ... کی نقل امام نووی شارح مسلم ... فرعون ... لازم نماز ...
ع نووی شرح مسلم ...
ع فتح القدیر ... بعض ...

فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ تَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِيفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ وَهُوَ إِنَّمَا يُفِيدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِي جِنْسِ الصَّلٰوةِ دُونَ عَدَمِ الصِّحَّةِ فِي بَعْضِهَا بِخُصُوصِهِ وَالْمُفِيدُ لَهَا إِنَّمَا هُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا وَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا وَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهَى عَنِ الصَّلٰوةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَالنَّسَائِيُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہان تک کہ اونچا ہو اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اُسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند ہو جاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اُس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہی تو نزدیک ہو جاتا ہی اُسکے پھر جسوقت ڈھلجاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہی پھر شیطان اُسکے پاس آجاتا ہی اور جب غروب ہو جاتا ہی جدا ہو جاتا ہی اور منع کیا ہی نماز سے اِن وقتون مین روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہی اور یہ حدیثین اُس حدیث کے بعد وارد ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وُرُودُ هٰذَا الْحَدِيثِ أَيْ حَدِيثِ مَنْ أَدْرَكَ كَانَ قَبْلَ نَهْيِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ أَدْرَكَ کا تھا پہلے ممانعت فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اوقات مکروہہ مین انتہی اس لیے امام طحاوی اِس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہین چنانچہ رد المحتار مین لکھا ہی عَلٰى أَنَّ الْإِمَامَ الطَّحَاوِيَّ قَالَ إِنَّ الْحَدِيثَ مَنْسُوخٌ بِالنُّصُوصِ النَّاهِيَةِ وَادَّعٰى أَنَّ الْعَصْرَ يَبْطُلُ أَيْضًا كَالْفَجْرِ یعنی علاوہ اُسکے یہ بات ہی کہ امام طحاوی نے کہا ہی کہ تحقیق یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ احادیث ممانعت کرنی والی کے اور دعوی کیا اسکا کہ عصر بھی باطل ہو جاویگا مثل فجر کے انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمٰن مین لکھا ہی وَزَادَ الطَّحَاوِيُّ

ثم خالف الامام وصاحبیہ عدم جواز عصر یومہ کالفجر وسائر الواجبات مدعیا انتساخ کلہا بالنصوص الناھیۃ والا یلزم العمل ببعض الحدیث وترک بعضہ یعنی اور زیادہ کیا امام طحاوی نے ورانحالیکہ وہ خلاف کرنے والے تھے امام صاحب وصاحبین کے نہ جائز ہونا اُس روز کی عصر کا شل فجر کے اور باقی واجبات کے اُس حال میں کہ دعوی کرتے ہیں وہ کل ان احادیث کے منسوخ ہونے کا بسبب احادیث نہی کے ورنہ لازم آجائے گا عمل ساتھ بعض حدیث کے اور ترک بعض حدیث کا انتہی اگر بالفرض منسوخ ہونے کو تسلیم نہ کیا جائے تو تعارض سے خالی نہیں اس لیے کہ بعض حدیث میں نماز پڑھ لینا آیا ہے اور بعض میں ممانعت آئی ہے پس وقت تعارض کے دونوں حدیثوں پر عمل کرنا محال ہے اس لیے قیاس جس حدیث کو ترجیح دیگا اس حدیث پر عمل کیا جاوے گا لمعات التنقیح میں ہے والجواب انہ قد وقع التعارض بین ھذا الحدیث وبین الاحادیث الواردۃ فی النھی عن الصلوۃ فی الاوقات الثلثۃ فانہا تعم الفرض والنفل ولیست مخصوصۃ بالنفل کما زعمت الشافعیۃ وحکم التعارض بین الحدیثین الرجوع الی القیاس والقیاس رجح حکم ھذا الحدیث فی صلوۃ العصر وحکم النھی فی صلوۃ الفجر کما ذکرنا ولیست الاحادیث فی النھی عن الثلثۃ مخصوصۃ بالنفل کالنھی عن الصلوۃ بعد الفجر والعصر کما زعمت الشافعیۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن صلوۃ او نسیہا فلیصلہا اذا ذکرہا ان ذلک وقتہا ای اولہ وبہ یوفقون بین ھذا الحدیث وتلک الاحادیث لان التخصیص خلاف الظاہر وظاہر الاحادیث النھی عن الفرائض والنوافل

یعنی اور جواب یہ ہے کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث میں اور ان احادیث میں جن میں تین وقتوں میں نماز کی ممانعت وارد ہے کیونکہ وہ شامل ہیں فرض اور نفل کو اور نہیں خاص ہیں نفل کے ساتھ جیسا کہ گمان کیا ہے شافعیہ نے اور حکم تعارض کا درمیان دو حدیثوں کے رجوع کرنا ہے طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو صلوۃ عصر کے جواز میں ترجیح دی اور حکم نہی کو نماز فجر کے عدم جواز میں ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے اور تین وقتوں میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں نفل کے ساتھ خاص نہیں مثل حدیث ممانعت نماز کے بعد فجر اور عصر کے جیسا کہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سو جاوے نماز سے یا بھول جاوے اُسکو پس چاہیے کہ پڑھے اُسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی وقت اسکا ہے یعنی اول وقت ہے اور اسی سے توفیق دیتے ہیں فقہاے محدثین درمیان اس حدیث کے اور ان احادیث کے

امام طحاوی کے نزدیک اس روز کی عصر بھی جائز نہیں

[illegible]

لمعات التنقیح کتاب الصلوۃ

اسوجہ سے کہ تخصیص کرنا ساتھہ نفل کے خلاف ظاہر کے ہی اور ظاہر احادیث کا نہی ہی فرائض اور نوافل سے انتہی اسیطرح کہا علامہ عینی اور علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت کی بیان کی ہی تمام معلوم ہوتی ہی چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہی اسکے بعد لمعات مین لکھا ہی وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهٗ قَبْلَ النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ اَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ اَيْضًا لٰكِنَّا عَلَّلْنَا بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ یعنی کہا ہمارے بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی اور تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے اور مقتضا اس قول کا یہ ہی کہ نماز عصر بھی باطل ہو جائے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی پس جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہی امام ابو یوسف سے یہ کہ بے شک نماز فجر نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہی اور فتح المنان مین لکھا ہی کہ فجر کا کل وقت کامل ہی پس جب نماز اسوقت مین شروع کریگا کامل ہی واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہوا تو جیسی نماز واجب ہوئی تھی ویسی ادا نہین ہوئی بخلاف عصر کے اس لیے کہ آخر وقت اسکا ناقص ہی کیونکہ وقت مکروہ ہی پس جبکہ شروع کریگا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جب کہ غروب سے نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جائے گی انتہی اسکے بعد چند دلائل اور بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہی وَبِمَا ذَكَرْنَا عُلِمَ اَنَّ مَذْهَبَ الْحَنَفِيَّةِ بُنِيَ عَلَى التَّحْقِيْقِ وَالتَّدْقِيْقِ وَاَنَّ قِيَاسَاتِهِمْ وَدَلَائِلَهُمُ الْعَقْلِيَّةَ لَيْسَتْ فِيْ مُقَابَلَةِ النُّصُوْصِ بَلْ لِتَرْجِيْحِ بَعْضِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى بَعْضٍ كَمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِيْ مَوَاضِعَ یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق اور تدقیق پر بنا کیا گیا ہی اور یہ کہ قیاسات اُن کے اور دلائل عقلیہ اُن کے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم بہت جگہ کر چکے ہین انتہی اور شرح وقایہ مین ہی فَالْقِيَاسُ رَجَّحَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحَدِيْثَ النَّهْيِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَاَمَّا سَائِرُ الصَّلٰوةِ فَلَا يَجُوْزُ فِي الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثِ لِحَدِيْثِ النَّهْيِ اِذْ لَا مُعَارِضَ لِحَدِيْثِ النَّهْيِ فِيْهَا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کا ان وقتون مین کوئی معارض نہین انتہی اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہی وجوب نماز کا اور آخر وقت عصر کا ناقص ہی اسلیے کہ وہ وقت ہی پرستش آفتاب کا پس واجب ہوگی

نماز ناقص جب ادا کریگا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کریگا پس جب فساد بسبب غروب کے آجائیگا تو فاسد نہو گی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین کیا جاتا پس کامل واجب ہو گی پس جب طلوع سے فساد طاری ہو گا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے تو کہونگا مین کہ جب احادیث مین تعارض واقع ہوا پس قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر مین ترجیح دی اور حدیث نہی کو نماز فجر مین ترجیح دی لیکن اور نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے کہ حدیث نہی کا اور نمازون مین کوئی معارض نہین انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنے لیے جائین جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا ان کو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہے یا بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجانے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہے غرض مخالفت حدیث کی کسی صورت سے لازم نہین آتی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر امام نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم رح نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہے کہ امامت کرواتا تھا حضرت عائشہ کو ذکوان غلام انکا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **قول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہے اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہو جاتی ہے گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہے اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید امام اتفاقی ہے اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کے بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہے اور ابن حزم رح نے محلی مین لکھا ہے وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَذْهَبُ الظَّاهِرِيَّةِ اَيْضًا یعنی یہی قول ہے ابن مسیب و حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہے انتہی اور عینی رح نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے پس اگر کہے تو کہ ذکوان مولے عائشہ کا امامت انکی رمضان مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولی مین کہونگا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہے تو محمول اسپر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہو کر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ ہر دو شفعون کے درمیان مین دو رکعتون کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہے پس اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس مذکور کی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرارت قرآن شریف سے دیکھکر نماز مین مکروہ تو

ضرور ہی اور ہمکو عائشہ رضہ سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہو
جو کروہ نماز پڑھاوے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اُنھون نے منع کیا ہمکو امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے اِس سے کہ امامت کرین لوگ قرآن شریف دیکھ کے ذکر کیا اس حدیث کو ابو بکر بن ابو داود
نے مع اسناد کے انتہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون
مین برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اُن کے شاگرد ابو یوسف کا ہی سو
امام اعظم اور اُن کے شاگرد ابو یوسف نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم
مین روایت ہی ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی
اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحدیث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز
ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ
ہوا پھر باینہمہ خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھنا اور اندھون کی طرح
بیدھڑک اعتراض کر بیٹھنا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی کیا یہی آدمیت ہی ؎ نباشد نکتہ گیری آدمیت
کہ کارِ سگ بود آہو گرفتن **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین
آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے) خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین بھی خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کی اُس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ
کی روایت سے مسئلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول** امام محمد کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ
بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جہریہ اور سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین قرارت نہین کرتے تھے
اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی دو رکعتون مین
کچھ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رضہ اور ابن مسعود رضہ نے فرمایا
پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھو اور اخیرین مین سبحان اللہ پڑھو انتہی پس اِن حدیثون سے معلوم ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی امام صاحب کا
مسئلہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلَّا اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يَّقْرَأَ یعنی مگر بہتر یہ ہی کہ قراءت کرے انتہی گو حدیث مذکور
عائشہ رضہ سے غریب ہی مگر دوسری روایت اُن سے غریب نہین بنایہ مین لکھا ہی رُوِيَ اَنَّ رَجُلًا

سأل عائشۃ عن قراءۃ فی الاخریین قالت اقرأھا علی جھۃ الثناء یعنی روایت ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رضؓ سے سوال کیا اخیر کی دو رکعتوں میں قرأت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ الحمد بطریق دعا کے پڑھ لے پس امام صاحب کی طرف نسبت مخالفت کی کیونکہ درست ہو سکتی ہے ہاں اگر کوئی وجوب ثابت کر دے تو ہو جائے گی مگر امام صاحب کی پھر کیا تخصیص ہے خود صحابہ رضؓ کا مذہب بھی یہی ہے۔ ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہیں کہہ سکتے بلکہ ادنی اصحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہے اسی وجہ سے اس حدیث سے اخیرین میں وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان حدیثوں سے خود واضح ہو گیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح روایتوں میں حسن نے امام صاحب سے نقل کیا ہے کہ قرأت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہے اور اگر تسبیح نہ کہی اور قرأت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کرے گا تو سجدہ سہو لازم آئے گا اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام نے اس روایت کو احوط کہا ہے واللہ اعلم وعلمہ قال فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ بسم اللہ اور آمین نماز میں پکار کر کہنی مکروہ ہے اور جامع الرموز میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے کہ نماز میں آمین آہستہ کہنی سنت ہے اور پکار کر کہنی مکروہ ہے اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام اور مقتدی نماز میں آمین آہستہ کہیں اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہے سوا امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان کئی حدیثوں کا الخ

اقول قولہ پہلی حدیث ابوداؤد آہ **اقول** پہلی حدیث مسند امام احمد کی عن وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین واخفی بھا صوتہ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب کہ پہنچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا اپنی آواز کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر بن رافع ہے تقریب میں لکھا ہے کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہے اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہے اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے وھو حدیث ضعیف وفی اسنادہ بشر بن رافع ضعفہ البخاری والترمذی والنسائی واحمد وابن معین یعنی یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی اسناد میں بشر بن رافع ہے ضعیف کہا اس کو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحییٰ بن معین نے انتہی **قولہ** تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث میں بھی

وہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس حدیث قابل حجت نہین اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے تو
اسکے دو جواب ہین اول یہ ہی کہ انجاح الحاجۃ مین لکھا ہی کہ انکار کرنا ابوہریرہ رض کا ترک جہر پر اسوجہ سے
ہی کہ شاید انکو حدیث اخفا کی نہین پونہچی انتہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی
ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیون کا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ انکو اخفا ثابت ہوگیا ہو ممکن نہین اسلیے کہ
آدمی ابوہریرہ رض کے وقت مین صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ نے مثل
ابوہریرہ رض وغیرہ کے ترک نکیا ہو اسپر دال ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی
ترجیح اخفا کو ثابت ہی اور کیون نہو ہنوز احادیث اخفا کے برابر محدثین اپنی کتابون مین روایت کرتے
چلے آئے ہین چنانچہ دوسری حدیث مسند ابوداؤد طیالسی مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ
النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ
وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نماز پڑھی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پونہچے آمین کہی اور آہستہ کیا
آواز کو انتہی پس جب ابوہریرہ رض کے زمانے مین صحابہ رض نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا
کیا قصور ہی جو انھون نے واسطے اخفا کے ارشاد فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثین اخفا کی موجود ہین

قولہ چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند ابو یعلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ولا الضالین پر پونہچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے
معجم مین روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پونہچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی
انتہی ہمنے دونون موقوف حدیثون کے جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث
بخاری نے بلا سند بیان کی ہی اور معترض صاحب کہتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حالانکہ
بخاری نے کہین روایت اسکی نہین لکھی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ؎ چہ دلاور ست دزدی کہ
بکف چراغ دارد ۔ پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا مرجع جہر آمین ٹھیرایا حالانکہ
مطابق آمین کی طرف ضمیر پھیرتی ہی اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین کرتے تھے اور لوگون کو
آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مین نے ابن عمر رض سے آمین کی حدیث مرفوع
سنی ہی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قائل ہین مگر جہر اس سے

ثابت نہیں ہوتا ہاں ابن زبیر رض کے فعل سے ثابت ہوتا ہو اسی لیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھدی ہو
قولہ چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلی مین ہو کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی مین ہو
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ
فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ
اقول ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہو حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ
قَالَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِاٰمِيْنَ یعنی
ابو وائل سے روایت ہو کہ عمر رض اور علی رض بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور نہ آمین مین جہر کرتے تھے انتہی
قولہ نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہو کیونکہ حجیہ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اون کو
تقریب مین لکھا ہو کہ خطا کرتے تھے پس جبہی سے حدیث مین خطا واقع ہو اسکی حدیث قابل حجت نہین یہی
وجہ ہو کہ علی رض کا فعل عدم جہر ہو چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہو اگر یہ حدیث
صحیح ہوتی تو علی رض ترک جہر نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہو کہ مین نے اپنے باپ سے
سوال کیا کہ یہ حدیث کیسی ہو اُنھون نے کہا هٰذَا عِنْدِيْ خَطَأٌ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہو اور یہ
ابن ابی لیلی سے ہو اور اُنکا حافظہ خراب تھا انتہی لہذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علی رض آمین پکار کر
نہین کہتے تھے زیادہ معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہو اسکے مقابلے مین صحیح
نہ ٹھہری **قولہ** دسوین حدیث آہ **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہو عَنْ سَلَمَةَ بْنِ
كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ
اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب ولا الضالین پر
پونہچے آمین کہی اور مخفی کیا اپنی آواز کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے عبد الجبار کی روایت سے
بیان کیا ہو منقطع ہو کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سُنا ہو چنانچہ ترمذی مین لکھا ہو سَمِعْتُ مُحَمَّدًا
يَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ وَلَا اَدْرَكَهٗ يُقَالُ اِنَّهٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ

اَبِیۡہِ بِاَشۡھُرٍ یعنی ہین سنے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبد الجبار نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اُنکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے ہین انتہی علاوہ اسکے دو چار دس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہ رض کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدین کے کبھی کبھی پکار کر قرارت فرماتے جیسا کہ حافظ ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَھَرَ بِہِ الۡاِمَامُ اَحۡیَانًا لِیُعَلِّمَ الۡمَاۡمُوۡمِیۡنَ فَلَا بَاۡسَ بِذٰلِکَ فَقَدۡ جَھَرَ عُمَرُ بِالۡاِفۡتِتَاحِ لِیُعَلِّمَ الۡمَاۡمُوۡمِیۡنَ وَجَھَرَ ابۡنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَۃِ الۡفَاتِحَۃِ فِیۡ صَلٰوۃِ الۡجَنَازَۃِ لِیُعَلِّمَھُمۡ اَنَّھَا سُنَّۃٌ وَمِنۡ ھٰذَا اَیۡضًا جَھَرُ الۡاِمَامِ بِالتَّاۡمِیۡنِ وَھٰذَا مِنَ الۡاِخۡتِلَافِ الۡمُبَاحِ الَّذِیۡ لَا یُعَنَّفُ فِیۡہِ مَنۡ فَعَلَہٗ وَلَا مَنۡ تَرَکَہٗ وَھٰذَا کَرَفۡعِ الۡیَدَیۡنِ فِی الصَّلٰوۃِ وَتَرۡکِہٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدین کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر کہے تو کچھ مضایقہ نہین اسلیے کہ تحقیق حضرت عمر رض نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیون کو اور حضرت ابن عباس رض نے بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تاکہ مقتدیون کو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہی اور اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اُسکے عامل اور تارک کو برا نہ کہا جاوے اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا اور نہ کرنا اسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد قرارت فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی تاکہ سمجھ جاوین کہ اس محل پر آمین کہی جاتی ہی ورنہ جتنے احادیث دعا اور قرارت اور تسبیح کی سماعت مین آئے ہین سب سے جہر ثابت ہو جائیگا حالانکہ کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث آہ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے اخفاے آمین کی روایت کی ہی اور اُسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کی بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا بیہقی کا مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول** دسوین حدیث رَوٰی اَبُوۡدَاوٗدَ وَغَیۡرُہٗ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰمِیۡنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوۡتَہٗ یعنی روایت کیا ابو داود طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اُس بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت مین ہو آمین جہر کا نشان بھی نہین

اسیطرح اور حدیثون مین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی اُسمین بو بھی نہین آتی اسی لیے
تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور اگر کسی نے جہر کے باب مین بیان
کردیا تو یہ فقط اُسکا اجتہاد ہی ہمپر حجت نہین کیونکہ لفظ قول سے جیساکہ بخاری مین ہی یہ استنباط کرنا
کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تایید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے ہزارون کوس دور ہین نہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سے جہر ثابت ہو جائیگا اسیطرح احادیث مین
وارد ہی کہ جب صبح کو اُٹھو تو یون کہو اور جب سونے کو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو اور جب قرآن
ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانے سے نکلو تو یہ کہو سب اُن دعاؤنکا جہر سے پڑھنا ثابت ہوگا اسیطرح جب امام
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو حدیث مین آیا ہی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو ایسے ہی التحیات پڑھنے کے
واسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی یعنی قعدہ مین التحیات پڑھا کرو ان تمام کو جہر سے پڑھنا کیون نہین مسنون کہتے اور
انکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حالانکہ قولوا اور قُل انمین بھی موجود ہی پس معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے
معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسے ہی یہود کا حسد کرنا اسپر موقوف نہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات واسطے تعلیم کے جہر فرماتے تھے کیا یہ امر یہود پر ظاہر
نہین ہوسکتا کہ ہمیشہ سے اُنکا حسد کرنا متصور ہی یہود کو جتنے اقوال و افعال جو نماز مین صادر ہوتے تھے کیا
اُنکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض اوقات کا جہر اُن کے علم
کے واسطے کافی نہوگا اسیوجہ سے اُنکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز مین آمین ضرور کہتے ہین اور ہم لوگ آمین کی فضیلت
سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کے اسکے مؤید ہین اور خود معترض صاحب نے
ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑدی پس صحابہ اور تابعین کا چھوڑنا بھی اخفا پر
دال ہی کیونکہ مطلقاً چھوڑ دینا خواہ سرًّا ہو خواہ جہرًا اگر لیا جائیگا تو یہ امر صحابہ سے نہایت
بعید ہی اسلیے کہ مطلق آمین مین سب کا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اُسکے موجود ہین
گو سر اور جہر مین اختلاف ہی پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے جہر کرنے کو
معیوب سمجھا تو اسکا کچھ تعجب نہین صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی تب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا
آہستہ کہنا اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا تو پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اُسمین اور یہود مین کچھ فرق نہوگا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِاٰمِیْنَ یعنی ابو وائل رضہ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے عمر رضہ اور علی رضہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بُخاری اور مسلم کی عَنْ اَنَسٍ رضہ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَأُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی انس رضہ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پس نہین سُنا مین نے کسی کو اون مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَآءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رضہ نے کہ نماز پڑھی مین نے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرات مین اور نہ اُسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رضہ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھے سب اخفا کرتے تھے بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ جہر نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمدؒ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ الحمد للہ رب العالمین کو جہر سے کہتے تھے انتہی انیسوین حدیث مسند ابو یعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور عثمان رضہ نماز جہریہ مین قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیۂ ابو نعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضہ اور عثمان رضہ بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابون مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم مین اُن سے روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہی قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ وَرُوِیْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یَصِحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَھْرِ حَدِیْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہی کہ کہا اُنھون نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر

بسم اللہ میں صحیح نہیں آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہی کہ جب دارقطنی مصر میں آئے تو
اُن سے بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر میں کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزا انہون نے
تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے انکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جہر کی حدیث
کوئی صحیح نہیں ہی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہی اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رض روایت کرتے
ہین فقط یہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رض کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رض
کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض
کیا ہی ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رض کی حدیث مین جسکو روایت ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رض
تکبیر کہتے ہر نماز فرض اور نفل مین پس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر فرماتے
جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہی اُس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی مین زیادہ مشابہ ہون تمسے ساتھ نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپ کی تا دم حیات رہی ہی اور نہ اس حدیث مین اور نہ اور احادیث
صحیحہ مین ابوہریرہ رض سے بسم اللہ کا ذکر ہی اور اس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رض پر
وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمٰن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِيْثِ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ اَنَّهٗ مَعْلُوْلٌ
فَاِنَّ ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ فِيْهِ بِمَا انْفَرَدَ بِهٖ نُعَيْمٌ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض وَاَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ اَعْرَضَ عَنْ
ذِكْرِهٖ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيْحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا مَعَ شِدَّةِ حِرْصِ الْبُخَارِيِّ
عَلٰى مُعَارَضَةِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بِالْاَحَادِيْثِ مَهْمَا اَمْكَنَهٗ بِدَلِيْلِ مَا اَشْحَنَ بِهٖ صَحِيْحَهٗ یعنی اور
جواب حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہی کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رض سے
نعیم مجمر ہی متفرد ہوئے ہین اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رض سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جہر بسم اللہ کا کرتے تھے اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رض مین بخاری اور مسلم نے
اور کسی نے دونون مین سے اسکو ذکر نہین کیا ہی باوجود شدید ہونے حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے
امام ابوحنیفہ رح کے ساتھ احادیث کے جسقدر اُن کے امکان مین ہی اُس دلیل سے کہ جس سے اپنی صحیح
کو اُنھون نے بھرا ہی انتہی پس احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ نہین کرنا چاہیے اور بعض

روایات مین آنے کی وجہ یہ ہی کہ واسطے تعلیم کے کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت
آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کے کسی نے بسم اللہ سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات
قریب کے لوگون کو مسموع ہو جاتا ہی اکیسوین حدیث امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی
مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اُنھون نے میرے باپ نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سُنا
پس کہا مجسے اے بیٹا یہ بدعت ہی بچتا بدعت سے اور کہا صحابہ سے زیادہ برا جاننے والا بدعت کا مین نے کسی کو
نہین دیکھا اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ساتھ ابوبکر رض کے اور ساتھ
عمر رض کے اور ساتھ عثمان رض کے پس کسی کو مین نے بسم اللہ پڑھتے نہین سُنا پس نہ کہنا جہر سے بسم اللہ کو
جسوقت تو نماز پڑھے پس کہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین و بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے
جائین اب کچھ بحث اخفاے آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ بہت طول ہو جائیگا معترض صاحب نے
علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی حال آنکہ ابن حبان نے کتاب الثقات
مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ اَبُو السَّكَنِ الْكُوفِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ حُجْرٌ اَبُو الْعَنْبَسِ يَرْوِي عَنْ عَلِيٍّ
وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوَى عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو
حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض اور وائل بن حجر سے اور اُن سے سلمہ بن کہیل روایت
کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس اُنکو کہدیا تو کیونکر اُنکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین
لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اُنکی
مثل نام اپنے باپ کے ہی اور قول بخاری کا کہ کنیت اُنکی ابو السکن ہی اِسکے منافی نہین کہ کنیت اُنکی ابو العنبس بھی ہو
کیونکہ ایک شخص کی دو کنیتین ہونے کو کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهُ وَزَادَ فِيهِ عَلْقَمَةَ لَا
يَضُرُّ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَلَا سِيَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا کہ شعبہ نے
علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصاً شعبہ جیسے راوی سے انتہی پس
شعبہ جو امیر المؤمنین حدیث مین مشہور ہین اگر اُنھون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی اور تیسری
علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفاے آمین کی روایت کرنے مین ہی کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہی

اسکا جواب بھی علامہ عینیؒ نے بنایہ مین لکھا ہی قُلتُ تَخطِیَتُہٗ مِثلَ شُعبَۃَ خَطَاءٌ کَیفَ وَھُوَ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ فِی الحَدِیثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی نسبت کرنی خطا ہی کیونکر نہو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المومنین ہین انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ ایسے شخصون کی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کردینا ہی جب ایسے لوگ خطا کرنے لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مویّد اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین سب کو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہی ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو قوت ہی اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہہ ہی تو اُن کے محامد سنیئے ترمذی کی کتاب العلل مین ہی حَدَّثَنَا اَبُوبَکرٍ عَبدُ القُدُّوسِ بنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِی اَبُوالوَلِیدِ قَالَ سَمِعتُ حَمَّادَ بنَ زَیدٍ یَقُولُ مَاخَالَفَنِی شُعبَۃُ فِی شَیئٍ اِلَّا تَرَکتُہٗ قَالَ قَالَ اَبُوالوَلِیدِ قَالَ لِی حَمَّادُ بنُ سَلمَۃَ اِن اَرَدتَّ الحَدِیثَ فَعَلَیکَ بِشُعبَۃَ یعنی ابوالولید نے بیان کیا کہ مین نے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری شعبہ نے کسی شی مین مگر مین نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا اُنھون نے کہ ابوالید نے کہا کہ مجسے حماد بن سلمہ نے کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ اِسمٰعِیلَ نَا عَبدُ اللّٰہِ بنُ اَبِی الاَسوَدِ نَا ابنُ مَھدِیٍّ قَالَ سَمِعتُ سُفیَانَ یَقُولُ شُعبَۃُ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ فِی الحَدِیثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوریؒ سے سُنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانون کے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اُسی ترمذی مین آیا ہی کہ ہم سے ابو بکرؒ نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا اُن سے مین نے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثون کو زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحیی نے شعبہ کو رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثون کو اُن سے زیادہ یاد رکھتے تھے پس سفیان کی حدیث جو جہر مین واقع ہی شعبہ کی حدیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہی ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسما مین لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اُنھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور سبیعی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اُن سے اعمش اور ایوب سختیانی اور محمد بن اسحق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور

عبد اللہ بن المبارک و یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ائمہ مین سے اُن سے روایت کی ہی اور

اجماع کیا ہی اُنھون نے اوپر امام ہونے اُن کے کے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت

قدر مین کہا امام احمد بن حنبل نے شعبہ کے زمانے مین اُن کے مثل حدیث مین اور عمدہ اُن سے

کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رح نے اگر شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد نے

شعبہ امت واحدہ ہین علم حدیث اور احوال رواۃ مین انتہی مختصراً پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفاے

آمین کی حدیث بیان کرنے سے مخطی ہو گئے حال آنکہ اسمین اُنکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہریہ کے

مخالف نہ بیان کر دینے مین جو چاہیے کہیے ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین راویون کا علم اُن کو

اور حافظہ اُنکا بہت قوی ہی پس اُنکی طرف ایسا گمان کرنا سراسر اعتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی

اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سُنا ہی اگر

معترض صاحب ترمذی کی کتاب الحدود دیکھتے تو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اُسمین لکھا ہی

وَعَلْقَمَۃُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ

وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار

نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو

ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حال آنکہ عبد الجبار کی عدم سماع مین اتفاق ہی) حجت

گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اُسکو بعض اشخاص کے مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ

کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دینے کا التزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہون گے

ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا :: اور خود نواب صاحب میر بھوپال جو معترض صاحب کے

بڑے معتمد و مستند ہین اپنی کتاب مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست

پس حدیث سالم باشد از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا اپنے باپ سے ثابت ہی پس حدیث اخفاے آمین کی

انقطاع سے سالم ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہی اسکا ہم کب انکار کرتے ہین ہم تو

خود کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رض مین اختلاف ہوا بعضون نے

اُسکو بطور مسنون سمجھا اور اکثر نے اُسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیون کا قرن اول مین ترک کر دینا خود

اسپر دال ہی کہ اُنھون نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینی ہمکو کچھ مضر نہین

ترمذی صفحہ ۱۵۱

مسک الختام شرح بلوغ المرام مطبع نظامی صفحہ ۲۵

وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ + اور بعض صحابہ کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ اُنکی رائے مین جہر کو ترجیح
تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا تھا اور جہر نہین کرتے تھے بلکہ آمین مین اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ اسقدر
اہتمام نفرماتے ؎ بیخودی بے سبب نہین غالب * کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی * اسیواسطے علامہ
ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث جہر کو اگر میرے
نزدیک جہر کو قوت ہوتی تو خفض مین یون تاویل کر دیتا کہ مراد اُس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام
کے قول سے معلوم ہوا کہ وہ خود اسمین متردد ہین چونکہ اُنھون نے اِس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی پس حسب
شرط کا وجود نہ پایا گیا مشروط بھی معدوم ہو گیا اور اگر اِس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل اخفا
ہوتی تو دونون مین یہ توفیق دیتا تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہین اُن کے کلام سے ثابت نہین ہوتا
کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہین بلکہ ترجیح ہی اخفا کو معلوم ہوتی ہی کیونکہ انھون نے کہا ہی کہ اگر یہ امر تمام
ہو جائے تو حدیث مین انقطاع ہو گا علاوہ اسکے انقطاع کو انھون نے اپنی کتاب مین حجت گردانا ہی
بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی پھر اُسکو معلق بھی کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن کے نزدیک
انقطاع اسکا ثابت نہین پھر اُنکی تطبیق سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ مین اُنھون نے تاویل
کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر مین جو معنی بیان کیے ہین وہ خلاف جہر نہین برخلاف معنی اخفا اور خفض کے
کہ اُن مین محض تاویل ہی کیونکہ عدم قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا اور خفض کے
عدم قرع کیونکر ہو سکتے ہین جب تک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اُسوقت ایسے تاویلات بعیدہ کے مرتکب
ہو سکتے ہین ورنہ اسکی تاویل بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے مین کیا کلام ہی پس اشارہ ہذا
کا طرف دلیل جہر کے ہو گا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہو گا تو پھر اسمین تاویل کے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین
یون تاویل کیجائیگی کہ مراد اُس سے اُس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی نہ سنے پس یہ معنی اخفا کو شامل ہو جائینگے
ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہو جائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین
جہر مین کیون نہین کرتے کہ مراد اُس سے عدم اخفاے شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی
علامہ ابن ہمام اسکے ہرگز قائل نہین اسیواسطے اُنھون نے معلق کر دیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام
کی یہی ہی کہ جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کر دیتے پس معترض صاحب کو
یہ عبارت مفید نہ پڑی اور اُنکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا اور خفض کے معنی

فتح القدیر

فتح بحث

جہر کو شامل نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفا کے معنی مین کیا لکھا ہی آخفاہُ سَتَرَہٗ وَکَتَمَہٗ جب لغت سے اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اُسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور خلاف متبادر لے لینا آپ ہی کا کام ہی کیا فقط راوی کے خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حال آنکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخفا کیا خواہ مخواہ اُسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اُنکو اِس امر کا علم تھا کہ آپ آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اُسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصاً اُسوقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا پھر اُسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرون کو رائے کا الزام دیتا ہی ایسے بیّن الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اُن کے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ جسکو جہل مرکب ہو اُسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ؎ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ٭ بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

اُسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رض کا حجت نہین یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رض سے استدلال کرتے ہین کہین ابو ہریرہ رض کے قول سے سند ہی اور کہین ابن زبیر رض سے اور پھر دوسرون کو اُسکی استدلال سے منع کرتے ہین حال آنکہ حنفیہ کے یہان موقوف حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلے کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہو چکی ہی علاوہ اسکے مرفوع حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید ہی پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کہ یہ روایتین طبقۂ رابعہ کی ہین یہ قول اُنکا مناقض اُس قول کے ہی جو مسئلۂ ہفتم مین اُنھون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقۂ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی طبقۂ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس یہان اُسکو طبقۂ رابعہ کہتے ہین حال آنکہ یہ قول اُنکا مخالف حجۃ اللہ البالغہ اور خود اُنکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب معترض صاحب لکھتے ہین کہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین کثرت سے موجود ہین ایک دوسرے کی تائید کرتی ہین اسیواسطے برہان[1] شرح مواہب الرحمٰن مین لکھا ہی کہ امام طحاوی نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُنھون نے علی رض اور عمر رض آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور امام محمد نے کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُنھون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین روایت کی ہی

حواشی (ہاشیہ):

قولہ اخفا کے معنی — جواب معترض کا اخفا مین تاویلات

اسکے بعد جب خود تو... — جواب معترض کا آثار صحابہ مین استدلال

قولہ طحاوی کی تنقیص — جواب معترض کا طبقۂ رابعہ مین

لکھ برہان — [1] برہان — معتبر السعد

پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم کے تھا جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت آیت سنا دیتے تھے حال آنکہ اسکے واسطے جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہو جاوے ورنہ عمر رض اور علی رض ترک نکرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے برخلاف اُسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رض کا قول بے اصل نہین عمر رض اور علی رض سے بھی یہی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسکے رجال ثقہ ہین برخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رض سے مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہو چکی پس معلوم ہوا کہ علی رض سے جہر کی روایت محض بے سند ہی ہر گز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اُن سے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمر رض سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی وَهُوَ مُرْسَلٌ یعنی اَنَّ عَبْدَةَ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ لُبَابَةَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ رض یعنی یہ روایت مرسل ہی اسلیے کہ عبدہ نے عمر رض سے نہین سُنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جسطرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور اس حدیث مرسل سے معترض صاحب کا حجت پکڑنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین اَلْغَرِیْقُ یَتَشَبَّثُ بِكُلِّ حَشِیْشٍ ڈوبتا آدمی کیا نہین کرتا جب قوی حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف ہی سے مقابلہ کر بیٹھتے ہین اور تقلید نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے انکی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثون کو اُن کے مقابل مین باطل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب قول نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین ورنہ اُنھین کے قول کو قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کر دیتے ہین پھر اپنے قواعد ممہدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض کسی جگہ اُن کے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اُنکے نزدیک نہایت سہل بات ہی زبان سے کہنے کی دیر ہی مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا انکی مخالفت سے دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ قورمے کا تہ و بالا ہو سو مقلد ہو تو ایسا ہو موحد ہو تو ایسا ہو ؎ ہی تقلید اسکی فرض العین جسکے پاس پیسا ہو ؎ اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہی کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہی حدیث اور قرآن سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہی

ف: روایت عدم جہر بالاتفاق جمہور اصح الروایات ہی ۔ صحیح مسلم اول صفحہ ۱۷۲

ف: مقلدین نواب تقلید ایسی کرتے ہین کہ اُن کے مقابل مین احادیث صحیحہ کو نہین مانتے

ف: شبہ معترض کا [illegible] آیت قرآنی مین

اگر اسکے معنی دعا کے نہین یا یہ لفظ اسماے الٰہی سے نہین تو کیا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع نے حکم دیدیا ہی
بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ مین اِستَجِب اور کَذٰلِکَ فَلیَکُن اور کَذٰلِکَ فَافعَل کے ہین اور آمین
کو اسماے الٰہی مین سے بھی لکھا ہی پس دو حال سے خالی نہین دعا ہوگی یا اسماے الٰہی سے ہی ہر صورت سے
اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ رحہ نے اخفاے آمین ہی دو وجہین بیان کی ہین ایک
یہ کہ آمین دعا ہی اور دوسرے یہ کہ آمین اسماے الٰہی سے ہی پس اگر دعا ہی تو اخفا اُسکا واجب ہی اِس لیے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر اسماے الٰہی سے ہی تو بھی اخفا
واجب ہی اسلیے کہ خداے تعالیٰ فرماتا ہی اپنے پروردگار کو دل مین یاد کرو پس اگر وجوب ثابت نہوگا تو نہ کم
ہوگا استحباب سے اور ہم بھی اسی کے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن اور حدیث نہوا بلکہ
حدیث اور لغت اُنکے قول کی تایید کرتے ہین اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر مین اِس آیت کی
تفسیر مین اخفاے آمین نہین لکھا عجب مہمل و بے معنی قول ہی تفسیر والون نے جب دعا کا اخفا کرنا اِس
آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہی کہ مسائل مختلف فیہ کو ہر مفسر لکھے البتہ امام فخرالدین رازی نے اخفاے
دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اُسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کر دی ہی چنانچہ
ابھی اُنکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفاے دعا کے دلائل بھی سنیے تفسیر کبیر مین ہی جانو کہ اخفا دعا مین
معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے دعا کا حکم
دیا ہی اُس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ استحباب
ہوگا پھر خداے تعالیٰ نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور
ظاہر تر یہ ہی کہ مراد اُس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اُن لوگون کو جو حد سے تجاوز کر جاتے ہین اِن دو
امرون کے ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اُنکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی
ثواب سے عبارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کر دے پس اللہ اُسکو ثواب
نہین دیگا اور نہ اُسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا
کہ قول اللہ تعالیٰ کا اِنَّهُ لَا یُحِبُّ المُعتَدِینَ بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے
دعا مین اور دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ ندا کی زکریا نے پروردگار
اپنے سے ندا ے خفی یعنی چھپایا اُسکو بندون سے اور خالص کیا اُس دعا کو واسطے اللہ کے اور اُسی ندا کی وجہ سے

جب تک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کر دینگے کہ جہر آمین اور بعض دعا کا جو بعض وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہو سکتی ہم بعض اوقات جہر دعا کے خود قائل
ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رضہ کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اس سے قرآن کی کیونکر تخصیص ہو کر جہر مسنون
ہو سکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض اوقات جہر کسی غرض سے
خلاف قرآن نہین ہو سکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کر دیے جس سے ثابت ہو گیا کہ دعا کا اخفا
کرنا بہتر ہی پس متنازع فیہ نقطہ یہ امر ہی کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین اور بغیر اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے
آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے ہین چنانچہ بعض دعاؤن مین بھی
بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیث مین کہین اسکا پتا نہین اگر
قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا ثابت ہو بلکہ دونون
قسم کے احادیث موجود ہین اور سہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ رضہ اور تابعین سے اخفا معلوم
ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی اخفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کے اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے دعا ہونے
مین یا اسماے الٰہی مین سے ہونے مین کسی کو کلام نہین اور عجب یہ ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور
قرآن کی سند پیش کی ہی کہ اسمین دعا کے معنی نہین آئے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ؛ معترض
صاحب نے شارع کے ذمے اظہار معنی لغوی بھی تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا کے
ہین یا نہین خدا اور رسول احکام تبلاتے ہین یا آپ کو لغت کی تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطائی تابعی نے اسکو کہدیا تو
کو کسی وجہ سے قابل حجت نہوگا دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طور سے کرنا پڑیگا یا اسما الٰہی ہین یہ ماننا پڑیگا
؎ یا راست بیان ہمچو سحر باید بود ؛ یا معترف فتنہ و شر باید بود ؛ ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش ؛
دو چشم پر از خون جگر باید بود ؛ اور ان دونون کے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا
خالی از استحباب نہوگا مزید برآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع
جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دیے ہین اور جہر کے احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اور جو
وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین کہ کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی [illegible]
تو بیش برین نیست کہ گاہی ماہی ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ میان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی

اور بجز تاویلات واہیہ اور کچھ نہو سکیگا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر
یون نہین تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس آیت کا خلاف کیا نعوذ باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ اُن کے تناقض ہوتا ہی
تو پھر دعوی پیغمبری در پردہ کرتے ہین جناب من آپ کی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ
اُسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ آپ کے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپ
صاحبون نے بالکل بالاے طاق رکھدیا ہی اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اُسکا آپکے
نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی ہی قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا خود تو ضعیف حدیثون سے
استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی آیت پیش کرے تو اُسکو قابل استدلال نہ سمجھو کیا قرآن محض
تلاوت ہی کے واسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال اُس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آجتک بتواتر منقول ہوتے چلے آئے ہین اور احادیث مین یہ بات
میسر نہین بلکہ اُسمین اسدرجے کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ
جنکے تمام راوی ثقہ ہین اُن مین اس درجے کا اختلاف ہی کہ جب تک کہ کوئی بڑا ماہر نہو ہرگز غرض نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کرسکتا پس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوسرے کی مؤید ہوجائین اور
قرآن کی آیت کو تایید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علما نے لکھا ہی مگر یہ حضرات تو قبل کتاب اللہ
سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اُن کی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے معترض صاحب کی اسی کتاب کو
ملاحظہ کر لیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلے مین نہین مانتے آیت مین تو ایسی تاویلین گڑھین گے
جو کوئی ابلہ بھی اسکو پسند نہین کرے گا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلا واسطہ ہمکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچے مین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے
ہین خدا جانے اونکے امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اُن سے یہی غرض ہے یا
اُنھون نے کوئی خواب دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارے مین
اکیس حدیثون پر بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ

آمین کی فضیلت اور اخفا اور جہر مین اس سے زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس
حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل
ہی چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہین اُن مین بجز ابوہریرہ رضہ اور وائل بن حجر رضہ کی حدیث کے کسی
اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی رضہ کی حدیث تو برعکس اُسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے
سنداً اسکی لکھدی ہی اور بعض صحابہ رضہ کے فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہی تو اکثر صحابہ رضہ سے اخفائے
آمین سمجھا جاتا ہی فقط ان دو تین حدیثون کو کئی کتابون مین آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار
کر لیا ہی اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین بھی اُنمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر
اُسپر ناز کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اُنکی دو تین حدیثین ہین کہ اُنمین بھی کلام ہی اسی وجہ سے
ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہی کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابون کی جنمین صریح اخفائے آمین مذکور ہی لکھدین
اور دس حدیثین اخفائے بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض تھا بیان کر دین اسقدر بچون کے
بہلانے کو کافی ہی کیونکہ معترض صاحب اُس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال
خردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو اُسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین

ع قبول ناقصان زا شاہدی بیجوہری باید ۔ کہ جز طفلان خریداری نہ بینی تیغ چوبین را ۔ ان اکیس
حدیثون پر فخر کرنے مین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہی اگر ہمکو اختصار منظور نہوتا تو
اُن کے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے الزامی جواب دیا ہی
کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی عشا وغیرہ
مین کیون پکار کر پڑھتے ہین **جواب** اسکا کئی طرح پر ہی اوّل تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنون مین ہو نماز مین بطور دعا کے
نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہی اُس سے بھی
نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن پڑھنا مقصود ہی دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور
درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین اسیوجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت
سے دعا مانگتے ہین تو اُسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازون مین جہر سے پڑھنا
احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہی اور حنفیہ کے نزدیک حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر

جواب اعتراض اخفائے دعا کے

ہوجاتی ہی البتہ حدیث آحاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع امت بھی موجود ہی لہذا الحمد وغیرہ کا
جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض لغو اور مانند تار عنکبوت ہوگیا ع
جوبات اول ہی تمسے بن نہ آئی ۞ تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی ۞ اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ
مین بحث کی ہی حال آنکہ حنفیہ کے اس مسلک سے (کہ آیت مفید یقین ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن
ہی قطعی کو چھوڑکر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اسمین بہت سے احتمالات ہین تسلیم کرلینا نچاہیے یعنی
اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے ہمطلق خبر نہین ہی) نہ اعتراض
کرتے مگر اُن کے شیوۂ قدیم اور عادت ذمیم سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے احادیث
مرفوعہ اور عمل صحابہ رض کے سو مسئلون کو مخالف قرآن و حدیث بتاکر بیدھڑک قلمبند کردیا اور کچھ خدا کا
خوف نکیا پھر مزید برآن ان مسائل کی وجہ سے اسقدر طعن اور تشنیع ایمہ مجتہدین پر کی ایسا شخص جو کچھ لکھے
تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہمکو تو اُن کے ایمان مین شک معلوم ہوتا ہی کیونکہ اس ظفر مبین مین اُنھون نے
ایمہ و صحابہ رض اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی کی ہی حال آنکہ اس مسئلے کو اُمین
مین کچھ تعلق نہ تھا خود بخود حنفیہ کی طرف سے ضعیف جواب گڑھکر اسکا جواب الجواب معترض صاحب دینے
لگتے ہین پھر تعجب ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب امیر بھوپال کے رسالون
کے کسی محقق کی کتاب ملاحظہ رسامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آندھی ہین چنانچہ
فرماتے ہین کہ پنجم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے کہ الخ **جواب** اسکا یہ ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر آپ کے پاس کوئی
سند اسکے خلاف پر ہو تو لائیے ہَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر جہر اکثری اور بوجہ مسنون ہوتا تو
صحابہ رض کا فعل ہرگز اخفا نہوتا اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر
مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت
نہین مگر آجکل ظاہر ہی کہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین پس جسقدر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی وہ بیشک موافق مرضی خدائے تعالی کے ہی اور اُسمین جو غلو اور ترقی ہوگئی ہی وہ مگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین پس حنفیہ کے نزدیک گو جہر کی حدیث مین کلام ہی اور اخفا کی حدیث
صحیح الاسناد بقول حاکم ہی لیکن باینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر

ہوا ہی تاکہ اخفا اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور فعل صحابہ رض بھی بجاے خود رہے پس جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوے کو بعینہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اس لیے معترض صاحب بہت بگڑے دل نظر آتے ہین خدا خیر کرے ؎ آج وہ شوخ غضب پر ہی خدا خیر کرے ۔ غصے مین جامے سے باہر ہی خدا خیر کرے ۔ **قولہ** پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا الخ **اقول** عرفات و مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ آحاد سے گذر کر مشہور تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین اور اجماع صحابہ رض کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہو جاتا ہی اور زیادتی اسکی کتاب اللہ پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اُن دونون مین اگر مخالفت ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسالک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہی مگر عوام الناس کو اشتباہ مین ڈالنے کے واسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ **اقول** اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوا ے ان عورتون کے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث مین اسکی حرمت وارد ہی پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اُن مین سے اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اُسوقت حنفیہ خبر آحاد سے قرآن کو ترک نکرتے اور اپنی عورت کی پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بین ہو معترض صاحب اُسکو بھی بیبا کانہ لکھدیتے ہین تاکہ عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حال آنکہ حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب انکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ؎ کہ بہ پسند خرد خردہ بین ۔ مدعیت سست تو ئی بست دل چالاک ۔ تو بروی دربی تصدیق او ۔ وان پی تغلیط فانی الوفاق **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ الخ **اقول** اس آیت سے بھی یہ نہین معلوم ہوتا کہ سوا ے ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شی کی حرمت بیان کرنے سے دوسری شی کی کیونکر حلت اُس قول سے معلوم ہو سکتی ہی دوسری شی کے حکم سے

ف عرفات و مزدلفہ مین جمع مین پہلا مین کی حدیثین کثرت سے وارد ہین

ف حرمت ... [illegible]

وہ قول ساکت ہوتا ہی جب تک دوسرا حکم اُس دوسری شے کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا
جسمین یہ حکم وارد ہی اُسیمین رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُنکی تصریح کردی ہی اُنکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن
مین جابجا موجود ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول
بیشک فرمایا ہی اُسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اُسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے ہونے مین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اُسوقت ہم اُسکو اس حیثیت سے ترک
نہین کرتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم تیقن ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین
دیتے ورنہ جس شخص نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سُنا کہ وہ اپنے معنی مین
قطعی الدلالۃ ہی تو اُس شخص کو اُسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اُسوقت اُس سے نسخ
کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے اُنکی تفصیل کیجاتی ہی
کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانے مین چلے آئے ہون کہ اُنکا کذب پر مجتمع ہونا عقل
محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اُسکو ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث
اسقدر پھیلی کہ اتنے صحابہ رضؓ اور تابعین وغیرہ اُسکو برابر روایت کرتے چلے آئے کہ اُنکا کذب پر مجتمع ہونا
محال ہی پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک
دو راوی ہون یہ قسم مفید ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن پڑیگی تو آیت اُسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ
عمل آیت پر کہ یقینی ہی کیا جائیگا اور حدیث ظنی مین تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے
بہت سے واسطون کے ترک کیجائیگی کیونکہ بلاواسطہ علم مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف
قرآن وہ حدیث نہوگی تو اُسپر گو وہ ظنی ہی عمل کرنا واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلاواسطہ علم اور بواسطہ تواتر
موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص کسی بات کو بیان کرین تو اُنکے بیان مین ضرور
کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حدیث بسر و چشم ہی اگر ثابت ہوجائے راویون کی وجہ سے احادیث مین بہت فرق ہوگیا ہی
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو یہ کہنا ہمکو سہل ہی کہ راوی
سے کوئی غلطی سہواً ہوگئی ہوگی مگر خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات ظاہریہ ہی کا کام ہی

فائدہ حدیث متواتر و مشہور سے آیت قرآنی منسوخ ہوجاتی ہی

یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد سے مخالفت قرآن کی نسبت کرنی اُنھین حضرات کا شیوہ ہی جنھون نے
احادیث مین یاس درجے کا غلو کیا ہی کہ اسکے مقابلے مین قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور ایک دو شخص کے
قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہین حال آنکہ خدا کا کذب محال ہی اور راوی کا محال نہین قرآن مین ابراہیم
علیہ السلام کا قول اِنِّی سَقِیْمٌ آیا ہی جسکے یہ معنی ہین کہ تحقیق مین بیمار ہون اور حدیث مین وارد ہی کہ
ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے ہین ایک اُنمین کا یہی ہی کہ آپ کو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی
باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے
مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت کرون چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھتے ہین قَالَ بَعْضُهُمْ
ذٰلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كِذْبَةٌ وَرَوَوْا فِيْهِ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ
مَا كَذَبَ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كِذْبَاتٍ قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّقْبَلَ لِاَنَّ
نِسْبَةَ الْكِذْبِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ لَا تَجُوْزُ فَقَالَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِكَذِبِ الرُّوَاةِ الْعُدُوْلِ
فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ الْكِذْبِ اِلَى الرَّاوِيْ وَبَيْنَ نِسْبَتِهٖ اِلَى الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ الْمَعْلُوْمُ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّ نِسْبَةَ الْكِذْبِ اِلَى الرَّاوِيْ اَوْلٰى یعنی بعضون نے کہا کہ یہ کہنا ابراہیم
علیہ السلام کا جھوٹ ہی اور بیان کی اُنھون نے اسمین ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
آپ نے نہین جھوٹ کہا ابراہیم علیہ السلام نے مگر تین بار مین نے اوسسے کہا یہ حدیث قبول کرنیکے لائق نہین اسلیے
کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہین پس کہا اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاے ساتھ
جھوٹ بولنے ثقہ راویون کے مین نے کہا جبکہ درمیان نسبت کذب راوی کے اور درمیان
نسبت کذب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جائیگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہی انتہی **حاصل** یہ ہی کہ حدیث مین سواے اِن دو قسمون کے
(جو قرآن شریف مین مذکور ہین) آنے سے مخالفت قرآن نہین ہوسکتی یہ حکم اور بھی اوسوقت اور بھی سیکڑون
احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اُن ہین مخالفت ہی جو حدیث مشہور یا متواتر
کی ضرورت پڑی آیسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہی
معترض صاحب کو مطلق خیال نہین رطب و یابس کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اُسپر
یہ ہی کہ ندامت تو درکنار اُنکو فخریہ لوگون کے سامنے پیش کر دیتے ہین خیر خداے تعالی اُنکو اس تلبیس سے

رد قول بعض کہ پیغمبر ...

سیکڑون ... ۱۲

بچاوے اور اِن افعال اور اقوال سے توبہ نصیب فرماوے آمین **قولہ** چوتھا مسئلہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ **اقول** یہ آیت مطلق نہین بلکہ
مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی سبب ظنیات سے اُسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی
وَلَا شَکَّ اَنَّ اِطْلَاقَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاسْعَوْا مُقَیَّدٌ بِخُصُوْصِ مَکَانٍ وَمَخْصُوْصٌ مِنْہُ کَثِیْرٌ
کَالْعَبِیْدِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فَجَازَ تَخْصِیْصُہٗ بِظَنِّیٍّ اٰخَرَ فَیُخَصُّ بِمَنْ اَمَرَہُ السُّلْطَانُ اَیْضًا یعنی نہین
شک ہی اِسمین کہ مطلق ہونا آیت فَاسْعَوْا الخ کا ساتھ خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اُس سے
خاص کیے گئے ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا خاص کرنا اُسکا ساتھ دوسرے ظنی کے
پس خاص کیا جائیگا وہ اُس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن
مین لکھا ہی اِنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ اِتِّفَاقًا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ اِذْ لَا
یَجُوْزُ اِقَامَتُھَا فِی الْبَرَارِیْ اِجْمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالیٰ کا کہ چلو تم طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی
بوجہ اتفاق کل ائمہ کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز نہین انتہی پس جب
یہ آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب حدیث جمعہ
واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعض چیزون کے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہوگیا
کہ شاید دوسرے اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اُسوقت ظنی حدیث بھی کافی ہوجائیگی اور آیت
مین دوسری تخصیص پیدا کر دیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اُسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس
اِس مقید آیت کو اس بحث مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ واسطے
مغالطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت درجہ کی فریب دہی ہی **ع** وای بر فرقۂ کہ ہمت شان ٭
جملہ کیادی و دغا باشد ٭ حنفیہ نے موافق قرآن اور حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی
مذہب مین ایسے کلیے نہین حتی کہ منطق کے کلیے ٹوٹ جاتے ہین مگر حنفیہ کے قواعد اور کلیات برابر
نقائص سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنی لاعلمی سے جو
چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ متعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے ہین
توچہ جای مقلدین و ائمہ مجتہدین **ع** مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا ٭ مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا ٭
اور اندھے کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے

نابینا معذور رہی مگر با اینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اون سے
ساقط ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصون کے لیے وارد ہی
کہ اُن سے قلم تکلیف کا اُٹھالیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ اور
شروط جمعہ کے موافق اور احادیث کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے
معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ
اللہ تعالیٰ نے تمپر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس
مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اُسکو ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد
میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اُسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے اُسکے کے اور انکار
اُسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اُسکی اور نہ برکت دے اللہ اُسکے کام مین خبردار رہو نہین نماز اُسکی
اور نہ زکوۃ اُسکی اور نہ حج اُسکا اور نہ روزہ اُسکا انتہی مختصرا اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ المحدثین
علامہ عینی نے یہ حدیث ساتھ طرق کثیرہ اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے اسمین
قوت آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ
کے ثابت ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک جمعہ پر
وعید فرمائی پس معلوم ہوا کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو
ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام
جمع ہوکر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم
کے ہین کیونکہ صفت اُسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت حکام مین ہوتی ہی مسجد کے امام کے واسطے
کہنا مہمل ہی مگر احتیاطاً متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی اُڑا دیا ہی گو اس حدیث سے یہی معلوم
ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری رح سے بھی منقول ہی کہ چار چیزون بادشاہ کی تفویض
مین ہین کہ ان مین سے جمعہ اور عیدین بھی ہی پھر اگر امام صاحب نے امام کی شرط فرما دی باوجودیکہ
کسی حدیث مین اُسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ کے واسطے معلوم
ہوتی ہی تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا ٥ تمہین کہو تو کہ ہی اسمین کسکی رائے صواب ؟
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہو گئی ہی پس خلاف قاعدہ اصول

ابن ماجہ مین ہی جمعہ باجماعت امام واجب ہی

امام و حاکم و شرائط جمعہ کا بیان

اور خلاف قرآن بھی نہو االبتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رض کی امامت بروقت محصور
ہونے عثمان رض کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اُنھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہی اور اگر اُسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اِس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز رہی
چنانچہ امام المحدثین علامۂ عینی نے لکھدیا ہی کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا
ممکن نہو جمعہ ایک شخص کے پیچھے جس سے لوگ راضی ہوجائین جائز ہی باقی رہی شرط شہر ہونے کی
اُسکے واسطے بھی حدیث موجود ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین علی رض سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے
لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی
نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہی
وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رض قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اِس حدیث کو ابن حزم ظاہری نے اور
کفایت کرتا ہی اتباع علی رض کا انتہی اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہی اور ظاہر ہی کہ اِس
قسم کی حدیث حکماً مرفوع ہوتی ہی کیونکہ اس امر کا عقل سے ثابت ہونا بعید ہی پس اگر دوسرے صحابی
کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رض کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حال آنکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہی یہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے یہ امر منقول نہین کہ جب اُنھون نے شہران کو
فتح کیا ہو تو منبر اور جمعہ کا گانوُن مین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرون مین جمعہ کے واسطے حکم دیتے اور منبر
رکھوادیتے اور اگر کہین گانوُن مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی
ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہی امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہی
کہ مصر جامع وہ جگہ ہی جہان حوائج ضروری متعلق عیال و اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہی کہ
جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور یہ معنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے
بھی منقول ہین اور تیسری یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچہ و بازار اور متعلق اُسکے گانون ہون
کہ آدمی بروقت حوادث اُسمین رجوع کر جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک مصر جامع وہ ہی
کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامۂ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود اور
احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین

آدمی اُسکے نہ آسکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام صحابہ مصر ہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رضہ سے بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط کے لگانے مین مخالفت کیسے کی بلکہ اُنھون نے تو عین موافقت کی البتہ گانون مین جمعہ کے وجوب کی کوئی حجت نہین پائی جاتی ورنہ صحابہ رضہ سے ضرور منقول ہوتا اور جواثی کا گانون ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کو قریہ بھی بولتے ہین اور لغت مین بھی اُسکو قلعہ کے معنی مین لکھا ہی اور قلعہ پر مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی چنانچہ تحقیق اسکی مفصلاً صفحہ ۱۲۸ مین بیان ہوگی غرضکہ امام صاحب تو موافق حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ باایں ہمہ دعوی عمل بالحدیث سراسر خلاف حدیث و قرآن کرتے ہین اپنے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین ~~س~~ اپنی فضیحتی پر انھین کچھ نہین نظر ؎ اندھے ہین خود پر اورون کو جانتے ہین بے بصر **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ الخ **اقول** جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محدثین کے حق مین وارد ہی متوضی اسمین داخل نہین اور تقدیر اسکی یون ہی اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو پس وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَتَقْدِیْرُہٗ وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ مَشْہُوْرٌ عِنْدَ الْبَعْضِ وَقِیْلَ مَعْنَاہُ اِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ الْحَدَثِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضہ کَمَا نُصَّ بِہٖ فِی الْمَدَارِکِ یعنی تقدیر آیت کی وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اُسکے جسوقت اُٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی ہی چنانچہ یہی روایت ابن عباس سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ ابن عباس رضہ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر مین مِنَ النَّوْمِ متعلق کو محذوف مانتے ہین پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضرور ہی مطلق نہین اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَیَکُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِیْنَ خَاصَّۃً وَاَنْ یَّکُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ ہَلْ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِیْنَ وَغَیْرِہِمْ

لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ الْاِيْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰى وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی مین جواب دونگا احتمال
ہی کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگون کے اور یہ بھی
احتمال ہی کہ امر واسطے استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہی کہ امر با وضو اور بے وضو دونون کو
شامل ہو اُن کو بطور ایجاب کے اور انکو بطور استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہی انتہی
حاصل یہ ہی کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہی تو بالاتفاق بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر
امر ندبی ہی تو اسوقت با وضو لوگ ہی ہون گے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت ہوگی
باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہی اور اسمین تحصیل حاصل ہی گو مستحب سہی اور تفسیر
فتح البیان مین لکھا ہی وَالتَّقْدِيْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا
اَحَدُ اِخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ وَهُوَ كَثِيْرٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف
نماز کے اور حال یہ ہی کہ تم بے وضو ہو اور یہ تقدیر منجملہ اور اختصارات قرآن کے ہی اور یہ بکثرت
ہی انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب بہت سند لائے ہین معلوم ہوا کہ یہان
یہ لفظ مقدر ہی اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہی اور قرینہ اسپر اس آیت سے آگے وَاِنْ
كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہی یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کرلو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل
کرلو پس یہ آیت عام نہوئی بلکہ خاص اُنھین کے حق مین وارد ہوئی جو طہارت سے نہون اور
مقدر الفاظ مثل مذکور کے ہوتے ہین پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض مغالطہ ہی پھر
کثرت سے احادیث بھی اسمین موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی وَدَلِيْلُ الْجُمْهُوْرِ
الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ
الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَحَدِيْثُ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ اَيْضًا اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَكَلَ سَوِيْقًا ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَلَمْ
يَتَوَضَّأْ وَفِيْ مَعْنَاهُ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ كَحَدِيْثِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ
وَسَائِرِ الْاَسْفَارِ وَالْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوةِ الْفَائِتَاتِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ یعنی دلیل
جمہور کی احادیث صحیحہ مین کہ اُن مین سے ایک تو یہی حدیث مسلم کی ہی اور دوسری حدیث

انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور
ہم لوگون کو ایک ہی وضو جب تک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن
نعمان کی صحیح بخاری مین آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو
کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور اسی مثل کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے
حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام سفرون مین اور حدیث جمع کی درمیان
قضا نمازون کے خندق کے دن اور سوا اسکے انتہی اسی طرح کی حدیثین ترمذی اور ابوداود
اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داود ظاہری جو فرقۂ ظاہریہ کے
مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کئی نمازون کو کافی ہوجاسے بلکہ
ہر نماز کے واسطے تازہ وضو واجب جانتے ہین پس فرقۂ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام
حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے اور کہتے کہ یہ مسئلہ اُنکا صریح احادیث اور اجماع
صحابہ رض و تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے
ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاک دامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسرے کے
مخالف ہم تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم
نعوذ باللہ جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ ہوتا تو پھر ہم تو ایسی
قلعی اُس طرف کی کھولدیتے کہ باید و شاید اسی لیے فقط ہم اشارے پر اکتفا کرجاتے ہین اگر معترض صاحب
زیادہ چون و چرا کرینگے تو پھر اُنکو مشکل پڑجائے گی اور انشاء اللہ جس وادی مین وہ چلین گے
ہم اُنکا پیچھا نہ چھوڑینگے اور جواب باصواب سے مُنہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہی کاغذ تو قلم
اپنا ہی جوگان :: ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین مرے یان :: اگر اُن کو ان مسائل مین شبہہ
ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مہذبانہ لکھکر رفع اشتباہ کرلیتے خلاصہ یہ ہے کہ داود ظاہری
باوجود کثرت احادیث کے اس آیت کو باوجود خاص ہونے کے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا
قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اُنکا مذہب مع جواب مفصل
موجود ہے مگر تعجب یہ ہے کہ خاص کو عام کرلیا حالانکہ کوئی قرینہ اُسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت
کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہے پھر احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو اُنھون نے اسکے

داود ظاہری کے نزدیک ایک وضو سے کئی نمازین جائز نہین

مقابلے مین ایک نمانا پس معلوم ہوا کہ ظاہریونکا یہ عقیدہ ہی کہ جیسا قرآن کو داود ظاہری سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضوسے کئی نمازین نہ پڑھتے کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ظاہریون کے امام پر اُتری ہی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کرے لیکن یہ حوصلہ امام داود کے مقلدون کا ہی اور کسیکا نہین حال آنکہ خدا ے تعالیٰ فرماتا ہی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اُسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی تمھارے واسطے رسول اللہ مین طریقہ عمدہ موجود ہی انتہی اور تیسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہدو اے پیغمبر اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا قول ظاہریون کے حق مین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح مان کر قدح اور جرح سے سالم جانکر اُسکے مقابلے مین قرآن کی آیت پڑھتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت کے معنے نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلے مین کبھی قرآن سے اخذ نکرین بلکہ دونون کو باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہر یہ صاف صاف عوام [illegible] نہین کہ سکتے مین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلے مین ظنی پر عمل [illegible] پس وضو کی آیت [illegible] کے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث ظنی ہین اسلیے اُن کے امام داود ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے مقابلے مین ترک کردین پس ظاہریون کو اول اپنے گریبان مین مُنہ ڈالنا چاہیے کہ اُن کے امام کیا کہتے ہین اُسکے بعد دوسرون پر اعتراض کرین اب انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہان فرقۂ ظاہریہ کا حدیث پر سے عمل کہان چلا گیا اور اُس قاعدے کو کہ حدیث کے مقابلے مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اُٹھا کر لے گیا پس [illegible] تمام تقریرات سے قرار واقعی واضح ہوگیا کہ آیت اُدْعُوْا [illegible] تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً

عقیدہ ظاہریہ کا داود ظاہری

فائدہ اور ظاہریہ کی یہ عمومی احادیث پر عمل نہین

فائدہ ظاہریان احادیث کے [illegible]

پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثون سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعویٰ کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند اُسکے نہین ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خُفیہ موجود ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات اور کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو کہ (اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ واسطے تعلیم احکام کے ہین قرآن اور حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اُسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابون مین آمین کے معنی دعا کے اور اسم باری تعالیٰ کے موجود ہین اسی لیے عطا تابعی نے بیان کر دیا کہ یہان آمین کے معنی دعا کے ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اُنکی رائے ہی اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی آئے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنون کا انکار کرنا اور حدیث اور قرآن سے اُسکی سند طلب کرنی ؏ چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا ؏ کے قبیل سے ہوگا جیسے قرآن مین تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ آیا ہی اور اسی طرح جناب باری نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ط فرمایا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شے کا بیان ہی اور مراد اس سے احکام اجمالی اور تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی بھی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جائینگے تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کریگی اور اگر تمام خدا کے معنی خدا کے نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نہ لیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو امر استحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہو جائیگی اور در صورتیکہ حدیث اور فعل صحابہؓ بھی اخفاے آمین مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی ورنہ آیت مین اخفا کے معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہؓ کو بھی ترک کر دینا لازم آئیگا ہماری راے مین حدیث اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے مؤول ہنو اور جہر کی حدیث بعض اوقات پر محمول

[حاشیہ:] غیر مقلدین اخفا کی حدیث کو ... آیت قرآنی پر عمل نہین کرتے

[حاشیہ:] فا ... قرآن مجید ... ہی

کیجائے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہؓ کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی بجز اسکے
کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاؤ جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑ گئی ہی کہ آیت اور حدیث کو تخیلات
لاطائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اُن کے ذہن مین شاید یہ امر مرکوز ہی کہ صحابہؓ
اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اُنھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر کے کسی لغت مین اُنھون نے
دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفاے دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضہ پر اعتراض ہی کہ اُنھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ
منہا پس ایسی ہی لوگون کے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ
وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
مُّبِيْنًا یعنی نہین پہونچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اُسکا کسی امر کا حکم کردے یہ کہ پھر اُنکو
کچھ اختیار رہو اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اُسکے رسول کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہوگیا انتہیٰ
پس ظاہر ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم اخفا کا کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضہ سے بھی یہی
منقول ہی باوجود اسکے ظاہریہ اپنی رائے کے مقابلے مین نہین سنتے ہین تو بموجب اِس آیت کے
عاصی ٹھیرے خدا کی بھی نافرمانی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی کی اسی آیت سے نسبت کرتے ہین باوجودیکہ آمین لفظِ خُفْيَةً
موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا تو اُلٹے معنی کی نسبت اُنھون نے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نہ کیا کہ آمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی
فقط ہر قسم کے راویون کی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف نسبت کرنے مین وہی قول امام فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی
آسان ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خلاف شان اُنکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آمین مین تو
صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویون کی روایت سے آیت کو درہم برہم کردینا بیجا ہی حالانکہ
ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور
دوسری آیت أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ یعنی کیا اُنکے لیے شریک ہین کہ اُنکے واسطے

دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلے کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا اُنمین بیشک ظلم کرنے والون پر عذاب دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر کہ جو لوگ خلاف حکم خدا کے کرتے ہین کہ اللہ نے اُس شئے کا حکم نہین دیا بلکہ اُنھون نے راویون کو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہی وہ لوگ مسلمان نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ قیامت کے دن مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان لوگوںکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک اُنپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا لیکن داؤد ظاہری اور مولوی نذیر حسین صاحب نے تو ایمہ کی نسبت ایسا نہین کیا جیسا کہ حشرات الارض اُنکی اتباع کرنے والون نے ایمہ دین پر تبرا کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہی ایسے لوگون کو بجہت تبرا تو بہ نصیب ہونی بھی مشکل ہی اماموں پر طعن کرنا خالی نجائیگا دنیا یا دین مین انشاء اللہ اُسکا مزہ چکھینگے غرضکہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہی چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا حَدِيثُ وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ آمِينَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَآمِينَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَيُرْوَى مِثْلُ قَوْلِهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ بَعْضُهُمْ يَقُولُ أَرْبَعٌ يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ خَمْسَةٌ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ ثَلَاثَةٌ وَكُلُّهُمْ يَعُدُّونَ التَّأْمِينَ مِنْهَا وَلِأَنَّهُ دُعَاءٌ فَيَكُونُ مَبْنَاهُ عَلَى الْإِخْفَاءِ یعنی ہماری حجت حدیث وائل بن حجر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اسکو روایت کیا اسکو امام احمد رح اور ابو داود اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزون کو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر رض کے صحابہ رض کی ایک جماعت سے روایت ہی بعضے کہتے ہین کہ چار چیزون کو امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزون کو خفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور سب آمین کو اُن مین سے شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہی پس بنا اُسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفاے آمین کی حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہی پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہی اب حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق ہوا پس جہر کی کوئی صورت باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیاناً صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر اعتراض کیا اُسنے سوا اپنے امام کے کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہی اسکا خلاف کیا خدا کے مخالف تو صاف صاف وہ شخص ہو گیا اور پیغمبر کی بھی

له تبیین الحقائق باب صفة الصلوة

کن چیزون مین امام کو اخفا کرنا چاہئے

مخالفت ظاہر ہی پس اعتراض کسی پر بہوا اٹھا جا پڑا کسی پر ہ نے فروعت محکم آمدنے اصول
بایدت شرم از خدائے واز رسول ؛ **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی وَاِنْ کَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِیْهَا
لِکَرَاهِیَةِ النَّفْلِ بَعْدَهَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع ہو مؤذن
تکبیر مین واسطے مکروہ ہونے نفلون کے پیچھے ان کے یعنے ان نمازون کے **اقول** حدیث ابن عمرؓ
کی دار قطنی مین مرفوع بھی آئی ہی چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین ہی وَفِیْهِ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ اَخْرَجَهُ
الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ فِیْ اَهْلِكَ ثُمَّ اَدْرَكْتَ
نَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهٖ سَهْلُ ابْنُ صَالِحِ نِ الْاَنْطَاكِیُّ وَكَانَ ثِقَةً
وَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا یَضُرُّ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهٗ لِاَنَّ زِیَادَةَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ یعنی اس مین
حدیث صریح آئی ہی روایت کیا ہی اسکو دار قطنی نے ابن عمرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو وقت نماز پڑھے تو اپنے مکان مین پھر پاوے تو اسکو سو پڑھے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ
عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور
جب کہ ایسا ہوا پس نہین ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اُس شخص کا کہ جسنے اسکو موقوف روایت
کیا ہی اسلیئے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی انتہی پھر نفل کی ممانعت بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے
ثابت ہی بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ
حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہان تک کہ بلند ہو جائے آفتاب اور نہین
جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہو جاوے آفتاب انتہی آپ فرمایئے کہ ان
حدیثون کو ترجیح دیجائے گی یا اُس حدیث کو جس مین لفظ صبح موجود ہی حال آنکہ اور حدیثون مین
مطلق آیا ہی سو اُن سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کے لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ پڑ گیا
اس لیئے اُس کے جواب مین اُس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین پس ظاہر ہی کہ اس صورت مین
احادیث صحاح ستہ کو اور دار قطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صریح صبح کی نماز مین نفل سے

ترجمہ غلط ... صفحہ ۳۰ ... بیان نماز صبح و عصر ... [illegible]

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو کہ اگر اندھا جماعت کراوے تو نماز مکروہ ہوتی ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو کہ ابوداؤد مین روایت ہو انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ

اقول حنفیہ کے نزدیک اُس اندھے کی امامت مکروہ ہو جو احتیاط نکرتا ہو اور کوچہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب مین افضل ہو اُسوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہین کہتے بلکہ حجت مین یہی حدیث عبداللہ بن ام مکتوم کی لکھتے ہین کتاب الاشباہ والنظائر مین ہو وَتُكْرَهُ إِمَامَتُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَعْلَمَ الْقَوْمِ یعنی اور مکروہ ہو امامت اندھے کی مگر جبکہ مقتدیون سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق مین ہو فَإِنْ كَانَ أَفْضَلَهُمْ فَأَوْلَى وَعَلَى هٰذَا حُمِلَ تَقْدِيْمُ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرِّجَالِ الصَّالِحِيْنَ لِلْإِمَامَةِ فِي الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ أَفْضَلُ مِنْهُ حِيْنَئِذٍ یعنی اگر نابینا افضل قوم ہو تو واسطے امامت کے وہی بہتر ہو اور اسی پر محمول ہو امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینے مین کوئی شخص قابل امامت کے اُنسے بہتر نہین رہا تھا انتہی اور فتح المنان مین ہو إِنْ كَانَ مُقْتَدَى الْقَوْمِ وَعَالِمًا وَقَارِئًا لَا يُكْرَهُ وَقَدْ كَانَ شَيْخُنَا الْأَجَلُّ الْأَكْرَمُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِي يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ مَعَ عَمْيِهِ یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہین مکروہ ہو اور تحقیق استاد ہمارے عبدالوہاب متقی امام ہوتے تھے اپنے یارون کے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط مین ہو إِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ مِنَ الْبَصِيْرِ أَفْضَلَ فَهُوَ أَوْلَى یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہو انتہی اور بدائع مین ہو إِذَا كَانَ لَا يُوَازِيْهِ غَيْرُهُ فِي الْفَضْلِ فِي مَسْجِدٍ فَهُوَ أَوْلَى یعنی جسوقت فضیلت مین اور کوئی نابینا کے برابر نہو تو وہی بہتر ہو انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہین مگر اُسوقت مکروہ ہو جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبداللہ بن ام مکتوم ان باتون سے بری تھے بلکہ اُسوقت تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تشریف لے گئے ہین اُنسے بہتر کوئی نہ تھا علی رض کو مکان کے اہتمام مین چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اُن کے سپرد ہوتا تو اُس اہتمام مین کوتاہی ہوجاتی بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہو کہ مطلقاً نابینا کی امامت مکروہ نہین بلکہ بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہو پس اس مسئلے کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجے کی نادانی ہی

قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سو مسئلون کا الزام
کیونکر ہو سکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہین کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے اٹکل سے کام لیتے ہین
سمجھ ہی مین نہین آتی ہو کوئی بات ذوق اسکی نہ کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے ۵

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز مین امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ
کے ساتھ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اِن دو حدیثون کا الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا مَا رَوَی اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ
وَاَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ قَسَّمَ بَیْنَہُمَا وَالْقِسْمَۃُ
تُنَافِی الشِّرْکَۃَ وَمَا رَوَاہُ مَحْمُوْلٌ عَلٰی حَالَۃِ الْاِنْفِرَادِ وَکَانَ الطَّحَاوِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ یَخْتَارُ
قَوْلَہُمَا وَھُوَ رِوَایَۃٌ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو
ابو ہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ
امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے پس تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم نے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان امام اور مقتدی کے تقسیم کر دی ہی
اور قسمت منافی اشتراک کے ہی (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو تقسیم نہ رہیگی) اور وہ حدیث جو
صاحبین نے روایت کی ہی حالت انفراد پر محمول ہی اور امام طحاوی اختیار کرتے تھے مذہب
صاحبین کا اور اِسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہی انتہی پس جس روایت مین
امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اسکی بنا اِس حدیث مذکور پر ہی کہ ہمین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کر دی ہی اور قول فعل پر
مقدم ہوتا ہی پھر فعل مین یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد مین ہو اور جس روایت مین امام کو
دونون چاہیے اسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کہ ظاہر امام نہین معلوم ہوتا ہی
غرض امام صاحب سے دونون روایتین موجود ہین اور دونون کے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر
مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھ کے اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب جتانا ہی ۵
رہا طیر رعنا شال نیش کژدم + کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا **قال** ہدایہ وغیرہ

فائدہ حدیث صحیحین سے ثابت ہوا کہ [illegible]

له تبیین الحقائق باب صفة الصلوة

فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان
شرح مواہب الرحمن مین ہی لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوتھن خیر لھن لوکن یعلمن
ولان اجتماعھن قلما یخلو عن فتنۃ یعنی بسبب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ گھر ان عورتون کے بہتر ہین واسطے اُن کے اگر جانین وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اُنکا کم خالی ہوتا ہی
فتنہ سے انتہی اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابوداود وغیرہ مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت
جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے
ان احادیث کے نسخ کا دعوی کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک
ہونا موقوف ہوگیا اسی طرح جماعت بھی انکی موقوف ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون
نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی اور اسیطرف علامہ ابن الہمام بھی گئے ہین اور راقم حروف کا بھی
یہی مسلک ہی فتح القدیر مین ہی ولا علینا ان نذھب الی ذلک فان المقصود اتباع الحق حیث کان
یعنی اور نہین واجب ہی ہمپر کہ جاوین طرف کراہت جماعت کے اسلیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو انتہی
اور اگر زیادہ تفصیل وتحقیق منظور ہو تو تحفۃ الجلساء فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی
ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب لکھنوی کی معاینہ کیجاوے تا رفع اشتباہ ہوجاوے **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اُٹھاوے اور عورت
مونڈھون تک اُٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان
تین حدیثون کا الخ **اقول** حافظ ابن حجر تلخیص الحبیر مین لکھتے ہین اخرجہ ابوداود فی المراسیل
عن یزید بن ابی حبیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال
اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ فی ذلک لیست کالرجل ورواہ البیہقی
بطریقین موصولین لکن فی کل منھما متروک انتہی اور مسند حصکفی مین ہی ابوحنیفۃ عن
نافع عن ابن عمر انہ سئل کیف کان النساء یصلین علی عہد رسول اللہ قال کن یتربعن
ثم امرھن ان یحتفزن ملا علی قاری اسکی شرح مین لکھتے ہین ھو بالحاء المھملۃ والفاء
والزای المعجمۃ ای یضممن اعضاءھن بان یتوَرّکن ان دو حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہی
کہ خود شارع علیہ السلام کو عورتون کے باب مین ستر ملحوظ ہی پس نظر بران اگر ہمارے علماے

احناف رہے نے عورتون کو مونڈھون تک ہاتھ اُٹھانے کے لیے کہا تو کیا برا کیا اسمین کہان حدیث نبوی کی مخالفت ہوئی یہ تو عین سوافق مرضی جناب رسالت مآب ہوا اسکو مخالفت کہنا آپ ہی جیسے متعصب کا کام ہی ملا محمد قائم سندی رسالہ فوز الکرام بما ثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ او فوقہا عن الشفیع المظلل بالغمام مین لکھتے ہین وَالاَصْلُ فِی اَعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّعَبُّدُ وَالتَّعْلِیْمُ وَالْمُوَافَقَۃُ بَیْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِلَّا فِیْمَا اسْتُثْنِیَتْ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤدَ فِی مَرَاسِیْلِہٖ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَی امْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلٰی بَعْضٍ فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ قَالَ الْبَیْہَقِیُّ ھُوَ اَحْسَنُ مِنْ مَوْصُوْلَیْنِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَاسْتَنْبَطَ الْمُجْتَہِدُوْنَ مِنْہُ اَنَّ اَمْرَہٗ بِضَمِّ اللَّحْمِ لِکَوْنِہٖ اَسْتَرَ لَھُنَّ مَعَ اخْتِیَارِ عُلَمَائِنَا فِیْ حَقِّ الرَّجُلِ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَحَقِّ الْمَرْأَۃِ الْوَضْعَ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّہٗ اَسْتَرُ لَھَا انتہی یعنی اصل اعمال مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعبد اور تعلیم اور موافقت ہی درمیان مردون اور عورتون کے مگر جن باتون مین کہ وہ مستثنیٰ کی گئین اور روایت کی ابوداؤد نے اپنے مراسیل مین یزید بن ابی حبیب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے دو عورتون پر کہ وہ نماز پڑھتی تھین پس فرمایا آپ نے کہ جب سجدہ کرو تم دونون تو ملالو بعض حصّہ اپنا طرف بعض کے اسلیے کہ عورت نہین ہی اس باب مین مثل مرد کے کہا بیہقی نے یہ احسن ہی دو موصولون سے اِس باب مین اور استنباط کیا مجتہدین نے اس سے یہ کہ آپ کا حکم فرمانا ساتھ ضم لحم کے اسوجہ سے تھا کہ اسمین ستر زیادہ ہی اُن کے لیے ساتھ اختیار کرنے ہمارے علما کے حق مرد مین وضع تحت السرہ کو اور حق عورت مین وضع علی الصدر کو کیونکہ اسمین ستر زیادہ ہی اُن کے لیے انتہیٰ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین وَکَانَتْ صَفِیَّۃُ وَنِسَاءُ ابْنِ عُمَرَ فَتَجْلِسُ مُتَرَبِّعَاتٍ لِاَنَّ ذٰلِکَ اَسْتَرُ لَھُنَّ یعنی حضرت صفیہ اور بی بیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جلوس مین تربع کرتی تھین کیونکہ اسمین ستر زیادہ ہی ان عبارتون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورتون کے حق مین تستر ملحوظ ہی اور صحابیات مین سے بعض نے مردون کے خلاف اعمال نماز مین وہ صورت اختیار کی ہی جسمین ستر زیادہ ہی اور اسکا انکو حکم کیا گیا تھا پس اب باوجود این ہمہ دلائل وشواہد منافی لغت حدیث کا اعتراض کرنا حنفیون پر بالکل بیجا ہی ذرا تو انصاف کیجیے اور دل سے تعصب کو نکالیے راہ راست کو چھوڑکر کجی کی طرف کیون جاتے ہین ۵ بسوی راستی دل راہدایت کن کہ می باشد

عصائے آبنوسی بزمیل سرمہ اعمی رابہ **قال** فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام
کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہو تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول**
بخاری اور ابوداود مین ہی اِنَّ اَبَا بَكْرَةَ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ
قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ
رکوع مین تھے پس رکوع کیا ابوبکرہ نے پہلے اسکے کہ ملجائین صف مین پھر چلے طرف صف کے پس
ذکر کیا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر
یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکر انتہی غرض لَا تَعُدْ کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم
نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات
شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ الْقَاضِيْ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَكْرُوْهٌ غَيْرُ
مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخَعِيُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَوَكِيْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِيْثُ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ
فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْمُرْهُ بِالْاِعَادَةِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف گئے ہین کہ اکیلا کھڑا ہونا
پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد
نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اُنپر حجت ہی اسلیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہین حکم کیا اُس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہی اور نیز مرقاۃ مین یہ بھی ہی کہ توربشتی اور محی السنۃ نے
کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین
ہوتی انتہی اور یہ بھی کہ حدیث ترمذی کی گو اُن شخصون نے جنھون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح
کی ہی لیکن ابن عبدالبر نے اسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے اُسکو ضعیف کہا ہی انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ
کلام قاضی سے معلوم ہوا مگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین بیشک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم
کے خلاف کیا ہی ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین ہی الخ
اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ مین یعنی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد

کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ دونون
سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی اِنَّ الخَبَرَ یُفِیدُ عَدَمَ
تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَیهِ وَهُوَ قَولُهٗ عَلَیهِ السَّلَامُ وَمَا انتَقَصتَ مِن هٰذَا شَیئًا فَقَدِ انتَقَصتَ
مِن صَلَاتِكَ اَخرَجَ هٰذِهِ الزِّیَادَةَ اَبُودَاؤدَ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فَاَبُودَاؤدَ مِن
حَدِیثِ اَبِی هُرَیرَةَ وَالتِّرمِذِیُّ عَن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ فَنَعلَمُ اَنَّهٗ عَلَیهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَمَرَهٗ
بِاِعَادَتِهَا لِیُوقِعَهَا عَلٰی غَیرِ کَرَاهَةٍ لَا لِلفَسَادِ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلَیهِ لَو لَم تَکُن هٰذِهِ الزِّیَادَةُ
تَرکُهٗ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهُ بَعدَ اَوَّلِ رَکعَةٍ حَتّٰی اَتَمَّ وَلَو کَانَ عَدَمُهَا مُفسِدًا لَفَسَدَت
بِاَوَّلِ رَکعَةٍ وَبَعدَ الفَسَادِ لَا یَحِلُّ المُضِیُّ فِی الصَّلٰوةِ وَتَقرِیرُهٗ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مِنَ
الاَدِلَّةِ الشَّرعِیَّةِ وَعَنِ السَّرَخسِیِّ مَن تَرَكَ الاِعتِدَالَ تَلزَمُهُ الاِعَادَةُ وَلَا اِشکَالَ فِی وُجُوبِ
الاِعَادَةِ اِذ هُوَ الحُکمُ فِی کُلِّ صَلٰوةٍ اُدِّیَت مَعَ کَرَاهَةِ التَّحرِیمِ وَاَنتَ عَلِمتَ حَالَ الطُّمَانِینَةِ
وَیَنبَغِی اَن تَکُونَ القَومَةُ وَالجَلسَةُ وَاجِبَتَینِ لِلمُوَاظَبَةِ وَلِمَا رَوٰی اَصحَابُ السُّنَنِ
الاَربَعَةِ وَالدَّارَقُطنِیُّ وَالبَیهَقِیُّ مِن حَدِیثِ ابنِ مَسعُودٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ
لَا تُجزِئُ صَلٰوةٌ لَا یُقِیمُ الرَّجُلُ فِیهَا ظَهرَهٗ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرمِذِیُّ حَدِیثٌ
حَسَنٌ صَحِیحٌ وَلَعَلَّهٗ کَذٰلِكَ عِندَهُمَا وَیَدُلُّ عَلَیهِ اِیجَابُ سُجُودِ السَّهوِ فِیهِ مِمَّا ذُکِرَ فِی
فَتَاوٰی قَاضِی خَان فِی فَصلِ مَا یُوجِبُ السَّهوَ قَالَ المُصَلِّی اِذَا رَکَعَ وَلَم یَرفَع رَاسَهٗ مِنَ
الرُّکُوعِ حَتّٰی خَرَّ سَاجِدًا سَاهِیًا تَجُوزُ صَلٰوتُهٗ فِی قَولِ اَبِی حَنِیفَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ وَمُحَمَّدٍ
رَحِمَهُ اللهُ وَعَلَیهِ السَّهوُ وَیُحمَلُ قَولُ اَبِی یُوسُفَ رح اِنَّهَا فَرَائِضُ عَلَی الفَرَائِضِ العَمَلِیَّةِ
وَهِیَ الوَاجِبَةُ فَیَرتَفِعُ الخِلَافُ وَاَنتَ عَلِمتَ اَنَّ مُقتَضَی الدَّلِیلِ فِی کُلٍّ مِنَ الطُّمَانِینَةِ
وَالقَومَةِ وَالجَلسَةِ الوُجُوبُ یعنی تحقیق حدیث فائدہ دیتی ہی صحت نماز کے موقوف نہونے کا
اوپر طمانینت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ جو شے اسمین سے ناقص کریگا پس
نماز تیری ناقص ہوجائیگی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان کیا ہی ابو داؤد نے
تو ابو ہریرہ رض کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت سے پس معلوم ہوا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم اعادہ نماز کا اسواسطے کیا تھا تاکہ نماز مکروہ تحریمی نہو

کشف کیدی وغیرہ
حاشیہ ترمذی رکوع و سجود دونوں کی اور قومہ و جلسہ دونوں میں طمانینت بالاجماع فرض نہیں

۲ فتح القدیر باب صفۃ الصلوۃ

۳ ابو داؤد جلد اول صفحہ ۱۲۴ ترمذی صفحہ ۵۰ نسائی باب تخفیف الصلوۃ

نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور منجملہ اُن چیزون کے جو اسپر دلالت کرتی ہین اگر زیادتی اِن الفاظ
حدیث کی نبھی ہوتی چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس شخص کو تا اختتام نماز ہی اور اگر
عدم طمانیت مفسد صلوۃ ہوتی تو پہلی ہی رکعت مین نماز فاسد ہوچکی تھی اور بعد فاسد ہونے کے
نماز پڑھنا حلال نتھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادلہ شرعیہ مین سے ہی
اور امام سرخسی سے منقول ہی کہ اعتدال کے ترک کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہی اور اسکے وجوب
اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی ادا ہوگی اُسمین یہی حکم لوٹانیکا ہی حال طمانینت
کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومے اور جلسے کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہی کہ نہین کافی ہوتی نماز اُس
شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ اپنی سیدھی نرکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی
اور شاید نزدیک صاحبین کی بھی واجب ہی اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہی
چنانچہ فتاوای قاضیخان مین مذکور ہی کہ اگر نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اُٹھاوے
اور سجدے مین بھول کر چلا جاوے تو نماز اسکی ہو جائیگی لیکن اُسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک
واجب ہی اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہی اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہی اور فرائض عملیہ
واجب ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہوجائے گا اِس حدیث اور تقریر سے معلوم کرلیا تو نے
کہ ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہی انتہی مختصراً پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اُسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھیرنا فرض
ہی کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہی وہ
فقط واجب ہی فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیریگا یا دونون سجدون کے درمیان مین
خوب نبیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اُسپر واجب ہوگا
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہوجاتی تو پھر باقی
رکعتون کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرمادیتے حالانکہ باوجود اعتدال نہونے کے اُسکو باقی نماز
ختم کرنے دی اور بعد مین طریقہ اُسکا تبلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے

نماز مین نقصان آتا ہی ر اسا باطل نہین ہوتی ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہوجاتی ہی علاوہ اسکے
جیسے اِن چیزون کا حکم فرمایا ہی اسیطرح گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبحانکَ اللّٰھُمَّ اور
سَمِعَ اللّٰہُ کہنے کا بھی تو حکم ہی حالانکہ یہ اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون
کے برابر ہین پھر اسکے کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق
قرآن اور حدیث کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰی
فعلیہ البیان بس معترض صاحب کو سوائے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین
آتا کتاب سے تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعوائے اجتہادی
استغفر اللہ کبھی تو کتاب کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آوے گا ع بے فہم اگر چشم بدوزد بکتاب
نتواند دید روی معنی در خواب ☆ کی غور کنند در سخن بے مغزان ☆ غواصی بحر نیست مقدور حباب

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت
مین بعد دونون سجدون کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اُٹھنا درست نہین الخ **اقول**
کہا امام نووی نے کہا اکثرون نے کہ یہ جلسہ مستحب نہین حکایت کیا اس عدم استحباب کو ابن منذر
نے علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد
اور اسحٰق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی
ابوہریرہ سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھا کرتے نماز مین اپنے قدمون
کی انگلیون پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہی اصل حدیث کی
قوت کو مقتضی ہی اگرچہ خاص اس طریق ترمذی مین ضعف واقع ہوگیا ہی اور یہ حدیث
ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ اُٹھا کرتے تھے نماز مین اپنے صدور
قدمین پر اور نہین بیٹھتے تھے اور مثل اسی کے علی رض سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی
روایت کی ہی اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہی اور شعبی سے روایت ہی کہ کہا انھون نے
تھے عمر اور علی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز مین
انگلیون ہی پر قدمون کی اور نعمان ابن ابی عیاش کیسے روایت ہی کہ پایا مین نے اکثر
صحابہ کو کہ جب اُٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین کھڑے ہوتے

اور نہین بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہی اور بیہقی نے عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے ابن مسعود رض کو ایسا ہی دیکھا ہی پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کی زیادہ اتباع کرنے والے تھے اور مالک بن حویرث رض سے کہ جن سے بخاری نے روایت کی ہی زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اُسکے جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی ثابت ہو گیا پس تقدیم اُسکی واجب ہو گئی اور اسیوجہ سے اسپر عمل نزدیک اہل علم کے ہو گیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان اِن احادیث کے بہتر ہی پس حمل کی جائیگی وہ حدیث جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اوپر حالت کبر سنی کے اور اسی سیلیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود مین مجھسے سبقت مت کرجایا کرو اس لیے کہ جسقدر مین تمسے وقت رکوع کے سبقت کرجاؤنگا اُسی قدر تم پاؤ گے جب مین رکوع سے اُٹھاونگا تحقیق مین بھاری بدن والا ہو گیا ہون روایت کیا اِسکو ابو داؤد نے انتہیٰ

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قعدہ دوسرے مین اُسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدے مین بیٹھتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی اُن دو حدیثون کا جو کہ مسئلہ نود و پنجم مین عنقریب گذرین **اقول** مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَهُ الْیُمْنٰی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچھایا کرتے تھے اپنا بایان قدم اور کھڑا رکھتے تھے اپنا داہنا قدم انتہیٰ اور شرح مسلم مین ہی فِیْهِ حُجَّةٌ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَنْ وَافَقَهُ اَنَّ الْجُلُوْسَ فِی الصَّلٰوةِ یَکُوْنُ مُفْتَرِشًا سَوَاءٌ فِیْهِ جَمِیْعُ الْجَلَسَاتِ یعنی اِس حدیث مین امام ابو حنیفہ کے واسطے اور اُسکے واسطے جو موافق اُنکے ہی حجت ہی کہ تحقیق بیٹھنا نماز مین پیر بچھا کر ہی تمام جلسے اُسمین برابر ہین انتہیٰ اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے وائل بن حجر سے روایت کی ہی اَنَّهُ نَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَسَجَدَ ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی یعنی اُنھون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

فصل بیستی و سوم

لہ مسلم مع شرح نووی جلد اول صفحہ ۱۹۵ ہدایہ صفحہ ۵۲ باب صفۃ الصلوۃ

نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا بایان پیر اور کھڑا کیا داہنا انتہی

اور مسند امام احمد رح مین رفاعہ بن رافع رض سے روایت ہی اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى رِجْلِكَ الْيُسْرٰى یعنی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائین پیر پر انتہی اور

نسائی مین ابن عمر رض سے روایت ہی اَنَّهٗ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ يَّنْصِبَ الْقَدَمَ

الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى یعنی تحقیق اُنھوں نے

فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا کیا جائے داہنا قدم اور انگلیان اُسکی طرف قبلے کے

ہون اور بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت

ہو گیا کہ دونون قعدے برابر ہین اور بخاری وغیرہ کی حدیث مین محمد بن عمرو بن عطا ہین

اُنکو ابو حمید ساعدی سے اِس حدیث کا سماع ثابت نہین درمیان مین کوئی رجل مجہول ہی

اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار کے باب

صفۃ الجلوس فی الصلوۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض یہ حدیث خالی از اختلاف

نہین علاوہ اسکے اسطرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا اُن احادیث کو ترجیح ہی اور

ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو

کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہی **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف

حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضیخان

اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا يَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ

لِمَا فِيْهِ مِنْ تَاخِيْرِ الْمَغْرِبِ یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے

اِس لیے کہ اِس مین مغرب کی نماز کو دیر ہو جاتی ہی **اقول** حدیث مین لفظ لِمَنْ شَاءَ

آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور

نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول ہی وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَاٰخَرُوْنَ

مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ

اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّيْ اِلٰى تَاخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون

فعل خلاف نماز پڑھنا بیچ ان دو پیر کے بیچ [illegible] اور بایان بچھانا اور [illegible]

کشف الغمہ [illegible] اور امام [illegible]

رکعتون کو ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور دوسرے صحابہؓ نے اور امام مالکؒ اور اکثر
فقہاء نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ بدعت ہی اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اسکا پونہچاتا ہی
طرف تاخیر مغرب کے اُسکے اول وقت سے انتہیٰ پھر ابو داؤد کی طاؤس سے یہ روایت ہی
کہ کہا اُنھون نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے
کسی کو زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ پڑھتا ہو انکو پھر یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگرچاہے مگر مغرب پھر عمیرہ کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتدا
اسلام مین تھا تاکہ آدمی وقت ممنوع کو یعنی جس مین نماز پڑھنی منع ہی پہچان لین بعد اُسکے جلدی
مغرب پڑھنے کا حکم کردیے گئے انتہیٰ عبارۃ العینی شرح الہدایۃ ملخصاً پس یہ اقوال امام صاحب
کے قول کی غایت درجے کی تایید کرتے ہین اب ہم آپ سے کہتے ہین کہ ہر بات پر صحیحین کی
مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ایمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاؤ اسی وجہ سے امام علی تبیین الحقائق
مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَاِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی تَرْکِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الْمَرْفُوْعِ
لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِاَنَّهٗ دَلِیْلُ ضُعْفِهٖ عَلٰی مَا عُرِفَ فِیْ مَوْضِعِهٖ فَمَا ظَنُّكَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ
یعنی اور جسوقت اتفاق کرلین آدمی اوپر ترک عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی
عمل اُس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل ہی اوپر ضعف حدیث کے جیسا کہ اُسکے موقع مین
معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل بعض صحابہؓ کے انتہیٰ یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر مین یہ ہی
کہ یہ حدیث معارض ہی اُس حدیث کے جو ابو داؤد مین طاؤس سے مروی ہی کہا اُنھون نے
سوال کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو رکعتون کو پڑھتا ہو اور رخصت تھی
دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اُس سے ابو داؤد نے اور بعد اُن کے منذری نے اپنی مختصر
مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہونا ہی اور اس حدیث کا معارض بخاری مین ہونا بعد
شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ بخاری کی حدیث کو مقدم
کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور قول اُس شخص کا کہ جس نے

کتاب الصلوٰۃ باب الرکعتین قبل المغرب ۹ عینی شرح ہدایہ ۹ فعل صحابہ سے ضعف حدیث مرفوع کا ۹ تبیین الحقائق ۹ فتح القدیر ۹ جواب حدیث ابن حبان کا فتح القدیر سے

کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہی جو صحیحین مین ہی بعد اُسکے جو بخاری مین ہی بعد اُسکے جو مسلم مین اُسکے بعد جو حدیث اِن دونون کی شرط پر ہو دوسرے محدث سے اُس کے بعد وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو قابل اعتبار نہین محض زبردستی ہی اس ترتیب کی تقلید کرنی جائز نہین اس لیے کہ اصح ہونے کی سوا اسکے اور کوئی وجہ نہین کہ راوی اِن دونون کے موافق دونون کے شروط کے ہین پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر صحیحین سے کسی حدیث کے راوی اِن شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ اِن کتابون کی حدیث اُس حدیث سے اصح ہی کیا عین بے انصافی نہو گی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اُس قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اسکے ہو حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسی ہی بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اُن مین طعن کیا گیا ہی پس مدار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے پر ہی ایسا ہی شروط مین سمجھنا چاہیے حتی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسرے نے اُسکو لغو سمجھا اُس دوسرے کی روایت اُسکے نزدیک واسطے اُس حدیث کے معارضے کے جو اُس شرط کو شامل ہی کفایت کرے گی ایسا ہی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اُسکی توثیق بیان کی قیاس کرنا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اُس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اُس چیز سے جس پر اکثر کا اجتماع ہو تسکین پا جاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار اور عدم اعتبار مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہی رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک حدیث ابن عمر رضہ کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہو گی اُس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر یہ حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے موافق اسی کے تھا حتی کہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی اِن دو رکعتون سے اُس حدیث مین جسکو روایت کیا ہی ابو حنیفہ رح نے حماد بن ابی سلیمان سے اُنھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اُنھون نے ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ اگر یہ

ف / بخاری کی اور مسلم کی بہت سے راوی مجروح اور ضعیف ہین

حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اُس صحیح پر جسکا بیان
اِس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ
صحیح حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اِسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ
کثرت طرق کے پہونچ جائے اور ضعیف حدیث اسیوجہ سے حجت ہو جائے اس لیے کہ تعدد مثبتا
قرینہ ثبوت نفس الامری کا ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ صحیح السند بوجہ اُس قرینے کے جو دلالت
اوپر ضعف نفس الامری کے کرتا ہو ضعیف ہو جائے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے رتبہ
صحت تک پہونچ جائے چنانچہ ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اِس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا انکا
اِس حدیث کے مقتضیٰ کو اور ایسا ہی اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارۂ حدیث ہین واقع
مین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیح مین سے علاوہ
بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل مغرب کے پڑھین یہ معارض اُس
مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا
اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپ نے پڑھین جائز ہی کہ قضا اُس نماز کی ہون جو آپ سے فوت
ہو گئی ہون اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامی مین جابر رضہ سے کہا انھون نے
سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا تمنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوئے کہا اُنھون نے نہین مگر ام سلمہ رضہ نے کہا ان دو
رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ رضہ کا
آپ سے سوال کرنا اور صحابہ کا آپ کے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا
جابر رضہ کا فرمانا اور لفظ سألتُ نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر رضہ نے نہین دریافت کیا
بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین معہود نہ تھین اسیطرح
صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کے
گئے تو بیان کی اور ظاہر یہ ہی کہ سوال اُنکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت اِن رکعتون کی ظاہر
ہو گئی تھی گو اُس قرن مین معہود نہ تھین پس جواب اسکا آپ کے ازواج نے جو آپ کے اعمال سے

اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ دیا کہ آپ نے نہین پڑھین آور ابن عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ صحابہؓ
مین سے کسی نے نہین پڑھین انتہی حاصل اِس تقریر کا یہ ہی کہ ایمۂ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر
اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو اِن بزرگون نے قبول کیا ہی اور عمل اُسپر کر لیا ہو علماے محدثین کی
تقلید کر کے انپر اعتراض اور انکار بیجا ہیے پس بعض ظاہر یہ نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہی
اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہین کہ اُنھون نے اِس قول کو بدعت لکھا ہی محض خطا ہی یا تو
وہ صاحب اِس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور
یہ کہنا اُنکا کہ دوسرے نے ایسی جراءت نہین کی تھی جمہور کے خلاف ہی مضحکۂ صبیان ابجد خوان ہی ماشاءاللہ
ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کر دے کہ جسکا آجتک کسی سے جواب نہو وہ تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات
ظاہر یہ جنکے اصول خلاف جمہور ہین موافق نبجائین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر لعن کرتے ہین ہم دریافت
کرتے ہین کہ یہ کون سی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تغلیبا ہی ظاہر یہ نے اسمین ایسا غلو کیا کہ اسکو کالوحی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث مین اگرچہ شفاء العی
مین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے اُسکی
رد مین ابراز الغی لکھکے اُسکو مردود کر دیا بہت کچھ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات مخالفہ امام ابن ہمام کے
اور کچھ اُن سے نہو سکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف ہین مگر اُنکی تقریر
مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا دستور یہ ہے
کہ اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اُس مین فکر کرین اور سوچین
اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرایے مین در پردہ صحابہ کو سب کچھ کہدیتے ہین
چنانچہ مشتی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ باوجودیکہ جمہور صحابہ اور خلفای
راشدین ایک طرف ہین مگر یہ بخاری اور مسلم پر بے سمجھے کیسا اڑے ہین اگرچہ اصلی ایمان سے جو تصدیق
بالقلب و اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہو جاتا ہی مگر یہ لوگ ان کتابون کے مقابلے
مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین کو اصح الکتب جانتے ہین
پھر بھی وہ کچھ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے اور سچے دل سے
مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن کرتے ہین اپنے گریبان میں

ذرا منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس صورت میں ایمان اُنکا کہان جائیگا یہ امام پر طعن نہیں اکابر صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ در مختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبیٰ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو ولو تکلم بین السنۃ والفرض لا یسقطہا ولکن ینقص ثوابہا وقیل تسقط یعنی اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہوجاتا ہو ثواب اُنکا اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین الخ **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہو تو ثواب کم ہوتا ہی چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہو فان کانت لہ حاجۃ کلمنی بہا یعنی پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپ کو تو مجسے کلام کرتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہو کہ ضروری بات کہنے مین مضایقہ نہین اسکا انکار کہین فقہ مین موجود نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ آیا ہو اُس سے مراد وہی کلام ہو جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہو کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے کلام دینی اور ضروری مستثنیٰ ہو ۵ کم گوی و بجز مصلحت خویش مگو؛ چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگو؛ **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہو جو کہ رد المحتار شرح در المختار مین لکھا ہو وحاصلہ ان اضطجاعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انما کان فی بیتہ للاستراحۃ لا للتشریع الخ یعنی حاصل اسکا یہ ہو کہ تحقیق لیٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا اسکے نہین کہ تھا بیچ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ واسطے شرع بنانے کے الخ **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہو بلکہ بسا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہو لباس اور طعام وغیرہ کے احادیث اسپر شاہد ہین اُن سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین دخل ہو بلکہ امور دنیاوی کی تعلیم ہو چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہو کہ امام مالک فرماتے ہین کہ اگر واسطے استراحت اور رفع ثقالت وماندگی کے کہ شب کو نماز مین کھڑے ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہو لیٹے تو لیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت کا ہو اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہو وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد آرام کے تھا نہ عبادۃ کے انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے ازالۃ الخفا مین جہان مذاہب حضرت عمر فاروق رض بیان فرمائے ہین فرماتے ہین ابو بکر عن ابن المسیب رأی عمر رجلا اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلت یعنی ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بفعلہٖ علیٰ وَجْہِ الْعِبَادَۃِ بَلْ عَلٰی وَجْہِ الْعَادَۃِ وَدَفْعِ الْمَلَالِ انتہیٰ اِس عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ اضطجاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی اضطجاع علی وجہ العبادۃ والتشریع نہ تھا بلکہ علی وجہ الاستراحۃ تھا ورنہ کیون اُس شخص کو سنگریزون سے مارنے کا حکم دیتے پس جب تک یہ نہ ثابت ہوجاے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر ثابت ہوسکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہوجاے گی کہا قاضی عیاض نے ذَھَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ اِلٰى اَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوْحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهُمَا وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهُمَا اَنَّهٗ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَاَنَّهٗ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع کی بعد رکعتین فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھسے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے تھے انتہی غرض کہ اسکو فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیساکہ بعض ظاہریہ نے کہا ہی ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست ہی جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہوگئی

قال اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ و شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَمَنِ انْتَهٰى اِلَى الْاِمَامِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهٗ رَكْعَةٌ وَيُدْرِكُ الْاُخْرٰى يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد مین آوے اور دیکھے کہ فرضون کی جماعت ہو رہی ہی لیکن اُس شخص نے دو رکعت سنت نہین پڑھی تھی تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہی کہ میرے سنتین پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاویگی تو چاہیے کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھ لے پھر جماعت مین داخل ہوجاوے الخ

اقول جاننا چاہیے کہ فجر کی سنتون مین سب سنتون سے زیادہ تاکید آئی ہی بخاری اور مسلم مین ہی
لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ
یعنی نہین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حفاظت کرنے والے فجر کی سنتون سے اور کسی سنت پر انتہی
اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین سنت فجر کی بہتر ہین دنیا و ما فیہا سے انتہی اور ابو داؤد مین ہی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ترک کرو فجر کی دو رکعتون کو اگرچہ نکالدے تمکو لشکر دشمن کا انتہی طبرانی مین عائشہ رض
سے روایت ہی کہ مَا رَأَیْتُهٗ تَرَکَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِیْ سَفَرٍ وَّلَا حَضَرٍ وَّلَا صِحَّةٍ وَّلَا سُقْمٍ
یعنی نہین دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کیا ہو دو رکعتون کو قبل نماز فجر کے سفر مین
نہ حضر مین نہ صحت مین نہ مرض مین انتہی اور مسند ابو یعلی موصلی مین ابن عمر رض سے روایت ہی قال
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنَّ فِیْهِمَا الرَّغَائِبَ
یعنی کہا اُنھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ چھوڑو فجر کی دو رکعتون
کو اس لیے کہ ان مین مرغوب چیزین ہین انتہی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حتی المقدور اسکو نہ چھوڑے
اسی لیے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتون کے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتین ہین ایک مین
واجب اور دوسری مین سنت علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا ہی ذَکَرَ الْمَرْغِیْنَانِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ
اَنَّهَا وَاجِبَةٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابو حنیفہ رض سے یہ کہ وہ واجب ہی اور جامع محبوبی مین لکھا ہی
رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّةَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ لَا یَجُوْزُ یعنی روایت
کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اُنھون نے اگر سنتین فجر کی بلا عذر بیٹھکر پڑھے تو نہین جائز ہی اور
شرح موطا مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی
الصَّلٰوۃِ وَرَوَی اَیْضًا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ یعنی پس تحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابو درداء
سے کہ وہ مسجد مین داخل ہوتے تھے اور آدمی صف باندھے ہوئے نماز فجر مین کھڑے ہوتے تھے پس
دو رکعتین گوشہ مسجد مین پڑھ لیتے تھے پھر آدمیون کے ساتھ نماز مین شامل ہوجاتے اور ابن مسعود رض سے

بھی ایسی ہی امام طحاوی نے روایت کی ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ کسقدر تاکید ان دو رکعتون
کی نسبت احادیث مین وارد ہی اور مزید بران عمل صحابہ کا بھی موجود ہی پھر امام صاحب یہ بھی فرماتے ہین
کہ ایک جگہ اگر پڑھیگا تو نماز جائز نہوگی کیونکہ حدیث مین ممانعت ہی کہ جب اقامت ہو تو فرض کے سوا اور
نماز پڑھنی نچاہیے اگر مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لیگا تو دونون فضیلتین حاصل ہوجائینگی اور
دونون سنتین بھی ہوجائینگی اور نماز جماعت بھی فوت نہوگی بلکہ پوری نماز ملجائیگی کیونکہ مسلم مین آیا ہی
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ
الصَّلٰوةَ یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے ایک رکعت
نماز کی پائی پس تحقیق اُس نے پوری نماز پائی انتہی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی
آدمی کو ملجاوے گی تو بیشک کل نماز اسکو ملگئی اور تبدیل مکان سے احکام بدلجاتے ہین چنانچہ ابن
عباسؓ سے مروی ہی اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے وقت تکبیر کے گھر مین میمونہ رضہ کے انتہی پس اگر ایک مکان ہوتا تو
عین وقت تکبیر کے نماز کیون پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہوجاتا ہی پھر اگر کوئی شخص دروازہ
مسجد پر جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہی دو رکعتین پڑھ لے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب
احادیثون مین اسی سے ہوتی ہی اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہی چنانچہ بخاری
اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ
فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَيُقَامُ الصَّلٰوةُ
فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسوقت رکھا جائے کھانا کسی کا تم مین سے اور تکبیر نماز کی ہو تو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے
یہانتک کہ فارغ ہوجائے اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اُنکے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی
پس نہین آتے تھے نماز کو یہانتک کہ فارغ اس سے ہوجاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قرارت امام کی
انتہی پھر سنتین باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجائینگی
تو اور کونسی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے خود حدیث مین گو ضعیف ہی فجر کی سنتون کا
استثنا بھی موجود ہی ان احادیث اور عمل صحابہ سے اسکی تقویت بھی ہوگئی اگر بالفرض اتنی تاکید

جس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید واجب ہوں چنانچہ امام کی ایک روایت مین وجوب ہی نہو تی تو بھی
عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہوتا تو بھی یہ تاکید
کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث اور آثار سے مجتمع ہوں اور استثنا کو اُن سے تقویت
بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے
اچھی طرح مدلل کر چکے ہین کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن خارجہ کے قوی اور صحیح ہو جاتی ہی
پس مخالفت ہرگز نہو گی بلکہ عین موافق حدیث ہو گا **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا اُنکا اُسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل
نکلنے آفتاب کے جائز ہی اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہی الخ **اقول** مسلم مین عمرو بن عبسہ سے روایت ہی
کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض
کیا مین نے کہ وقت جائز نماز کا آپ بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر ٹھہر جا نماز سے یہان تک کہ
آفتاب طلوع کرے انتہی اور فتح القدیر مین ہی کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہو گئی ہین بنابر اسکے
کہ حدیث اُس کے واسطے وارد نہین ہوئی ہی یا وارد ہی تو وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث
کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کے نماز کی ممانعت فرمائی ہی جب تک کہ آفتاب نکل آوے
پس حدیث صحیحین کی اُس حدیث پر مقدم ہو گی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اسکے ان
دونون حدیثون مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہی چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہی کہ اُن کے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہی کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہی خصوصاً اُس وقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہی ایسی قوت نہین رکھتی جیسی کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہی پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہی **قال** کنزالدقائق مین لکھا ہی کہ ایک
وقت مین دو نمازون کا جمع کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ
اقول اس مین طعن مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے درست نہین ہی اسوجہ سے کہ اُنھون نے بے دلیل
حکم ممانعت کا نہین دیا بلکہ اُن کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو ادلہ شافعیہ کے ہین اُنکے
جوابات بھی کتب حنفیہ مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھول کے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجیے

چنانچہ علامہ زیلعی رح تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی
تعیین کرتے ہین مثل قول اللہ تعالیٰ کے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اور سوا اسکے آیتین اور
حدیثین ہین پس ترک کرنا انکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت
نپائی جائے اور کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے قسم ہی اُس ذات کی کہ کوئی معبود نہین اُسکے سوا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفے مین اور درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ مین
روایت کیا اِس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ کہا اُنھون نے نہین
جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور تفریط
تاخیر کرنے مین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے اور دوسری نماز کا وقت داخل ہوجاوے بیشک
تفریط ہی اور تحقیق فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہی بلکہ تفریط
(یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہی باین طور کہ تاخیر کیجاوے نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے کہا ابوجعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِس حدیث کو اس حال مین
کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہی کہ ارادہ کیا آپ نے اِس سے مسافر اور مقیم کا پس جانا گیا اس سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین کیا اور مطلب اُس روایت کا
جس مین جمع کرنا آیا ہی اگر صحیح ہوجائے تو یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے آخر وقت
مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین ایسا ہی مغرب و عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین
ہوا ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہی کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہوگیا تھا اُسکو
مجازاً کہنا شمار کیا جائے گا یعنی باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہی جیسے قول اللہ تعالیٰ کا
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پونچین تو روکو انکو اس لیے
کہ بعد عدت کے روکنے پر قادر نہین ہوتے یا اِس قول راوی کو اسپر حمل کرینگے کہ اُنکو اسکا گمان
ہوگیا اور اسکی نظیر وہ حدیث ہی جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہی کہ اُنھون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اُسوقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن
عصر کی نماز پڑھائی تھی یعنی قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان

کر لیا کہ دونون نمازین ایک ہی وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہی جو نافع سے مروی ہی کہا اُنھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمر رض کے سفر مین اور آفتاب غروب ہوگیا تھا پس جب دیر ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق کا وقت آیا تو اُترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوئے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہی کہا عبد الحق رح نے اور یہ حدیث اسپر نص ہی کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اسکے پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ مؤذن ابن عمر رض نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک کہ جب قریب غیبوبت شفق کے وقت پونہچا اُترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھا لی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صحیح زیادہ ہی اور ابن عمر سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحق رح نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث ابن عمر سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اُسکی صحیح ہی اور راوی اُس کے کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اُن سے روایت جابر کی ہی اور جو اُس کے معنون مین ہی اور تحقیق کیا اُنھون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت پر پڑھی ہی اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی اور کہا ابو داؤد نے نہین قائم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل کی موضوع ہی لیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی مین ہی اور تحقیق انکار کیا ہی عائشہ صدیقہ نے اُس شخص پر جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور اُنکی پہلی حدیث ہمارے واسطے بھی حجت ہی اس لیے کہ اُسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اُسکے نہین جو ہمنے کہا ہی انتہی کلام الزیلعی اور شرح سفر السعادۃ مین ہی کہ

لفظ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمرؓ سے یہ روایت پونہچی ہی کہ اُنھون نے اپنے عاملون کو
اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اُنکو اس بات سے کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت
مین اور خبر کردی اُنکو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کر لی گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو
ہمسے ثقات نے علا ابن الحارث سے اُنھون نے مکحول سے روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات
قطعی اور متواترہ ہی پس خبر آحاد اُسکے معارض نہین ہوسکتی بخلاف افطار اور قصر صلوٰۃ کے
سفر مین کہ دونون نص قرآنی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے عبد اللہ
بن مسعود سے کہ کہا اُنھون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کسی نماز
کو اُس کے غیر وقت مین پڑھا ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی انکو مزدلفے مین اور
احادیث مین جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات مین بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ
بوجہ سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ
آیا عبد اللہ نے کسی شب جمع کیا ہی سفر مین کہا نہین مگر مزدلفے مین اور احادیث جمع تقدیم کے
صحاح مین بہت کم ہین اور روایت مین بخاری کی اختلاف ہی اسیواسطے بہت ایمہ اُس کے
قائل نہین ہین پس نہ رہی مگر جمع تاخیر بعض وقت مین اور تاویل اُسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین
سے تاخیر کرنا اول نماز کا اور ادا کرنا اُسکے آخر وقت مین اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور
ادا کرنا اُس کے اول وقت مین اور بعضون نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع
ہی حقیقۃً نہین اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر جو کہ حنفیہ نے سفر مین ذکر کیا ہی
باب استحاضہ مین حمنہ بنت جحش کی حدیث مین بھی آیا ہی اگرچہ لفظ حدیث بعض
روایات مین یہ ہی کہ وقت عصر مین پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر ہی بوجہ اُن دلائل
کے جو مذکور ہوئے اور بعض روایات مین تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع کرتے تھے تاکہ
اپنی امت کو حرج مین نہ ڈالین اسوجہ سے ہی کہ اس مین وسعت ہی کہ اگر کسی کو فراغت اور رفاہیت
اول وقت مین ہو تو اول وقت پڑھ لے ورنہ تاخیر کرے اور اخیر وقت مین ادا کرے
تاکہ اول وقت دوسری نماز کا متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے مین ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ابن عمرؓ سے پونہچا ہی کہ اُنھون نے ۱۰

مغرب کی نماز قبل غروب شفق ادا کی بر خلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اُنھون نے یہان تک
کہ غائب ہوگئی شفق اور جامع الاصول مین ابو داؤد کی روایت نافع اور عبداللہ بن واقد سے آئی ہی
کہ کہا موذن ابن عمر رض نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اترے اور نماز مغرب پڑھی
پھر انتظار کیا یہانتک کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی یہ جو مذکور رہوا جمع بین الصلوتین مسافر کے
واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہین کہ بعض تابعین جمع بین الصلوتین مریض کے واسطے
بھی کہتے ہین اور بعض بارش مین جمع کرنے کی طرف گئے ہین اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت
کی ہی کہ کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتیٰ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ
یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازون کے غیر عذر سے پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ
کے دروازون مین سے اور عمل اسی پر ہی نزدیک جمہور امت کے کہ جمع نہ کیا جاوے درمیان دو
نمازون کے مگر صفر مین یا عرفے مین انتہی کلام الترمذی اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباس سے روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینہ شریف
مین بلا خوف کے اور بغیر بارش کے اور ایک روایت مین ہی بخوف کے سفر مین دریافت کیا ابن عباس
سے کہ کیون ایسا کیا کہا تاکہ مشقت اور تنگی مین امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے
جامع ترمذی مین اس حدیث کو لائے ہین اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کیا ہی کہ کہا اُنھون نے
کہ میری کتاب مین کوئی ایسی حدیث نہین کہ تمام امت نے اُسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث
جمع کی بلا خوف اور بارش کے اور حدیث شراب پینے والے کے قتل کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہین کہ
یہ بات ترمذی کی حدیث قتل مین مسلم ہی اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہی اور عمل اُسپر کل امت کا متروک ہی
لیکن حدیث جمع بخوف و مطر کی سوا اُسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہین اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بجہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہین اُس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کرلے اسیواسطے
عدم حرج کی علت مرض وغیرہ بیان کرتے ہین انتہی کلام النووی اور یہ حدیث بھی نزدیک حنفیہ کے اُسی پر
محمول ہی جو باب سفر مین بیان ہوئی باوجودیکہ اُنھون نے کہا ہی کہ بعض ناقدین حدیث کو بعض
احادیث مسلم مین کلام ہی اور شاید یہ حدیث اُسی قبیل سے ہو واللہ تعالی اعلم انتہی عبارۃ شرح سفر السعادۃ

پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت با احتیاط ہی حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر
احتیاط اور حدیثین بھی لکھدین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہی
اگر اسیکا نام مخالفت ہی تو پھر موافقت مثل عنقا ہوجائے گی اور کہین احادیث متعارض ہین تو جب توفیق
کی آپ سے بن نہ آئے گی جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث کا ترک ضرور
لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تسکین ہوجاتی ہی کہ عجب نہین جو راوی سے تخمینًا یا مجازًا یہ صادر ہوا ہو ایسا
اکثر جگہ ثابت ہی **قال** عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہین الخ اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہین الخ اور بھی ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھے
تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے الخ اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ تین رکعت وتر مین دو رکعت پڑھکر تشہد مین بیٹھے اور سلام
نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے الخ **اقول** وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوئے ہین
اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر ایک سلام سے بہت سے احادیث اور آثار سے
ثابت ہی حاکم نے عائشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہی قالت
كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِىْ اٰخِرِهِنَّ یعنی کہا حضرت
عائشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرے مگر اُن کے آخر
مین انتہی اور نسائی مین ہی قالت كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِىْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ
یعنی کہا عائشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے وتر کی دو رکعتون مین انتہی
اور حاکم نے روایت کی ہی قِيْلَ لِلْحَسَنِ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ فِى الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ
كَانَ عُمَرُ اَفْقَهَ مِنْهُ وَكَانَ يَنْهَضُ فِى الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيْرِ یعنی کہا گیا حسن بصری سے کہ ابن عمر رض
دو رکعتون مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اُنھون نے عمر رض اُنسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے
وہ دوسری رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور طحاوی
اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى
اور دوسری مین قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے
تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا ایسا ہی تیسری رکعت کو اسکا مقتضی ہی کہ تین رکعت وتر ہین

ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور علامہ ابن حجر نے بلوغ المرام مین یہی سورت ابی بن کعب سے مرفوعاً روایت کرکے لکھا ہی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ وَلَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِی اٰخِرِھِنَّ وَلِاَبِیْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیِّ نَحْوُہٗ عَنْ عَائِشَۃَ یعنی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے اور زیادہ کیا کہ نہین سلام پھیرتے مگر اُن کے آخر مین اور ابی داؤد اور ترمذی کی روایت مین مانند اسکے ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے انتہی اور موطا مین امام محمد رح کی آیا ہی کہ ابو ہریرہ رض سے ابو مرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طور سے پڑھتے تھے کہا راوی نے ابو ہریرہ رض نے کچھ جواب ندیا پھر اُس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اُس نے دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتا دون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز پڑھ لیتا ہون اُسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سو جاتا ہون پس اگر رات کو اُٹھا تو دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنِّیْ تَرَکْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَاَنَّ لِیْ حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین رکعت وتر کی چھوڑ دون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اُسکے ہون انتہی اور تیسری حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَیْدَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْوِتْرُ ثَلٰثٌ کَثَلٰثِ الْمَغْرِبِ یعنی ابو عبیدہ رض سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین یہ ہی عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ کَصَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ یعنی عطا بن یسار سے روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہی اور پانچوین حدیث موطا مین یہ ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَأَتْ رَکْعَۃٌ وَاحِدَۃٌ قَطُّ یعنی ابن مسعود سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ یعنی حسن البصری سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اور نہ سلام پھیرا جاوے مگر اُنکے آخر مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن

[Margin notes, handwritten:] باب السلام فی الوتر ... / ... / باب الوتر ... / عن قیس ...

اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صلحا
سب کا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین رکعت ہین اور سلام فقط اُن کی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصاً اور
فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک
رکعت نماز پڑھے وہ رکعت وتر کر دیگی اُس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر
ایک رکعت علیحدہ تکبیر سے چاہیے تاکہ اِس کے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور مین سے
ہر امر کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھ لے لیکن یہ حدیثین
اُن صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا انکے اور بہت حدیثین ہین کہ بوجہ
طول کے ہمنے ترک کر دین حال آنکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ
ابو خالد سے ہمکا حدیث پونچی کہ کہا اُنھون نے مین نے ابو العالیہ سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا
ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے
اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو پونچی کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہمکو نماز پڑھائی تین رکعت کہ
مین داہنی جانب تھا اور ام ولد اُن کی پیچھے ہمارے تھی کہ نہ سلام پھیر امگر آخر رکعت مین انتہی مختصراً
اُن احادیث و آثار سے معلوم ہو گیا کہ وتر کی تین رکعتین ہین زیادہ اور کم نہین اور یہ بھی معلوم ہو گیا
کہ دو رکعتون مین وتر کی سلام پھیرنا نہین چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتون مین فقط
تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ تین رکعت وتر کے اسقدر کثرت سے روایات ہین کہ اگر اختصار
منظور نہوتا تو اُسکی تفصیل ہمرا یک دفتر ہو جاتا ؎ در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است:
صد سال می توان سخن زلف یار گفت **قال** عینی شرح ہدایہ مین محیط سے
نقل کر کے لکھا ہی کہ وتر بیٹھکر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے بھی جائز نہین ہین الخ **اقول**
طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوتِرُ
بِالْاَرْضِ وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ كَذٰلِكَ یعنی نافع ابن عمر سے
روایت کرتے ہین کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہی ابو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
اَنَّهُ صَحِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يُوْمِئُ اِيْمَاءً اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ

وَالْوِتْرَ فَاِنَّہٗ کَانَ یَنْزِلُ لَھُمَا یعنی مجاہد سے روایت ہی کہ وہ عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکے سے
مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر فرض اور وتر پس تحقیق ان
دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون حدیثون مین یون کیجاے گی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی وجہ سے مثل کیچڑ پانی وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو
کیونکہ واقعہ حال ہی عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز بھی سواری پر جائز ہی یا قبل وقت
تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب ہوئی ہی پس دونون حدیثون مین
تناقض نہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی فَمِنْ ھٰذِہِ
الْجِھَةِ عِنْدِیْ ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَی الرَّاحِلَةِ یعنی اسی وجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر
پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ آٹھ
رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے
تو جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس
حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو
آٹھ تک بھی مکروہ نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہی اور حدیث مین مسلم کی جو
آیا ہی وہان اور صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین
واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی ضرور ہی اور حدیث مین وہ صورت ہی کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مطلقاً نہین بیٹھے آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلے کو مخالف کہنا حالانکہ
اسمین دوسری صورت ہی محض بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی
اِنَّ اِتِّفَاقَ الْاَئِمَّةِ عَلَی الْقُعُوْدِ عَلٰی کُلِّ شَفْعٍ لِمَا رَوَیْنَا دَلِیْلٌ عَلٰی اِنْتِسَاخِہٖ اَوْ اَنَّہٗ مِنْ
خَصَائِصِہٖ یعنی تحقیق اتفاق کرنا سب اماموں کا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعتون مین بسبب اسکے جسکو
روایت کیا ہمنے دلیل ہی اوپر منسوخ ہونے اسکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہی انتہی چونکہ اعداد رکعات مین اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نے جو اسکے نزدیک
قوی ہی اسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے
ہین اور امام شافعی رح کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات مین دو اور

(حاشیہ) شرح معانی الآثار ... منسوخ ہونا ... تفصیل دوم

(حاشیہ) شرح مواہب الرحمن ... برہان

دن مین چار ہین اور سب کے استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف آئے ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود عائشہ رض سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت تو اغلب ہون اور باقی روایات عائشہ رض کے نادر اگبھی واقع ہوئے ہون انتہی اسی اختلاف کی وجہ سے ایمہ کو ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اسمین آٹھ رکعت بلا قعدہ کے ہین منسوخ یا خاصہ ہونے پر محمول کرنا پڑا اور محیط مین لکھا ہی وَالاصح اَنَّ الزِّیادَۃَ لَا تکرہُ لِمَا فِیھَا مِنْ وَصْلِ العِبادَۃِ وَھُوَ اَفضل یعنی صحیح تر یہ ہی کہ آٹھ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اسمین اتصال عبادت ہی اور وہ بہتر ہی انتہی **قال شرح** وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سوائے نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی جائز نہین الخ **اقول** احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ جن مین تصریح اِس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا تھا یا وقت صدور حادثہ کے پڑھتے تھے وہ اِن احادیث کی مفسر ہو جائین گی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث سے قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اُس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن ہین قنوت کی نفی ہی اُس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ لَمْ یَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَھْرًا وَّاحِدًا لِاَنَّہٗ حَارَبَ حَیًّا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَنَتَ یَدْعُوْ عَلَیْھِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے محارب تھے قنوت پڑھتے تھے اُنپر بددعا کرتے تھے انتہی کہا علامہ ابن ہمام نے ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَاغُبَارَ عَلَیْہِ یعنی اِس حدیث مین کچھ غبار نہین (یعنی صحیح الاسناد ہی) انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُہٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ نَاسًا یَزْعَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

شهرا يدعو على أناس قتلوا أناسا من أصحابه يقال لهم القراء یعنی انس رض سے مین نے
دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہی یا بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے مین نے کہا آدمی گمان
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہی فرمایا نہین قنوت پڑھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینا (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اُن لوگون پر
جنھون نے آپ کے صحابہ مین سے اُن لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہی کہ مینے انس رض سے کہا
کہ ایک قوم کہتی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا
جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے
قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا فرماتے
انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہی کہ سند اس حدیث کی صحیح ہی اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز مین
قنوت نہین پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہی کہ مین انس رض کے
ہمراہ دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز مین اُنھون نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے
ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے فجر مین مگر
جبکہ دعا کرین یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہی اور امام احمد اور ترمذی و نسائی
اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی وہ اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ فرمایا اُنھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ
قنوت پڑھا اور ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی
پس نہ قنوت پڑھا اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رض کے پیچھے نماز پڑھی
پس نہ قنوت پڑھا پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان
نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے
ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن الزبیر رض سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین
قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض سے بھی ایسی ہی روایت کی ہی انتہی

اور امام محمدؒ نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید سے روایت کی ہے کہ مین عمرؓ کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اُنکو قنوت پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب اُنھون نے فجر مین قنوت پڑھا تو لوگون نے اُنپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر مدد چاہی تھی انتہی اور اُسمین یہ بھی ہے کہ یہ امر آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہے وہ اُسوقت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اُسکی تفسیر واقع ہوئی ہین علیٰ ہذا القیاس ابو داؤد مین جو انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہے اور بعد رکوع کے پڑھا ہے وہ اسی پر محمول ہے کہ ایک مہینا یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا کیونکہ انسؓ سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع قنوت فقط ایک مہینا پڑھا تھا اور یہ بھی اُن سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین پڑھتے تھے اور خود انسؓ نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر معترض صاحب مخالف ہو گئے ؎ تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہے

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ گانون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داؤد مین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے الخ **اقول** ابن ابی شیبہؒ نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُنھون نے نہین جمعہ ہے اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر کی اور نہ نماز عید اضحیٰ کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دوسری حدیث عبد الرزاقؒ نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُنھون نے نہین تشریق ہے اور نہ جمعہ ہے مگر شہر جامع مین اور امام ابو یوسف نے اِس حدیث کو املاؒ مین مسند اور مرفوع ذکر کیا ہے اگر یہ حدیث اُن کے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسند اور مرفوع نہ کہتے اور یہی اسکو علامہؒ عینی نے شرح ہدایہ کی کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابو یوسف رح امام حدیث ہین حجت ہین اگر ثبوت اسکے رفع کا نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیرؒ مین کہا ہے کہ اقتدا علیؓ کی کفایت کرتی ہے اور علامہ زیلعی نے تبیینؒ الحقائق مین ذکر کیا ہے کہ حذیفہؓ سے بھی یہی مروی ہے

کہ گانون والون پر جمعہ نہین بلکہ شہروالون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت گانون تھے اور کوئی روایت نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جمعے کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو انکو حکم فرماتے اور ہمکو شہرت اسکی معلوم ہو جاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہو سکتی اسلیے کہ جواثی بحرین کے قلعے کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا أُنْزِلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (یعنی کیون نہین اُتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریون مین سے اور وہ مکہ اور طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اُسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین مکے کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جواثی بحرین کے شہر کا نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے ابن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسپر اطلاع ہو گئی تھی اور انکو جمعے پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے علی رض کے قول کو ترجیح ہی پھر یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ قیاس سے نہین معلوم ہوتا یہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ انھون نے شہرون کے فتح کرنے کے وقت گانون مین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعے کا فقط انتظام کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسی طرح خلاف نہین اگر ہی تو معترض صاحب کی طبیعت مین انکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا مسلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ایمہ مجتہدین و محدثین محققین کے ساتھ حسن ظن ہی کہ بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کی نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہو گیا سو اس امت مرحومہ کے واسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ قرآن و حدیث سے نکلتا ہی وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ لیکن ظاہریہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو مخالف حدیث کہدینا انکی خو ہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہین سمجھتے کہ ؎

بر بلنداں سخن بسوی خود ست ✣ تف بسوی فلک ببرو خود ست ✣

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہی الخ

تحقیق جواثی بحرین

اور کبھی ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز استسقامین چادر پلٹ کر اور نہ کبھی امام کو بھی اور
قوم کو بھی سنت نہین الخ اور کبھی ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ استسقامین خطبہ نہین الخ **اقول**
فتح المنان مین لکھا ہی کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اِسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو اپنے پروردگار سے وہ بخشنے والا ہی
بھیجتا ہی ابر کہ تم پر برسنے والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اُنمین نماز نہین ہی
مگر ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف
لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع اپنے تمام خصوصیات کے حد صحت کو نہین پہونچی یا خاص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اور سنت وہ ہی جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی
ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہی فقط نماز تو ایک دفعہ پڑھی ہی اور یہ حدیث بھی صحیح ہی کہ عمر نے
استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفار کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رض ترک نہ کرتے حالانکہ
یہ امر صحابہ کے روبرو کیا گیا اور عمر رض کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعید ہی اور باوجود جاننے کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہ رض کا تنبیہ نکرنا نہایت مستبعد ہی
اور امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین یہ ہی کہ جماعت مع دوسرے خصوصیات
کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کریگا تو جائز ہی بلکہ مستحسن ہی
اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق جنمین خصوصیات اور کیفیات
مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اسکا خلاصہ اور مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ
کر لیا ہی اور نماز کو سوائے جماعت و خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ او نکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک
حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی
اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک مین جابر رض کی روایت سے آئی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی
فرمایا اُنھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر اسلیئے قلب کی تا کہ قحط سالی منقلب ہو جائے
اور مطولات طبرانی مین انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی
بدلکر ارزانی ہو جائے اور مسند اسحق مین ہی کہ چادر کا قلب اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کی طرف

منقلب ہوجائے اور کتب ربعہ سے جو حدیث ابن عباس رضہ کی روایت سے وارد ہی اگر وہ خطبے پر دلالت
نکرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے گو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اسپر سکوت کیا ہی اور سکوت اُن کا
ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا ہی اور مسند امام احمد مین جو
روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کے واسطے تشریف لائے پس نماز قبل خطبے کے
شروع کی اور امام احمد رح نے خطبے کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث اُن کے نزدیک
ضعیف ہی اور تو نے معلوم کرلیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف نہین کہ بعض راوی اُسکے ضعیف
ہوا کرین بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی مختصراً خلاصۂ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقۂ
مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقۂ مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو
بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث مین وارد ہی ورنہ عمر رضہ اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا
تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رضہ ضرور متنبہ کردیتے پس ترجیح دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا
عمر کا اور صحابہ کا سکوت کرنا اسپر دال ہی کہ طریقۂ مسنون یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اُسکا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوگیا ہی وضو مین بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا فعل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث کے مطابق مخالف نہین حاشا وکلا پھر بانہمہ
چونکہ حنفیہ کو ثابت ہوگیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اور جماعت کے ساتھ پڑھی
گو ایکبار سہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور جب حنفیہ نماز استسقا پڑھتے ہین تو جماعت
اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف کیا محض خطا ہی اگر اختلاف
ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ایمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت کے رکھا گیا ہی ورنہ
شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندون کے واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ؎ دم در احکام شریعت مزن از راہ خطا: ہرچہ رو داد زشارع ہمہ خیرست وصواب

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز مین ہر رکعت مین
ایک ہی رکوع ہی الخ اور بھی ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز گہن مین
خطبہ نہین ہی الخ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین

امام احمد رح کے نزدیک خطبہ نماز استسقا مین مسنون نہین

قرارت آہستہ پڑھنی چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان مین لکھا ہی وَالشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اَوْرَدَ اَحَادِيْثَ بِرِوَايَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ صَحِيْحَةٍ وَحَسَنَةٍ وَمُثْبِتَةٍ لِمَذْهَبِ الْحَنَفِيَّةِ وَتَكَلَّمَ عَلٰى اَحَادِيْثِ تَعَدُّدِ الرُّكُوْعِ بِاَنَّهَا اضْطَرَبَ فِيْهَا الرُّوَاةُ فَاِنَّ مِنْهُمْ مَنْ رَوٰى رُكُوْعَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَوٰى ثَلٰثَةَ رُكُوْعَاتٍ فَوَجَبَ اَنْ تُصَلّٰى عَلَى الْمَعْهُوْدِ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِرِوَايَاتِ الْاِطْلَاقِ نَحْوُ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَصَلُّوْا یعنی شیخ ابن ہمام رح احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور ثابت کرنے والے مذہب حنفیہ کے ہین اور کلام کیا ہی اُنھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین باینطور کہ اُن مین راوی مضطرب ہین کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جائے اور وہ روایات مطلق کے موافق ہی مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابوداؤد مین قبیصہ رض سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رض کی اُن مین سے عبد اللہ بن عمرو اور سمرہ بن جندب اور ابوبکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث کو اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت روات کے اور صحت احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہ رض اور ابن عباس رض سے اُن لوگون کی حجت قائم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اُن دونون کا برخلاف اسکے ہی اور جب مذہب راوی کا خلاف اُسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے

بعض شخص ملول ہوئے اور اُنھون نے اپنے سر کو اُٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سر مبارک اُٹھایا ہی پس اُنھون نے بھی سر اُٹھایا یا اپنے سر کو موافق عادت روزمرّہ رکوع کے اُٹھایا
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس ایسا ہی دوسری بار اور تیسری بار
کیا پس جو لوگ انکے پیچھے تھے اُنھون نے بھی ایسا ہی کیا اِس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ
آخر صف مین ہوتے ہین اُنکو کبھی ہو جاتا ہی اور عائشہ رض عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض
لڑکون کی صف مین تھے اور جو امر کہ اِس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اِسکو
رکوع گمان کرلیا پس اُسپر لفظ رکوع اطلاق کردیا پس اُن احادیث کے جو ہمنے روایت کیے ہین یہ
حدیثین باوجود اِن احتمالات کے معارض ہونگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک
رکوع کا ایک رکعت مین کرنا ثابت ہی ابو داؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہی کہ کہا اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے
بہت دیر تک پھر رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اُٹھایا پھر کھڑے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت
دیر تک پھر سر اُٹھایا اور بیٹھے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اُٹھے پھر دوسری رکعت
مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور
ابو داؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے
اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپ کی آواز نہین سنتے تھے پھر رکوع
کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپ کی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ ہم آواز آپ کی
نہین سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصراً اور بخاری مین ابو بکرہ سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

چادر کھینچتے ہوئے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بھی مسجد مین جمع ہوئے پس دو رکعتین انکو پڑھائین پس آفتاب روشن ہوگیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے ڈراتا ہی اللہ انسے اپنے بندون کو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑھو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہوجائے انتہی پس یہ احادیث بعضے انمین سے صحیح ہین اور بعضے حسن ہین بعضے مین دو رکعتون کی تصریح ہی اور بعضے مین یہ حکم ہی کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جو اب تم پڑھ چکے ہو پڑھو پس اس حدیث سے بھی دو رکعتین معلوم ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہی چنانچہ حدیث سمرہ رض اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کی مذکور ہوئی اور دو رکعتون کی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی اگر ایک رکوع سے زیادہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑھو اسوقت اسکی ضرور تصریح کر دیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی وہان مطلق نماز کو فرمایا ہی ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج تھی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہی پھر آپ کے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایک رکوع آپنے کیا اور خود عائشہ رض اور ابن عباس رض کا مذہب بھی ثابت ہوچکا کہ خلاف روایت ہی پس اتنے وجوہ سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا اور حنفیہ بیچارے کیون اس سے مخالف حدیث ہوگئے یہ الزام آپ کا محض ناروا ہی وہ تو خاصے عامل قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہین جیسا اس مسئلے مین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وَمَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً مُعْتَدًّا بِهَا فِي الشَّرْعِ فَقَدْ عَمِلَ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا انتہی یعنی جسنے صلوۃ معہودہ فی الشرع کے طور پر پڑھا وہ ہر آئنہ عامل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر انتہی باقی رہا خطبہ اسکی وجہ صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادائے نماز ان لوگون کا رد کیا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیم کے کسوف واقع ہوا ہی اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبے کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرمادیتے اور حدیث مین جو آیا ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ رسول اللہ

تبیین الحقائق

باب الکسوف

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے بیان کیا تھا تاکہ اُن کے قول کو رد کرین کہ وہ کہتے تھے کہ کسوف
شمس بوجہ موت ابراہیم رض کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے ہوا ہی پس فرمایا آپنے
کہ شمس اور قمر دو نشانیان ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے منکسف نہین ہوتے
اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ
بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے
خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ خطبہ بہ قصد مشروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے دفع وہم
اُن لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیم رض کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا
انتہی اور قرارت کی نسبت صاف طور پر مسند امام احمد اور مسند ابو یعلی مین ابن عباس رض سے روایت ہی
کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مین نے آپ سے ایک حرف
انتہی اور حلیہ مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مین نے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرارت نہ سنی انتہی
اور شرح معانی الآثار مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز
کسوف پڑھائی اور ہمنے آپ کی آواز نہین سنی انتہی اور شرح مسلم مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب
ہمارا (یعنی امام شافعی رح کا) اور امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی
کہ کسوف شمس مین آہستہ قرارت کیجاوے اور حجت اُن کی یہ ہی کہ صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قرارت تخمیناً بقدر سورہ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے
تو اُسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی ان آثار و اقوال سے معلوم ہوا کہ نماز کسوف مین قرارت
آہستہ چاہیے فتنبہ **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اُن کے شاگرد ابو یوسف و محمد کا
مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ عِنْدَنَا یعنی اگر اُسنے
پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا تو باطل ہوئے فرض اُسکے ہمارے نزدیک الخ **اقول** اگر لفظ مخالفت
بطور تکیہ کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات
نہو تو البتہ ایسی مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی عقل ہی تو آیندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوا
مخالفت کا کرتے ہوئے کون مانع ہی ابھی تو آپ کے قول سے امام صاحب و صحابہ کی مخالفت حدیث سے

نفع المفتی والسائل ... مع الاسرار المرفوعہ ... الکسوف ... (حاشیہ)

... صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶

مسئلہ دوم

معلوم ہوتی ہی آخر دیر آید درست آید اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملیگا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور
کیا ہو سکتا ہی اس سوء ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر لے بیٹھے کچھ خوف خدا
نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت
بعینہ حدیث مین جواز فرض کی ہی یا دوسری صورت ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدۂ اخیر نہین
کیا تو پانچوین رکعت کے سجدہ کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدۂ اخیر فرض ہی اور ظاہر ہے کہ
ترک فرض سے نماز باطل ہو جاتی ہی پس قعدۂ اخیر مین نہ بیٹھنا اس صورت مین امام صاحب کے نزدیک
شرط تھا اُسکو آپ چھوڑ گئے تاکہ ظاہرا مخالفت ہو جائے اِنْ سَہَا عَنِ الْقَعْدَۃِ الْاَخِیْرَۃِ جو اس جملے
کی شرط ہی اسکو بھی اگر ذکر کرتے پھر وہ حدیث بیان کرتے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قعدۂ اخیر نکیا
ہوتا البتہ اُسوقت مخالفت ہو جاتی سو ایسی حدیث جسمین یہ ذکر ہو کہ قعدۂ اخیر مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نہین بیٹھے اگر تا قیام قیامت تلاش کیجیے گا تو بھی نہین ملے گی پس اس حدیث کو
ایسی صورت پر حمل کرنا جسمین ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہو سکتا ہی بلکہ اس حدیث
کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہی مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہی البتہ حاصل نہوگا گو معنی
حدیث کے اس سے عمدہ ہو جائینگے پھر آپ کو تو اسکی کچھ پروا نہین فقط امام صاحب کی مخالفت کے واسطے
آپنے بہت حدیثون کے عمدہ معنی چھوڑ کر مرجوح معنون کی طرف میلان کیا ہی یہ وہ بات ہی کہ گو حدیث
اور قرآن چھوٹے مگر یارون کا رشتہ مخالفت نہ ٹوٹے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ؎
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ؎ اور دوسری صورت جس مین نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہی
وہ یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین آپ کی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہی وَلَوْ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ یُسَلِّمْ
عَادَ اِلَی الْقَعْدَۃِ مَا لَمْ یَسْجُدْ لِلْخَامِسَۃِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِالسَّجْدَۃِ تَمَّ فَرْضُہٗ
یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت مین پھر کھڑا ہوا اور سلام نہین پھیرا لوٹے طرف قعدے کے بشرطیکہ
نہین سجدہ کیا ہی پانچوین رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا فرض اُسکا
پورا ہو گیا انتہی پس اس صورت مین اور پہلی صورت مین جسکو آپنے نقل کیا ہی فقط قعدۂ اخیر کا فرق ہی
یعنی اسمین بیٹھا ہی اور پہلی صورت مین بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہو گئی تھی پس اس صورت بہتر کو
چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنون کو واسطے

مغالطہ دہی عوام کے اپنی طرف سے متعین کر دینا آپ ہی کا کام ہے آفرین باد بریں ہمت مر
اسی وجہ سے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے اِنَّ لَفْظَ الْحَدِیْثِ یَصْدُقُ مَعَ تَرْکِ الْقَاعِدَۃِ وَمَعَ فِعْلِہَا
وَالثَّانِیْ اَرْجَحُ وَاَقْرَبُ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ الْقَعْدَۃَ الْاَخِیْرَۃَ لِکَوْنِہَا رُکْنًا تَجُوْزُ
الصَّلٰوۃُ عَلٰی تَقْدِیْرِ تَرْکِہٖ بَعِیْدٌ فَھٰذَا الْحَدِیْثُ مَخْصُوْصٌ بِصُوْرَۃِ فِعْلِ الْقَعْدَۃِ الْاَخِیْرَۃِ یعنی تحقیق
الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہیں ترک قعدہ کے ساتھ اور ساتھ کرنے اسی قعدے کے
اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو
بوجہ رکن ہونے کے ترک نہیں کرتے تھے پس جائز ہونا نماز کا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہے پس یہ
حدیث خاص ہے ساتھ وقوع قعدۂ اخیرہ کے انتہی اور ارکان اربعہ میں لکھا ہے وَلَاحُجَّۃَ فِیْہِ لِلْاِمَامِ
الشَّافِعِیِّ لِاَنَّہٗ حِکَایَۃُ حَالٍ وَلَا عُمُوْمَ لَہٗ فَیَجُوْزُ اَنْ کَانَ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ یعنی یہ حدیث امام شافعی کے
لیے حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہے اور اسمیں عموم نہیں ہوتا پس جائز ہے کہ
بیٹھ گئے ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں انتہی پس باوجود جائز ہونے دونوں صورتوں کے
اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تاکہ کسی طرح مخالفت ثابت ہو جائے غایت درجے کی
بے انصافی ہے انصاف کہاں سے آوے کہ آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے خداوند تعالی توفیق حق بینی کی عطا
فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز
جنازے کی مسجد میں پڑھنی درست نہیں الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم کو معترض صاحب غور فرماتے
تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول خلاف نہیں بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہے کہ صحابہ
نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں فَبَلَغَھُنَّ اَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا
مَاکَانَتِ الْجَنَائِزُ یُدْخَلُ بِھَا الْمَسْجِدَ یعنی پس خبر پہنچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور
کہا نہیں تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہوں مسجد میں انتہی اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیشہ یوں ہی ہوتا تھا
اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانوں کی جنھوں نے مدینہ شریف میں وفات پائی سب کے جنازے
نماز کے لیے مسجد میں ضرور داخل کیے جاتے اور عائشہ رضی یوں فرماتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز
پڑھتے تھے تمام عمر میں کل دو شخصوں کی نظیر بتلائی پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے

کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار پایا تھا فتح القدیر مین ہو کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابو ہریرہ رض کی روایت
سے یہ حدیث آئی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر لہ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس واسطے اُسکے کوئی اجر نہین
انتہی اور یہ حدیث معتمد ہو حجت لاسکے اِسکی صحت پر علامہ عینی اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہو وصلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سہیل واقعۃ حال لا
عموم لہ فیجوز ان یکون بضرورۃ کونہ معتکفا ولو سلم عدمہا فانکار الصحابۃ علیہا
دلیل علی انہ استقر الحکم بعد ذلک علی الترک ولولا ذلک لما انکروہ علیہا وصلوۃ الصحابۃ
علی ابی بکر وعمر فی المسجد کانت لعارض دفنہما عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہو جس مین عموم نہین پس جائز ہو یہ کہ
ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے اور اگر تسلیم کیا جاوے عدم ضرورت کو تو انکار کرنا صحابہ رض کا
عائشہ رض پر دلیل اِسکی ہو کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہ رض نہ کرتے اور نماز
صحابہ کی ابوبکر رض اور عمر رض پر مسجد مین بسبب عارضہ دفن ہونے اُن کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے تھی انتہی اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اِسی مقام پر لکھتے ہین وعلی کل تقدیر الصلوۃ علی الجنازۃ
خارج المسجد اولی وافضل بلا وجوب للخروج عن الخلاف لاسیما فی باب العبادات یعنی اوپر
ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہو بغیر وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے
خصوصا باب عبادات مین انتہی اور امام مالک رح کا بھی یہی مذہب ہو کہ مسجد مین نماز جنازہ نچاہیے

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو کہ جنازے کی نماز مین پانچ تکبیرین
کہنی جائز نہین اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اُسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہو
سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہو عبد الرحمن بن
ابی لیلی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے ہمارے جنازون پر چار اور تحقیق
اُنھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اُن سے (کہ ہمیشہ چار تکبیرین
کہتے تھے اور آج پانچ کیون کہین) پس کہا اُنھون نے کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرین
کہتے الخ **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وھذا الحدیث عند العلماء

مَنْسُوْخٌ دَلَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰی نَسْخِهٖ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرَهٗ نَقَلُوا الْاِجْمَاعَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا يُكَبَّرُ الْيَوْمَ اِلَّا اَرْبَعًا وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰی اَنَّهُمْ اَجْمَعُوْا بَعْدَ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ يَصِحُّ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائیں تکبیریں مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اُنھوں نے بعد زید بن ارقم کے اجماع کرلیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہی اور علامہ عینی رح نے شرح ہدایہ میں لکھا ہی کہ صحت کو پونہچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیریں اُسمیں کہی ہیں اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمر رض نے جمع کیا آدمیوں کو چار پر مگر اہل بدر کہ اُنپر پانچ اور چھہ اور سات تکبیریں کہی جاتی تھیں اور کہا ابن حزم نے محلی میں کہ عمر رض نے چار تکبیریں کہیں اور علی رض نے چار تکبیریں کہیں اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیریں کہیں اور عبداللہ بن ابی اوفی نے اپنے بیٹے پر چار تکبیریں کہیں اور زید بن ارقم نے چار تکبیریں کہیں اور ایسا ہی براء بن عازب اور ابن عمر اور ابوہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور صحیح ہوا ہی کہ تحقیق ابوبکر صدیق رض نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیریں کہیں پس اگر زیادہ کی جاتیں واسطے کسی کے بسبب اُسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ اولی تھے اور نماز پڑھی عمر رض نے ابوبکر رض پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی صہیب رض نے عمر رض پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی امام حسن رض نے علی رض پر پس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی عثمان رض نے خباب رض پر پس چار تکبیریں کہیں انتہی اور فتح القدیر میں ہی کہ روایت کی امام محمد رح نے بواسطہ امام صاحب کے حماد رح سے کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھہ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابوبکر صدیق رض کی خلافت میں کیا پھر عمر رض خلیفہ ہوئے پس لوگوں نے ایسا ہی کیا پس فرمایا اُن سے عمر رض نے کہ تم لوگ گروہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہوجاؤ گے تو تمھارے بعد آدمی بھی اختلاف کریں گے اور لوگ زمانۂ جاہلیت سے قریب ہیں پس اجماع کرو تم ایسی شے پر کہ تمھارے بعد جو آویں وہ بھی اُسپر اجماع کرلیں پس اجماع کیا اُس اصحاب

باجماع صحابہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں اور حدیث پانچ تکبیروں کی منسوخ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کرین آخر جنازہ کو کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ کرلین اور اوسکے ماسوا کو ترک کردین سو غور کیا اونھون نے پس پایا آخر جنازہ کو کہ اوس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین کہی تھین اور اس حدیث مین انقطاع ہی درمیان ابراہیمؒ اور عمرؓ کے اور انقطاع ہمکو کچھ مضر نہین علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری سند سے موصول بھی روایت کیا ہی اسی طرح چار تکبیرین مستدرک حاکم مین اور سنن بیہقی مین اور طبرانی اور استذکار وغیرہ مین آئی ہین اور بعضون نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی ناسخ کہا ہی اس لیے کہ راوی اُسکے ابوہریرہ ہین اور اسلام انکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہی کیونکہ اسناد کا ضعف ضرر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اُسکی ہو جاوے تو وہ صحیح ہو جاویگی اور یہان تائید ہو گئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہو جانا ہی خصوصاً کثرت روایت صحابہؓ سے پس تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار کا تقرر ہو گیا تھا علاوہ اسکے حدیث ابوحنیفہ رح کی صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جسوقت وہ قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ ایسا ہی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل ہو گئی اور اس سے غالب ظن حقیت کا ہی انتہی ملتقطاً گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی مگر سنداً عبارت حنفیہ کی بھی لکھدی ہی تا کہ معلوم ہو جائے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق کی گئی ہی

قال شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی نماز مین قرآن بسبب اُس حدیث کے جو ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہا انھون نے سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسوقت نماز پڑھو تم جنازے پر بس خالص کرو واسطے اُسکے دعا کو روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے اور بسبب اُس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا اُنھون نے

ارکان اربعہ باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ ص ۵

[illegible]

تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا اسکو امام مالک نے انتہی اور فتح القدیر مین ہی لا یقرأ الفاتحۃ الا ان یقرأھا بنیۃ الثناء یعنی نہ پڑھے سورۂ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اسکو نیت ثنا سے انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین ہی وان قرأ الفاتحۃ علی نیۃ الدعاء جاز ولیس فی صلوۃ الجنازۃ قراءۃ القرآن عندنا قال ابن بطال وممن کان لا یقرأ فی الصلوۃ علی الجنازۃ وینکر عمر بن الخطاب وعلی ابن ابی طالب وابن عمر وابو ہریرۃ ومن التابعین عطاء وطاؤس وسعید بن المسیب وابن سیرین وابن جبیر والشعبی والحکم وقال مالک قراءۃ الفاتحۃ لیست معمولا بہا فی بلدنا فی صلوۃ الجنازۃ یعنی اگر پڑھی الحمد نیت دعا سے جائز ہی اور نہین ہی نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور ان شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب رض اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابو ہریرہ ہین اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر اور شعبی اور حکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہی انتہی اور کہا امام طحاوی نے ولعل قراءۃ بعض الصحابۃ فی صلوۃ الجنازۃ کان بطریق الثناء والدعاء لا علی وجہ القراءۃ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہی **حاصل** یہ ہی کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین منع کرتے ہین بلکہ بہ نیت دعا و ثنا کی درست رکھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اسکو اسی پر محمول کرتے ہین پس مخالفت حدیث کی انپر نہین لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص مالک نصاب نہ ہو یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اسکو زکوۃ دینی درست ہی اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جاے غور و مقام افسوس ہی کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسی وجہ سے کہ امام صاحب کی مخالفت ہو جائے بدل ڈالے واہ ری جراءت ع مارا ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود ۞ حقیقت حال یہ ہی کہ ان دو شخصون نے سوال کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو تندرست پایا اس لیے سوال کرنا انکا

ناگوار گذرا کیونکہ قوی آدمی کو سوال درست نہین اور یہی معنی اِس ارشاد کے ہین کہ غنی کو اور قوی کو صدقہ
حلال نہین یعنی سوال کرکے صدقہ لینا درست نہین ورنہ اگر قوی کو زکوۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور
زکوۃ اُس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوۃ دیدون
اِسکی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب مذکور یون کی کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دیدون کیا خوب
امام صاحب کے اثبات مخالفت مین ایسے محو ہوئے کہ یہ بھی خیال نرہا کہ انبیا کی طرف فعل
حرام کی نسبت ہوجائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو یارون کے ہاتھ سے نجائے ع شادم کہ
از رقیبان دامن نشان گذشتی :: گو مشت خاک ماہم بربادرفتہ باشد :: حدیث مین زکوۃ دینے کا
جواز برابر معلوم ہوتا ہی حرام فقط آپ نے نکالا ہی یہ حدیث کے بالکل مخالف ہی بلکہ ایسے معنی
کہنے کمال سوء ادبی ہی علاوہ اسکے کسی لفظ سے اِن معنون کا استنباط نہین ہوسکتا بلکہ فقط سوال
کی حرمت نکلتی ہی اور زکوۃ دینا اسی حدیث سے قوی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہی مذہب حنفیہ
کی تائید کی حدیث آپ نے تصرف کرکے اور لفظ حرام اپنی طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید
یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہوگا نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْہُ اِنَّ ہٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ آپ کو یہ حدیث نہین
پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا
دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور مفتریون کی وعید مین بہت سی حدیثین اول کتاب مین
ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت آپ نے خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسلون مین سے ایک کم ہوجاتا
تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا اور اِس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اہتمام اس دروغ گوئی
کی بلا مین مبتلا ہوگئے ع خرد چو آخر لفظ دروغ بیند عین :: بداند اینکہ در عاقبت ہزار بلاست ::
حاصل کلام یہ ہی کہ اِس حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہی اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین
سب مین کلام اور ضعف ہی چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہی
ترمذی مین ہی وَاِذَا کَانَ الرَّجُلُ قَوِیًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ اَجْزَأَ
مِنَ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَہْلِ الْعِلْمِ وَوَجْہُ ہٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَہْلِ الْعِلْمِ عَلَی الْمَسْأَلَۃِ
یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اُسکے پاس نہو پس زکوۃ دیجائے اُسکو کافی ہوجائیگی
زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اِس حدیث کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہی یعنی

یعنی صدقے سے مراد یہ ہو کہ سوال کر کے صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر مین ہو وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيْ دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ حُرْمَةُ سُؤَالِهِمَا لِقَوْلِهٖ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا فَلَوْ كَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا غَيْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ يَفْعَلْهُ یعنی اور جواب یہ ہو کہ دوسری حدیث اسپر دلالت کرتی ہو کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہو بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دونون مین بس اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے انتہی اس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ اور مطابق اس حدیث کے تندرست محتاج کو زکوۃ دینا درست ہو **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو کہ اگر صاحب نصاب کو برس کے اندر اور مال اُسی جنس کا ملجاوے تو اُس مال کو پہلے مال مین شامل کردے اور زکوۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اُس مال پر جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہو برس نگذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہو اُس حدیث کا جو کہ ابوداؤد مین روایت ہو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہو وَلَنَا فِي الْمُسْتَفَادِ مِنَ الْجِنْسِ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تُؤَدُّوْنَ فِيْهِ زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ فَمَا حَدَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَجِيْءَ رَأْسُ الشَّهْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَهٰذَا يَقْتَضِيْ اَنْ تَجِبَ الزَّكٰوةُ فِي الْحَادِثِ عِنْدَ مَجِيْءِ رَأْسِ السَّنَةِ وَمَا رَوَاهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَلَئِنْ ثَبَتَ فَلَيْسَ فِيْهِ مَا يُنَافِيْ مَذْهَبَنَا اِلَّا اَنَّا نَقُوْلُ لَا يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ اِمَّا اَصَالَةً اَوْ تَبَعًا كَمَا فِي الْاَوْلَادِ وَالْاَرْبَاحِ یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کہ تحقیق سال مین ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرتے ہو تم زکوۃ مالون اپنے کی اسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جائے پس اسمین زکوۃ نہین یہانتک کہ آجائے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہو کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہو اور وہ حدیث جو اُنھون نے روایت کی ہو ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اُسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم کہتے ہین کہ نہین واجب ہو زکوۃ مال مین جب تک اُسپر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے درمیان سال کے جانورون کے بچے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی آجاتی ہو انتہی

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ زمین مین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ
بہت زکوۃ اسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اِس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقول** بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ
اَوْکَانَ عَثَرِیًّا اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس
چیز مین کہ سیراب کیا اُسکو آسمان اور چشمون نے یا عثری ہو دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی کہ اسمین
پانی دینے کی حاجت نہو اور اُس چیز مین جو سیراب کی جائے آب پاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور
مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْہَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا
سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمین مین کہ سیراب کرین
اُسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی اور اُس زمین مین کہ سیراب کیجائے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور
سانیہ اُس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لاتے ہین انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن
عبد العزیز رح اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُنھون نے اُس چیز مین جو زمین اُگاوے تھوڑی
ہو یا بہت دسوان حصہ ہی انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ رح نے عمر بن عبد العزیز رح اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے
روایت کی ہی پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہی کیونکہ ان احادیث
مین مطلق مقدار کا بیان نہین بلکہ عام ہی قلیل او کثیر سب کو شامل ہی پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا
بیان ہی وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق اُسوقت چالیس درہم تھے
چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہی بلکہ لفظ صدقہ کا اسمین موجود ہی اور صدقہ زکوۃ مین
بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہی اور بنایہ
مین لکھا ہی کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہی کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب ابو حنیفہ رح
کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر باوجود احتیاط و قوت دلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر
بن العربی نے فرمایا مسائل محقق کو نماننا حق کو نہ پہچاننا ہی جسنے امر حق کو نمانا اسکی بات کا کون
ٹھکانا حسد کی پٹی آنکھو نپر بندھی ہی اور مخالفت امام صاحب کی دل مین ٹھنی ہی ہر بات مین
بوی نفسانیت آتی ہی ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہی ہ گیرم کہ تمام مصحف از برداری

باآن چہ کنی کہ نفس کافرداری ؛ سر را بزمین ہمی نہی بہر نماز ؛ آنرا بزمین بنہ کہ در سرداری

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی سو اس مسئلے میں امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مرے اور اسپر ہو روزہ روزہ رکھے اسکی طرف سے وارث اسکا **اقول** لمعات شرح مشکوۃ مین ہی وَذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّہٗ لَا یُصَامُ عَنْہُ وَبِہٖ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَمَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ فِیْ اَصَحِّ قَوْلَیْہِ عِنْدَ اَصْحَابِہٖ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دو قولون مین جو نزدیک اُن کے اصحاب کے ہی انتہی البتہ مسکین کو کھانا عوض ہر روزہ کے دینا چاہیے چنانچہ مشکوۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَلْیُطْعَمْ عَنْہُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اسپر روزے ماہ رمضان کے ہین پس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے اسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہی اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوۃ شریف مین اس طور سے آئی ہی اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُسْأَلُ ھَلْ یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَیَقُوْلُ لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ رَوَاہُ فِی الْمُوَطَّا یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام مالک نے موطا مین انتہی پس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث اُس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین لفظ صوم آیا ہی یعنی اسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے سے اسکا تدارک کر دینا ہی پس جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گئی تو گویا اس شخص نے اسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بھی صحیحین مین روزے کی قضا مین وارد ہی مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہی سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہی علاوہ اسکے عبد اللہ

بن عباس جو راوی اِس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین چنانچہ فتح القدیر مین ہے
وَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِی الْحَدِیْثِ فِی سُنَنِهِ الْکُبْرٰی اَنَّهٗ قَالَ لَا یُصَلِّی اَحَدٌ
عَنْ اَحَدٍ وَلَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَفَتْوَی الرَّاوِیْ عَلٰی خِلَافِ مَرْوِیِّهٖ بِمَنْزِلَةِ رِوَایَتِهٖ
لِلنَّاسِخِ یعنی تحقیق روایت کی ہی نسائی نے ابن عباس سے اور وہی راوی اِس حدیث کے ہین اپنی
سنن کبریٰ مین کہ کہا اُنھون نے نماز نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
اور فتوی دینا راوی کا خلاف اپنے مروی کے بمنزلہ روایت کرنے اسکی کے ہی ناسخ کے لیے انتہی جبکہ
اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہی قَالَ مَالِكٌ لَمْ اَسْمَعْ
عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِیْنَ بِالْمَدِیْنَةِ اَنَّ اَحَدًا مِنْهُمْ اَمَرَ اَحَدًا یَصُوْمُ عَنْ اَحَدٍ
وَلَا یُصَلِّی عَنْ اَحَدٍ انتہی وَهٰذَا مِمَّا یُؤَیِّدُ النَّسْخَ وَاَنَّهُ الْاَمْرُ الَّذِیْ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَیْهِ اٰخِرًا
یعنی کہا امام مالک نے نہین سنا مین نے کسی سے صحابہ اور تابعین مین سے مدینہ شریف مین کہ کسی نے
اُن مین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اُس قسم
سے ہی کہ نسخ کی تائید کرتا ہی اور وہ ایسا امر ہی کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہی انتہی پس ان
تقریرات سے واضح ہوا کہ دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالفت ہو استغفر اللہ خیر
معترض صاحب جانین اور اُنکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص رات کو فرض روزے کی نیت نکرے تو دن کو زوال
کے وقت تک اُسکو نیت کرنی جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین
خلاف کیا ہی اِس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین
روایت ہی الخ **اقول** اِس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ رمضان کے روزے کی نسبت یہ
ارشاد ہوا ہی بلکہ جائز ہی کہ روزۂ قضا و کفارہ و نذر غیر معین مراد ہوا ئین حنفیہ کے نزدیک
بھی رات سے نیت روزے کی ضرور ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت
کرلنے سے منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت
کیون نہین لیتے ہو کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص
رات سے روزے کی نیت نکرے یعنی دن مین اگر نیت ہو تو رات سے روزے کی ہو اُسوقت سے

اگر روزہ رکھیگا اور یہ نیت نکریگا کہ میرا روزہ شب سے ہی تو روزہ اُسکا نہین ہوگا اِس صورت مین لفظ مِنَ لفظ صَامَ کے متعلق ہوگا لفظ یَنْوِ کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہوگئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ مِنَ اللَّیْلِ کو لَمْ یَنْوِ کے متعلق کیا جائے بلکہ صیام جو قریب اُسکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا اِس حدیث مین کمال صوم کی نفی مراد ہو یعنی کامل روزہ اُسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل نہوگی جب تک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اُسکا وضو نہین ہوگا اس سے نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اُسکی نماز سوائے اُس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اِس قسم کے بہت احادیث وارد ہین پس چارون احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اِس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے نزدیک تو موقوف ہی اور اکثر اِسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جس حدیث مین اسقدر اضطراب ہوا اور دو کے معنی بھی ہوسکتے ہون تو اُسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ اَبَاحَ الْاَکْلَ وَالشُّرْبَ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ ثُمَّ اَمَرَ بِالصِّیَامِ بَعْدَہٗ بِکَلِمَۃِ ثُمَّ وَھِیَ لِلتَّرَاخِیْ فَتَصِیْرُ الْعَزِیْمَۃُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَمَرَ رَجُلًا اَنْ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنَّ مَنْ اَکَلَ فَلْیُمْسِكْ بَقِیَّۃَ یَوْمِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَکَلَ فَلْیَصُمْ یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہانتک کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہو جائے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدائے تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزے کا بعد اُسکے ساتھ لفظ ثُمَّ کے اور لفظ ثم واسطے تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکارد و کہ جس شخص نے کچھ کھالیا ہو پس چاہیے کہ باقی دن رُکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگون مین کہدو کہ جس نے کھالیا ہی پس چاہیے کہ

روزہ کی نیت رات سے نہ کرنے والے کے روزے کی نفی کمال پر محمول ہے

تبیین الحقائق

سے روزہ صبح کے بعد

ثم تراخی کیلئے

سے روزہ صبح

باقی دن ٹھیرا رہے اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھلے اسلیے کہ آج کا دن عاشوریکا ہی اس حدیث مین اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اُسکے کے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے کہ باقی دن نہ کھانے کا اُسی روزے مین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان کے اگر اُسمین افطار کرلے تو یہ حکم نہین آتیں معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے اُسنے نیت اُسکی نکی ہو تو دن کو نیت اُسکی کافی ہوجائے گی اور یہ بنابر اسکے ہی کہ روزہ عاشورے کا واجب تھا اور ابن جوزی نے اِسکو منع کیا ہی اُس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رض سے روایت ہی کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشوریکا ہی نہین فرض کیا گیا ہمپر روزہ اسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھنا رکھ لے مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون نے اور اِس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو جنھون نے کھا لیا تھا حکم قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا بایں طور مردود ہی کہ معاویہ رض فتح مکہ کے مسلمانون مین سے ہین پس اگر اُنھون نے اِس حدیث کو بعد اِسلام اپنے کے سُنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین سُنا ہوگا پس یہ سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو معنی اِس حدیث کے یہ ہونگے کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تاکہ اِس حدیث مین اور اُن حدیثون مین جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہوجائے اور اگر قبل اسلام اپنے کے سُنا ہی تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سُنا ہو اور عاشوریکا روزہ رمضان کے روزے سے منسوخ ہوگیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے عاشوریکا روزہ قریش زمانۂ جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینے مین تشریف لائے عاشورے کا روزہ رکھا اور حکم کیا اِس روزے کا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے اور جو چاہے ترک کرے اور ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب و وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم کیا جائے پس یہ قول عائشہ رض کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمادیا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اِس اعتبار سے نہین کہ پہلے مستحب تھا

فائدہ: تحقیق روزۂ عاشورا

اس لیئے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہر پس یہ اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب تھا اسیطرح اُس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے کہ باقی دن نہ کھایا جائے فرضیت معلوم ہوتی ہر پس ثابت ہو گیا کہ فرضیت روزہ کی نیت کے اعتبار سے بعض دن مین منع نہین کرتی پس مقدم کرنا اُس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اُنکی حدیث کے نسبت قوی ہر پھر ہم اُسمین اختلاف صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اس سے کہ مراد اُس سے نفی کمال کی ہر جیسے لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اُسنے رات سے روزہ ہونے کی نیت نہ کی پس جار مجرور کہ وہ مِنَ اللَّيْلِ ہی متعلق لفظ صیام دوسری کے ہوگا متعلق لفظ يَنْوِ کے نہین پس دن مین یہ نیت نہ کرنے سے کہ میرا روزہ رات سے ہی روزہ نہو گا انتہی **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق رح نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا داخل ہو بیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے الخ

اقول جو معنی ظاہر تھے اور تاویل اُس مین نہ تھی اُنکو آپنے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہو گئے خدا جانے ظاہر آپ کی اصطلاح مین کیا شے ہی ظاہر اً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اُسکو قرار دیا ہی جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی نہو وَلَا مُنَاقَشَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف مین جو جاے اعتکاف بھی نماز صبح پڑھکر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف بھی اُسی وقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپ کی راے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی اعتکاف کی نیت کرے اُسی وقت گوشے مین بھی اسپر بیٹھنا ضرور ہر کیا شب کو اعتکاف کی نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہر کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً نہین جسکے الفاظ مقتضی ہون یا کوئی قرینہ اُسپر دال ہو اُسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہر ع اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

روزہ روزہ کی نیت دن مین بلحاظ کمال کے ہو

معتکف میں جانے وقت

لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین ۞ اِس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشہ نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانے مین تشریف لیجاتے
تھے شب کو اُس مین داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین
جائے کو بعد صبح کے ذکر کیا ہی تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف پیشتر کر چکے تھے معتکف مین اب داخل
ہوئے شاید آپ کو اعتکاف کے لفظ سے دھوکا ہو گیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین
اصطلاحی اعتکاف مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے اِن معنون کے قرینۂ ظاہر ہی علاوہ اسکے
جب تمام احادیث مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اُس مین شب بالتبع ضرور آ جائے گی
چنانچہ محاورات عرب و کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی
ہین اور جب لیالی بولتے ہین تو دن اُسمین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ
مین لکھتے ہین اَلَا تَرٰی اِلٰی قِصَّۃِ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَیْثُ قَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ
اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَقَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا وَالْقِصَّۃُ کَانَتْ وَاحِدَۃً
یعنی کیا نہین دیکھا تو طرف قصۂ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو
آدمیون سے تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر
اور قصہ ایک ہی تھا انتہی یُقَالُ مَا رَاَیْتُکَ مُنْذُ اَیَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو
کئی دن سے وَ یَسُرُّ الْمَرْءُ مَا ذَھَبَ اللَّیَالِیْ ؛ یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے
سے انتہی پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین
وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب
دس دن ذکر کیے اسکی راتین بھی کل مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث
سے ہرگز ثابت نہین اور اِن معنون کی طرف تو سوائے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ عمامہ
فائدہ ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہی کہ جس محرم کے پاس تہ بند نہو پاجامہ
ہی ہو تو وہ پاجامے کو پھاڑ کر اُسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پاجامہ ہی پہنے گا تو اُسپر دم آوے گا
یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوئے کو سلی ہوئی شے

مثل پایجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہیں اور یہی مذہب امام مالک و صاحبین کا ہی اور ماخذ انکا وہ حدیث ہی جو صحاح ستہ اور طحاوی میں مذکور ہی سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پایجامہ انتہی پس امام مالک تو اس حدیث کا جسمیں پایجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہی بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے پایجامہ پہنے مگر کفارہ اُسکا آجائیگا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہی مگر اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہی کہ جو چیزیں قبل از احرام حلال تھیں اور محرم کو انکی ممانعت کردی گئی گر ضرورت انکی پڑے تو مباح ہیں مگر کفارہ ضرور آئیگا چنانچہ شرح معانی الآثار میں ہی فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُبِیْحُ لَهٗ لُبْسَهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَلٰكِنَّا نُوْجِبُ عَلَیْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ وَلَیْسَ فِیْمَا رَوَیْتُمُوْهُ نَفْیٌ لِوُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ وَاِنَّا لَمْ نَقُلْ لَا یَلْبَسُ الْخُفَّیْنِ اِذَا لَمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ وَلَا السَّرَاوِیْلَ اِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ قُلْنَا ذٰلِكَ كُنَّا مُخَالِفِیْنَ لِهٰذَا الْحَدِیْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَیْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمُوْجِبَةِ لِذٰلِكَ وَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ فِی التَّاْوِیْلِ لَا فِیْ نَفْسِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِیْثَ عَلٰی وَجْهٍ یَحْتَمِلُهٗ وَلَا تُوْجِبُوْا عَلٰی مَنْ خَالَفَ تَاْوِیْلَكُمْ خِلَافًا لِذٰلِكَ الْحَدِیْثِ یعنی پس ہم کہتے ہیں یہی اور مباح جانتے ہیں واسطے اسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہیں ہم اُسپر باوجود اسکے کفارے کو اور نہیں ہی اُس حدیث میں جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارہ کی اور ہم نہیں کہتے کہ نہ پہنے موزوں کو جب کہ جوتیاں نہ ملیں اور نہ پایجامہ جبکہ تہبند نہو اور اگر ہم کہیں یہ تو اس حدیث کے مخالف ہوجاینگے ہاں واجب کرتے ہیں ہم اُسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل موجودہ کے جو واجب کرنے والے کفارے کے ہیں اور جز این نیست کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمہارے تاویل میں ہی نفس حدیث مین خلاف نہیں کیونکہ ہمنے حدیث کو اُن معنوں میں بیان کیا ہی جنکی حدیث محتمل ہی اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اُسکو خلاف حدیث مت کہو انتہی مختصراً اور امام صاحب سے بھی یہ دونوں حدیثیں عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ میں مروی ہیں اور دونوں حدیثوں میں یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب میں بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے

پس ضرورت کا ہونا اِس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہو جائے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب دھوم دھام سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی مَنِ اسْتَطْلَعَ عَلَیْہِ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قبل ذبح سر منڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کا ہی الخ **اقول** امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ثَنَا الْخَصِیْبُ ثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَیْئًا مِنْ حَجِّہٖ اَوْ اَخَّرَہٗ فَلْیُھْرِقْ دَمًا فَھٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍؓ یُوْجِبُ عَلٰی مَنْ قَدَّمَ نُسُکًا مِنْ نُسُکِہٖ اَوْ اَخَّرَہٗ دَمًا وَھُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ مَا سُئِلَ یَوْمَئِذٍ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ فَلَمْ یَکُنْ مَعْنٰی ذٰلِکَ عِنْدَہٗ عَلَی الْاِبَاحَۃِ فِیْ تَقْدِیْمِ مَا قَدَّمُوْا وَتَاْخِیْرِ مَا اَخَّرُوْا مِمَّا ذَکَرْنَا اَنَّ فِیْہِ الدَّمَ وَلٰکِنَّ مَعْنٰی ذٰلِکَ عِنْدَہٗ اَنَّ الَّذِیْ فَعَلُوْہُ فِیْ حَجَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلَی الْجَھْلِ بِالْحُکْمِ فِیْہِ کَیْفَ ھُوَ فَعَذَرَھُمْ لِجَھْلِھِمْ وَاَمَرَھُمْ فِی الْمُسْتَاْنَفِ اَنْ یَّتَعَلَّمُوْا مَنَاسِکَھُمْ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا موخر کرے پس جانور ذبح کرے پس یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اُس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا موخر کرے حالانکہ ابن عباس اُن مین سے ہین جنھون نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال کیے گئے کسی شی سے جو مقدم کی گئی ہو یا موخر امر حج مین سے مگر فرمایا آپنے کوئی گناہ نہین پس نہوے نزدیک اُن کے معنی اِس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہمنے ذکر کیا ہی اُن لوگون کو مباح تھی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ الوداع مین کیا ہی وہ بسبب نہ جاننے حکم اُسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیونکر ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھین انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا علاوہ اسکے یہ کہانسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر

۱۲

شرح معانی الآثار للطحاوی علیہ الرحمۃ ... [illegible]

لمعات
باب الحلق

مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے ہین کنکریان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اُنھون نے اِس امر مین کہ یہ ترتیب سنت ہی یا واجب ہی پس ایک جماعت جن مین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف وجوب کے گئی ہی اور کہا اُنھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہی بسبب عدم علم و نسیان کے لیکن دم واجب ہی اور کہا علامہ طیبی نے کہ ابن عباسؓ نے مثل اسی کے حدیث روایت کی ہی اور دم واجب کیا ہی پس اگر نہوتی یہ بات کہ اُنھون نے اِس حدیث کے یہی معنی سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے برخلاف اسکے انتہی **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا یُشْعَرُ عِنْدَ اَبِی حَنِیْفَۃَ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اُن کے نزدیک اشعار مثلہ ہی یعنی تکلیف دینا ہی الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہی اور گوشت محفوظ رہتا ہی اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کرنا دستور ہو جائیگا تو اُس کو کون مسنون بتلائیگا مثلا ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہو جائیگا تو ہرگز سنت ادا نہو گی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائیگا سنت تو وہی ہی کہ فقط کھال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئیگا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فَاَمَّا مَنْ اَحْسَنَہٗ بِاَنْ قَطَعَ الْجِلْدَ فَقَطْ فَلَا بَاْسَ بِہٖ یعنی جو شخص اشعار عمدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی انتہی اور طحطاوی شرح درمختار مین ہی قَوْلُہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَرَادَ اَنَّہٗ مُسْتَحَبٌّ لِمَا قَدَّمْنَا یعنی قول شارح کا فلا باس بہٖ ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اُس وجہ سے جو پہلے ہمنے بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ ڈالتے تھے اور جانور

اشعار مسنون جائز ہی

طحطاوی
شرح درمختار

گوشت کٹنے کی وجہ سے قریب بہلاکت ہو جاتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے
مثلہ کہا ہی اور مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل بخاری و ابوداود و مسند امام احمد و مستدرک حاکم
وغیرہ مین موجود ہی ہان اشعار مسنون مثلہ نہین ورنہ ختنہ وغیرہ سب مثلہ ہو جاینگے حال آنکہ
یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینیؒ نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لِاَنَّ مُرَادَ
اَبِی حَنِیْفَةَ لَیْسَ مُطْلَقَ الْمُثْلَةِ وَاِنَّمَا مُرَادُهُ الْمُثْلَةُ الَّتِیْ لَا یُبَاحُ فِعْلُهَا وَاَبُوْحَنِیْفَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا کَرِهَ اَصْلَ الْاِشْعَارِ وَکَیْفَ یَکْرَهُ ذٰلِكَ مَعَ مَا اشْتَهَرَ فِیْهِ مِنَ الْاٰثَارِ
وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ رح وَاِنَّمَا کَرِهَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رح اِشْعَارَ اَهْلِ زَمَانِهٖ لِاَنَّهٗ رَاٰهُمْ
یَسْتَقْصُوْنَ فِیْ ذٰلِكَ عَلٰی وَجْهٍ یُخَافُ مِنْهُ هَلَاكُ الْبَدَنَةِ لِسِرَایَتِهٖ خُصُوْصًا فِیْ
حَرِّ الْحِجَازِ یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد انکی وہ مثلہ ہی جسکا
کرنا جائز نہین اور ابوحنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانینگے باوجودیکہ
آثار مشہورہ اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی رح نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا
اشعار مکروہ جانا اس لیے کہ اُن کو اس طور سے زیادہ اشعار کرتے ہوئے دیکھا جس سے خوف
ہلاکت جانور کا تھا خصوصاً گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے
اُسکے کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی
اور امام طحاوی کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین
زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی
امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہین اسمین فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین
اُن کے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت کاٹنے تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے
ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار
مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مطلق نہوئی اور اشعار ایسا مسنون نہین کہ
اُسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایکبار کیا ہی اسی لیے
ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ
یہ تقریر عینی مین بعد عبارت مذکور کے لکھی ہی بہرحال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قول عینی شرح ہدایہ

ف / امام صاحب کے نزدیک اشعار مسنون مثلہ نہین

ف / نزاع لفظی ہی اشعار مین

بدعت نہین ہوسکتا ہان افراط تفریط بدعت ہوجاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل
امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج ہین صحیح صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین
کہ مین شمار نہین کرسکتا انتہی **اقول** کیون افترا پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر
مخالفت واقعی مراد ہی جیسا کہ آپ کی موافقت ہی تو اُسکا ثبوت آج تک کسی متعصب سے نہین
ہوسکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا مُنہ لیکر رہ گئے مخالفت
جسکا نام ہی اُس سے تو بعنایت الٰہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ اِن چارون مذہب
کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اُسکو چھوڑ دیجیے پھر تو
ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اِسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک
آپ کے ذہن رسا کی طاقت ہی پھر تو اُس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی
عنایات سے پیش آتے ہین ایسا ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت
اُسکے ذہن کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی موٹی عقل والے
تو اُسکو مخالف ہی سمجھین گے جیسے ان لوگون نے مخالفتین شمار کی ہین فقط بیچارے عوام کے
واسطے دام تزویر ہی اور جو لوگ عاقل ہین وہ کیونکر مخالفت جانین گے بلکہ اگر کہین
اپنی عقل مین ظاہرا مخالفت بھی پائین گے تو اُسکو مخالفت نہ کہین گے بلکہ کسی عالم سے
اُس شبہہ کو رفع کرلین گے ایسے شبہات اکثر ہوجاتے ہین کیا قرآن اور حدیث مین نہین
بہت آیتین اور حدیثین ایسی عقل والون کے نزدیک مخالف ہوجائین گی کوئی
محدثین مین سے ایسا نہین جسکا قول کسی نہ کسی حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد
ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے
بہت اقوال قرآن و حدیث کے مخالف ہین اگر زیادہ چون و چرا آپ کرینگے اور پھر
متوجہ طعن ائمہ کے ہون گے تو ہم اِن حضرات کی قلعی کھول دین گے افسوس باوجودیکہ
محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے بدلائل واضحہ
ایسا مفصل بیان کردیا ہی کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لیگا اور ہرگز الزام مخالفت
کا نہ دیگا لیکن آپ کی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہی اقوال امام صاحب کی حقیت کیونکر معلوم ہوتی

جواب امام اعظم کے مسائل فقہ حنفیہ کے مخالف ہین احادیث صحیحہ کے

اکثر اقوال ظاہریہ کے قرآن و حدیث کے مخالف ہین

ے چشم بداندیش کہ برکندہ باد ؀ عیب نماید ہنرش در نظر ؀ **قال** شیخ عبدالحق
دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھاہی کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم
نے اس مسئلے مین خلاف کیاہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ تورپشتی نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپ کی حرمت تعظیمی ہی
جو احکام کہ متعلق حرام کے ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپ نے
درخت مدینہ کے پتے نہ جھاڑے جائین مگر چوپایون کے کھلانے کے واسطے کیونکہ حرم مکہ کے پتے
جھاڑنے کسی حال مین درست نہین ہین رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر
جمہور صحابہ نے مدینہ شریف کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیاہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے شکار مدینہ مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پونہچی جسپر اعتماد کیا جاوے
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمھارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ
وقت ضرورت بیان کے سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار ہین جزا ہونے سے
بھی حرم مکہ سے فرق ہی یہ فقط بعض کی رائے ہی کہ حرم مکہ و مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ
ایسے دونون مین فرق کرتے ہین اور ان دونون حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم
نہین چون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے
جاتے تھے اس لیے اسکی زیب و زینت کے واسطے ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر
لیجائینگے تو زینت اسکی جاتی رہیگی اور اُجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونون کا ایک حکم ہوتا تو پتے
توڑنے کو نفرماتے **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھاہی کہ شہر والے اگر گانون مین
اپنی قربانی بھیج دین تو انکو بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہی **اقول** حدیث سے فقط اتنا
ثابت ہوتا ہی کہ نماز پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر ہمین حنفیہ مخالف ہوتے
تو بیشک خلاف حدیث تھا حنفیہ تو خود اسکے قائل ہین کہ شہر مین قربانی قبل نماز درست نہین
چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنوز نماز
تمام نہین کی تھی کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہوگئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ
کہ ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کرلی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حدیث

مین جو مخالفت آئی ہی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہی اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر تین چالیس کوس
بھیجکر قربانی کرا وے تو اُسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہی اُسکو
عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ ساز ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی جاتی
اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس یا پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر ہی کا ہی تاکہ حدیث
کی مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہی تو جائز ہی
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین یہ شرط لکھی ہی کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا قصر ہوتا ہی
اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کراویگا تو ہرگز خلاف حدیث نہوگا پس حدیث کو باوجود
خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہی اور نہایت بے بصیرتی سے
بے بصیرت زانباشد درحق و باطل تمیز ٭ کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم **قال**
فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کرکے لکھا ہی کہ عقیقہ کرنا لڑکے اور
لڑکی دونون کا مکروہ ہی نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر یہ ہی کہ کراہت سے مراد طریقہ جاہلیت
کی کراہت ہی اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہی اَمَّا الْعَقِيْقَةُ فَبَلَغَنَا اَنَّهَا كَانَتْ
فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْاَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَ شَهْرُ
رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ كَانَ قَبْلَهٗ وَنَسَخَتِ الزَّكٰوةُ
كُلَّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهَا كَذٰلِكَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس پونہچا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین
تھا اور اول اسلام مین بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اُسکے تھا اور منسوخ
کر دیا رمضان نے ہر روزے کو کہ پہلے اُسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے
اُسکے تھا اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اُسکے تھا اسیطرح ہمکو پونہچا ہی انتہی اور شرح
موطا مین لکھا ہی وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِنَّهَا مُبَاحَةٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا جائز ہی
انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجائیگی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت متعین نہوگی
بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقے کا منسوخ ہونا پونہچا ہی سو منسوخ ہونا اُسکے وجوب کا ہوگا
ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہی وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام صاحب نے
باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا امر خلاف حدیث ہوگیا

معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ ہر شخص جاہل متعصب جانیگا گو بجاے خود جہلا میں وہ فاضل بے بدل بن بیٹھیں اس سے کیا ہوتا ہے ؎ لاف دانش گر زند پیوستہ نادان دور نیست * خفتہ دائم خویش را بیدار می بیند بخواب **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیَجُوزُ بَیعُ الکَلبِ وَالفَھدِ وَالسِّبَاعِ المُعَلَّمِ وَغَیرِ المُعَلَّمِ فِی ذٰلِکَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہے بیع کتے کی اور چیتے کی اور درندون کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے شرح بخاری مین فِیہِ اِختِلَافُ العُلَمَاءِ فَقَالَ الحَسَنُ وَرَبِیعَۃُ وَحَمَّادُ بنُ اَبِی سُلَیمَانَ وَالاَوزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحمَدُ وَدَاوٗدُ وَمَالِکٌ فِی رِوَایَۃٍ ثَمَنُ الکَلبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بنُ اَبِی رَبَاحٍ وَاِبرَاھِیمُ النَّخعِیُّ وَاَبُو حَنِیفَۃَ وَاَبُو یُوسُفَ رح وَمُحَمَّدٌ وَابنُ کِنَانَۃَ وَسُحنُونٌ مِنَ المَالِکِیَّۃِ الکِلَابُ الَّتِی یُنتَفَعُ بِھَا یَجُوزُ بَیعُھَا وَیُبَاحُ اَثمَانُھَا وَعَن اَبِی حَنِیفَۃَ اَنَّ الکَلبَ العَقُورَ لَا یَجُوزُ بَیعُہٗ وَلَا یُبَاحُ ثَمَنُہٗ وَاَجَابَ الطَّحَاوِیُّ عَنِ النَّھیِ فِی ھٰذَا الحَدِیثِ وَغَیرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ حِینَ کَانَ حُکمُ الکِلَابِ اَن تُقتَلَ وَکَانَ لَا یَحِلُّ اِمسَاکُھَا وَقَد وَرَدَت فِیہِ اَحَادِیثُ کَثِیرَۃٌ فَمَا کَانَ عَلٰی ھٰذَا الحُکمِ فَثَمَنُہٗ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا اُبِیحَ الاِنتِفَاعُ بِالکِلَابِ لِلاِصطِیَادِ وَنَحوِہٖ وَنُھِیَ عَن قَتلِھَا نُسِخَ مَا کَانَ مِنَ النَّھیِ عَن بَیعِھَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِھَا یعنی ثمن کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی اور احمد اور داؤد اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن ابی رباح اور ابراہیم نخعی اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع لیا جاتا ہی انکی بیع درست ہی اور قیمت انکی مباح ہی اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے کی بیع جائز نہین اور نہ دام اسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث مین اور اسکے غیر مین وارد ہی اس طور کہ یہ ممانعت اسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا انکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر تھا اسکے دام حرام تھے پھر

ثمن کلب مین اختلاف علماء کا
ابن حجر: فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۹۰ ... (حاشیہ)

جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اُنکے قتل سے تو منسوخ ہو گیا حکم نہی بیع کا اور اُن کے دام لینے کا انتہی ملتقطا اور بنایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی فَبِذِکْرِ الرُّخْصَةِ تَبَیَّنَ اِنْتِسَاخُ مَا رُوِیَ مِنَ النَّهْیِ وَهٰذَا لِاَنَّهُمْ کَانُوْا اَلِفُوْا اِقْتِنَاءَ الْکِلَابِ وَکَانَتِ الْکِلَابُ فِیْهِمْ تُؤْذِی الصِّبْیَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوْا عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْهِمْ فَاُمِرُوْا بِقَتْلِ الْکِلَابِ وَنُهُوْا عَنْ بَیْعِهَا تَحْقِیْقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَالُوْفَةِ ثُمَّ رُخِّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ ثَمَنُ مَا یَکُوْنُ مُنْتَفِعًا بِهٖ وَهُوَ کَلْبُ الصَّیْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِیَةِ یعنی پس بسبب بیان کرنے رخصت کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اُنھون نے الفت پکڑی تھی کتون کے پالنے کی اور تھے کتے اُن مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی اُنکے پالنے سے پس شاق گذرا یہ امر اُنپر تب حکم کیے گئے واسطے مار ڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی اُنکے بیچنے سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اُنکو اُس کتے کی قیمت کی جس سے منتفع ہون اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد مین موقوف ہو گیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہو جاوے گی اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیون کہ دونون طرف کی صحیح حدیثین موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک وقت مین آپ نے اُن کے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ پھر قتل کی ممانعت کر دی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دیدی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتون کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور بکریون کے گلہ کے کتے کی انتہی البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کر لین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ

لفظہ بنایہ شرح ہدایہ الصرف

مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۸

ہونے کے قائل نہین توجب تک اِس بات کو ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپ نے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی ہی ہرگز مدعا اُنکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ بیع کی ممانعت مطلق ہی وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف درمیان ایمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپ کا کہ اِس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اُن سب حدیثون سے شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اِس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو اُسوقت قیاس صحیح کر لیتے ہین کہ جسپر اتفاق ہی اور سب ایمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ رضہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب تک حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ہی وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِی الْاَسْرَارِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الشُّرُوْحِ عَلٰی عُمُوْمِ بَیْعِ الْکَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَضٰی فِیْ کَلْبٍ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا وَلَمْ یُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْکِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا ہی کتاب اسرار وغیرہ مین شروح سے اوپر عمومیت بیع کلب کے باین طور کہ عبد اللہ بن عمرو رضہ نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے مین چالیس درہم کا اور نہین خاص کیا کسی قسم کو کتون کے اقسام سے انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کَلْبٍ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا فَذَکَرَہٗ مُطْلَقًا مِنْ غَیْرِ تَخْصِیْصٍ فِیْ اَنْوَاعِ الْکَلْبِ بِالتَّضْمِیْنِ وَتَضْمِیْنُ الْمُتْلَفِ دَلِیْلٌ عَلٰی تَقَوُّمِہٖ وَمَالِیَّتِہٖ اَوْ نَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِہٖ اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ وَجَوَازُ بَیْعِ الْکَلْبِ الْغَیْرِ الْمُعَلَّمِ سِوَی الْعَقُوْرِ بِقَوْلِہٖ اَوْ مَاشِیَۃٍ فَاِنَّ کُلَّ کَلْبٍ یَصْلُحُ لِحِرَاسَۃِ الْمَاشِیَۃِ اِذْ مِنْ عَادَتِہِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ اَوِ السَّارِقِ یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتے مین چالیس درہم کا پس ذکر کیا اسکو حضرت نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب مین ساتھ ضمان دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اُسکی قیمتی اور مالی ہونے پر یا کہین گے ہم کہ ثابت ہوا

جواز تعلیم یافتہ کتے کی بیع کا قول آنحضرت اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ سے اور جواز غیر معلم کتے کی بیع کا سوا دیوانے
کتے کے قول آنحضرت وَمَا شِیَةٍ سے اسلیے کہ تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہی بکریون کی نگہبانی
کی کیون کہ اُسکی عادت سے بھوکنا ہی بھیڑیے کے دریافت کرنے کے وقت یا چور کے انتہی اور کہا
علامۂ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے ہین اور کہا اُنھون نے
کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہی انتہی **قال** اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی
کہنا محض کذب ہی **اقول** اِسقدر درست ہی کہ بیشک امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ
اُن کے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہی جیسے مسند امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے
جمع کی ہی لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین صریح غلط ہی اس لیے کہ اس کتاب کو ابو المؤید
خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جنمین مسند امام ابو یوسف اور مسند امام محمد اور مسند امام صاحب
کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہی جمع کیا ہی چنانچہ سب کے نام اُنھون نے مقدمۂ کتاب مین لکھے ہین اور
یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مین نے بعض جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو
طرف قلت روایت حدیث کی نسبت کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین
اور امام صاحب چند حدیثون کے سوا نہین روایت کرتے تھے تو مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا
مین نے کہ جمع کرون مین ایک مسند پندرہ مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے
جمع کیا ہی انتہی پس یہ کہنا آپ کا کہ قاضی القضاۃ اور امام صاحب مین سلسلہ مدار رہی محض بے اصل ہی
آپ نے اُن کی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ سے جواب دیا اگر اُنکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ
اُن کتابون سے لکھا ہی جنمین واسطے کی ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین
طبقۂ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور در حقیقت پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس
کتاب کے مقدمے مین لکھا ہی ایسا ہی شاہ صاحب کی تحریر سمجھنی چاہیے کیون کہ وہ فقط اتنا لکھتے
ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہی اسکو قاضی القضاۃ ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہی امام صاحب
کی لکھی ہوئی نہین نہ یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ موضوع ہین پھر دعوا تو آپ کا یہ کہ امام صاحب
کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہنچین اور دلیل اُسپر یہ عبارت لائے یُقَالُ بَلَغَتْ رِوَایَتُہٗ اِلٰی
سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِیْثًا اَوْ نَحْوِہٖ یعنی کہا جاتا ہی کہ پہنچی روایت امام صاحب کی سترہ حدیث تک

یا قریب اُسکے اور ظاہر ہی کہ لفظ یقال واسطے ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپ کا ہی لہس اِس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا عین مغالطہ ہی پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہی گو وہ بھی فرقہ ظاہریہ ہین سے ہین مگر اِس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہی کہ احتیاطاً یہ امر ہوا نہ یہ کہ عمداً کیا گیا حاشا وکلا بعض صحابہ بھی مثل ابو بکر صدیق رض وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے حالانکہ حدیث اورون سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شئ دیگر ہی جاننا نہ جاننا امر آخر بقول آپ کے اگر کمال فقاہت اور کمال دینداری کا کثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام بخاری ومسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ انسے کثرت روایت وتدوین احادیث ثابت نہین ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر مطلقاً فضل وبزرگی ہی اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت وبزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہین دیگر محدثین متاخرین پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابین حدیث کی مدون ہو چکی تھین اور فقہ کا استنباط قرآن اور حدیث سے شہرہ آفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین بان گئے تھے امام صاحب کی حدیث کا انکار کرنا جیسے دن مین طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہی چنانچہ بحث اسکی تیرھوین مغالطے کے جواب مین مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہان سے استنباط ہوئے اور علم اصول اور فقہ کہان سے اخذ کیا سبکا ماخذ قرآن اور حدیث ہی اب یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہین مانتے محض جہل بات ہی جناب من اصول کیا ہی اصول بھی تو حدیث ہی سے ماخوذ ہی غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کے یہان موجود ہی کہین نہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہان تو یہ بات میسر ہی نہین پھر فرقہ ظاہریہ کس شمار مین ہین جو خلاف جمہور اپنا مذہب جانتے ہین جسوقت روز ازل مین خدا کی طرف سے مطالب قرآن واحادیث وغرض ومقصود کلام تقسیم ہوتا تھا خدا جانے یہ لوگ کہان تھے جو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہگئے پھر طرہ یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے نہ پڑتے مگر حسد کا کیا علاج قاعدہ ہی جو بزرگی مین بڑا ہوتا ہی اوسپر لوگون کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہی لقب امام اعظم رح کا تومن جانب اللہ تمام عالم مین

جملہ فضائل صحابہ کی باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری امت پر ہی اسیطرح امام اعظم کی فضیلت دیگر محدثین متاخرین پر ہے

مشہور ہو گیا ہی ظاہریہ کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا ۵ چراغی را کہ ایزد بر فروزد * ہر آنکس
تف زند ریشش بسوزد * انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد کیون ہین ہزارون تدبیرین
کین کہ کسی طرح انمین تفریق پڑے کہین کہا کہ انکی حدیثین ضعیف ہین کبھی کہا کہ اپنی عقل سے
یہ لوگ کہتے ہین کیون نہ کہین آخر اولو الالباب یہی لوگ ہین غیر ذوی العقول تو نہین جو اپنی
عقل کو بالاے طاق رکھدین خدا نے عقل اسیواسطے دی ہی کہ غرض کلام کی سمجھا کرین اسی لیے
اہل روایت محدثین ہوئے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر نہین ہان روایت
انکی معتبر ہی اُسکے پرکھنے والے اور لوگ ہین یہ لوگ فرقہ ظاہریہ مطلق نہین سمجھتے کہ یہ امر واسطے
وجوب کے ہی یا واسطے استحباب کے یا بیان جواز کے واسطے ہی علی ہذا القیاس نہی تحریمی ہی یا تنزیہی
اس سے کچھ بحث نہین اعتراض کرنے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام ہی پھر عبارتین
کتابون کی جو نقل کرتے ہین اُن مین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اُسکو دیکھکر دھوکا کھا جاوے
مہر البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے پر ہین اور امام نووی
نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اُنھون نے ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا
نہین کہا یہ فقط آپ کا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانون کا لکھا ہی اسمین تو اُنھون نے
خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف
کر دے اُسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت واجب ہی اور تیسری مین
نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین وہ اپنی عادت کے موافق
جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے ہین جہان چارون مذہب کے
علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا
اُس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباس سے شیخین نے روایت کی ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اُسکی دی اور اگر اجرت حجام کی
حرام ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہی روایت کیا اُسکو بخاری اور مسلم
نے حال آنکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اُسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت حجام
کو بھی خبیث کہا ہی حال آنکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی

لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا
معلوم ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شے کی ممانعت ہو اُسکو خود کرلین پس معلوم ہوا کہ جہان منع
کیا ہی اُس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت
پکڑی حدیث عبداللہ بن عباس سے اور حمل کیا اُنھون نے احادیث نہی کو تنزیہ پر اور منتفع ہونے
کمینے کسب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کامون کے اور شریف پیشون کے انتہی اسی قسم کی توجیہ بلّی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال آئندہ کے جواب مین ہم لکھین گے پس کون سی وجہ ہمکو مانع ہی کہ کتے
کی قیمت مین یہ تقریر نہ کرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ آدمی کو
خصوصاً شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلّی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون اور
رذیل پیشہ اختیار نہ کرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگانے کی ضرورت نہ پڑتی
تو حضرات ظاہریہ ہرگز یہ توجیہ نہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو جو نص مخالف
قیاس کے آوے اسکو اُسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اُسمین قیاس کرکے
علت اُسکی نکالتے ہین اور فرقۂ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اُسکو اُسکے مورد ہی پر رکھتے
ہین اسی لیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی جسمین فقط سونا[۱] چاندی[۲] گیہون[۳] جَو[۴] چھوارے[۵] نمک[۶] کا
ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فَقَالَ اَهْلُ الظَّاهِرِ لَا رِبٰوا فِیْ غَيْرِ
هٰذِهِ السِّتَّةِ بِنَاءً عَلٰى اَصْلِهِمْ فِيْ نَفْيِ الْقِيَاسِ قَالَ جَمِيْعُ الْعُلَمَاءِ سِوَاهُمْ لَا يَخْتَصُّ بِالسِّتَّةِ
بَلْ يَتَعَدّٰى اِلٰى مَا فِيْ مَعْنَاهَا وَهُوَ مَا يُشَارِكُهَا فِي الْعِلَّةِ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْعِلَّةِ الَّتِيْ هِيَ سَبَبُ
تَحْرِيْمِ الرِّبٰوا فِي السِّتَّةِ یعنی کہا اہل ظاہر نے نہین سود ہوتا غیر مین اِن چھ چیزون کے بنا بر اپنے
قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام علما نے جو سوا اُن کے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھ
چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اُسکے جو اُنکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو اُنکی علت
مین اور اختلاف کیا اُنھون نے اُس علت مین جو کہ سبب ہی سود کے حرام کرنے کا اِن چھ چیزون
مین انتہی اور ابن جریج راوی کو آپ نے ضعیف کہا ہی اور اُسپر شافعی رحمہ اللہ مذہب کے قول کی سند لائے
ہین جنکے یہان مرسل مین دوسری وجہ سے اگر قوت ہو جاوے تو اُسکو مانتے ہین ورنہ حجت
نہین گردانتے افسوس تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ فقیہ فاضل لکھا ہی اور آپ اِسکو

خلاف دیانت قصداً چھوڑ گئے بیشک یہ تدلیس آپ کی مذموم ہی نہ تدلیس ایسے ثقہ اور فقیہ فاضل کی
بلکہ وہ مقبول ہی چنانچہ سند آگے آتی ہی علاوہ اسکے اسکی تو قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی
نادان بھی انکار نہیں کرسکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا حنفیہ کے نزدیک مرسل بھی حجت ہی چنانچہ ملا علی قاری
نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہی وَلِذَا قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ اِنَّ الْمَرَاسِیْلَ حُجَّةٌ مُطْلَقًا یعنی اور
اسیواسطے کہا جمہور علمانے کہ تحقیق مرسل حدیثیں حجت ہیں مطلقاً انتہی اور مقدمہ مشکوۃ شریف میں ہی
وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٍ اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل
مقبول ہی مطلقاً انتہی اسکے بعد لکھا ہی وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ اِنِ اعْتُضِدَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ مُرْسَلٍ اَوْ مُسْنَدٍ
وَاِنْ کَانَ ضَعِیْفًا قُبِلَ یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو
یا مسند اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہی انتہی اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہی وَالْاَصَحُّ التَّفْصِیْلُ فَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُحْتَمِلٍ لَمْ یُبَیِّنْ فِیْهِ السَّمَاعَ فَحُکْمُهٗ حُکْمُ الْمُرْسَلِ وَاَنْوَاعِهٖ وَمَا رَوَاهُ بِلَفْظٍ مُبَیِّنٍ لِلْاِتِّصَالِ
کَسَمِعْتُ وَاَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا وَاَشْبَاهِهَا فَهُوَ مُحْتَجٌّ بِهٖ یعنی صحیح تر تدلیس میں تفصیل ہی پس جو کہ
روایت کیا اُسنے اُسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اُسمیں سننا پس حکم اُسکا حکم مرسل کا ہی اور
اُسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اُسنے اُسکو ساتھ ایسے لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہی واسطے اتصال
کے جیسے سُنا میں نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی ہمسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہی انتہی
اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں معتبر ہیں اور مقدمہ بخاری شریف میں ہی
وَاَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَاَصْحَابِ الْاُصُوْلِ وَالْخَطِیْبِ الْحَافِظِ اَبِیْ بَکْرٍ الْبَغْدَادِیِّ
وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مَا انْقَطَعَ اِسْنَادُهٗ عَلٰی اَیِّ وَجْهٍ کَانَ انْقِطَاعُهٗ فَهُوَ عِنْدَهُمْ بِمَعْنَی
الْمُنْقَطِعِ یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک
جماعت محدثین کے وہ ہی کہ منقطع ہو اسناد اُسکی کسی وجہ پر انقطاع اُسکا پس مرسل نزدیک اُنکے
بمعنی منقطع کے ہی انتہی اسکے بعد لکھا ہی وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ وَاَکْثَرِ الْفُقَهَاءِ
اَنَّهٗ یُحْتَجُّ بِهٖ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ اَنَّهٗ اِذَا انْضَمَّ اِلَی الْمُرْسَلِ مَا یَعْضُدُهٗ اُحْتُجَّ بِهٖ یعنی اور مذہب
مالک رح اور ابو حنیفہ اور احمد رح تینوں اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل کے ساتھ حجت پکڑی
جاوے اور مذہب امام شافعی کا یہ ہی کہ جس وقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اُسکو

حجت گردانی جائے انتہی پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل و منقطع ایک شی ہی اور مرسل
حجت ہی پھر آپ کا لکھنا کہ مرسل و منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ بمقابلہ
صحیح کے حجت نہین سویہ مقابلہ محض آپ کے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہہ پر درست
اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی
نہایت معتبر کتاب ہی اُسکو ہم یہ نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے ایمہ نے
استخراج مسائل کیا ہی وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اُسکو ضعیف کہین اُن کے وقت مین
ہرگز ضعیف نہ تھا **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث کے یہ ہی جواز فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی بَیۡعُ السِّنَّوۡرِ وَالسِّبَاعِ
الْوَحۡشِ وَالطَّیۡرِ جَائِزٌ عِنۡدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوۡلَمۡ یَکُنۡ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور
کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا بے سکھایا ہوا الخ **اقول** اسمین مخالفت حدیث کی
نہین آپ نے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّهۡیُ عَنۡ ثَمَنِ السِّنَّوۡرِ فَهُوَ مَحۡمُوۡلٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَایَنۡفَعُ اَوۡعَلٰی اَنَّهٗ
نَهۡیُ تَنۡزِیۡهٍ حَتّٰی یَعۡتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ کَمَا هُوَ الۡغَالِبُ فَاِنۡ کَانَ مِمَّا
یَنۡفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الۡبَیۡعُ وَکَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا مَذۡهَبُنَا وَمَذۡهَبُ الۡعُلَمَاءِ کَافَّةً اِلَّا
مَاحَکَی ابۡنُ الۡمُنۡذِرِ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِبۡنِ زَیۡدٍ اَنَّهٗ لَایَجُوۡزُ بَیۡعُهٗ
وَاحۡتَجُّوۡا بِالۡحَدِیۡثِ وَاَجَابَ الۡجُمۡهُوۡرُ عَنۡهُ بِاَنَّهٗ مَحۡمُوۡلٌ عَلٰی مَاذَکَرۡنَا فَهٰذَا هُوَ الۡجَوَابُ الۡمُعۡتَمَدُ
یعنی لیکن ممانعت بلی کی قیمت سے پس وہ محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی عادت
پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوانمردی کرنے کی اُسکو دینے کے ساتھ
جیسا کہ یہی اکثر ہی پس اگر ہو اُس مین سے جو کہ نفع دیتی ہو اور بیچے اُسکو صحیح ہی بیع اور ہو گی
قیمت اسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر نے ابوہریرہ
اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اسکی اور حجت لائے وہ ساتھ
حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اُس سے باینطور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اُسپر جو ذکر کیا ہمنے
پس یہی جواب عمدہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان نہی تنزیہی ہی

اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اسکو مخالف ہی جانتے ہین اسلیے
ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب وغرض حدیث حنفیہ سے دریافت کرلیا کیجیے جسکا کام ہوتا ہی
وہی اسکی تہ کو پہونچتا ہی آپ کا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ؛ ہان گھر کے اندر
بیٹھ کے جسپر چاہیے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند؛

قال اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی
بِخِلَافِ الشَّاۃِ الْمُصَرَّاۃِ فَلَا یَرُدُّھَا مَعَ لَبَنِھَا اَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ یَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے تیس نہ واپس کرے خریدار اوسکو ساتھ دودھ اوسکے کے یا ساتھ
ایک صاع کھجور ون کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کرکے الخ **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان کیا ہی
کہ حنفیہ نے حدیث مصرات کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام صاحب
تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے مخالف
دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم شارع
کی طرف سے عام ہو اسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اسکو مورد خاص پر جسکی وجہ ہماری
عقل مین نہین آتی محمول کیا جائیگا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم خاص کا ناسخ ہی
بہرحال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر ترجیح دی ہی محض
قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر یہ کا قیاس اور گمان ہی البتہ امام شافعی حکم خاص کو حکم عام پر
ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہی اور حق یہی ہی کہ حکم کلی حکم
جزئی پر ترجیح رکھتا ہی اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حتی الامکان حکم عام
کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصاً اسوقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون اور
جمیع قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجہ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا اور خاص
بوجہ تعارض عام کے صورت خاص پر محمول کیا جائے گا ترمذی شریف مین ہے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ یعنی عائشہ رض سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان ہوتا ہی اور یہ
حدیث صحیح ہی انتہی حاصل اسکا یہ ہی کہ مثلاً کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت اسکی جو بعد

ترمذی شریف صفحہ ۱۴۷

خریدنے کی آئی ہی خود رکھلے تو وہ اُسکا مستحق ہی کیون کہ وہ شی جو اُسنے خرید کی ہی اگر ہلاک
ہوجاتی تو اُسی کا مال ہلاک ہوتا جب وہ شے اُسکی ضمانت مین ہی تو جو منافع اُسکے ہونگے
اُنکا وہی خرید نے والا مالک ہوگا اور بائع کو وہ منافع واپس نکیے جائین گے بلکہ مشتری
بوجہ ضمان کے اُنکا مستحق ہی پس اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاۃ مصرات جو اُسکی ضمان مین
آگئی ہی اُسکا دودھ مشتری کو مباح ہی اور وہ اُسکا بوجہ ضمان مستحق ہی پس اگر دوسری حدیث سے
یہ بات ثابت ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہی کہ اِن دونوان حدیثون مین تعارض
ہوگا حالانکہ دونون حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو کہ جسپر جمہور امت کا عمل
در آمد ہی چنانچہ قول امام ترمذی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی حدیث مصرات پر ترجیح دیجاویگی اس لیے
کہ اُسکے الفاظ مین نہایت اختلاف ہی کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہی یعنی ایک صاع
کھجور دے اور دوسرا لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَیْرَ سَمْرَاءَ مرقوم ہی یعنی ایک صاع طعام سوا گندم
کے دے اور ابو داؤد کی روایت مین مِثْلُ اَوْ مِثْلَیْ لَبَنِہَا قَمْحًا یعنی برابر دودھ کے یا دونے
اُسکے گیہون دے پس اِس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اُنپر عمل نہ کیا جاویگا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اُنکو خاص محل پر حمل کیا جاویگا لہذا امام صاحب نے تو اِس واقعہ کو
قضیہ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصی مین جو ہماری عقل مین نہین آتا
حکم فرمایا تھا اور عمل در آمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ
خود ارشاد ہو چکی ہی غرض امام صاحب نے اِس باب مین حدیث صحیح پر جو معمول بہ تمام امت کی ہی
عمل کیا اور امام شافعی نے اُسکو خاص کر لیا ہی اور امام صاحب نے اُس سے قضیہ شخصیہ کو مخصوص کیا ہی
انکی نظر مین اِسکو ترجیح ہی انکی نظر مین اُسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہی اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہی کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ مین لکھا ہی کہ حکم مصرات
کا اُسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اِسی قسم سے وہ حدیث ہی جو
زکوۃ مین روایت ہی کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کریگا اُسکا اجر پاویگا ورنہ ہم اُس سے
زکوۃ اور نصف مال اسکا لین گے اور اِسی قبیل سے وہ حدیث ہی جو عمرو بن شعیب سے سارق ثمر
غیر محرز کے بارے مین روایت ہی کہ اُس سارق کے چند درے عقوبۃً مارے جاوین اور دو

مثل اُس ثمر کا اُس سے لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہانتک کہ ربا کو بھی
اللہ تعالیٰ نے منسوخ کردیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کر آئے
اور جن کے امثال نہین وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ
منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغابازی ہی اور مسلمانون کو فریب دینا
حلال نہین پس جس شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگیا اُسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک
صاع کے لیوے اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہو گئی اور
اشیاء نے اپنے امثال یا قیمت کی طرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جب دودھ کو مشتری نے
تین روز تک لیا ہی بعض اُسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا
ہوا ہی کیونکہ اُس نے کئی بار اُسکو دوہا ہی پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا بیع ہو گیا جب
بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اُس دودھ کی بھی بیع فسخ کیجائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مشتری مصرات کے واسطے بعد رد اُسکے کے سب دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری
کے رد کرے واجب گردانا ہی اور یہ دودھ اُسوقت مین کل صرف ہو گیا ہی یا بعض پس مشتری ابن
دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس یہ صورت بَیْعُ الدَّیْنِ بِالدَّیْنِ مین داخل ہو جائے گی پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر سے مروی ہی کہ نبی صلعم نے منع فرمایا
بَیْعُ الْکَالِیِٔ بِالْکَالِیِٔ سے یعنی بیع دین ہے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قول کو جو مصرات
مین مروی ہی منسوخ کردیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابوہریرہ رضہ وغیرہ
کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع مبیع کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی
اور علماے امت نے اِس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری
خریدے پس اُسکو دوہ لے پھر اُسکے عیب پر سواے تصریہ کے مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اُس بکری کو
پھیر دے اور وہ دودھ اُسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب
پھیر دے اور بچہ ملک اُسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اُس خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر

بکری کے واپس کرنے کے وقت بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا اور بعد خرید حادث ہوا ہی یا بعوض اُس دودھ کے کہتے ہو جو اُسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اُس حدیث کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ اور بچے کا استحقاق بعد ردشاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان مبیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض اُس دودھ کے ہی جو اُسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج کہا جاوے تو اس صورت مین ایک صاع دین بعوض لبن دین کے ہو جاویگا حال آنکہ بیع دین بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین پس جو صورت لیجیے اُسمین کوئی نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہی اور تم نسخ حکم مصرات کے قائل ہونے مین غیر سے لڑتے ہو کیونکہ تم لبن کو حکم خراج مین گردانتے ہو اور غیر ایسا نہین کرتا انتہی پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی قیاس نہین کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہی پس معترض صاحب کا طعن بے سود ہی انکو ایمہ کا ماخذ تو معلوم ہی نہین مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہی جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ واقع ہوا ہی البتہ اگر یہ گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قلم اوڑا کے شافعیہ کا ماخذ لکھدیا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو سنی مسلمان ہوتے ہین وہ کیا جانین کہ حنفیہ کس بنا پے کا مسلک رکھتے ہین ظاہر تو انکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یون ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے محض قیاس کو دخل دیا ہی حاشا و کلا کوئی شخص امور دنیاوی مین جو کہ ناپایدار ہین دیدہ و دانستہ بے احتیاطی نہین کرتا اور دینی مین باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا اختراع کیونکر کرے گا عامی کی بھی یہ جراءت نہین نہ کہ ایمہ کرام خصوصًا امام اعظم جنکا علم و فضل اظہر من الشمس ہی اور جنکے مقلدین لاکھون اولیاے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہو گئے کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہین جب تک کوئی ماخذ اُسکا نہ پایا جاوے خدا معترض صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور انکی تقصیر عفو کرے خدا جانے کہ ان لوگون سے کونسا ایسا شدید

گناہ سرزد ہوا ہی جسکی سزا کے واسطے مطاعن ایمہ کرام انکی تقدیر مین لکھدیا گیا ہیچ ہی ۵

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنہ پاکان برد * نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ

اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ

نہین جائز بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی فائدہ مدبر اسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے مولا کہ میرے

مرنے کے بعد تو آزاد ہی الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا رِوَایَۃُ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْھَبُ وَلَا یُوْرَثُ وَھُوَ حُرٌّ

مِنَ الثُّلُثِ اِحْتَجَّ بِہِ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَرَوٰی اَبُو الْوَلِیْدِ اَنَّ عُمَرَ رض رَدَّ بَیْعَ

الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَأٍ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَھُمْ حُضُوْرٌ مُتَوَافِرُوْنَ وَھُوَ اِجْمَاعٌ مِنْھُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ

لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاہُ حِکَایَۃُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ بِہٖ لِاَنَّہٗ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُقَیَّدًا

وَیَحْتَمِلُ اَنَّہٗ بَاعَ مَنْفَعَتَہٗ بِاَنْ اٰجَرَہٗ وَالْاِجَارَۃُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَۃِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّہٗ

فِیْھَا بَیْعُ الْمَنْفَعَۃِ یُؤَیِّدُہٗ مَا رَوَاہُ جَابِرٌ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَۃَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَہٗ

اَبُو الْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ اَنَّہٗ بَاعَہٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

بَاعَ حُرًّا بِدَیْنِہٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ذُکِرَ فِی

النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مدبر بیع نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی ثلث

مال سے حجت گردانا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوائے اُن کے اور اماموں نے اور ابو الولید نے

روایت کی ہی کہ عمر رض نے مدبر کی بیع رد کردی سامنے جماعت صحابہ خیر القرون کے اور وہ

لوگ کثرت سے تھے اور موجود تھے پس یہ صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ بیع مدبر کی جائز نہین اور وہ

حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت حال کی ہی سو حجت پکڑنا اس سے ممکن نہین کیونکہ

احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اسکی فروخت کی ہو اس طور سے کہ اسکو

اجرت پر دیدیا ہو اور اجارے کو مدینہ شریف والون کے لغت مین بیع کہتے ہین کیونکہ فائدے

کی بیع اسمین ہوتی ہی تائید کرتا ہی اسکے وہ قول کہ جسکو روایت کیا جابر رض نے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی تھی ذکر کیا اسکو ابو الولید نے اور یہ بھی احتمال ہی

بیان عدم جواز بیع مدبر حنفیہ کی طرف سے اور تبیین الحقائق سے

جواب اُس کا جسمین لکھا ہی کہ عمر رض نے مدبر کی بیع صحابہ کے مجمع مین رد کی

کہ اسکو ایسے وقت مین بیع کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض کے بیع کر دیا پھر یہ بیع اِس قول اللہ تعالی سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو توانگری کا انتظار کرنا چاہیے منسوخ ہوگئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ مین ہی انتہی **خلاصہ** یہ ہی کہ حدیث ابن عمرؓ کی عام ہی کہ مدبر کی بیع نہو اور یہ واقعہ خاص ہی علاوہ اسکے ہو سکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی جس سے مثلاً یون قید لگائی جاوے کہ اگر اِس مرض سے یا اِس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہین اسکی بیع بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیع مین اختلاف ہی یعنی وہ شخص جس سے بلا قید یون کہا جائے کہ مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث مین کہین تصریح اسکی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر مطلق کی بیع کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ اجماع صحابہ و حدیث ابن عمرؓ کے مدبر مقید پر محمول کرین گے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادھر جابرؓ سے یہ روایت کہ بیع نفع کی ہوئی اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور اِدھر قرآن کی آیت اور حضرت عمرؓ کا رد کرنا ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کر رہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اُسکا کچھ علاج نہین خدا اُنپر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہین افسوس کہ اِن لوگون سے انصاف اُٹھ گیا ایمہ مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو انکا تکیہ کلام ہی کیا اِسلام اسی کا نام ہی اگر اِس جرح و طعن بزرگان دین سے یہ سمجھے ہون کہ ہمارا نام بھی پانچوین سوارون مین لکھا جاوے سو یہ خیریت ہی بلکہ اُلٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ؎ زار باب ہنر از صد یکی مشہور میگردد **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو مشتری نے خرید کیا ہی اسکو اُسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی الخ **اقول** تفرق کی دو قسمین ہین تفرق بالابدان و تفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب و قبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر

تفرق بالابدان کو بعد ایجاب و قبول ہی کی لینا اور پھر طرفہ یہ کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے
کہنا غایت درجے کی بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو در کنار اقناعی حجت بھی
آجتک میسر نہین ہوئی کیا تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین آتا قرآن شریف مین
نظیر اسکی موجود ہی وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہوجاینگے
تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے پروا کر دیگا انتہی اور ظاہر ہی کہ یہان تفرق سے مراد
ابدانی تفرق نہین بلکہ تفرق طلاقی ہی جو بالاقوال ہوتا ہی اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہی وَمَا
تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنَۃُ یعنی نہین متفرق ہوے
وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین مگر بعد اسکے کہ آئی اُن کے پاس حجت واضح انتہی اسی طرح
یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہی جیسا تفسیر مین چاہیے ملاحظہ فرمایئے چونکہ بعضون نے تفرق
بالاقول کا انکار کیا تھا کہ محاورۂ عرب مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ
ابلغ الکلام ہی دو نظیرین بیان کردین پس اسی وجہ سے کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا
ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی اُن مین سے اختیار کیے یہی وجہ
اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ اور اہل کوفہ
اور ایک جماعت اہل مدینہ کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث مین تفرق
سے مراد تفرق بالاقوال ہی امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِھٰذَا نَاخُذُ
وَتَفْسِیْرُہٗ عِنْدَنَا عَلٰی مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّہٗ قَالَ الْمُتَبَایِعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ
یَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَیْعِ اِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُکَ فَلَہٗ اَنْ یَّرْجِعَ مَا لَمْ یَقُلِ الْاٰخَرُ
قَدِ اشْتَرَیْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِیْ قَدِ اشْتَرَیْتُ بِکَذَا وَکَذَا فَلَہٗ اَنْ یَّرْجِعَ مَا لَمْ
یَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَھُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَعَامَّۃٍ مِنْ فُقَھَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا
ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اسکی نزدیک ہمارے جیسا کہ پونہچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہی کہ
کہا انھون نے بیع کرنے والون کو اختیار ہی جب تک کہ دونون گفتگوے بیع سے علیحدہ نہو جاوین
جبکہ بائع کہے کہ بیچا مین نے پس اُسکو اختیار ہی کہ رجوع کرے جب تک کہ دوسرا یون نہ کہے
کہ خریدا مین نے اور جب خریدنے والا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے پس اسکو اختیار ہی

تحقیق تفرق بالابدان و تفرق بالاقوال کی

امام صاحب کا مذہب

مذہب ابراہیم نخعی و امام محمد

بیع کے ...

کر اِس قول سے رجوع کرے جب تک کہ بائع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے اور یہی قول
ابو حنیفہ اور اکثر ہمارے فقہا کا ہی انتہی اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو اُس مین
بھی اختیار ساقط ہو جاتا ہی اور اِس مسئلے کا ماخذ سوا اِس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین
چنانچہ عیسی بن ابان نے کتاب الحجہ مین اِس حدیث کے یہی معنی لکھے ہین اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہین اَلفُرقَۃُ الَّتِی تَقطَعُ الخِیَارَ المَذکُورَ فِی ھٰذِہِ الاٰثَارِ ھِیَ الفُرقَۃُ
بِالاَبدَانِ وَ ذٰلِکَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَد بِعتُکَ عَبدِی ھٰذَا بِاَلفِ دِرھَمٍ
فَلِلمُخَاطَبِ بِذٰلِکَ القَولِ اَن یَقبَلَ مَالَم یُفَارِقْ صَاحِبَہٗ فَاِذَا افتَرَقَا لَم یَکُن لَہٗ
بَعدَ ذٰلِکَ اَن یَقبَلَ وَھٰذَا اَولٰی مِمَّا حُمِلَ عَلَیہِ ھٰذَا الحَدِیثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط
کر دیتی ہی اُس اختیار کو جو احادیث مین مذکور ہی وہ فرقت بالابدان ہی اور یہ اسطور ہی کہ ایک
شخص نے ایک شخص سے کہا مین نے اپنے اس غلام کو بعوض ایک ہزار درہم کے فروخت کیا پس
اس قول کے مخاطب کو اختیار ہی قبول کر لینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی سے جدا نہین ہوا
پس جب دونون جدا ہو جائین گے تو پھر اُسکو قبول کرنا نہین پہونچتا اور یہ معنی اولی ہین
اُن معنون سے جنپر یہ حدیث حمل کی گئی انتہی غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق بالابدان
اور تفرق بالاقوال دونون ہین پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا ہ
دعوا جو آپ کا تھا وہ بالعکس ہو گیا:: اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو
خواہ خام ہو جائز ہی اور مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَن بَاعَ نَخلًا قَد اُبِّرَت فَثَمَرُھَا لِلبَائِعِ اِلَّا اَن یَّشتَرِطَ المُبتَاعُ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کھجور کا درخت بعد جوڑا لگانے کے
جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا دستور ہی فروخت کرے پس پھل اُسکے واسطے بائع کے ہین مگر
اُسوقت کہ شرط کرے خریدنے والا انتہی اِس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقًا جائز معلوم
ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید ثمر کے پکنے کی نہین ہی اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی

البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہان ثمر بالتبع درخت مین داخل ہو جائین گے جیسے فناے دار مکان
کے خریدنے مین داخل ہو جاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہان سے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فناے دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت
مین داخل نہین ہوتا پس ہر گاہ جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہی اور اوسکی
علیحدہ بیع درست ہی تو جو شی بلا شرط نہین داخل ہوگی اُسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے
زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جب ہی جائز ہوگی کہ علیحدہ بھی بیع
اُسکی درست ہو مثلاً اگر گھر بیع کیا جائے تو اُسکا مال اُسمین داخل نہو گا جب تک شرط
نہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب
اور سور وغیرہ حرام چیزون کی شرط کریگا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اُسکے کہ علیحدہ
بیع اُسکی حرام ہی پس بیع دار مین اُسی شے کی شرط کیجائے گی جسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو
ایسا ہی درخت مین ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہی کہ علیحدہ بھی بیع اُسکی
جائز ہی چنانچہ مسلم اور ترمذی وغیرہ مین حدیث آئی ہی وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ
لِلَّذِي بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اُسکا اوس
شخص کا ہی جس نے غلام کو بیع کیا ہی مگر یہ کہ شرط کرے خریدار انتہی اور الفاظ مسلم کے ہین
اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہی کیونکہ اگر مال
شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اُسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اُسکی شرط بھی جائز نہوگی پس
معلوم ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اُسی وقت ہی جب اُسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور
دوسری حدیث امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہی کہ کہا انھونے
ایک شخص نے ایک باغ سے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے
پس اُسکی درستی اور اصلاح کی پھر اُسمین نقصان آگیا اُس نے باغ والے سے کہا یا تو دام
کم کردو یا دام پھیر دو اُس نے قسم کھائی کہ ایسا نہ کرونگا پس مشتری کے باپ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا مدہ بات سے

ف: درخت مین ثمر بلا شرط داخل نہین ہوتا

له مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰ والترمذی صفحہ ۱۴۳
عه فتح الباری کتاب البیوع باب

ف: جس چیز کی بیع علیحدہ درست ہو اوسکی شرط کرنا درست ہے ورنہ نادرست

انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سُنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا
دام دون گا پس اگر بیع درست نہوئی تھی تو پھر اقالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے معلوم ہوا
کہ بیع اسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اُسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ پیشتر
فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا اعتبار اُسی وقت ہی
جب تک پکا نہین کچا ہی اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی رہا یہ امر
کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اُسکو کیون جائز رکھتے ہین اُسکا **جواب** یہ ہی کہ
حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہی اور اسکے سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے
جو فروع جواب مین مذکور ہی موافق ہوگیا اول ہم چند مسئلے بیان کردین جسمین سبکا اتفاق ہی
اور جمہور امت اُن کے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کردین گے کہ حدیث کا
یہ مطلب نہین جو معترض صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل
متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف نہین کہ نمودار ہونے کے قبل بیع ثمر ناجائز ہی اور اسمین
بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر
چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور قبل شروع پختگی کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی
ایسے ہو گئے ہون کہ اُن سے آدمی یا چوپائے منتفع ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام
نہین ایسا ہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح ہو جائے اُسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے
نزدیک تو جب آفت اور فساد سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعیؒ کے
نزدیک جب اسمین حلاوت شروع ہو جاے تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی
اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کی صلاحیت کے اُسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے
یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین فتح القدیر مین ہی کہ ہماری
حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اُسکا بائع کا ہی مگر جب مشتری شرط
کرلے پس مشتری کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کردیا پس دلالت کی

اِس حدیث سے کہ مطلقا بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ اوسکے داخل ہونے کو وقت شرط بیع کے بدو صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی ذکر اُسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم جواز کی علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کسو جہت بائع مشتری کا مال حلال جانیگا) اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکون کے دام دینے اور اُن کے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے پکنے کے بیع کر دیتے ہین پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اُن ہین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہمنے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاوے حال آنکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم اُسکو بولتے ہین سو اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل عنب ہونے کے اور یہ نہین ہو سکتا ہی مگر اس شرط پر کہ انگور کے ہونے تک اُسکو چھوڑ دیا جاوے پس نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اُسمین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی پس معنی اس حدیث کے یہ ہوئے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اِس شرط پر فروخت کرتے ہو کہ اُسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلون کو منع کر دے اور وہ عنب نہون تو کسکے عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے تو اُسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اُسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوگی کہ جسمین یہ شرط ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دیے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اِس بیع کو فاسد کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہیگی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اُسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تاکہ ترجیح خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو مبیح ہی دیجائے بلکہ ایک حدیث دوسری کو شامل نہین حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ہنوز صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اُسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق جائز ہی کیونکہ اُسکو

شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے اگر حکم اُسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جائے گی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اِس صورت سے بیشک بیع فاسد ہو گی انتہی ملخصاً **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابو داؤد مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِیْئَۃً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی چنانچہ برہان شرح مواہب الرحمٰن مین لکھا ہی وَاِذَا صَحَّتِ الزِّیَادَۃُ یَجِبُ قُبُوْلُھَا عَلَی الْمُخْتَارِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاِنْ کَانَ الْاَکْثَرُ لَمْ یَرْوِھَا یعنی جسوقت صحیح ہو جائے زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اُسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر نے اُسکو روایت نہ کیا ہو انتہی اور نسیئتہ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہین پس یہ حدیث اُن کے موافق ہی مخالف نہین مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہر جگہ بطور تکیہ کلام اسکی ایک رٹ چلی جاتی ہی اِس سے کیا حاصل ؎ جز اینکہ طعنہ زند خلق و خندہ اطفال **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ پہونچے تو شہر سے باہر جا کر غلہ لانے والے قافلے کو آگے ملکر اُن سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین **اقول** امام صاحب کے نزدیک بھی یہ بیع ممنوع ہی مگر اُس صورت مین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے زیادہ نہ لے یا اُنکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہو گی تو موافق ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہین رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہین چنانچہ احادیث کے مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہی بلکہ ابن عباسؓ کے قول سے جو کہ فرماتے ہین کہ اُسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اسکی ہو وہ فعل جائز نہین اور بطور اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اگر بلا ضرر وہ شی بکوا دے تو اسمین کچھ مضایقہ نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہو گی چنانچہ بخاریؒ نے اسکا باب باندھا ہی بَابُ ھَلْ یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَیْرِ اَجْرٍ وَھَلْ یُعِیْنُہٗ اَوْ یَنْصَحُہٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

شکستہ حاشیہ: ابوداؤد ... طحاوی ... دارقطنی ... بخاری [illegible]

إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ یعنی کیا بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجر کے اور کیا اعانت کرے اُسکی یا بھلائی چاہے اُسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اُسکو اور رخصت دی اِس بیع مین عطا نے انتہی آسکے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک مین اَلنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ اور دوسری مین ابن عباسؓ کا قول ہی کہ دلال ہونے سے منع فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر بکوا دے گا تو مضایقہ نہین ایسے ہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ یعنی جس شخص نے کہ مکروہ جانا کہ شہری قصباتی کی چیز کو بعوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضؓ یعنی اسی کے قائل ہوئے ابن عباسؓ پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا جسمین ضرر بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے بھی یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب و دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاؤ سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اُسکا نقصان کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آویگا تو اختیار اُسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اسپر دال ہی کہ اُسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اُسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اُسکی حدیث سے ہرگز نفی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اُن کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہی بلکہ اہل علم کے نزدیک اِس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل قائل سمجھا جاتا ہی ؎ زبان لاف رسوا میکند ناقص کمالا نرا ؞ کہ رو برخاک مالد پر فشانی بستہ بالا نرا ؞

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ

اقول فتح القدیر مین اس مسئلے کے دلائل بہت ہین مگر مختصراً کچھ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اُسکے معنون مین احادیث وارد ہین ہین معارض ہین اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا یعنی ایم اپنے نفس کی زیادہ مختار ہی اپنے ولی سے

روایت کیا اِس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے مؤطا مین
اور آیم وہ عورت ہی جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہی کہ ہر ایک
کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن مین لفظ اَحَقُّ کے حق ثابت کیا ہی اور
معلوم ہی یہ امر کہ ولی کو بعد اُسکی رضا کے سوا ے مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین پہونچتا ہی اور
تحقیق اُسکو اِس مین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہی پس اِسکے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ
جمع کا ہو اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اُسکی صحت مین ترجیح
ہوگی برخلاف ترمذی کی دونون حدیثون کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہی کہ حدیث ابو موسی کی
خاص کیجاوے باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور
لونڈی کا اور حدیث عائشہ رض کی خاص کیجاوے ساتھ اُس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین
کرلے اور مراد باطل سے اُسکے نزدیک جو غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃً ہوگا
اور اُسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہی لیکن اُس کے نزدیک ولی کو حق خصومت اور اختیار فسخ
نکاح کا ہی باطل حکماً ہوگا اور یہ بہت شائع ہی نصوص کے اطلاقات مین اور اِس صورت کا
اختیار کرنا واسطے دفع معارضہ کے واجب ہی علاوہ اس کے مذہب محدثین رح کا اس حدیث کے
مخالف ہی اسواسطے کہ مفہوم اِس حدیث کا یہ ہی کہ جب نکاح اذن ولی سے عورت کرے گی تو صحیح ہی
حال آنکہ یہ مذہب اُنکا نہین انتہی ملخصًا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث ابن عباس کی
اَلاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِہَا مِنْ وَّلِیِّہَا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس اگر طلاق دی
اُسکو پس نہین حلال ہی واسطے اُسکے یہان تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم ہوا کہ عورت کے
الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اُن کو
اِس سے کہ نکاح کرین وہ اپنی ازواج سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا اُن
کے منع کرنے سے اور ظاہر اُسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرلے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول
اللہ تعالی کا یعنی پس جب پہونچ جاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تمپر اُس چیز مین کہ خود
کرین وہ معروف کے ساتھ پس مباح کیا اللہ تعالی نے فعل انکا اُن کے نفسون مین غیر شرط
ولی سے اور تائید کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جس وقت ام سلمہ سے

نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرے اولیا مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا نہین جو مجسے راضی نہو اور کہا واسطے پسر عمر بن ابی سلمہ کے اور تھے وہ صغیر کہ اُٹھو تم پس نکاح کر دو پس نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اُن کے لڑکے کو بطریق مزاح کے تھا کیون کہ تاریخ جاننے والون نے لکھا ہی کہ وہ صغیر تھے بعضون نے کہا ہی چھ برس کے تھے اور بالاجماع ولایت ایسے لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اُنھون نے کہا کہ اولیا مین سے کوئی حاضر نہین اور حدیث ابو موسی مین کلام کیا گیا ہی باین طور کہ محمد بن الحسن نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عائشہ رضہ کی حدیث مین بھی کلام ہی کیونکہ وہ روایت سلیمان بن موسیٰ کی ہی اور بخاری نے اُنکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اُن کی حدیث مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابوطالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ قوی نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عائشہ رضہ نے برخلاف اُسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے کیون قائل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین پھر ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اُنھون نے اِس حدیث کا انکار کیا انتہیٰ اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین کہا ہے وَقَدْ وَرَدَ فِی کُتُبِھِمْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ وَلَیْسَ لَھَا صِحَّۃٌ عِنْدَ اَھْلِ النَّقْلِ حَتّٰی قَالَ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مَعِیْنٍ لَمْ یَصِحَّ فِی ھٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ یَعْنِیْ عَلٰی اشْتِرَاطِ الْوَلِیِّ یعنی اور تحقیق محدثین کی کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور وہ اہل نقل کے نزدیک صحیح نہین یہانتک کہ بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہی غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑکر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے بلکہ نفی کمال کی اِن احادیث مین مراد لیجاے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہی اور حدثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین عاقل کو اسیقدر کافی ہی ع یک حرف بس ست گر شعور ست ٭ ورنہ چو چراغ پیش کور ست ٭ **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر مرد یا اُسکی عورت مسلمان ہوکر دار الحرب سے دار الاسلام مین

۹ حدیث اشتراط ولی بخاری کے نزدیک بھی صحیح نہین

آجاوے تو اُنکا نکاح نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس
حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی و ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا
پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اُسکا نیا
اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ
زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابوالعاص کے
ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا انتہی اور اسی طرح ترمذی مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی
اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَھْرٍ جَدِیْدٍ وَنِکَاحٍ جَدِیْدٍ اور علامہ عینی اور زیلعی نے شرح کنز مین لکھا ہی کہ کَانَ الْمُثْبِتُ اَوْلٰی
مِنَ النَّافِیْ عَلٰی اَنَّ مَا رَوَوْہُ غَیْرُ صَحِیْحٍ عِنْدَ اَھْلِ النَّقْلِ فَلَا یُعَارِضُ مَا رَوَیْنَا الصِّحَّۃَ یعنی پس ثابت کرنے والی
حدیث اولیٰ ہی نفی کرنے والی سے علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اُنھون نے روایت کیا ہے
نزدیک اہلِ حدیث کے صحیح نہین پس معارض نہوگی اس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہی بسبب
صحت اُسکی کے انتہی البتہ حجاج راوی مین بعضون نے کلام کیا ہی اُسکا جواب بھی انھین
دونون کتابون مین بعد عبارت مذکور کے موجود ہی وَقَدْ وَثَّقَہٗ اَھْلُ النَّقْلِ حَتّٰی خَرَّجَ لَہٗ
مسلم یعنی تحقیق توثیق کی ہی حجاج کے محدثین نے یہان تک کہ مسلم نے اُن سے روایت
بیان کی ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی ہی باوجود اسکے جمع کرنا دونون
حدیثون مین حتی الامکان بہتر ہی لہذا بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ سے مراد یہ لی جاوے کہ بسبب نکاح
سابق کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کر کے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لَمْ یُحْدِثْ شَیْئًا
کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اُسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض ہوگا تو پھر حدیث
اثبات کی ترجیح دیجاویگی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا مذہب اس حدیث
کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اُن کے نزدیک عورت کی عدت
مین اگر مرد مسلمان ہو جاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہو جائے
اور اُس کے بعد زوج اسلام لائے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹایا
گیا ہی اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجر رح بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین

اور عمر بن شعیب کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حالانکہ اوسمین اور نہ کسی اور حدیث مین کہین ثابت ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اسی پر کیا کرے عمل اور شئی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہو سکتی یہ امر رائے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اُسکا قیاس صحیح ترجیح دے اُسپر عمل کرے **قال** درایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پُرانی باری مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ رض سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن وحدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب وسنت کا اثر نہین ہو سکتا ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آئیگا اس حال مین کہ منہ اُسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم وہ ہی جو میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نہ کرنا یعنی بعض سے قلب بے اختیار مائل ہی انتہی اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل نہین ہو سکیگا تو ایک ہی عورت کرو انتہی اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مین خواہ باکرہ ہون خواہ ثیبہ عموماً برابری چاہیے اور جس حدیث مین شروع نکاح مین باکرہ کے واسطے سات روز اور ثیبہ کے واسطے تین روز ہین حنفیہ اسکا انکار نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اُتنے ہی روز پہلی کے پاس بھی رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رض سے نکاح کیا اور تین روز تک رہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہون مگر سات سات دن اورون کے پاس بھی رہونگا انتہی اس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اگر تین دن

رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام نہوگا بلکہ یہ فرمانا آپ کا کہ پھر اور ونکے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہی کہ برابری چاہیئے البتہ بوجہ ابتداے نکاح کے باکرہ کے پاس سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہی اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب و رسوء فہمی سے نہین ہے جا انصاف ہی کہ خود تو عقل سے خالی ہون اور اہل الرائے یعنی عقلا پر اعتراض کرین اور مخالفت حدیث کا الزام دین حال آنکہ جب ظواہر یہ کو سمجھ ہی نہین تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھین گے ۵ جای دادند خر در البسرت نادانی ؛ غرض قائل و قصد متکلم انیست ؛ **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے اسکی برس دن کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر باندھنا اسکو کافی نہوگا اور مہر مثل دینا آویگا الخ

اقول علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی لنا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَلَهٗ شَاهِدٌ يَعْضُدُهٗ وَهُوَ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَا يَكُوْنُ الْمَهْرُ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ اَيْضًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَامِرٍ وَاِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَيُحْمَلُ كُلُّ مَا اَفَادَ ظَاهِرُهٗ كَوْنَهٗ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ عَلٰى اَنَّهُ الْمُعَجَّلُ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْعَادَةَ عِنْدَهُمْ كَانَ تَعْجِيْلَ بَعْضِ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ مَعْهُوْدًا وَجَبَ حَمْلُ مَا يُخَالِفُ مَا رَوَيْنَاهُ عَلَيْهِ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ وَكَذَا يُحْمَلُ اَمْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْتِمَاسِهِ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ عَلٰى اَنَّهٗ تَقْدِيْمُ شَيْءٍ تَاَلُّفًا وَلَمَّا عَجَزَ قَالَ قُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِيْنَ اٰيَةً وَهِيَ اِمْرَاَتُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَهُوَ مَحْمَلُ رِوَايَةِ الصَّحِيْحِ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا يُنَافِيْهِ وَبِهٖ يَجْتَمِعُ الرِّوَايَاتُ یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بروایت جابر نہین مہر ہی کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہی جو علی رض سے مروی ہی کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر مین دس درہمون سے اور نہین ہوتا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو بھی

دار قطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی ہمکو علی اور عبداللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم سے پونہچا ہی تب وہ حدیث جسمین ظاہر اُس درہمون سے کم مہر کا ذکر ہی حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ عادت اُن کی تھی کہ قبل جماع کے کچھ مہر دیدیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو اُن احادیث کا جو ان احادیث کے مخالف وارد ہوئے ہین مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تاکہ سب احادیث مین تطبیق ہوجاوے اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا اسپر محمول ہی کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا تو فرمایا آپ نے اُٹھ اور اِس عورت کو بیس آیتین تعلیم کردے یہ تیری زوجہ ہوگئی روایت کیا اِسکو ابو داؤد نے اور یہی محمل روایت صحیح کا ہی کہ آپنے فرمایا ہمنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے کردیا کیونکہ یہ اُسکے منافی نہین اور اِس گفتگو سے سب روایتین متفق ہوجائین گی انتہی ملتقطا اور تبیین الحقائق مین ہی وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَمَا فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ الْقُرْاٰنَ جَعَلَهٗ مَهْرًا وَلِهٰذَا لَمْ يَشْتَرِطْ اَنْ تُعَلِّمَهَا وَاِنَّمَا قَالَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَيْ بِسَبَبِ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِحَدِيْثِ اُمِّ سُلَيْمٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامُ وَهُوَ لَا يَصِحُّ صَدَاقًا بِالْاِجْمَاعِ یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کردیا ہمنے تجکو اُسکا بسبب اُسکے جو تیرے پاس قرآن ہی پس نہین دلالت ہی اِس قول مین کہ قرآن کو مہر کیا ہی اور اِسی وجہ سے یہ شرط نکی کہ اُسکو تعلیم کردے بلکہ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فرمایا یعنی بسبب اُسکے جو تجکو قرآن آتا ہی کیونکہ حدیث ام سلیم مین آیا ہی کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین ہوسکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہی کہ قرآن شریف کو حسب دستور مہر معجل سمجھا جائے چنانچہ ابو داؤد کی روایت مین ارشاد تعلیم ہی تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہوجاوے گا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوادیا تھا حالانکہ مہر اُنکا چارسو درہم بندھا تھا اسی طرح یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہین کہ اب مہر اور دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہی اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابو داؤد کی روایت سے قطع نظر کیجاوے صحیحین کی روایت مین بھی تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوئے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنی کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کردیا

جیسے ابو طلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکر ساقط ہو سکتا ہی ہان اُس
عورت نے جیسا کہ بعضون نے کہا ہی ہبہ کر دیا ہو تو بیشک ساقط ہو جاویگا ورنہ حدیث سے کہین
مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اُسپر نہین رہا اور ہماری روایتین بسبب کثرت طرق کے مرتبۂ احتجاج
اور استناد تک پہونچ گئی ہین اور امام نووی نے شرح مہذب مین کہا ہی کہ بوجہ کثرت طرق کے
حدیث قابل احتجاج ہو جاتی ہی ذکر کیا اسکو علامہ زیلعی نے شرح کنز مین اور احادیث مین
تطبیق عمدہ ہی یا ترک ہان اگر تطبیق نہو سکے اُسوقت مجبوری ہی علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی
اسی کی تایید موجود ہی وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین
ماسوا ان عورتون کے باینطور کہ طلب کرو تم اپنے مالون کے بدلے انتہی پس مقید کیا حلت کو
طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی
اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہی اور وہ عورت حلال ہو جاتی ہی حالانکہ ایک جو مال نہین ہی چنانچہ
تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ کہا بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہو جاتا ہی
وہ شی مہر ہو سکتی ہی اگرچہ بیع مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا
اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارے مین زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو
کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ سے اگر گر جاتا ہی تو اسکو اُٹھاتے نہین اور اللہ تعالیٰ نے نکاح
بعوض مال کے مشروع کیا ہی اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے باین طور کہ طلب
کرو بدلے مال کے اور نہین مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کر دے
کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اسکو نکاح مین دیوے اور مہر کچھ نہ باندھین تو اس صورت مین نکاح
دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آویگا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی ممانعت ہی
اسکا حنفیہ انکار نہین کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار مین
تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہو جاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا
کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آیگا تو بیشک

مخالف حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہوجسمین مہر بھی کسی صورت سے داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب بھی مخالفت ہوجائے گی اسمین تو عاقل کیا ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسے بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ؎ ابتک ہوئے مغز سخن سے آگاہ ❊ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ❊ ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اسکے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَاْخُوْذٌ فِيْ مَفْهُوْمِهٖ خُلُوُّهٗ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِنَفْيِ هٰذِهِ الْمَاهِيَةِ وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهٗ یعنی متعلق نہی اور نفی کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور اس شی کے جو اسپر صادق آوے پس نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین ہی مُدَّةُ الرَّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی مدت دودھ چھڑانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے ہین انتہی امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث کا بھی اس لیے کہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہی الخ **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف نہین کیا بلکہ امام صاحب نے اسی آیت وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا سے حمل کے دو برس اور رضاع کے ڈھائی برس لیے ہین چنانچہ تقریر اسکی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی یہ ہی وَوَجْهُهٗ اَنَّهٗ تَعَالٰى ذَكَرَ شَيْئَيْنِ وَذَكَرَ لَهُمَا مُدَّةً فَكَانَتْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِكَمَالِهَا كَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ لِلدَّيْنَيْنِ اِلَّا اَنَّهٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِيْ اَحَدِهِمَا فَبَقِيَ الثَّانِيْ عَلٰى ظَاهِرِهٖ یعنی وجہ امام صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونون کے

واسطے مدت بیان کی پس مدت ہر ایک کے واسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض
کے واسطے مقرر کیا جائے مگر ایک میں ناقص کرنے والی شئے موجود ہی پس باقی رہا دوسرا
اپنے حال پر اور اجل مضروب کے مثال ردالمحتار اور بنایہ میں یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّیْنَ
الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ سَنَةً یعنی وقت معین کیا مین نے اُس
دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اُس دین کا جو فلان شخص پر ہی ایک برس انتہی اُس سے
سمجھا جاتا ہی کہ دونون کے واسطے ایک ایک برس ہی چنانچہ تصریح اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی
اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی لِفُلَانٍ عَلَیَّ
اَلْفُ دِرْهَمٍ وَخَمْسَةُ اَقْفِزَةٍ حِنْطَةٍ اِلٰی شَهْرَیْنِ یَكُوْنُ الشَّهْرَانِ اَجَلًا لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنَ الدَّیْنَیْنِ بِكَمَالِهٖ یعنی فلان شخص کے میرے اوپر ہزار درہم ہین اور
پانچ گونہ گیہوں ہین دو ماہ تک اُس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کے بکمالہ اجل ہونگے
انتہی اور منتقص کی مثال حدیث عائشہ رض کی ہی کہ فرماتی ہین اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ
اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ماں کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے انتہی
چنانچہ یہ حدیث کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دارقطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہین
چنانچہ تخریج زیلعی اور درمختار مین ہی وَمِثْلُهٗ لَا یُعْرَفُ اِلَّا سَمَاعًا یعنی اِس قسم کی حدیث
سُنی ہوئی ہی ہوتی ہی اور ردالمحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کی
طرف عقل ہرگز راہ نہین پا سکتی پھر کہا اُسمین پس ہوگی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین
کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہوگئی اور رضاع کی مدت وہی ڈھائی برس جیسی
آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت مین دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ
قرآن کو حدیث سے متغیر کردینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثلٰثین کو حالت واحدہ مین
تیس اور چوبیس کے معنون مین استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور
مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سو اول اعتراض کا جواب درمختار مین یہ لکھا ہے

وَالْاٰیَۃُ مُؤَوَّلَۃٌ لِتَوْزِیْعِہِمِ الْاَجَلَ عَلَی الْاَقَلِّ وَالْاَکْثَرِ فَلَمْ تَکُنْ دَلَالَتُھَا قَطْعِیَّۃً
یعنی تاویل کی گئی ہی آیت اُن کے تقسیم کرنے کے سبب سے اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی
دلالت اُسکی قطعی انتہی اور کہا ردالمحتار شرح درالمختار مین قولہ اَلْاٰیَۃُ مُؤَوَّلَۃٌ اَیْ قَابِلَۃٌ لِلتَّاوِیْلِ
بِمَعْنًی اٰخَرَ فَلَمْ تَکُنْ قَطْعِیَّۃَ الدَّلَالَۃِ عَلَی الْمَعْنَی الْاَوَّلِ فَجَازَ تَخْصِیْصُھَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ یعنی قول اُسکا
اَلْاٰیَۃُ مُؤَوَّلَۃٌ اُسکے معنی یہ ہین کہ آیت تاویل کو قبول کرنے والی ہی دوسرے معنی سے پس یہ آیت
اول معنی پر قطعی طور سے دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہی
وَقَوْلُہٗ لِتَوْزِیْعِہِمْ اَیِ الْعُلَمَاۗءِ کَالصَّاحِبَیْنِ وَغَیْرِھِمَا الْاَجَلَ اَیْ ثَلٰثِیْنَ شَھْرًا عَلَی
الْاَقَلِّ اَیْ اَقَلِّ مُدَّۃِ الْحَمْلِ وَھُوَ سِتَّۃُ اَشْھُرٍ وَالْاَکْثَرِ اَیْ اَکْثَرِ مُدَّۃِ الرَّضَاعِ وَھُوَ سَنَتَانِ
فَالثَّلَاثُوْنَ بَیَانٌ لِمَجْمُوْعِ الْمُدَّتَیْنِ لَا لِکُلِّ وَاحِدَۃٍ یعنی اور قول اُسکا اُنکے تفریق کرنے
کے واسطے یعنی علما کے مثل صاحبین وغیرہما کے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت
حمل کے اور وہ چھہ ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کے اور وہ دو برس ہین پس تیس ماہ
بیان ہی دونون مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ اُنکے تاویل کرنے
کے ساتھ اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری
ڈھائی برس لیے گئے چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کردیا گیا ہی اور خاص کرلینا آیت کا
حدیث سے جائز ہوگیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی ردالمحتار شرح درمختار مین لکھا ہی کہ
حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ دو مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُہٗ کی خبر ہی اور حَمْلُہٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُہٗ
کی خبر اپنے معنی حقیقی مین اور حَمْلُہٗ کی خبر معنی مجازی مین ہی پس اجتماع درمیان حقیقت اور
مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہوا اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین
مجازًا داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ عَشَرَۃٌ اِلَّا اِثْنَیْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِیَۃٌ مراد لیتے ہین
ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا
تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی
کہ حضرت ابوبکر جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ
قرآن شریف مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً یعنی جب چالیس برس کو پونہچے تو یہ کہا اور تفسیر سے

معلوم ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس ۳۸ پر موجود ہوا ایسا بہت
استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے آگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین یہ وارد ہوتا ہی کہ
حدیث عائشہ رضہ آیت حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب
یہ ہی کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت کے
سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدۂ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اُسکے باپ پر ہی
اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہیں اور امام شافعی رح درست کہتے ہین
علیٰ ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہین
پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق مین خوب مطابقت
ہو جاے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہی کہ اس آیت کو عام یعنی ہر شخص کے
واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے لین جیسا کہ
اکثر تفسیرون مین مذکور ہی چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَكْرِ
نِ الصِّدِّيْقِ وَاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اُن کے والدین
کے حق مین نازل ہوئی انتہیٰ اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِيْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ خَاصَّةً
حَيْثُ كَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَاَتَمَّ بَعْدَهٗ حَوْلَيْنِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ سِيَاقُ الْاٰيَةِ
وَتَمَامُهَا وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اَلْاٰيَةَ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت
خاص حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور
دودھ پیا ہی انھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اُسکا اور
وہ قول اللہ تعالیٰ کا حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ آخر آیت تک ہی انتہیٰ اور تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ
حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اُنکے سے
کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اُنھون نے دلیل اسپر یہ ہی
کہ اللہ تعالیٰ نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ
ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا
کہ مقصود اُس سے کوئی ایک شخص ہو تا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اُسکے حال کی خبر ہی پس

ممکن ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع انکا اسی مقدار تک ہو پھر فرمایا
اللہ تعالیٰ نے اُسی شخص کی تعریف مین یہانتک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی جوانی کو اور پونہچا چالیس برس
کہا اے رب میرے الہام کر تو مجکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو مجپر تو نے کی ہی اور میرے والدین
اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص
معین ہو کہ کہا ہو اسنے اس قول کو لیکن ابوبکر پس تحقیق کہا ہی اُنھون نے اس قول کو قریب اس
سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے کچھ زیادہ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے چالیس برس مین اور ابوبکر صدیقؓ قریب چالیس برس کے تھے
اور اُنھون نے تصدیق کی آپ کی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے کہ یہ آیتین صلاحیت
رکھتی ہین کہ مراد ان سے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہون اور جب صلاحیت رکھنا ثابت ہوا تو اب ہم
دعویٰ کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابوبکرؓ ہی ہین انتہی تو اس صورت مین اس آیت سے
ہر شخص کے واسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا حال ہوگا اور در صورتے
کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل و اکثر مدت پر قطعی نہو گی
بلکہ آیت مؤول ہو جاویگی چنانچہ سند اسکی درمختار اور ردالمحتار سے بیان ہو گئی پس رضاع کے
دو سال معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ ان معنون سے تاویل کہلاتی ہی
ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو
حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی
کہ مدت رضاع مین اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالک
دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک مہینا اور ایک مین کچھ حد معین
نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جب تک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے اور بغوی نے
معالم التنزیل مین حضرت علیؓ سے روایت کی ہی کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان مین
نازل ہوئی ہی انتہی پس اس صورت مین البتہ اقل و اکثر مدت حمل اور رضاع کی لینا درست
ہو جائیگا کیونکہ قرینہ قائم ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت مین کہ عام لیا
جاوے اور پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنے سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف ہی

نہین ثابت ہوئی مدت رضاع کی دو برس آیت سے تحقیق

معالم التنزیل

البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہی پس قطعی الدلالۃ نہین چنانچہ صاحب عنایہ لکھتے ہین کرتا ئید کرتی ہی اسکی تاویل پردہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس چھ مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رضہ کے پاس لائی گئی پس آپ نے مشورہ لیا اسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباس رضہ نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کرسکتا ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباس نے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا پس حضرت عثمان رضہ نے چھوڑ دیا اسکو انتہی پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دو نون معنی خالی نہین امام صاحب کے معنے کو ظاہر ہین لیکن اُن مین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہوگئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباس رضہ کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیسا کہ قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول بھی ایسا ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دو نون کے قول کی نہین لیکن سیاق آیہ مؤید مذہب امام صاحب کا ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہی سو اس عبارت سے دو برس کا تعین کیسے ہوسکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہے مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کی گئین مائین تمھاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہی باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی مین مذکور ہی وَبِالْحَقِيقَةِ لَيْسَ هُوَ حُجَّةً لَهُمْ فِيمَا ذَهَبُوا اِلَيْهِ مِنْ عَدَمِ زِيَادَةِ الرَّضَاعِ عَلَى حَوْلَيْنِ لِاَنَّهُ قَيْدٌ لِوُجُوبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا يَعْنِي اَنْ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَالزِّيَادَةُ تَبَرُّعٌ مِنْهَا اَوْ قَيْدٌ لِوُجُوبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِينَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ يَعْنِي لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَا يَجُوزَ زِيَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اُنکے لیے حجت نہین ہوسکتین اُس چیز

شرح عنایہ

حاشیہ: بخاری و مسلم ... تفسیر احمدی صفحہ ۱۱۱

میل کر گئے ہین وہ طرف اُس کے یعنی رضاع کے نہ زیادہ ہونے مین دو برس سے اس لیئے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب ارضاع والدہ کے اپنے ولد کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کو وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت رضاع کے والد پر بسبب قرینہ قول اللہ تعالی کے اور والد پر ہی کھانا اُنکا کپڑا اُنکا یعنی نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو سال کامل کی اور نہین سمجھا جاتا اس سے یہ کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہی اِس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین کہ مان کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دو سال دودھ پلانے کی دینا ضروری ہی رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اِس عبارت سے نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اُسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اُسمین مطلق رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہی مین پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کے واسطے رضیع چاہیے اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی

وَجْهُ قَوْلِهِمَا قَوْلُهُ تَعَالٰى وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَقَالَ وَفِصَالُهُ فِيْ عَامَيْنِ وَالْجَوَابُ اَنَّ رَضَاعَ الْاُمِّ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَحْرِيْمٌ فَعُلِمَ اَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْكُوْرَ لَيْسَ هُوَ فِصَالٌ فِي التَّحْرِيْمِ وَاِنَّمَا هُوَ فِيْ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَبِ

یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونون آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ کے ساتھ حرمت متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اِس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام کر دیتا ہی بلکہ یہ تو فقط نفقے کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہی مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان والدہ کا اور اُس کے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اِسکا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اُنکو منظور ہی اور والد کو اُسکی اجرت دینی چاہیے اِسلیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہی کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین

چنانچہ قاضیخان اور بحر رائق مین اسکی تصریح کر دی ہی اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی پس اس تقریر سے

جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہی نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہی تو اس صورت مین یہ بیان ہی کمتر مدت رضاع
کا نہ یہ کہ وہ واجب کر دیا ہی حرمت کو بعد اسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہی اور
ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت
رضاع کی یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا اپنی رضامندی
اور مشورے سے اور ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے
اوپر باقی رہنے مدت رضاع کی بعد حولین کے اور اسی واسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ
تراضی ان کے کے اسیواسطے دودھ چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہی جسطرح کہ رضاع بعد مدت
رضاع کے غیر معتبر ہے بعد مرجہ چھڑایا ہویا نہ انتہی اور شرح قدوری مین لکھا ہی وقولہ تعالیٰ حَمْلُهٗ
وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قول انتہای فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہی کمتر مدت فصال کا کیا نہین دیکھتا
تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسا ہی ارادہ کیا ہی کمتر
مدت فصال کا انتہی اور تفسیر مدارک مین آیہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہی زَادَا عَلَى الْحَوْلَيْنِ
اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس پر یا کم کرین اور یہ
وسعت ہی بعد تعیین کے انتہی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ
مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ
بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے
سے تو کوئی گناہ اسمین انپر نہین ہی زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی بعد
معین کرنے کے انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ
اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے زیادہ بھی اگر ضرورت
پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایکسال زیادہ لیتے ہین کیونکہ اسمین خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی
کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہو گی اور امام صاحب نے

ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو دشوار اور
باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہوتا کہ اسمین اسکو اور شی کھانے کی عادت ہوجاوے
اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنی مدت حمل کے
ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہو سکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین کی غذا
اسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی ہی فطیم کے
غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی پس
معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان ہوا
اس لیے یہان بھی تغیر غذا کے واسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی علاوہ
اسکے وہ ایت ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر ہمنے بیان
کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ حدیث مین تو جسکی حرمت
مین شبہہ ہوجائے اُس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر دلائل موجود ہین اس لیے
امام صاحب نے احتیاطًا فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ کسی عورت کا پیے وہ
مع اپنے اقربا کے اُسپر حرام ہوجائیگا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی تصریح
کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اُسوقت مین حرمت
رضاع مین احتیاط کرنی مناسب نہ تھی بلکہ اگر آیات کے سباق اور سیاق کو
دیکھا جائے تو خوب واضح ہو جاتا ہی کہ یہان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت
رضاعی کا پتہ بھی نہین آپ کو حولین کا لفظ دیکھکر شبہہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم
لگا دیا اگر آپ سیاق وسباق آیت کا بھی ملاحظہ فرماتے تو ایسے شبہے آپ کو ہرگز
نہوتے اور اگر آپ کو حنفیہ کی کتابون پر نظر ہوتی تو اُن مین تو سب کچھ موجود ہی کوئی
بات نہین چھوڑی جسقدر ہمنے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا
کہ جب تک یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے
حرمت متعلق ہوتی ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا
والد غریب ہو کہ دائی کو نوکر نرکھ سکتا ہو یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو

ضرور رہی ہرگز مخالفت نہین ہوسکتی بلکہ اسقدر اختلاف جوہم نے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہرطرف کا احتمال ہی ورنہ کیا ایسے محققین اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جبتک کہ اُسکی کوئی سند قرآن اور حدیث سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہوجائے کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اُسی سے اخذ کیا ہی جیسا کہ خوب مدلل واضح ہوا البتہ فتوا اسوقت در مختار مین دونون پر ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین پر ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی کا صح قولهما وهو مختار الطحاوي یعنی صحیح تر قول صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابي حنيفة رواية اخرى كقول ابي يوسف رح ومحمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی ہی اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسی کو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وبقولهما ناخذ یعنی قول صاحبین پر ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہوسکتی اس لیے کہ ایمہ محدثین وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی بیشتر ایک کے قول پر عمل ہی اور دوسرے کا قول متروک ہی اس سے اُنپر کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتي رحمة کہتے ہین صحابہ رض مین بھی تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسا ہی اختلافات ایمہ کو سمجھنا چاہیے چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہہ مین بیان کرین گے

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ واسطے ثبوت رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تحقیق اُس نے نکاح کیا یحیی کی ماں کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودھ دیا ہی تم دونون کو پھر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کردیا عقبہ نے اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ طیبی وغیرہ نے لکھا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطریق احتیاط و تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور ادائے شہادت و حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور استفسار تھا

چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہیں ہوتا تبیین الحقائق
مین علامہ زیلعی نے لکھا ہی فَمَا ذَهَبْنَا اِلَيْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
وَكَفٰى بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا اَيْضًا فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ
فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَاٰى مِنْهُ طُمَانِيْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَيْثُ
كَرَّرَ السُّؤَالَ اَمَرَهُ اَنْ يُفَارِقَ فَهٰذَا احْتِيَاطًا وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ
ضِغْنٍ فَاِنَّهُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا فَاَبَيْنَا اَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ
عَلَى الرَّضَاعِ وَبِالْاِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ
تَنَزُّهًا وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهِ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ اِذَا وَقَعَ فِيْ قَلْبِهِ اَنَّهَا
صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور انکی
اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ رض کی ہماری بھی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُس سے دو بار اعراض کیا پس اگر حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نہ کرتے پھر جب آپنے اُن کے
قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطًا حکم کردیا کہ اسکو
جدا کردین اور دلیل اس احتیاط پر یہ ہی کہ یہ گواہی عورت کی کینہ اور بغض سے تھی اس لیے
کہ اُنھون نے کہا کہ آئی ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی ہمنے انکار کیا پس آئی وہ
گواہی دیتے ہوئے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہی پس معلوم
کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ سے (جسکا مطلب یہ ہی کہ اب کیونکر اُس کے
پاس جاؤگے حالانکہ تمکو بھائی اُس عورت کا کہدیا گیا مقتضاے مروت اور تقوی سے بعید ہے)
اور ہم قائل ہین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اُس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہو جاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہمارے موافق ہی مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت پیے حرام کرتا ہی الخ **اقول**
فتح القدیر مین ہی وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِيْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رض

حِیْنَ قِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَۃَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ کَانَ ذٰلِکَ ثُمَّ نُسِخَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اٰلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰی اَنَّ قَلِیْلَہٗ وَکَثِیْرَہٗ یُحَرِّمُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِیْلَ یُحَرِّمُ یعنی جواب یہ ہی کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہی تصریح کی اسکے نسخ کی ابن عباسؓ نے جبکہ اُن سے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین کہ ایکبار دودھ پینا حرام نہین کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا اور ابن مسعودرض سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کردیتا ہی اور ابن عمررض سے روایت ہی کہ قلیل رضاع حرام کردیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہی اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ہَانِیٍٔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُہٗ وَکَثِیْرُہٗ کَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْیُوْسُفَ عَنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ رضاع سے وہ شے حرام ہوجاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسا ہی روایت کیا اس حدیث کو امام ابویوسف نے انتہی اور استذکارعہ مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن البصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابوحنیفہ اور مالک اور اُن کے اصحاب اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور لیثعہ نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ پینا اور بہت پینا حرام کردیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّۃٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اُن کے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم رح اور اُن کے شاگرد زفر نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا اُسکو تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے کے اور عورت تیری کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے مسجد مین **اقول** امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کریگا تو بوجہ عدم تیقن حمل کے قاذف نہوگا ہان اگر زنا کا دعوی کیا یا یون کہا کہ یہ

عہ ابن عبد البر ۱۲
عہ عقود الجواہر ۱۲
عہ ابن عبدالبر من اوبرزمام حنبلی اعلام ابن تیمیہ ۱۲
عہ ابن عبدالبر ۱۲ استذکار ۱۲ عقود الجواہر ۱۲
عہ حضرت مصنف کے بعض فقرا و دعم

حمل زنا کا ہی اس صورت مین لعان آجائیگا کیونکہ صریح زنا کو ذکر کر دیا پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے نہیں اب اُس حدیث کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با انصاف خود ملاحظہ کرلین گے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَاْنِہٖ مَا ذُکِرَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْکَ وَفِی امْرَاَتِکَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجے اُس شخص کی کہ اپنی عورت کے ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اُسکو قتل کرے یا کیا کرے پس نازل کی اللہ تعالی نے اُسکی شان مین وہ آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے تیرے اور تیری زوجہ کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُہَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ اور لڑکا اُسکا اپنی مان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہی کہ اس شخص قاذف کا ہرگز یہ دعوا نہ تھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اُسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے لازم آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہو مگر اُس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا ثابت ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث مین وارد ہوا ہی ہرگز ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسئلے کو مخالف حدیث کے کہنا آپ کا عین مغالطہ ہی وَادْعُوْا شُہَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُہَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے (وہ) اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے لوگون مین چندروز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے

زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہر کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین الخ **اقول** گری ہوئی شے جو شخص اُٹھاوے اُسکے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہر چنانچہ بخاری کی روایت مین ہر قَالَ سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ لَقِيْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ یعنی سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اُنھون نے پائی مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اُس شخص کو جو اسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا ایک سال اور مشہور کر سو شہرت دی مین نے پس نہ پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری اور ابوداؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک سال ہی فقط آیا ہر بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہر کوئی مدت معین نہین اور بعضی مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداؤد مین ہر عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَاَشْبَاهِهٖ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ وَيَنْتَفِعُ بِهٖ یعنی جابر رض سے روایت ہر کہا اُنھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑے اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اُسکو اُٹھاوے اور اُس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہر عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا یعنی انس رض سے روایت ہر کہا اُنھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا انتہی غیر ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور ایک حدیث مین تو

ع بخاری صفحہ ۳۲۸ کتاب اللقطہ

ع بخاری صفحہ ۳۲۸ و مسلم جلد ثانی صفحہ ۷۷ و ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۳۷

ع ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۳۸

ع بخاری صفحہ ۳۲۸

ایک دینار کے واسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس مین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا چنانچہ ابو داؤد مین ہی کہ علی رض گھر تان آئے اور دونون صاحبزادے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رو رہے تھی فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رض نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین پس حضرت علی رض باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رض کو خبر دی اُنھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اُس سے لیلو پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُس یہودی کے پاس آئے اور اُس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا تم اُن کے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اُس نے لو اپنا دینار اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت فاطمہ رض سے اس امر کی اطلاع کی اُنھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اُس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رض نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فاطمہ رض نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اُنھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا واسطہ خدا کا اور اسلام کا دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اُس سے دریافت کیا تو اُسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا آپ نے ای علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمھارا ہمارے ذمے ہی اُس قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکے کو دیدیا انتہی پس بظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ کوئی مقدار معین لازم نہین جیسی شی ہو اُسکو اُسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو کم دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو

ابو داؤد جلد اول صفحہ ۲۳۲

قصہ حضرت علی رض کا دینار پانا

زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شے کے واسطے ایک ہی سال تعین ہو بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح ہین البتہ ہر شے کے واسطے ایک خاص مدت مقرر کر لینا خلاف حدیث ہوگا **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری اور گاے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہی الخ **اقول** تبیین الحقائق ہین لکھا ہو وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ إِذَا كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ أَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ گم شدہ اونٹ کو نہ پکڑو یہ انکے ملک مین اسوقت تھا جبکہ انپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے وقت مین چھوڑ دے انکو اور اسپر دلالت کرتی ہو روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول انکی شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک انکا آوے قیمت انکی دیجاے انتہی اور امام نووی رح اس حدیث مسلم مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هُنَا ضَالَّةَ الْإِبِلِ وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ إِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلَى صَاحِبِهَا یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اس چیز سے جسکا لینا واسطے مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی انتہی اور مبسوط مین ہی کہ یہ امر اسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دار ونکا غلبہ تھا کہ کسی خائن کا اسپر قابو نہین ہوتا تھا جب اسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن ہمارے زمانے مین خائن کی دست اندازی کا خوف ہی پس اسکے پکڑ لینے مین زیست انکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی ہی کہ شارع کا مقصود اسکے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بیان کر دیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہو جاوے اور وہ شے تلف ہونے لگے تو حکم اسکا اسوقت بیشک خلاف اسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہی علاوہ اسکے حدیث سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین ہو سکتی یہ آپ کے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہدینا آپ کا پرانا دستور ہی اس عیب بینی کی عادت بد کو چھوڑ دیجیے ہم سمجھے ہو

کشف مغلظات ... یعنی الفقہ ... وعدم ... بالغلط ... المغلظ ... بالغلط

کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے ع سیاہ روشود آنکس کہ عیب بین گردد ۔ چو خامہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اُٹھالیا تو اسکو اپنے کام مین لانا اُسکا درست نہین الخ **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص مالک ہو جاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطے کا مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سال تعریف کر پھر اُسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اسکا آوے اُسکو وہ شی ادا کردے انتہی اور مسلم کی روایت ۔ میں ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے پس اگر طالب اُسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اُسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اُسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ بھی کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَاتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِیْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اُسکا پس چاہیے کہ دیدے اُسکو اور اگر نہ آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اُسکو پھر اگر آوے تو اُسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے خواہ وہ شی انتہی اسی وجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اُسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اُسکو تصدق کردے اور صدقہ بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ ابی بن کعب کی حدیث حجت نہین ہوسکتی اسلیے کہ حکایت حال ہی جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے فقر کو معلوم کرلیا ہو یا تو قرض کی وجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا اسلیے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے نزدیک بھی جائز ہی امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرلیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہی بلکہ ظاہر یہی ہی اس لیے کہ دارالاسلام مین اُسوقت وسعت نہ تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا آپ پر پوشیدہ نہ رہتا انتہی پھر قرآن شریف میں بھی آیا ہی وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ

یعنی نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہی پس حدیث اور قرآن سے ثابت ہوگیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تملکا کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت دے تو اُسکو صرف کرے مگر اُسکے ذمے وہ شی رہیگی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے صدقہ بالاجماع ثابت ہی پھر حدیث مین بھی اُسکی تائید ہی پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن آوے گی پہلے سوچیے تو پھر اعتراض کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی ہوئی چیز کے اُٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبدالرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی قولہ نَهٰى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ يَعْنِي عَنِ الْتِقَاطِهَا لِلتَّمَلُّكِ وَاَمَّا الْتِقَاطُهَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْهُ وَقَدْ اَوْضَحَ هٰذَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ وَلَا يَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کا کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطے سے مراد اس سے اٹھا لینا اُسکا واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اٹھانا اُسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اُسمین اور تحقیق واضح کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کرکے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اِس زمانے مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بہت پھیل گئی ہی اور جب احکام کی مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اُسکی کے ضد اُسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جائے تو اُس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا بر خلاف اُن چیزون کے جو کسی سبب سے جاری ہوئین اور اُسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہی اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اُٹھانا جائز ہو خصوصاً

آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی گو یہ کام وہان کے اہل احتیاج
اور غربا اور اراذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری
ہو جاتی ہی سر پیٹتے رہجاتے ہین اور ادائے ارکان حج بوجہ مفلسی کے اُنپر دشوار ہو جاتا ہی
اگر کوئی اُسوقت اُنکی ہمیانی اُٹھا کر مشہور کرے اور اُنکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث
صحیحین کے ہوگی یا یہ امر اچھا ہی کہ اُسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اُسکو اُٹھا لے جاوے
تو نقل اور عقل سے اُسکا اُٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اُس کی
تصریح ہی کہ معرف کو اُٹھا لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض
کر دینا اپنے اوپر الزام لینا ہی ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال**
اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اُن کے شاگرد ابو یوسفؒ کا مخالف آٹھ حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ
کتب فقہ مین لکھا ہی وَعَصِیْرُ الْعِنَبِ اِذَا طُبِخَ حَتّٰی ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ
وَهٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اُسکی
دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہ جاوے تو حلال ہی اگرچہ اُسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہؒ اور ابی یوسفؒ کا ہی انتہیٰ
اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اُسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ
اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے آب انگور کے جبکہ اُسمین جوش اور تیزی
آجاوے اور جھاگ اُٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحطاوی اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لَنَا اَنَّهٗ
اِسْمٌ خَاصٌّ بِاِطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فِیْمَا ذَكَرْنَا وَهُوَ النِّیُّ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ اِذَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ
بِالزَّبَدِ وَهٰذَا الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِیَةُ غَیْرِهَا مَجَازٌ یعنی واسطے ہمارے
یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی ساتھ اجماع اہل لغت کے اُس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا اور وہ کچا پانی انگور
کا ہی جبکہ اُسمین جوش اور تیزی آجائے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے
اور اہل علم کے اور اُسکے غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہیٰ پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار
اصل لغت کے ہین اُسپر آیت کو حدود اور قطعیت مین محمول کرین گے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد
نزول آیت تحریم کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا

نہین چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی عربیت پر اعتماد ہی اور سب سند انکی لاتے ہین اپنے
کلام مین خمر کو انھین معنون سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی انھین مین سے ہی اُسکے شعر سے
معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور ہی ہوتی ہی ؎ وَاِنْ تَكُنْ تَغْلِبُ الْغَلْبَاءُ عُنْصُرَهَا ؛ فَاِنَّ
فِي الْخَمْرِ مَعْنًى لَيْسَ فِي الْعِنَبِ ؛ یعنی اگرچہ آبا و اجداد متوفی کے اُسکے عنصر پر غالب تھے لیکن
شراب مین وہ لذت ہی جو انگور مین بھی نہین ، مطلب یہ ہی کہ خولہ اپنے آبا و اجداد پر باوجود اُن کے
اصل ہونے کے بعض وجوہ سے غالب تھی جیسے شراب لذت مین اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب
ہوتی ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر کی کنیت سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ
اصل اُسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیون کہ
دوسرے مسکرات کے اور نام ہین مثل باذق اور مثل منصف اور مثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے
اور اسما کا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات مین بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی
اور پانچوین دلیل یہ ہی کہ قول جناب باری بھی اِنِّيْ اَرَانِيْ اَعْصِرُ خَمْرًا یعنی مین اپنے آپ کو خواب مین
انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہیٰ اِسی پر دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین
وعلماے متقدمین ومتاخرین انگور مراد ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات
ابو البقا مین ہی کہ اصل اس اطلاق کی بالاتفاق یہ ہی کہ سبب تو مسبب کے واسطے مطلقاً استعارہ
کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کے واسطے خاص ہو یا نہو مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین
کہ اُس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے ساتھ نہوتا تو استعارہ نکرتے انتہیٰ
اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین لکھتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰى عَصِيْرِ
الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِيْقِيًّا اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق خمر کا انگور کے نچوڑے ہوئے
پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہی اور تفسیر کشاف جار اللہ زمخشری مین مرقوم ہی
وَالْخَمْرُ مَا غَلٰى وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِيْرِ الْعِنَبِ وَهُوَ حَرَامٌ یعنی خمر وہ شے ہی کہ اُبل
آئے اور تیز ہو جائے اور جھاگ لے آئے عصیر انگور سے اور وہ حرام ہی انتہی اور جو احادیث مین
بعض شرابون پر سوائے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اُسمین کچھ لغت کے معنی نہین
بتلائے گئے یا بطور تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب حد الشرب فتح القدیر مین شیخ الاسلام ابن ہمام لکھتے ہین

وَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْكُوْرَ بِطَرِيْقِ التَّشْبِيْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهُ اِنَّمَا اَرَادَ عَصِيْرَ الْعِنَبِ لِثُبُوْتِ اَنَّهُ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرُهَا یعنی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ حمل ان حدیثون مین بطریق تشبیہ کے ہی قول ابن عمرؓ کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ ہی کہ نہ تھی شراب سے کوئی شی مدینے مین روایت کیا اسکو امام بخاری سنے اور معلوم ہی یہ کہ ارادہ کیا ہی انگور کے نچوڑ کا بوجہ ثابت ہونے اس امر کے کہ تھین مدینے مین سوا اوسکے اور شراب انتہی اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث مین مجازی ہی یا باعتبار حکم کے ہی یعنی حکم اور شرابون کا حکم شراب کا سا ہی یعنی اونکا پینا بھی حرام ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوئے تھے حقائق لغت وغیرہ بتلانے کو مبعوث نہین ہوئے انتہی ملخصاً پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہین ہوسکتا کہ خمر اصل مین عام ہی باقی رہا قول صاحب قاموس کا کہ عمومیت اصح ہی سو یہ بنا بر اُنکے مذہب کے ہی چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث سے لاتے ہین وہی اُنھون نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہین دی یہان فقط اپنی راے لکھی ہی جس سے اُنکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوئی ہی ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اُنھون نے پہلے بیان کر دیے اور یہ قول اُنکا کہ مدینہ شریف مین اُسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف ہی بخاری شریف کی حدیث کے جو حضرت انسؓ سے مروی ہی قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انسؓ نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اُس حال مین کہ نہین پاتے تھے ہم مدینے مین شراب انگورون کی مگر کم تھی پس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہی کہ بالکل انگور کی شراب نہ تھی حالانکہ وہان باعتبار اکثر کے کہا ہی جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہی تو پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہی باقی رہا یہ امر کہ اسمین معنی مخامرت کے ہین اس لیے چاہیے کہ عام ہو سو جواب اُسکا یہ ہی کہ اس سے یہ نہین لازم آتا کیونکہ عرب سفید اور سیاہ گھوڑون کو ابلق کہتے ہین اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہین کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ ظہور کے کہتے ہین اور ہر ظاہر کو نجم نہین کہتے علی ہذا القیاس قارورہ قرار سے مشتق ہی ہر کوزہ کو قارورہ نہین کہتے گو اُسمین قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیرین ہین پس امام صاحب کا

حاشیہ: تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ... بخاری شریف ... مخالف ہی [illegible]

قول کہ لغت مین خمر شراب انگوری کو کہتے ہین اور حدیث مین بیان احکام ہی لغت نہین بہت درست ہی مخالف کسی حدیث کے نہین بلکہ مطابق ہی البتہ اور شرابون کو مثل طلا کے یعنی نچوڑا انگور کا پکایا جائے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی تر کھجور کا جسوقت تیز ہو جاوے اور جھاگ دے آوے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا بشرطیکہ اسمین تیزی اور جھاگ پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہین یہ چار چیزین بالاتفاق حرام ہین البتہ چار چیزون مین اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکا لیا جاوے اگرچہ اسمین تیزی آجاوے اسقدر پینا اسکا امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حلال ہی جس سے نشہ نہو ورنہ حرام ہوگا چنانچہ ردالمحتار مین ہی فَلَوْ شَرِبَ مَا يَغْلِبُ عَلٰى ظَنِّهِ اَنَّهٗ مُسْكِرٌ فَيَحْرُمُ لِاَنَّ السُّكْرَ حَرَامٌ فِي كُلِّ شَرَابٍ یعنی پس اگر پیا اُس نے وہ نبیذ کہ ظن غالب ہی کہ اسمین نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب مین حرام ہوتا ہی انتہی اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيْعًا وَلَا تَنْبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيْبَ جَمِيْعًا وَلٰكِنِ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ الرُّطَبُ بَدَلُ التَّمْرِ وَهٰذَا نَصٌّ عَلٰى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْاِنْفِرَادِ يَحِلُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ لِاَنَّ غَيْرَ الْمَطْبُوْخِ مِنْهُ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ رض وَكَذَا مَا رُوِيَ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فَالْمُرَادُ بِهٖ غَيْرُ الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ حُكْمَهٗ حُكْمُ الْخَمْرِ فَلِهٰذَا اُطْلِقَ عَلَيْهِ اِسْمُ الْخَمْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِي حُرْمَةِ الْمُتَّخَذِ مِنَ التَّمْرِ اَحَادِيْثُ كُلُّهَا صِحَاحٌ فَاِذَا حُمِلَ الْمُحَرِّمُ عَلَى النِّيِّ وَالْمُحَلِّلُ عَلَى الْمَطْبُوْخِ فَقَدْ حَصَلَ التَّوْفِيْقُ بَيْنَ الْاَدِلَّةِ وَانْدَفَعَ التَّعَارُضُ یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہو اور رطب کا اکٹھا اور رطب زبیب کا ساتھی (زہو گدر رنگدار کھجور کو کہتے ہین اور رطب پکی تر کو اور زبیب خشک انگور کو) لیکن نبیذ ہر ایک کا علیحدہ کر روایت کیا اسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت مین بدلہ رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمین کہ ہر ایک کا علیحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوئے نبیذ پر اس لیے

کہ خام تو باجماع صحابہؓ حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رضہ سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور شراب اُس روز کچے گدر اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس مراد اس سے خام ہی اسواسطے کہ حکم اُسکا حکم شراب کا ہی اسیوجہ سے خمر اُسپر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اُسکی حرمت مین حدیثین صحیح صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ کو خام پر اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جائیگا تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہو جائیگی اور تعارض جاتا رہیگا انتہی دوسری نبیذ شہد انجیر گیہون جو کا بھی امام صاحب ور ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق مین یہ ہی لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيْمَ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ اَیْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمّٰی خَمْرًا حَقِيْقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الطَّبْخُ لِاَنَّ قَلِيْلَهٗ لَا يُفْضِيْ اِلَى الْكَثِيْرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اِس حدیث کو مسلم اور امام احمدؒ وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اِس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اِس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اِس لیئے کہ تھوڑا اسکا بہت کے طرف نہین پونہچاتا ہی کسی طرح کا ہو انتہی یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہی کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت بیقرار رہتی ہی کیونکہ اسکی حقیقی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی برخلاف نبیذ کے کہ اسمین یہ کیفیت نہین پس اسکا اسقدر نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہونچ جاوے جائز ہی پس نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو شراب نشہ لاوے حرام ہی اِس سے اُسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری مین شیخ الاسلام علامہ عینیؒ فرماتے ہین کہا بعضون نے جو شراب نشہ لاوے یعنی اُسکی شان سے اسکار ہو خواہ اُسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اِس حدیث کے نہین کیونکہ شارع نے خبر دی ہی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور یہ اسپر نہین دلالت کرتا کہ وہ شی حرام ہی جو کہ مستقبل مین نشہ لایا کرے انتہی پھر کہا قلیل نشہ والی شی کا اور کثیر اُسکا ہر شراب مین نہین بلکہ خاص

حاشیہ:
تفسیر تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق
فرق کیفیت شراب و نبیذ کا جائز ہے
مذہب بخاری عینیؒ نبیذ
عمدۃ القاری

خمر مین ہی اس لیے کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ خمر بعینہا حرام
ہی اور مسکر ہر شراب کا حرام ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہی نشہ کرے
یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شرابین سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہین اور یہ امر ظاہر ہی پس اگر
کہے تو کہ وارد ہوا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہی اور ہر مسکر حرام ہی جواب دونگا مین
کہ طعن کیا ہی اس حدیث مین یحیی بن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہی کہ یہ موقوف ہی
ابن عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہی اور کہا ہی نہین معلوم ہوتی مجکو
مگر مرفوع اور اگر اسکو بھی تسلیم کرین تو معنی اسکے یہ ہین کہ جسکے کثیر مین نشہ ہو اُس کثیر کا حکم خمر کا ہی
انتہی اور تیسری قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک
تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہوجاوے امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی اور وجہ
اسکی علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح کنز مین یہ بیان کی ہی لِمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رض اَنَّه کَانَ یَشْرَبُ
مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ الثُّلُثُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلَهُ مِثْلُهُ عَنْ اَبِی
الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ رَاٰی عُمَرُ وَاَبُوْعُبَیْدَةَ وَمُعَاذٌ رض شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَی
الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَیْفَةَ عَلَی النِّصْفِ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سَاَلْتُ اَحْمَدَ
عَنْ شُرْبِ الطِّلَاءِ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ قُلْتُ اِنَّهُمْ
یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ یُسْکِرُ فَقَالَ لَا یُسْکِرُ لَوْ کَانَ یُسْکِرُ لَمَا اَحَلَّهٗ عُمَرُ رض یعنی اس لیے کہ
روایت کی گئی ہی ابو موسیٰ سے کہ وہ پیا کرتے تھے وہ طلا کہ دو ثلث اُسکے جلجاتے تھے
اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور مثل اسی کے نسائی نے
ابو درداء سے روایت کی ہی اور کہا ہی امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ اور معاذ
رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے
نصف پر پیا ہی اور کہا ابو داؤد نے کہ سوال کیا مین نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی
اُسکے جاتے رہین اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہین مین نے
کہا لوگ کہتے ہین کہ وہ نشہ پیدا کرتا ہی فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا ہوتا تو عمر رض اسکو حلال
نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہی جو کہ منقی اور کھجور کو اکٹھا برتن مین بھگو دین پھر اسکو

تبیین الحقائق ۱۲ — کتاب الاشربہ از تبیین الحقائق — تبیین الحقائق ۱۲

پکا لین امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہی اور وجہ اسکی علامہ زیلعی نے
تبیین الحقائق مین یہ لکھی ہی لِمَا رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سِقَاءٍ نَاْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهُمَا
فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْتَبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عَشِيَّةً وَنَنْتَبِذُهٗ
عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَقَانِی ابْنُ
عُمَرَ شَرْبَةً مَا كِدْتُ اَهْتَدِیْ اِلٰی اَهْلِیْ فَغَدَوْتُ اِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ
فَقَالَ مَا زِدْنَاكَ عَلٰی عَجْوَةٍ وَزَبِيْبٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ الْمَرْوِیَّ عَنْهُ
حُرْمَةُ نَقِيْعِ الزَّبِيْبِ النِّیِّ مِنْهُ وَمَا رُوِیَ مِنَ النَّهْیِ عَنِ الْخَلِيْطِ فِيْمَا رَوَيْنَا مَحْمُوْلٌ
عَلٰی حَالَةِ الْقَحْطِ وَالْعَوْزِ لِئَلَّا يَجْمَعَ بَيْنَ النِّعْمَتَيْنِ وَجَارُهٗ يَحْتَاجُ بَلْ يُؤْثِرُ
بِاَحَدِهِمَا جَارَهٗ وَالْاِبَاحَةُ كَانَتْ فِیْ حَالَةِ السَّعَةِ وَالْحَمْلُ مَاثُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ
النَّخَعِیِّ رح یعنی بسبب اسکے جو روایت ہی عائشہ رض سے کہ کہا اُنھون نے کہ نبیذ کیا کرتے
تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ مین پس لیتے ہم ایک مٹھی کھجور کی
اور ایک منقی کی پس ڈال دیتے ہم دونون کو اُسمین پھر اُسپر پانی ڈالدیتے پس صبح کو نبیذ بناتے
تو آپ شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے
اور روایت کی گئی ہی ابن زیاد سے کہا اُنھون نے پلایا مجکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا
دشوار ہوگیا پس دوسرے دن صبح کو مین اُن کی خدمت مین آیا اور اس کیفیت سے خبر دی
یہ قول مبالغۃً کہا حقیقۃً سکر نہ تھا ورنہ حلال نہوتا ۱۲
فرمایا سوائے عجوۂ کھجور اور خشک انگور کے نہین دیا اور یہ حمل کیا گیا ہی پختہ پر اس لیے کہ روایت عبداللہ
ابن عمر سے حرمت خام پانی منقی کی ہی اور جو کہ حدیث مین ممانعت خلیط کی آئی ہی محمول اوپر حالت
قحط اور احتیاج کے ہی تاکہ نہ جمع کرین دو نعمتون کو اور پڑوسی حاجت مند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسایے
کو دے ڈالے اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہی اور یہ حمل کرنا منقول ہی ابراہیم نخعی رض سے انتہی

فائدہ علم حرام کی حلال ہونے میں

یہ چارون قسمین جو کہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہین امام صاحب اور ابو یوسف رح کے نزدیک
حلال ہین اسیوجہ سے اسمین حد نہین آتی چنانچہ تبیین الحقائق مین ہی فَاِنْ كَانَ مُبَاحًا عِنْدَهُمَا
فَلَا يُحَدُّ شَارِبُهٗ وَاِنْ سَكِرَ بِهٖ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس نہ حد مارا جائیگا

پینے والا اُسکا اگرچہ نشہ آجائے انتہی تیس مثال اسکی زعفران وغیرہ کی ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہین آتی غرض کہ حلال شے مین حد نہین بالاتفاق گو اُسکی حلت اور حرمت مین کلام ہو اگر ان چار مین سے پیے گا تو امام محمدؒ وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجاویگی کہ اُنکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحبؒ کے نزدیک اخیر پیالہ جسمین نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہین آتی اس لیے کہ حد مین بوجہ حلال شے کے شبہہ آگیا اور ردالمحتار مین ہی قَالَ الْاِتْقَانِیُّ وَقَدْ اَطْنَبَ الْكَرْخِيُّ فِي رِوَايَةِ الْاٰثَارِ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ بِالْاَسَانِيْدِ الصِّحَاحِ فِي تَحْلِيْلِ النَّبِيْذِ الشَّدِيْدِ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَكَابِرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ كَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ كَانُوْا يُحِلُّوْنَهُ وَكَذَا الشَّعْبِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَرُوِيَ اَنَّ الْاِمَامَ قَالَ لِبَعْضِ تَلَامِذَتِهٖ اِنَّ مِنْ اِحْدٰى شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنْ لَا يُحَرِّمَ نَبِيْذَ الْجَرِّ وَفِي الْمِعْرَاجِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا لَا اُفْتِيْ بِحُرْمَتِهَا لِاَنَّ فِيْهِ تَفْسِيْقَ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَلَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا لِشُرْبِهَا لَا اَشْرَبُهَا لِاَنَّهٗ لَا ضَرُوْرَةَ فِيْهِ وَهٰذَا غَايَةُ تَقْوَاهُ یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت آثار صحابہ و تابعین مین ساتھ صحیح اسنادون کے بیان مین حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہی کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر کے مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسا ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردون سے کہ تحقیق شرائط سنت و جماعت سے ایک یہ بھی ہی کہ حرام نکی جاوے نبیذ سبو چون کی اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اگر تمام دنیا بھی مجکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیونکہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجکو اسکے پینے کیواسطے دنیا دین تو نہین پیون گا اس لیے کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہی انتہی اور ردالمحتار مین لکھا ہی کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین تیس کہا گیا اُن سے کہ تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی آجکل پیتے ہین واسطے فسق و فجور اور

لہو ولعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسکے پینے سے نشے کا ارادہ کریگا تو قلیل اور
کثیر دونون حرام ہو جائین گے اور اُسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا دونون حرام ہین انتہی غرض کہ یہ
چار چیزین ہین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ
آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہی مگر حد امام صاحب کے نزدیک لازم
نہین آتی کیونکہ حد تو ادنی شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی اسی وجہ سے سکر کی تعریف امام صاحب نے
وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہے کیونکہ اور اقسام مین تفاوت
ہوا کرتا ہی البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہی کہ قول عمر رضی اللہ عنہ مَاخَامَرَ العَقلَ کے منافی ہون
کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب نے بھی حق حرمت شراب مین
سکر کی تعریف یہ بیان کی ہی تو جواب اسکا یہ ہی جو فتح القدیر مین لکھا ہی لِاَنَّ المُتَعَارِفَ اِذَا کَانَ
یَہذِیْ یُسَمّٰے سَکرَانًا وَتَاَیَّدَ بِقَولِ عَلِیٍّ رض اِذَا سَکِرَ ھَذیٰ اس لیے کہ جب آدمی ہذیان
بکنے لگتا ہی تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پائی ہی اس قول نے ساتھ قول علی رضہ کے
جسوقت نشے مین آئے گا بیہودہ بکے گا انتہی یعنی جسوقت صحابہ نے مشورہ کیا تھا کہ شراب
پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے مین جو آیا بیان کیا اور علی رض نے
فرمایا جب وہ نشے والا ہوگا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکا تو افترا اور تہمت کریگا اور مفتری کے
واسطے کتاب اللہ مین اسی درّے آئے ہین پس اس رائے کو صحابہ نے اچھا جانا اور اسی پر سب نے
اتفاق کیا اور ظاہر ہی کہ جب مخامرت عقل ہو جاتی ہی تو ہذیان اُسکے واسطے لازم ہی اصل
ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور حد صاحبین
کے نزدیک کیونکر آسکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو حد مین اعتبار نہین کیونکہ اُسکے فہم مین فتور
آگیا اور اُسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیونکر اُسپر حد قائم ہو سکتی ہی جب تک کہ کوئی
علامت بنائی جاوے اور ہر شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جب تک کہ کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کریگا کہ اگر یہ پیالہ پیونگا تو ہذیان پیدا ہو جائے گا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کریگا کہ اُس ہین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی
تو خوب سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اُسکی کوئی نکوئی وجہ ہی اُس سے مخالفت لازم

نہین آتی اور جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف
مطلق نہ جاوے تو ایسے شخص سے کچھ بحث نہین وہ تو مبحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث
مین ممانعت آئی ہی سو وہ بروقت مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سی حرام ہی
یہ اس حدیث سے نہین نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہی گو اسمین صلاحیت نشے کی ہو
مگر جب تک نشہ نہ آئیگا حرمت اسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور
دوسرون کے نزدیک بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہی اوسی
پیالے کا اعتبار ہوگا اور مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اسقدر کھانا کہ جس سے
بدہضمی نہو حلال ہی اور جس لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی پہلے لقمے حرام نہین ایسا ہی کپڑے
مین نجاست لگے مثل خون کے اگر تھوڑا ہو مفسد صلوٰۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر
کا جز مفسد نماز ہوگا اور کپڑا نجس کردیگا پہلا جز حرام نہوگا ایسا ہی جو
شخص نفقہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہی حلال ہی پس اگر اسراف کریگا
تو وہ زیادتی حرام ہوجاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھ
رکھا ہی اور اخیر کے بوجھ ایک من رکھنے سے مثلاً کشتی غرق ہوگئی تو ضمان اس
ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ رکھنے والون سے کچھ سروکار نہین
ایسا ہی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین ہونگے اور قلیل حرام ہونے کی
حدیث خاص خمر مین ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہی
جس سے نشہ آیا ہی وہ حرام ہی اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی پس مطلب حدیث کا
یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہی اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے بھی قلیل
حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جو آپ بطور تشنیع کے لائے ہین
اسکا جواب ابوالنصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھ دیا ہی مَا رَمَيْتَ بِهٰذَا الْقَوْلِ
اَصْحَابَ اَبِي حَنِيفَةَ وَاِنَّمَا السَّلَفَ الصَّالِحَ اَرَدْتَ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُمْكِنْكَ التَّصْرِيحُ بِذٰلِكَ
لِاَنَّ اَصْحَابَ اَبِي حَنِيفَةَ لَمْ يَبْتَدِعُوا فِي ذٰلِكَ قَوْلًا بَلْ قَالُوا بِمَا قَالَهُ اَئِمَّةُ اَصْحَابِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوُجُوْهُ التَّابِعِيْنَ وَكَيْفَ يُظَنُّ بِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَبِعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَابْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلَطُوْا فِيْ اسْمِهَا یعنی نہین طعن کیا تو نے اس قول سے اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تصریح اُن کے نام کی نہ کرسکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہی اور کیونکر گمان ہو سکتا ہی حضرت علی رضا اور عمر رضہ اور ابن مسعود رضہ اور ابن عباس رضہ اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہی حاصل تقریر کا یہ کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آئے گی ہان البتہ فتوا اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح یہی ہی کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہی اور قلیل و کثیر انکا حرام ہی واللہ اعلم **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں اور بہن اور بیٹی اور اُن کے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اُنکے تو بھی اُنپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ مقصود اسجگہ بھی حاصل ہی الخ **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث مین تو یہ آیا ہی کہ جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکا سر کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات مین ہی كَانَ الرَّجُلُ اعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْكَرَ حُكْمَ الشَّرِيْعَةِ فَكَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِكَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی وہ شخص اعتقاد رکھتا تھا اس نکاح کے حلال ہونے کا اور انکار کرتا تھا حکم شرعی کا پس تھا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا اُنھی

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپ نے اُسکے قتل کا اور اُسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اِس حدیث کے مخالف کیسے ہو سکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین ہی وَالفَرقُ بَینَہٗ وَبَینَ الحَدِّ عَلیٰ مَا فِی فَتَاوٰی نِصَابِ الاِحتِسَابِ اَنَّ الحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعزِیرَ مُفَوَّضٌ اِلیٰ رَایِ الاِمَامِ وَاَنَّ الحَدَّ یُدرَأُ بِالشُّبُہَاتِ وَالتَّعزِیرَ یَجِبُ مَعَ الشُّبُہَاتِ یعنی فرق درمیان تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر مفوض ہی اور حد شبہہ سے زائل ہو جاتی ہی اور تعزیر باوجود شبہہ کے واجب ہوتی ہی اور درمختار وغیرہ مین لکھا ہی وَیَکُونُ التَّعزِیرُ بِالقَتلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہی پس اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث اِدرَؤُا الحُدُودَ بِالشُّبُہَاتِ مَا استَطَعتُم یعنی ساقط کر دیا کرو حدود کو شبہہ سے جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہی اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے باقی رہا تعین شبہہ کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط کیا ہی امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پس اب آپ کا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ اعتقاد کرنا ہی کہ اُنھون نے اِس مسئلے کو نہین سمجھا انتہی نہایت بے موقع اور بے محل ہی جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا شبہہ وارد کیا بیشک آپ کے حق مین ہمارا بھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے دیکھو خلاصہ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اُس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اِس عبارت عربی کو آپ یا تو سمجھے نہین یا عمداً تغیر کر دیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمدا اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب کے نزدیک تو نفس عقد ایسی شئی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پس امام صاحب و سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اُس نے نکاح محارم سے کیا اور پھر وطی کی تو حد اُسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہو جائیگا البتہ اُسکو تعزیر شدید

سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاستہً دیجائے گی اُسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہو
اور وہ جو حدیث مین آیا ہو کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اُسکے واسطے
آپنے حکم دیا کہ گردن اُسکی ماری جاوے اور مال اُسکا لے لیا جاوے اُسکی وجہ یہی ہو کہ وہ مرتد
تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین
آئی ہو کہ قتل کرنا اور کل مال کا لے لینا پس اُسکا باعث فقط ارتداد ہو سو اسمین قتل بیشک آیا ہو
اس لیے کہ حد گردن مارنا اور مال لے لینا نہین ہو بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہو پس صاحبین تو کہتے ہین
کہ محارم محل عقد نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہو اس لیے
کہ جو نفی کرتے ہین وہ باعتبار اِس عاقد یعنی نکاح کرنے والے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل
عقد نہین ہوسکتے اور جو محل عقد کا ثبوت کرتے ہین اُنکے نزدیک قطع نظر اِس عاقد کے محل عقد
ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے
اسیوجہ سے اُسکی علت یہ بیان کی کہ اُن مین قابلیت مقاصد نکاح کی ہو ورنہ ظاہر ہو کہ اس
ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہو یہی امام صاحب کا مقصود ہو اِس لیے کہ شبہہ وہی
جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہو کہ یہان شبہہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہو
اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اُسپر واجب کہتے ہین مگر حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس
معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک یہان زنائے محض ہو مگر اُسمین شبہہ عقد واقع ہوگیا ہو پس مہر اور تعزیر
ضروری ہو اور حدیث بھی اِس قول کی تائید کرتی ہو اَیُّمَا اِمْرَأَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا
فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِھَا فَلَھَا الْمَھْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِھَا یعنی جو عورت نکاح کرے
بغیر اذن اپنے ولی کے پس نکاح اُسکا باطل ہو پس اگر وہ وطی کرے اُس سے پس واسطے اُس
عورت کے مہر ہو بسبب جماع اُسکے کے انتہی یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بطلان کا
فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اِس سے معلوم ہوا کہ نفس عقد کو
اتنا دخل ہو کہ حد ساقط کر دیتا ہو ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہو کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہوگیا اور حد بالاتفاق ساقط ہوگئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی
کوئی صورت نتھی پھر نکاح محرمات باطل سہی تو کسی طرح زیادہ نہین اسمین کیونکہ شبہہ عقد نہوگا اور

کیونکر حد ساقط نہو گی علی ہذا القیاس بروایت ابن عباس رض حدیث اِدْرَؤُا الحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ
اوپر گذر چکی اور حضرت عمر رض کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُقِيْمَ
بِالشُّبُهَاتِ یعنی البتہ موقوف کرنا میرا حدود کو شبہات سے اچھا ہی میرے نزدیک اِس سے کہ قائم کرون
مین اُنکو شبہات سے انتھی اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہی قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا اُنھون نے
جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجپر حد بس دفع کر تو اُسکو انتھی اور ظاہر یہ کہتے ہین کہ بعد ثبوت کے
حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اور اِن آثار مین جرح کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ منقول ہی
اس لیے کہ بعض اُنکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضایقہ نہین اور یہان موقوف بھی
حکم مین مرفوع کے ہی اس لیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد اُسکے ثبوت کے شبہہ سے خلاف
مقتضاے عقل ہی بلکہ مقتضاے عقل یہ ہی کہ بعد ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اُسکو رفع ہی پر محمول کیا جائیگا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع کرنا اسپر کہ
حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور بھی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اُسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع کلام نبی صلی اللہ
علیہ وسلم و صحابہ رض سے اِس مسئلے مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپ نے باوجود اقرار صحیح کے
یہ فرمایا کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا تو اِس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے
کہ کسی طرح ہان کہدین ورنہ اِس دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اِسکے کہ اُنھون نے
ہان کہا اور چھوڑا اور بخلاف اسکے جسنے اقرار قرض کا کرلیا اُس سے آپ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ شاید
تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئے ایسے ہی چور سے یہ نہ فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی مجکو
گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی قسم کا کلام کیا ایسا ہی حضرت علی رض نے
ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آپڑا یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولی نے
تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اُسکو چھپاتی ہی اور بہت اِسکی نظیرین ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی
پس حاصل اِن سب تقریرون سے یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا بیشک جائز ہی

اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتے ہین معلوم ہی کہ
بعد ثبوت کے تھے کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہی جو جہان پایا گیا آور یہی ان آثار کا
حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسی طرح کا شک نکرنا
چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے البتہ کبھی بعض
مواقع مین اختلاف فقہا مین واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہین سو ہمارا
تو قول یہ ہی کہ شبہہ وہی ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہی ملخص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلے کی جناب مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی
مرحوم نے رسالہ القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہی پس امام صاحب نے نکاح محرمات
کو بھی داخل شبہات کیا ہی اگر آپ کو اسمین شبہہ ہی تو اسکے دفع مین آپنے کوئی حدیث پیش کیون
نہین کی یا کسی آیت سے سند لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اسکی رد مین
آپنے دو جواب لکھے ہین جسکا خلاصہ ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا :: کہنا چاہیے
مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ اسمین محض آپنے اپنی رائے کو دخل دیا ہی جب آپ کو کوئی حدیث نہین ملتی
تو حنفیہ پر ایسی عنایت کیون ہی کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے
کچھ بحث نہین کہ الفاظ اور معنی کو ربط ہی یا نہین بلکہ تا مقدور کلام مین ربط نہین دیتے الفاقیہ
کہین ہو جائے تو معذور ہین اور جب کچھ نہ بن پڑے تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ
نہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین اور نہ حدیث کی انتہی جناب من قرآن اور حدیث کی
مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر فرقۂ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ انکو کچھ باک نہین
خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو
اول تو وہ مرتد کے واسطے ہی چنانچہ عبارت لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیرا ہی
البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو دُرّے آئے ہوں اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اسوقت بیشک
ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے اور جب قول انکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو
نعوذ باللہ ان سے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل آپ کے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے
بچاوے **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ

اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَاِحْصَانُ الرَّجْمِ اَنْ یَّکُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً نِکَاحًا صَحِیْحًا وَدَخَلَ بِہَا وَھُمَا عَلٰی صِفَۃِ الْاِحْصَانِ یعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ ہی کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کر چکا ہو اور زانی اور زانیہ اوپر صفت محصن ہونے کے ہون الخ **اقول** اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ عَنْ رَجْمِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِلْیَھُوْدِیَّیْنِ اَنَّہٗ کَانَ بِحُکْمِ التَّوْرَاۃِ قَبْلَ اَنْ یُّنَزَّلَ حُکْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نُسِخَ ذٰلِکَ وَالْحُکْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ حکم قرآنی نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم ساتھ منسوخ کے باطل ہی انتہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُحْصَنٍ فرمایا اسوقت سے اسلام شرط احصان ہو گیا چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اِس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اس طور سے بیان کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے انھون نے ابن عمر سے اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دار قطنی نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اُنھون نے علی رض بن ابی طلحہؓ سے اُنھون نے کعب بن مالک رح سے کہ تحقیق اُنھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت نکاح کر اُس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجکو محصن نہین کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہی اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہی بہر حال پہلی حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہو گی اور ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا پاتے ہو تم توریت مین شان رجم مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ رجم شرع مین تھا ایسا ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ اسلام شرط نہ تھا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہودیون کی منسوخ ہو گئی تھی

بلکہ جو خدا حکم نازل کرتا وہی حکم فرماتے اور سوال اُن سے اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ انکو الزام دین کہ جو احکام تمپر نازل ہوئے ہین انکو ترک کرتے ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم مین موافق اُنکی شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے رجم اس شرع مین ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہوگئی اور تاریخ معلوم نہین ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہی ملتقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور رجم فعل ہی پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہی اس لیے کہ فعل مین تو احتمال خصوصیت وغیرہ کا موجود ہی

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نہ مارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے الخ **اقول** شرح کنز الدقائق مین عینی نے لکھا ہی وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنِ الْعَبَادِلَةِ الثَّلٰثَةِ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا اَرْبَعَةٌ اِلَى الْوُلَاةِ الْحُدُوْدُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْجُمُعَاتُ وَالْفَيْءُ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُهٗ وَالْمُرَادُ بِمَا رُوِيَ التَّسْبِيْبُ بِالْمُرَافَعَةِ اِلَى الْحُكَّامِ لَا الْمُبَاشَرَةُ بِغَيْرِ اِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِذْنًا مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمَوَالِيْ بِاَنْ يُقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلَيْهِمْ وَعِنْدَنَا يَجُوْزُ اِقَامَتُهٗ لِلْمَوْلٰى بِاِذْنِ الْاِمَامِ یعنی اور ہماری دلیل وہ ہی جو عبادلہ ثلاثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ چار چیزین حکام کے اختیار مین ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور علیؓ سے بھی ایسا ہی مرفوع ہی اور مراد اُس سے جو مروی ہی سبب کرنا مولا کا ہی واسطے مرافعہ کے طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قائم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہو کہ حدود غلامون پر قائم کرین اور نزدیک ہمارے جائز ہی حد قائم کرنا مولی کا اذن امام سے انتہی خلاصہ یہ ہی کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کردیا کرین اور کچھ شفقت بوجہ مملوکیت کے حدود مین نہ کیا کرین یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمین اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہین پس ان حدیثون سے جو عبادلہ ثلثہ سے مروی ہین معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے۔ مگر امام کے اذن سے ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کرینگے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اُن پر صادق آجائیگی پس تطبیق سب احادیث مین ہوجائے گی آخر اسمین تو سب کا اجماع ہی کہ اگر مولی اپنے ہاتھ سے

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہو گا حال آنکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح بیان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہو گا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے اذن
امام ثابت ہوتا ہی اور اِس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ مین
حسن بصری سے اور دوسری عطاء خراسانی سے اور تیسری عبداللہ بن جریر سے اسی مضمون کی
آئی ہر گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر اُس حدیث مین
جو صحیحین مین وارد ہی مولیٰ ہی کی جانب اقامت حدود رکھی جائے مگر اذن امام اِن حدیثون سے
اُسمین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتے گو معترض صاحب کو انکار ہو پس اُس
صورت مین تو بلا تکلف مطلب درست ہو اور اگر بمعنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین اس قسم کے
محاورات بہت آتے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا یعنی اے ہامان بنا تو واسطے
میرے ایک محل انتہی اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہونگے اور مثلاً قَتَلَ الْاَمِيْرُ فُلَانًا
وَنَادَى الْاَمِيْرُ فِي النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے
آدمیون مین انتہی ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے اُسکی طرف نسبت کر دی ہی
اسی طرح ندا کرنے والا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کی طرف نسبت کر دیجاتی ہی
غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہین ورنہ بے انصافی سے گھر مین بیٹھے جہان
چاہو مخالفت کہدو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی **قال** ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اُسکو شہر سے
نکالدینا اور درے مارنے دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا
انکار نہین کرتے بلکہ اِسکی حد ہونے کا انکار کرتے ہین اور اگر سیاسۃً کیا جائے تو اُسکا امام صاحب کو
اقرار ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے تغریب کی ہی لیکن سیاسۃً تھی اور
تغریب کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جائیگا ہرگز حدیث اور قرآن سے ثابت نہو سکے گا
ہان معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کرتے تو بیشک امام صاحب کا مسئلہ مخالف ہو جاتا
بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے ظاہر ہو حَسْبُكُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ اَنْ يَنْفِيَا

یعنی اُن دونون کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہی انتہی ایسا ہی ابراہیم نخعی سی مروی ہی اور عمر رض کے قول سے بھی اسکے سیاستہً ہونے کی تایید نکلتی ہی جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو اُنھون نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جاملا اور نصرانی ہوگیا پس فرمایا لَا اُغَرِّبُ بَعْدَہٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو مین جلاوطن نہین کرونگا انتہے اگر تغریب حد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کردیتے پس معلوم ہوا کہ سیاستہً تھی اسکا امام کو اختیار ہی اگر مصلحت ہو جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کردے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہوگئی ہی اگر مصالح مقتضی ہون کرے ورنہ ترک کردے بلکہ جہان اسکا ثبوت ہی وہان مصالح مقتضی تھے اسلیے جلاوطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہین اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف فتنہ اُسکے کے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہی تو بیشک امام کو اختیار ہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتون کا فتنے مین پڑجانیکا خوف تھا جلاوطن کردیا تھا حالانکہ حسن ایسی شی نہین جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمین اُنھون نے کوئی مصلحت سمجھی اور اُس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہی فرمایا تیرا گناہ کچھ نہین میرا گناہ ہی اگر دارالہجرۃ کو تجھسے نہ پاک کرون پس نکالدیا اور وہ شخص روم چلا گیا پس حضرت عمر رض نے قسم کھائی کہ کسی کو جلاوطن نہین کرونگا بلکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ رض کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف دلالت کرتا ہی کہ جلاوطنی حد مین سے نہین کیونکہ عطف حد کا جلاوطنی پر ہی پس دونون مغایر ہونگے اور یون کہنا کہ حد کا استعمال لفظ مسمی کے جزء پر کیا گیا ہی اور دوسرے جزء پر عطف ہی تو یہ امر بعید ہی اور کوئی دلیل نہین جس سے یہ مجاز واجب ہوجاے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہین وہ اسکے مفید نہین کیونکہ جائز ہی کہ تغریب واسطے مصلحت کے ہو انتہی علاوہ اسکے آیۂ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ سے یہ حدیث منسوخ ہی چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامہ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کردی ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کرڈالے اُسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداود

ف عورت زانیہ کو شہر بدر کرنا حد مین داخل نہین ہی بلکہ از راہ سیاست ہی

اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص کہ قتل کریگا اپنے غلام کو قتل کرین گے ہم اُسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضا اپنے
غلام کے کاٹین گے ہم اعضا اُسکے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن (غریب) ہی اور وہ روایت
سے حسن بصری کی ہی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہی سننے مین اُسکے اُس سے اور ابو داؤد
اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کر ڈالین گے ہم اُسکو اور صحیح کہا حاکم نے
اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ما شاء اللہ متروک الظاہر ہی مرقات شرح
مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تاکہ لوگ قتل غلام سے بچین
پس اس فعل پر اقدام نکرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کے
حق مین جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا چوتھی یا پانچوین مرتبہ
مین اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی آپ کی
خدمت مین لایا گیا اسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اس صورت پر کہ
پہلے غلام ہو پھر اسکی ملک سے خارج ہو گیا ہو تو وہ حریت مین اسکے برابر ہی اور بعضے اس طرف
گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالی سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے حر کے
اور غلام بدلے غلام کے انتہی کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام کے قصاص
مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جاوے اور امام شافعی اور امام مالک کہتے ہین کہ
آزاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جاوے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد بن حنبل کا بھی
یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولی سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف مین ہی لَیْسَ بَیْنَ الْحُرِّ
وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِی النَّفْسِ وَلَا فِیْمَا دُوْنَ النَّفْسِ وَھُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ یعنی درمیان
غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ ماسوائے قتل مین انتہی ان عبارتون سے
معلوم ہوا کہ چارون اماموں کے نزدیک مولی اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور حدیث یا تو
منسوخ ہی یا زجراً اور تنبیہ کے طور پر ارشاد ہوئی ہی جیسا کہ شارب خمر مین زجراً فرمایا ہی
قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چرادے
اسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی

بھی عمرو بن شعیب کی اس حدیث کا جو کہ مسئلہ چھیل ونہم مین ابوداؤد اور نسائی کی روایت سے
قریب گذری **اقول** مسئلہ ہدایہ کا تو یہ ہی جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اسکا نکاٹا
جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو ہاتھ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول
صورت لکھی اور اُسکو حدیث جرین کے مخالف ٹھیرایا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھ
دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا یا ورزازل سے یہ بلادت اور کج ذہنی انکے حصے مین
آئی ہی غور کا مقام ہی کہ عدم قطع سرقہ درخت مین ہی محفوظ جگہ یعنی جرین مین جو قطع ید حدیث مین
وارد ہوا ہی اُسمین تو ہدایہ مین بھی قطع ید لکھا ہی اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب
نے اسپر طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہین اور دلیل کچھ لاتے ہین اُن کے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین
مگر ہان جاہلان پرمعرلوگون کے بہکانے کو ایک مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلہ اسکے خواہ مخالف ہو
یا نہو لکھدینا ضروری سمجھتے ہین غالبًا معترض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی ہی اس لیے
اُنھون نے واسطے ایفاے نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اُسکو مخالف
اُس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے
کھلیان کیا ہی میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا
اور کھلیان سے ایک شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست
آخر سو مسئلون کا التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہوسکتا ہی اُنکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے
حنفیہ کے نزدیک بھی جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائیگا البتہ درخت پر سے
چرانے مین قطع نہین چنانچہ ابوداؤد مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی
اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اُنھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی
قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکا ہو پھر حنفیہ نے کیا تصور
کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے
واسطے جمع کی جاتی ہین اُسمین قطع یہ ہی چنانچہ ہدایے مین لکھا ہی وَالَّذِیْ یُؤْوِیْہِ الْجَرِیْنُ
فِیْ عَادَتِہِمْ ھُوَ الْیَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ وَفِیْہِ الْقَطْعُ یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اُنکی

عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اسمین قطع ید ہی انتہی غرض کہین فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اور اسکی سند مین ابوداؤد کی حدیث ابھی ہمنے لکھدی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجیے مخالف پڑے گی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اسمین صادق آتا ہی اور اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو الٹا سمجھ گئے ہدایہ مین تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ کون پوچھتا ہی سہ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایھا الساقی ادر کاسا وناولھا : **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل ہین کہ قیمت اسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ جس سے حدود ساقط ہو جاتے ہین نرہے ابوداؤد مین ہی عن ابن عباس قال قطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید رجل فی مجن قیمتہ دینار او عشرۃ دراھم یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھے کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عن ایمن قال لم یکن تقطع الید علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن المجن وقیمتہ یومئذ دینار یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اسکی اسوقت ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وقد روی عن ابن مسعود انہ قال لا قطع الا فی دینار او عشرۃ دراھم یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا انھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی

[illegible handwritten marginal notes]

اور دوسری روایت سلہ نسائی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہر کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین دس درہم تھے انتہی اور تیسری سلہ روایت نسائی کی عطا سے ہی
قَالَ اَدْنیٰ مَا يُقْطَعُ فِيْهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ یعنی کہا اُنھون نے ادنی
اُسکا جس مین ہاتھ کاٹا جاتا ہی قیمت سپر کی ہی اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی
قسم کی روائتین دارقطنی اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف
ابن ابی شیبہ مین آئی ہین اور موطا سلہ امام محمد مین ہی وَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ
اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَرَوَوْا ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ
عُثْمَانَ وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِي
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِيْهَا بِالثِّقَةِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہم ہونے سے
اور روایت کیا اُنھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر رض سے اور عثمان رض سے
اور علی رض سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر
حدود مین احوط ہو اُسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح سلہ القدیر مین ہی کہ ابن خسرو نے امام محمد کے
واسطے سے جو حدیث امام صاحب سے روایت کی ہی کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے
یہ حدیث متصل اور مرفوع ہی اور اگر موقوف ہی تو بھی اسکے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہی کیونکہ مقدار
شرعی مین عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہی انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہی شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا بعض ظاہریہ کے کسی کا بھی
مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہی وہ بیضے کے معنی خود کے لیتے ہین
ایسا ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہی اسکی تفسیر خود اعمش نے جو راوی اس حدیث
کے ہین کر دی ہی وَاِنَّ مِنَ الْحِبَالِ مَا يُسَاوِيْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ یعنی تحقیق بعضی رسیان
دس درھون کی قیمت رکھتی ہین انتہی خلاصہ تمام تقریرون کا یہ ہی کہ دس درہم کی حد مین کسی کا
اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہی چنانچہ مذکور ہوا پس حدود مین ایسی صورت لیوے
کہ جسمین کسی قسم کا شبہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہو جاتے ہین پس اعتراض معترض صاحب کا
بیجا ہی عقل ہو تو کچھ اُن سے کہا جاوے اندھے کے آگے رونا آنکھین کھونا ہی

سلہ نسائی
سلہ نسائی
فتح القدیر باب السارق
مجمع البحار باب حبل
فتح القدیر
سلہ کتاب السرقہ

قال ہدایہ وغیرہ زنیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعان ؛ کجا بہار کند سبز شاخ آہو را ؛
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے حکم دینے کے بعد جسکی
چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز نہین الخ **اقول** اس
حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اُس چادر کو دیدیا تھا اور سارق کو سونپ
بھی دیا تھا تاکہ مسئلہ حنفیہ کا اِس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ شرط لکھی ہی کہ
جب اوسکو تسلیم کردیگا اُسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اگر یہ صورت معترض صاحب ثابت کردین کہ انکو
تسلیم کردیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہی اور اضطراب باعث
ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ يَثْبُتْ اَنَّهُ سَلَّمَهُ اِلَيْهِ فِي الْهِبَةِ
ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَكَانَ فِي هٰذِهِ الزِّيَادَةِ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوجِبٌ لِلضُّعْفِ
وَيَحْتَمِلُ كَوْنَ قَوْلِهٖ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ كَانَ بَعْدَ الدَّفْعِ اِلَيْهِ وَفِي ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ مِلْكًا لَهٗ
قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اور نہین ثابت ہی یہ امر کہ اُنھون نے اُسکو ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی
پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف ہی اور احتمال ہی کہ صَدَقَةٌ کہنا اُنکا
بعد ملجانے چادر کے ہو اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے
کیونکر مخالف ہو سکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین
اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین فقط مخالفت اُن کے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو
مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی
بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی
بنے یا نہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت
اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین ؎ بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی ؛ نصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی
قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے
تو اسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی
اِس حدیث کا جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** بیہقی
اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ

لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْهَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کسی شخص
ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشد یجاوے تو واپس نہ لیجائے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہی
کہ ذی رحم محرم سے ہبہ نہ لوٹایا جاوے اور جس حدیث مین والد کو رجوع آیا ہی اُسکے معنی یہ ہین کہ
باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہی جیسے اور اموالِ اولاد مین باپ کو تصرف جائز ہی یہ معنی نہین کہ ہبہ
کا رجوع اور فسخ جائز ہی ورنہ یہ معنی اس حدیث کے مخالف ہوجائینگے پس حتی الامکان تطبیق اولی ہی

قال ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور
فسوخ مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے نزدیک نافذ ہی ظاہراً و باطناً الخ

اقول آپ کو بھی خوب عتربود اور خلط کام آتا ہی عام کو خاص اور خاص کو عام کرنا آپ ہی کا
کام ہی یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین خاص اموال مین ہی چنانچہ
خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین وَاحْتَجُّوْا اَیِ الْحَنَفِیَّۃُ
بِاَنَّ الْحَاکِمَ قَضٰی بِحُجَّۃٍ شَرْعِیَّۃٍ فِیْمَا لَهٗ وَلَایَۃُ الْاِنْشَاءِ فِیْهِ فَیُجْعَلُ اِنْشَاءً تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ
وَالْحَدِیْثُ صَرِیْحٌ فِی الْمَالِ وَلَیْسَ النِّزَاعُ فِیْهِ فَاِنَّ الْقَاضِیَ لَا یَمْلِکُ دَفْعَ مَالِ اَحَدٍ اِلٰی اٰخَرَ
وَیَمْلِکُ اِنْشَاءَ الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ یعنی اور حجت لائے حنفیہ بایں طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ
سے اُس چیز مین کہ اسکو ولایت انشا کی اُسمین ہی پس گردانا جاویگا حکم اُسکا انشا واسطے بچنے
کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین
مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا دوسرے کو اور مالک ہوتا ہی انشاے عقد نکاح وغیرہ و فسخ نکاح
وغیرہ کا انتہی اور امام طحاوی رح لکھتے ہین وَذَهَبَ اٰخَرُوْنَ اِلٰی اَنَّ الْحُکْمَ اِنْ کَانَ فِیْ مَالٍ وَکَانَ
الْاَمْرُ فِی الْبَاطِنِ بِخِلَافِ مَا اسْتَنَدَ اِلَیْهِ الْحَاکِمُ مِنَ الظَّاهِرِ لَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مُوْجِبًا لِحِلِّهٖ
لِلْمَحْکُوْمِ لَهٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ نِکَاحٍ اَوْ طَلَاقٍ فَاِنَّهٗ یَنْفُذُ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَحَمَلُوْا حَدِیْثَ الْبَابِ
الَّذِیْ قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ عَلٰی مَا وَرَدَ فِیْهِ وَهُوَ الْمَالُ یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف
اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین امر خلاف ہو اُسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ
حکم واجب کرنے والا اُسکے حلال ہونے کا واسطے اُس شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اُسکے لیے اور
اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر اور باطن مین اور حمل کیا انھونے

حدیث باب کو جوکہ پہلے اِس باب کے ہی اوپر اسکے کہ وارد ہوئی ہی اُسمیں یہ حدیث اور وہ مال ہی انتہی اِس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ اور اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ اِس پر دلالت کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اِس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اُس حکم میں کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہاں نہوں سو اسمیں نزاع نہیں کیونکہ نزاع تو اُس حکم میں ہی جو گواہی پر مرتب ہو انتہی کیونکہ اَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ جسکے معنی خوب گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کردے اُس میں گواہ اور قسم کا کہین ذکر نہیں جسمیں اختلاف ہی البتہ اگر فقط اُنکی گفتگو کا کفایت کیجایگی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہیں تو اُسوقت ظاہر اقضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہیں کہتے البتہ جسمیں گواہ اور قسم ہو اُسمیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن ہیں نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز حدیث سے نہیں نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اِس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور کی مخالفت لازم آتی ہی اس لیے کہ اسپر سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام میں خطا نہیں ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نودی جو محدثین میں سے ہیں اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسکو خاص کرتے ہیں ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمیں گواہ اور قسم ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہی عام نہیں البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بینہ اور یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام صاحب اموال میں خاص کرتے ہیں غرض کہ طرفین یعنی امام اعظم رح اور امام محمد رح اسکو مقید کرتے ہیں اب ظاہر الفاظ حدیث سے اہل انصاف خود سمجھ لینگے کہ قرینہ اموال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علی رض کی جسکو آپ موقوف تبلاتے ہیں اور قابل حجت نہیں کہتے اِس قول کی مؤید ہی اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان حجت نہیں چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ[1] میں لکھا ہی وَھُوَ لَیْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ یعنی اور موقوف نہیں ہے حجت نزدیک شافعی کے انتہی اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات[2] میں ہی دمن مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رح وُجُوْبُ تَقْلِیْدِ الصَّحَابِیِّ فِیْمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہی اُس چیز میں کہ کہا اُنھوں نے انتہی اور اتقانی[3] میں لکھا ہی

ف حدیث موقوف اور معلق حنفیہ کے یہان حجت ہے

[1] خلاصۃ الخلاصہ
[2] لمعات
[3] اتقانی

اِعْلَمْ اَنَّ تَقْلِیْدَ الصَّحَابِیِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہی انتہی اور یہ
جو آپ لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہی سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم
نہین ہی بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین آپ کی عبارت
منقول کے بعد موجود ہی اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور
ضعف ہوتا حال آنکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اُسکی صحت موقوف
نہین البتہ بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغہ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ
یا ذَکَرَ فُلَانٌ وہ تو صحیح ہی اور جسمین صیغہ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ اُسکی صحت مین البتہ
کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی لہذا کوئی اصل اُسکی ضرور ہو گی پس ایسے شخصون کے
تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی
کہ کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ
تصریح اسکی مقدمہ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین
کرتے تھے اور وجہ اُسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف کے
خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُو الْکِذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اُسکے متصل ہی پھر جو اُسکے متصل ہی پھر پھیل جائیگا جھوٹ انتہی اور ظاہر ہی
کہ آپ کا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اُسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر تبع تابعین کا پھر اُن کے بعد
ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے
ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے
کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اُسمین اتنی باتین دیکھ لیجائین جب اُس سے اخذ کیا جائے اُسکے
یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اُنمین بھی سند اتصال
ضرور ہی حاشا وکلا یہ فقط فرقہ ظاہریہ کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد کے تعلیقات حکم مین اتصال
کے ہین مثل امام بخاری کے چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ و منصفین شافعیہ کا اسپر دلیل بدیہی ہی
اور تنقیح الاصول مین بحث شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اُسکے
کسی مصلحت کے واسطے جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اُس سکے

پابند ہوکر تحقیقات سابق کسطرح ترک کرسکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت
دیکھین تو اُسمین تطبیق کردین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرین گے تو پھر موافقت
کرنیوالا کون آئیگا پس ضرور ہوا کہ افعال صحابہ مین اور احادیث مرفوعہ مین حتی الامکان تطبیق
دین خصوصًا خلفاے راشدین کے فعل اور قول مین جنکے حق مین حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا انتہی
وارد ہی کیونکہ انکا قول تو ضرور ہی سند ہوگا علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق مین اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ
وارد ہی یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین پھر یہ فرمانا حضرت علی رض کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا نکاح کرا دیا صاف دلالت کرتا ہی کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوجاتی ہی اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہی کہ
اموال مین وارد ہوئی ہی چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کرچکے مطابق ہی پھر باوجود ایسی ظاہر تطبیق
کے انکار کرنا آپ کو یون سمجھنا ہی کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے ایسا حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہین سمجھے
اللہ ایسے عقیدۂ فاسد سے محفوظ رکھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے
ہین وہی مراد ہین اور مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع
حدیث کے بالکل مخالف تھے اسی لیے صحابہ کا قول نہین مانتے نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ
بِبَعْضٍ یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین
صادق ہی چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ پر کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث
مرفوع کے پردے مین بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کرجاتے ہین فی الواقع انکو
صحابہ سے عداوت ہی جو صحابہ کے خلاف قرآن وحدیث کے عمل کرنے پر قائل ہین اور
انصاف مطلق نہین کرتے اپنی راے کو مقدم سمجھتے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم ہی سے
کچھ حدیث کے معنی سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اسمین تطبیق
دین کیا امکان ہی یا دوسرے کی بات مانین یہ تو دور تک پہونچتے ہین اور ہم کوئی بات
الزامًا بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیون نہ کہین کہ ہمکو بھی تو اللہ تعالی
نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوے پر عمل کرنا بلکہ

ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب سے قرآن و حدیث کے معنی لینے مین ایکہزار مین
سو غلطیان ہونگی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور چند احادیث
معین جو بعض صحابہ کو معلوم نہ تھے اُنکو سند اُہر جگہہ پیش کر دیتے ہین اب جو حدیث آئی اپنی
طرف سے معنی معین کر دیے اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا ہی پھر
جواب دینے کو مستعد ہو گئے کہ اس حدیث کے مخالف دوسری حدیث صحابہ کی اسوجہ سے
ہوئی کہ اُنکو بہت حدیثین نہین پونہچی تھین یا صحابہ کا قول قرآن اور حدیث کے مخالف
نہین ماننا چاہیے قرآن اور حدیث اُن لوگون نے نام اپنے فہم کا رکھا ہی ع برین عقل و
دانش بباید گریست ؛ بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق نہایت درست معلوم ہوتا ہی ہمکو
کہین خدا اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت
عقل کے خواہ مخواہ خلاف عقل کرنا ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اسکو
قبول کر لین گے اور اسمین اپنا قصور سمجھین گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسرے لفظ کو
غور نہ کرنا بلکہ اپنی عقل کو محض معطل سمجھنا فرقہ ظاہریہ کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑکر
خلاف عقل جاننا انھین کا شیوہ ہی عقل کو یون سمجھتے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی
ہی دین مین اس سے مطلق کوئی کام لینا نچاہیے بلکہ دوسرا کہے تو اسپر طعن کرتے ہین چنانچہ
ایک ظاہری کی نقل ہی کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کم بختون نے
قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہی اکثر باتین خلاف بیان کر گئے ہین ایک روز ایک
شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہی جو مخالف ہی کہا ایک ہو تو بتاؤن سیکڑون
ہین مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہین کہ
اجتماع نقیضین محال ہی اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتی حال آنکہ صریح مخالف ہی
قرآن اور حدیث کے کیونکر دیکھیے لَآ اِلٰہَ نفی ہوئی اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہی انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ
ایسی صریح مخالفت نہ کرتے حاصل کلام یہ ہی کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا
نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف قرآن اور حدیث کے سمجھا ہی عین خطا ہی تمام کتابین ایمہ اربعہ کے
اختلافیات کی مع دلائل موجود ہین دیکھ لیجیے اور یہ نہ سمجھیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے

تطبیق قرآن و حدیث مین مذہب امام اعظم نہایت درست ہی

حکایت ظاہری کی اور منطقیون کی

ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو چھوڑ گئے اور بے سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ
مخالف حدیث کے ہی اور قول قاضی شوکانی کا کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین
موجود ہین پیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال اُن کے مقلدین کے نقل کر دینا سراسر ہٹ دھرمی
اور کج بحثی ہی بلکہ اسمین قول اُنکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے ہین جیسے شاہ ولی اللہ صاحب
چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو کہ تحقیق امت نے
اجماع کیا ہی اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کے پہچاننے مین پس تابعین نے اعتماد کیا
اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین پچھلے علمانے اگلے علما پر
اعتماد کیا اور عقل اسکی خوبی پر دلالت کرتی ہی اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر ساتھ
نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہی کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج
نہو جاوے اُن کے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاویگا اور چاہیے کہ بنا کرین اُسپر
اور استعانت کرے اُس مین اُن سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو
ضرور ہی اس سے کہ ہون اقوال اُن کے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہی روایت کی گئی اسناد صحیح سے
یا اُن کی مشہور کتابون مین مجتمع ہون اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جائے راجح اُسکے
محتملات سے اور خاص کیا جائے عموم اُنکا بعض مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اُن کا
بعض جا اور جمع کیا جائے مختلف فیہ اور بیان کیے جائین سبب اُن کے احکام کے اور نہین تو
صحیح نہوگا اعتماد اُن پر اور نہین ہی کوئی مذہب اس زمانۂ اخیر مین اس صفت کا مگر یہ چار مذہب
یا اللہ مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت ہین نہین جائز ہی اعتماد اُسپر انتہی مختصراً باقی
تحقیق اسکی باب کے اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرمالیجیے اب امام صاحب کی طرف سے بعض
دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہو جاتی ہی شروع کرتے ہین فتح القدیر
مین ہی کہ امام صاحب کے نزدیک ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو گی کہ جسمین قاضی کو انشائے
عقد ممکن ہو پس اگر دوسرے کی عدت مین ہو گی یا مطلقۃ الثلث غیر کی ہو گی تو اس صورت مین
قاضی کو انشاء عقد کا اختیار نہو گا کیونکہ قاضی دوسرے کے مال کی تملیک کا بغیر عوض کے مالک

نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہو اور اس صورت مین جھگڑا وطی نہین ہوسکتا اگر جب
قضا باطن مین نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہیگی تو پھر منازعت وطی کی طلب مین مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کریگا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی تسپر ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ مین نے تمھارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اسکے بعد لکھا ہی وَقَوْلُ اَبِي حَنِيفَةَ رح اَوْجَهُ
یعنی اور قول امام صاحب کا زیادہ مدلل ہو انتہی اور امام طحطاوی لکھتے ہین فَيَثْبُتُ الْحِلُّ عِنْدَ اللهِ
تَعَالٰی وَاِنْ اَثِمَ الْمُدَّعِيْ اِثْمَ اِقْدَامِهٖ عَلَی الدَّعْوَى الْكَاذِبَةِ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالی کے اگرچہ گناہگار ہوگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے
دعوے کے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس
عبارت سے واضح ہوتا ہی لَا يَلْزَمُ مِنَ الْقَوْلِ بِحِلِّ الْوَطْيِ عَدَمُ اِثْمِهٖ فَاِنَّهُ اٰثِمٌ بِسَبَبِ
اِقْدَامِهٖ عَلَى الدَّعْوَى الْبَاطِلَةِ وَاِنْ كَانَ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الْوَطْيِ یعنی نہین لازم آتا
قائل ہونے حلت وطی سے نہ گنہگار رہونا اسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے
اسکے کے اوپر دعوی باطل کے اگرچہ نہین گناہ ہو اسپر بسبب وطی کے انتہی اس عبارت سے
بھی معلوم ہوا کہ گناہ اسکے ذمے پر رہیگا پھر اسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا
بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور
طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین سب کا اجماع ہی کہ جو شخص
کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی حکم کردے تو بائع
کو وطی اس کنیز کی حلال ہوگی اور اس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے اسکے کے
کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حال آنکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پا سکتا ہی گو اسکے مال کا تلف
ہی انتہی اسی طرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان ما بہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہان وطی جائز ہو
اور وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوئے
ورنہ اس بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا
مخالف قرآن و حدیث کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین
سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو

الیسی باتین دانستہ کرکے اپنے تئین گنہگار بنائے گا ہان آپ کے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ
خطائے اجتہادی ہی اسمین آپ معذور ہین خدائے تعالی آپ کو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت
فرماوے آمین ثم آمین **قال** او ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور
فتاوی عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہی وَمَنْ اَفْلَسَ وَعِنْدَہٗ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَیْنِہٖ اِبْتَاعَہٗ مِنْہُ فَصَاحِبُ
الْمَتَاعِ اُسْوَۃٌ لِلْغُرَمَاءِ فِیْہِ یعنی ایک شخص مفلس ہو گیا اور اسکے پاس وہ چیز ہی جو اسنے خرید کی
تو اسکا بائع اور قرض خواہون کے ساتھ مساوی ہی بیچ اسکے الخ **اقول** عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری مین لکھا ہی کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہین کہ بائع قرضخواہون کے
برابر ہی اور جواب دیا ہی امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمین یہ ذکر ہی کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ
پاوے اور جو شی بیچی گئی ہی وہ بعینہ مال اسکا نہین بلکہ بعینہ مال اسکا پہلے تھا ہان مال اسکا
بعینہ غصب کی ہوئی چیز اور مستعار اور امانتین اور مشابہ انکے ہی تو البتہ یہ مال اسکا بعینہ ہی
پس یہ شخص بہ نسبت اور قرضخواہون کے اسکا مستحق ہی اور اسی بیان مین یہ حدیث آئی ہی
اور اس مضمون پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو سمرہ رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس پایا اسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس یہ
شخص مستحق ہی اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت اپنی پھیر لے انتہی ملتقطا اس
عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہین جو ظاہر یہ لیتے ہین اس لیے کہ جس حدیث
سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہی وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی اور معتبر ہے
پس ضرور ہوا کہ معنی اس حدیث کے دوسرے ہون گے ورنہ تعارض ہوگا اور الفاظ حدیث سے
جب تک کہ تعارض رفع ہو سکے دور کیا جائے ورنہ معنی بعض کو بعض پر ترجیح دیجائے گی جیسے
جواب سابق مین بیان ہوا اسی لیے اس حدیث کے یہ معنی بیان ہوئے یا یہ معنی ہون گے جو
نہایہ مین لکھے ہین کہ خریدار نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت مین
بائع کو وہ شی واپس کرنی چاہیے انتہی غرض کہ جب اس حدیث کے دوسرے معنی ہو سکتے ہون

اور خلاف سیاق و سباق بھی ہون اور موافق عقل بھی ہون تو پھر کونسی وجہ ہی کہ دونون
حدیثون مین معنی مخالف پیدا کرین اور وہ حدیث جو امام صاحب سند لاتے ہین یہ ہی
عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہی پس مال اسکا درمیان
قرضخواہون کے ہی انتہی یعنی سب قرضخواہ اسمین برابر ہین پھر کہا علامہ عینی نے پس اگر کہے
تو کہ اسناد مین اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہی مین کہتا ہون کہ تحقیق توثیق کی ہی ابن عیاش
کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہے تو
کہ کہا دار قطنی نے نہین ثابت ہوتی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہی مین کہتا ہون کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہی اور مرفوع بیان کیا ہی خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ یعنی اور اگر ہو مدیون مفلس پس مہلت ہی
غنا تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہی کہ اسکو فسخ بیع کر کے اپنی شی واپس کرنی نہین چاہیے یہی مطلب
اس حدیث کا ہی جسے امام صاحب سند لیتے ہین اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہین کہ جب بشرط خیار
کسی شی کو بیع کرے پھر خریدار مدت خیار مین مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی
فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور یہی معنی لیے ہین ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور
ابراہیم نخعی اور اہل کوفہ نے کہ بائع برابر ہی اور قرضخواہون کے ہر حال مین اور یہی روایت
کی گئی حضرت علی رض سے اور صحیح کہا اس روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہی خطابی نے
اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہی ملتقطاً اس تقریر سے سب حدیثون مین موافقت ہوگئی
ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہی لازم آجائے گا **قال** ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلی حدیث مسلم اور ابو داؤد اور نسائی مین روایت ہی
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم اور گواہ پر
اور کہا اسناد اسکی جید ہی دوسری حدیث ترمذی مین روایت ہی جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہ نقل کی اسنے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک

گواہ کے کہا اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رضی نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہی
اقول مسلم مین ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ
عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر آدمی موافق اپنے دعوی کے دیے
جاوینگے تو آدمیون کی جان ومال کا دعوی کر بیٹھین گے ولیکن قسم مدعاعلیہ پر ہی انتہی اور بیہقی مین
ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین
اور قسم کھانی مدعاعلیہ پر ہی انتہی اور نیز بیہقی نے جو رقیمہ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ
کا طرف ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے روایت کیا ہی اسمین بھی یہ عبارت موجود ہی
اَلْبَيِّنَةُ عَلٰى مَنِ ادَّعٰى وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ وَالصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا اَحَلَّ
حَرَامًا اَوْ حَرَّمَ حَلَالًا الخ یعنی گواہ لانے مدعی کے ذمے ہین اور قسم مدعاعلیہ پر اور صلح درمیان
مسلمانون کے جائز ہی مگر وہ صلح جس سے حلال کا حرام کرنا یا حرام کا حلال کرنا لازم آوے الخ
اور اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَّامْرَاَتَانِ یعنی دو مرد گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین یہان انتہی اور
شاہد اور یمین کی حدیث کو علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو رد کیا ہی اور سہیل نے
اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے حجت نہین ہوسکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی
اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کیا اور
کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونون کا جمع کرنا ایک شخص مین نہین پایا گیا اور
مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد علی التعاقب ہوتی ہی
اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی تو مدعی کی یمین پر کہان سے دلالت کرتی ہی
بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعاعلیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین
عدم ووجود اسکا برابر ہی پس مدعاعلیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے
مشہور احادیث پر انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام
کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث مین بہت احتمال ہی پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کرکے

مخالف حدیث مشہور و قرآن کر دینا اچھا نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ
ضرور ہین مگر گولہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین
ایک مین جمع نہو نگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہون گے ایسا ہی مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس
اگر شرکت ہوجائیگی تو منافی تقسیم کے ہوجائیگی پس با وجود احادیث مشہورہ کے اور دلالت قطعی انکے کے
نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنون کو حجت گرداننا پھر مزید برآن امام صاحب کے مذہب کو
جو موافق حدیث و قرآن کے ہے مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین سے
تھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے + **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ اور اُن کے شاگردوں ابو یوسفؒ
و محمدؒ کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق
وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے
یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور
سے اُسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر
الفاظ حدیث پر آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین کَانَتْ تَشْتِمُ کا لفظ اسپر دلالت
کرتا ہے کہ جو نکرر سب و شتم واقع ہو اور عادت ہو جائے تو اُسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ
کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایکبار اُسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو اور
اگر ایکبار مراد ہوتی تو کَانَتْ شَتَمَتْ ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اُسنے پس لفظ حدیث سے
معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف نہین کہتے اس لیے
کہ رد المختار مین جسکی عبارت آپ نے نقل کی ہے اُسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰى
شَيْخُنَا اَيْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِي الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰى بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ
عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِذَا ظَهَرَ اَنَّهٗ مُعْتَادُهٗ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ
بِهٖ كَمَا مَرَّ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ بِهٖ یعنی قول صاحب در المختار کا
اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے
ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جس وقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا بیان کیا ہے ہمنے اُسکو

صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہی اور
مثل اسکے وہ صورت ہی کہ اعلان کرے ساتھ اسکے جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت
ظاہر کرے اسکو قتل کیا جاوے بسبب اُسکے انتہی اور منتقی مین لکھا ہی اِذَا اَکْثَرُوْا مِنْ ذَالِکَ اَوْ اَعْلَنُوْا بِشَتْمِہٖ
اَوْ اِعْتَادَہٗ قُتِلَ وَلَوْ اِمْرَأَۃً یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے
اُسکی قتل کیا جاویگا اگرچہ عورت ہو انتہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث
کے ہی اور حدیث مین عادت اور کثرت کی وجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے
امام صاحب غیر معتاد کے واسطے یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپ نے
نقل کی ہی اسمین لفظ سَبَّ کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی
ایسا ہی سبّ سے ایک ہی سبّ مراد ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت
کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی کیونکہ لفظ کَانَ فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی
تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی
چنانچہ ردالمحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ
کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اُسکے کرنے والے کو قتل کرے انتہی اسکے بعد لکھا ہی
فَقَدْ اَفَادَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُہٗ اِذَا تَکَرَّرَ مِنْہُ ذٰلِکَ وَاَظْہَرَہٗ یعنی پس تحقیق فائدہ
دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل اُسکا جسوقت مکرر ہو اُس سے یہ اور ظاہر کرے
اسکو انتہی اور شرح قدوری کی فصل جزیہ مین لکھا ہی کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے
روایت ہی کہ کہا انھون نے ایک جماعت یہودیون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوئی پس کہا انھون نے اَلسَّامُ عَلَیْکَ کہا عائشہ صدیقہ رض نے پس سمجھ گئی ہین
اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تمپر ہلاکت اور لعنت ہو پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مت کہہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل کام مین پس کہا مین نے کیا آپ نے
سنا نہین جو انھون نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر
پس یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان سے تو حلال ہو جاتا خون اُسکا حال آنکہ
نہین قتل کیا آپ نے اُسکو انتہی اسیطرح کہا امام طحاوی نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی

۱ فتح القدیر ۲ ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۳۰۴ ۳ ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۳۰۵ ۴ شرح قدوری فصل جزیہ ۵ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۱۰

یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اُسکو علامۂ عینی نے شرح بخاری مین ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ
شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیکُم بواو عطف کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی
کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لائے ہین دوسرا شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن
اشرف کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہم سے کہ قتل کا ذمہ کرتا ہی اُس نے اللہ
اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپ نے ایسے شخص کو اُسکی طرف بھیجا تھا جس نے اُسکو دھوکے مین
قتل کیا سو جواب اُسکا یہ ہی کہ اُسکو بمجرد شتم کے آپ نے قتل نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے
ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہلِ ذمہ سے بھی نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا
ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامۂ عینی نے شرح بخاری مین پس باوجود بخاری کی حدیث کے
آپکے عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے استنباط کون اُٹھا کرے گیا غرض امام صاحب
کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت
پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح موجود ہو فقط اپنی رائے کو اُسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے
بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون باز پرس کرتا ہی مگر فردائے
قیامت مین اگر حق تعالی آپ سے حجت طلب کرے کہ کونسی وجہ سے شیوۂ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر
تو بغلین جھانکوگے آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ آپ کا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے
خیال مین کچھہ سمجھین **قال** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے
یہ ہی جو کہ چلپی حاشیۂ شرح وقایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتهُ الزَّانِيَةُ اِن كَانَ
بِعَقدِ الاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِندَ الاَعظَمِ لِاَنَّ اَجرَ المِثلِ طَيِّبٌ وَاِن كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا
یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنے والی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ
کسبیان اپنی خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہی امام اعظمؒ کے نزدیک اس لیے
کہ تحقیق مزدوری یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی
ہی انتہی اسی سبب سے امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر
حد واجب نہین الخ **اقول** جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارۂ فاسد
اور باطل مین فرق نہین کرسکتے تو پھر کیون ایسہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین آنکھین

بندکر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی علیہ نے اجر مثل اور اجارۂ فاسد میں یہ گفتگو کی ہی اور معترض صاحب نے اُسکو اجارۂ باطل قرار دیا اور اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گئے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارۂ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو لکھا ہی زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہی اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہی اور سب کتب فقہ اسپر متفق مین کہ اجارۂ باطل وہ ہی کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارۂ فاسد وہ ہی کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو یعنی کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اسمین فساد آیا ہی ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہی کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت ہو ویگا وہ باطل ہو گا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے وہ کون عاقل ہی کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنی عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اسمین تامل کرے چہ جاے صاحب محیط و چلپی و در مختار خصوصا صاحب نص صریح حدیث کی اسمین وارد ہووے پس بالضرورت واجب ہی کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنی عامی کا بھی اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نودی علیہ شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَاخُذُهُ الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهِ عَلَى صُوْرَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن مہر زانیہ کا پس وہ شی ہی کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اُسکا نام اس لیے مہر رکھا ہی کہ وہ بصورت مہر ہی اور حرمت اُسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہی انتہی لہذا ضرور ہی کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارۂ فاسد کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ خود ہی کلام اجارۂ فاسد مین کرتا ہی اور حلت اجرت کا درصورت فساد قائل ہوا ہی نہ درصورت بطلان آپس سنیے وہ کہتا ہی کہ کسی عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرونگا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی کہ امر حلال ہی اور شرط حرام اُسکے ساتھ ملگئی ہی پس یہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہی نہ اجرت مشروط مین کیونکہ اجرت مشروط و مسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اسکے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہی جو در اصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اُسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کر مو جرنے ویلے

اور مستاجر نے وصول کیے انکو منافع نہ کیا اسکی اجرت مثل دلائی اسمین کیا قبح ہی خدمت کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہی نہ منافع بضع کی سو اسمین کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہی اور حدیث مین جو اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہی تو زنا کی اجرت کو حرام کیا ہی زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ مین دے اور یہ بھی شرط کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اسنے انگرکھا بھی سی دیا اور اسکے ساتھ صدور زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت مین فقط اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اسکو دلائے جائینگے اور دو روپیہ جو اجارۂ فاسد کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو قطعی حرام ہی اسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت امر مباح کی ہی ہان اگر زنا کی خرچی یا کل دام اسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہی وہ حرام نہین پس اسی طرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہی اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول لگا دی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی جس مین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب البغی کو اسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور مصداق اس حدیث کا ہرگز وہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہوئی نہ اجرت مسمی فَوَضَحَ الْفَرْقُ وَثَبَتَ الْحَقُّ حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہی اجرت زانیہ بوجہ زنا حرام ہی نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہووے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا خواہ عقد اجارۂ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہی کیونکہ اجارہ باطل ہی اور جو اجارۂ فاسد ہو باین طور کہ اصل معقود علیہ خدمت ہو اور شرط زائد زنا کی اسپر عارض ہو تو مسمی مشروط بھی حرام خبیث ہی جیسا کہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل خبیث او سکے کے اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو وہ درست ہی باین وجہ کہ اسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہو سکتی تھی جب شارع نے مسمی یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اس معقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے

اجرت زانیہ کی حرام ہی نہ منافع خدمت زانیہ کے

تشخیص کرکے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین رہتی تو بھی بیشک اجرت حرام ہوتی مگر یہان تو کوئی امر محترم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہی نہ اجارۂ فاسد کا مسمی دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی ہی لہذا اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارۂ فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیون یہ امر پیش آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا تو اس صورت مین اجارۂ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اُنکے زمانے مین ہوا ہی بہر حال صاحبین کو اس تقریر امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اُنھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیونکہ زانی کو مقصود زنا ہوتا ہی دیگر منافع کردہ یا زوائد مین یا جزو مقصود ہین بہر حال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف اختلاف زمانہ پر محمول ہو سکتا ہی **فائدہ** پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہو سکتے سیاق اور سباق کے بالکل خلاف ہی گفتگو چلپی نے اجارۂ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اسکو اجارۂ باطلہ بناتے ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنون سے اجارہ باطل ہوگا جسمین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے اِن معنون سے اجارۂ فاسد ثابت کردین تو ہم سو روپے چہرۂ شاہی اُنکی نذر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ مین خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین رکھا بلکہ معقود علیہ بنایا ہی اور اب اس زمانے مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اُسوقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ تقریر در صورت وجود اجارۂ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو اُنھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد کرکے نکالے ہین ثابت کرین بشرطیکہ اُن معنون سے اجارۂ فاسد بنجائے جس مین

ف چلپی کی عبارت اجارۂ فاسد مین ہی نہ اجارۂ باطل مین

ف اجتہاد بیجا معترض کا عبارت چلپی مین

چلبی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین یا آیندہ ایسے بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین

قال ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اُسمین کھیتی کرے اور اُس سے اپنا حصہ مقرر کر لیوے تو جائز نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم رح نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیئے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارے پر دینے مین اختلاف ہی حسن بصری رح اور طاوس رح کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے چاندی کے دے خواہ اُس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق ممانعت آئی ہی اس لیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہ رح کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے چاندی کے درست ہی اور کسی شی کے عوض درست نہین اور امام مالک رح کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ سوائے طعام کے جائز ہی اور امام احمد رح اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے چاندی کے اجارے پر دینا جائز ہی اور مزارعة بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کے عوض زمین کو کرایہ پر دینا درست ہی مگر جو زمین کرایہ سے نکلے اُسکا تہائی یا چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہی پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان کردین تو پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہی رفع کردین گے بخاری مین ہی حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ثنا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانُوْا يَزْرَعُوْنَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ یعنی جابر رض سے روایت ہی کہ فرمایا اُنھون نے لوگ زمین کی زراعت بعوض تہائی اور چوتھائی اور آدھی کے کرتے تھے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے کہ خود اُسکی زراعت کرے یا مناسب ہی کہ مستعار دیدے پس اگر ایسا نہ کرے تو زمین اپنی روک رکھے انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مذہب امام اعظم رح

مذہب ائمہ و دلائل امام اعظم و غیرہ

صحیح بخاری

صحیح مسلم

منع فرمایا ہو زمین کو کرایہ پر اُسکے حصے کے عوض دینے سے انتہی اور ابوداؤد مین ہی عن جابر بن
عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لم یذر المخابرۃ
فلیؤذن بحرب من اللہ ورسولہ یعنی جابر رض سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے مین نے
سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص زمین کو بعوض اُسکے حصے کے کرایہ پر دینا
ترک نہ کرے تو چاہیے کہ آگاہ کر دیا جائے خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کو انتہی اور دوسری
حدیث ابوداؤد مین یہ ہی عن سلیمان بن یسار ان رافع بن خدیج قال کنا نخابر علی
عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ان بعض عمومتہ اتاہ فقال نھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن امر کان لنا نافعا وطواعیۃ اللہ ورسولہ انفع
لنا وانفع قال قلنا وما ذاک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض
فلیزرعھا او لیزرعھا اخاہ ولا یکاریھا بثلث ولا بربع یعنی سلیمان بن یسار سے روایت ہی
کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مخابرت کرتے تھے پس ایک
چچا ہمارے آئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے جو ہمکو نافع تھا ممانعت
فرمائی ہی اور اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت زیادہ نافع ہی کہا نافع نے دریافت کیا ہمنے کہ وہ
کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے خود زراعت
کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو واسطے زراعت کے دیدے اور نہ کرایہ پر دے اُسکو بعوض تہائی
اور نہ چوتھائی کے انتہی اور خیبر کے معاملے مین یہ صورت جسکی حدیث مین ممانعت بیان ہو چکی
واقع نہین ہوئی چنانچہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اہلِ خیبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی
اسلیے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی کہ امام اُنپر وظیفہ ہر سال کا مقرر
کر دے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینیں اُنکی اُس مقدار کو اُٹھا سکین اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی
اور وہ یہ ہی کہ اُن سے بعض خارج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے شرط کرے اور دلیل اسپر یہ ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اُنکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر مزارعت ہوتی تو ضرور
بیان فرما دیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اُسمین بیان مدت بھی شرط کرتے ہین چنانچہ

ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رضہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہود نے سوال کیا کہ اُن کو اسی زمین مین اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اُسکا لے لیا کرین پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جب تک چاہین گے ٹھیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور امام احمدؒ نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ لوگ مسلمانون کے ذمی تھے اور ذمی کو جب اسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اُسکی ملک رہتی ہی اور جو شی اُسکے اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہیٰ باوجودیکہ صریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے پردہ مین صریح احادیث پر طعن کیا ہی یہ کام کسی مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا کہ حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اُٹھا کر لے گیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ سے بھی اول اور مقدم سمجھتے ہین اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہو ترک کردیتے ہین دوسرون پر الزام دیتے ہین حالانکہ قصور اپنا ہی خلاصہ تقریر یہ ہی کہ امام صاحب موافق اِن صریح احادیث کے مخابرت اور مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے ہین کہ وہ بطریق احسان و مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نہ تھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم حیات جزیہ اُن سے لیا ہو یا ابوبکر صدیق رضہ یا عمر رضہ نے کبھی جزیہ لیا ہو اگر زمین کا نصف جو اُن سے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اُسی وقت اُنسے جزیہ لیا جاتا حالانکہ کہین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اُس نصف کے اور کچھ لیا ہو پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہی اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کہتے ہین کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہی سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہی ؎ مرا بادر نمی آید ز روی اعتقاد ؛ ایچنین بدکردن از دین پیمبر داشتن ❖ **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر مین توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے وفا کرنا اُسکا اُسپر لازم نہین **فائدہ** کہ اطیبی نے نہین ہی صحیح نذر اُسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی

سوامام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا۔ پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ وجوب اُس نذر کے عمر رضہ کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو اور تایید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے عمرو بن شعیب سے اور اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہوسکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اُن اشیا کا تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہی اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کے واسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسی طرف گئے ہین گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اُنکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَاَمَّا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَالْمَشْہُوْرُ مِنْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ اَنَّ نَذْرَ الْکَافِرِ لَا یَصِحُّ وَھُمْ یُؤَوِّلُوْنَہٗ اَنَّہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَفْعَلَ قُرْبَۃً مُسْتَانِفَۃً فِیْ حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰی اَنَّہٗ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کرو اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضہ کو حکم دیا کہ حالت اسلام مین عبادت مستقل طور پر کرلین نہ اس طور سے کہ وہ نذر سے واجب ہوگیا ہی انتہیٰ غرض یہ ہی کہ اس حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین پھر قرآن شریف مین لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ فرمانا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کی یمین نہین ہوتی اور بھی اس مذہب کی تایید کرتا ہی اور باقی ابن ماجہ اور ابوداؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ بحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہوگیا کہ امام صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا وکلا بلکہ ماخذ اُنکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح

بعض کو بعض پر دیتے ہین اُن سے اگر ایک غلطی ہوگی تو دوسرون سے پچاس ہونگی چونکہ احباب نے
اس کتاب کی تکمیل کے واسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبوراً کرنا پڑا ورنہ اگر
ایک سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کسقدر قرآن اور احادیث سے
موجود ہین اور اُنکا ذہن کہان پونہچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے بے بہرا
ہین مثل آپکے اُن کے مذہب پر طعن کرتے ہین اُن بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق
کہتے ہین مگر قصور ہی تو اتنا ہی ہی ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست ٭ اگر انکو بھی عقل
کامل عطا ہوتی تو مذہب حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ
مرحلہ طی نہین ہوسکتا اختلاف است مشیت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہی چلا آیا ہی **قال**
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گاے کو ذبح کرے اور اُسکے
پیٹ مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اُسکے بال ہون یا نہون الخ **اقول** عینی شرح ہدایہ
مین ہی وَالْجَوَابُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ لَا يَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ فَاِنَّهٗ رُوِيَ ذَكَاةُ
اُمِّهٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ كَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْكَالَ فَاِنَّهٗ لِلتَّشْبِيْهِ وَاِنْ كَانَ مَرْفُوْعًا
فَكَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَقْوٰى مِنَ التَّشْبِيْهِ مِنَ الْاَوَّلِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ عِلْمِ الْبَيَانِ یعنی اور جواب
اس حدیث کا یہ ہی کہ اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہین کیونکہ حدیث کے لفظ ذکات مین زبر اور
پیش دونون روایت کیے گئے ہین پس اگر منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ یہ
واسطے تشبیہ کے ہی اور اگر مرفوع لو تو بھی کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سی بھی زیادہ قوی ہی
اسکا ذکر علم بیان مین کیا گیا ہی انتہی پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل
مان کے ذبح کرنے کے ہی اور نصب کی روایت ان معنون کی مرجح ہی کیونکہ اُسمین بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری
صورت نہین اور رفع کی حالت مین بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہی چنانچہ قرآن شریف مین ہی وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت آسمانون اور زمین کے
ہی انتہی اور عرب زَيْدٌ اَلْاَسَدُ کہتے ہین یعنی زید مانند شیر کے ہی اور کسی شاعر کا قول ہی ؎

وَعَيْنَاكِ عَيْنَاهَا وَجِيْدُكِ جِيْدُهَا	وَلٰكِنَّ عَظْمَ السَّاقِ مِنْكِ دَقِيْقُ

یعنی اور آنکھین تیری ای معشوقہ ہرنی کی سی آنکھین ہین اور گردن تیری مثل گردن ہرنی کے ہی

لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہی + انتہی اور اگر رفع کی صورت مین تشبیہ لیجاویگی
تو پھر معنی درست نہون گے کیونکہ اُسوقت معنی یہ ہون گے کہ ذبح کرنا جنین کا اُسکی ماںکا ذبح کرنا ہی
یعنی جنین کی زکات کفایت کرتی ہی ماں کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین اسلیے کہ ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ
مبتدا ہی اور ذَكَاةُ اُمِّہٖ اُسکی خبر ہی جیساکہ کہا جاتا ہی كَلَامُ زَيْدٍ كَلَامُ الْقَوْمِ کلام زید کا
کلام قوم کا ہی یعنی کلام زید کا کافی ہی کلام قوم کی کچھ احتیاج نہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب مبتدا اور
خبر دونون معرفہ ہوتے ہین تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہی یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہی اور
دوسرا خبر پس اس قاعدۂ عرب کی روسے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہی ماں کے
ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہی اور اُن
معنون مین جو امام صاحب لیتے ہین کہ جنین کا ذبح کرنا مثل اُن کے ہی یعنی جیسے ماں ذبح کیجاتی ہی
ویساہی جنین کو بھی ذبح کرنا چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہین ہی دونون کا ذبح کرنا برابر ہی
کوئی قباحت نہین لازم آتی بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہی کیونکہ کلام مجید مین میتہ کا کھانا حرام
کیا گیا ہی اور میتہ اُس جانور کو کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خدا ے تعالیٰ نے
شرط بھی کردیا ہی چنانچہ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شی کھانی درست ہی
ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ زیلعی کا ہی اور موطاے امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ
قَالَ لَا تَكُوْنُ ذَكَاةُ نَفْسٍ ذَكَاةَ نَفْسَيْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی
کہ فرمایا اُنھون نے ایک جان کا ذبح کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہی پس یہان موافق
مذہب امام صاحب کے ایک نازک بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح
کے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر
مرگیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی مین موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین
کہ ذکاۃ ام کی کافی ہی ذکاۃ جنین کو لیکن صورت اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہون گے اسواسطے
کہ وقت ذکاۃ ام کے وہ بچہ جنین نہین ہوسکتا کیونکہ جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو ماں کے پیٹ مین
ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکات ام کی بچۂ مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا ماں کے
پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے کے ویساہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان

اِس شبہہ حرمت سے بچنے کے واسطے معنی حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط بھی کی گئی پس بہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کا کسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے بچا سو بیشک اُسنے اپنے دین کو پاک وصاف کیا دَعْ مَا يَرِيبُكَ اِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ یعنی جس چیز مین شک ہو اُسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و ذوق سلیم چاہیے ایسی باتین فرقہ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین ؎ ہزارون نکتے یہان بال سے بھی ہین باریک ہو جسکی عقل ہی موٹی وہ انکو کیا جانے **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی الخ **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ یعنی خالد بن الولید سے روایت ہی کہ سنا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا انتہی اور ابو داؤد میں آیا ہی اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ اَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسیطرح ابن ماجہ مین ہی نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین اور حرمت کو علت ترجیح ہی اس لیے کم سے کم کراہت تو ضرور رہی ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالک اور اوزاعی اور ابو عبید کا جو موافق مذہب ابن عباس کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہی صحیح ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کر دی ہی غرض کہ احتیاط کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مر جاوے اور اُلٹی ہو جاوے کھانا اسکا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اِس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی انتہی **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَى الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ فَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز ڈال دے دریا یا علیحدہ ہو جائے اُس سے پس

[margin notes: مسئلہ گھوڑے کا گوشت ... ؛ مسئلہ مچھلی ... ؛ ابو داؤد ... ابن ماجہ]

کھالو تم اوسکو اور جو شئ دریا مین مرجائے اور الٹی ہو کر اوپر آجائے پس نہ کھاؤ تم اُسکو انتہی
اور علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا اُنھون نے ہماری بازارون مین طافی مچھلی مت بیچ کرو انتہی
اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت مین احادیث مروی ہین
اور تبیین الحقائق مین لکھا ہے وَعَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِّثْلُهٗ وَهُوَ حُجَّةٌ
عَلٰى مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ فِيْ اِبَاحَتِهِمَا الطَّافِيْ وَلَا دَلِيْلَ لَهُمَا فِيْمَا رَوَيَا لِاَنَّ الْمُرَادَ بِمَيْتَةِ
الْبَحْرِ مَا لَفِظَهُ الْبَحْرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مَوْتُهٗ مُضَافًا اِلَى الْبَحْرِ وَلَا يَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِيْهِ بِمَرَضٍ وَنَحْوِهٖ
یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض سے ایسی ہی روایت ہے اور یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی پر
حجت ہے کیونکہ وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہین اور حجت اُنکی وہ حدیث جو اُنھون نے
روایت کی ہے نہین ہو سکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہے کہ اُسکو دریا پھینک دے تاکہ موت
اُسکی طرف دریا کے منسوب ہو جائے اور نہین شامل ہے یہ حدیث اُسکو جو مرض وغیرہ سے مرجاوے
انتہی پس معلوم ہوا کہ جو مچھلی دریا مین اُلٹی ہو کر اوپر پانی کے آجاتی ہے وجہ اُسکی مرض ہوتا ہے
دریا کی سردی گرمی سے طافی نہین ہوتی اُسپر میتہ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے
میتہ سے یہ تو مراد نہین ہے کہ دریا ہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہے بلکہ دریا کی طرف
جو نسبت کی ہے اُس سے مراد فعل دریا ہے لہذا طافی پر میتہ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب
حدیث صحیح موجود ہے اور صحابہ رض کا بھی مذہب یہی منقول ہے کہ اسکا کھانا نہین چاہیے تو
اب کوئی اسمین حالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے تو خود ان صریح حدیثون کی
مخالفت کی ہے ناحق دوسرون پر مخالفت کا اعتراض ہے واہ سبحان اللہ یجوز لی ولا یجوز
لغیری ؎ نیک میجوئی عیوب دیگران ؛ چون رسی بر عیب خود کوری زان **قال**
اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث
کی کتابون کے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوا جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشائخ
سے سماع حدیث کی کی ہے اور اُنکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اُن سے کی ہے اور سب
امام اعظم کے اُستاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین اِس بات کو شیخ عبد الحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت
مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبد الحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو

بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدون کے کوئی نہین مانتا اور ایسی بناوٹی دلسے تراشی ہوئی باتون کو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نبنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسی کا نام جواب ہی تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہی جو بات کسی کے مخالف ہوئی جھٹ اسکو تراشید و قرار دیکر چھوٹ گئے یہ جواب بھی قابل وجد ہی کہ آجتک کسی کو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہی مگر ان باتون سے کیا ہوتا ہی وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُنْكِرُوْنَ ؎ خس خانہ میرود بر روی آب ٭ آب صافی میرود بی اضطراب ٭ اس جواب مین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہی اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رؤیت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہی آب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْاَكْثَرِيْنَ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيِّ بِقَوْلِهٖ طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ فَاكْتَفٰى بِمُجَرَّدِ الرُّؤْيَةِ قُلْتُ وَبِهٖ يَنْدَرِجُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِيْ سِلْكِ التَّابِعِيْنَ فَاِنَّهٗ قَدْ رَاٰى اَنَسًا وَغَيْرَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِيْ اَسْمَاءِ رِجَالِ الْقُرَّاءِ وَالتُّوْرِبُشْتِيُّ فِيْ تُحْفَةِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ كَشْفِ الْكَشَّافِ فِيْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَصَاحِبُ مِرْاٰةِ الْجِنَانِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِيْنَ فَمَنْ نَفٰى اَنَّهٗ تَابِعِيٌّ فَاِمَّا مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ اَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتھے یعنی کہا عراقی نے کہ اسپر (یعنی ابن حجر رح نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہی کہ تابعی وہ ہی جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہی) عمل اکثرونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ خوشخبری ہو اُس شخص کو کہ دیکھا اُسنے مجکو اور اُس شخص کو کہ دیکھا اُسنے اُسکو جسنے مجکو دیکھا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اِس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین مین داخل ہین اسلیے کہ اُنھون نے انس رض اور سوا اُنکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے اسمای رجال قرا مین اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشد مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے، علماے متبحرین سے پس جس

شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونے کی نفی کی وہ یا بوجہ قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شدید کے ہی
انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہے اَبُوحَنِیفَۃَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ
وَاِنَّمَا رَاٰی اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَیْنِہٖ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے بلکہ
انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی امام صاحب
کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا
اسلیے کہ کوفے مین ولادت اُنکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ
وفات اُنکی ابعد اس سن کے ہی اور اُسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اُنکی سن
نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے
انس رض کو دیکھا ہی اور سوا اِن دو کے اور صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصراً اور اقامۃ الحجہ
مین لکھا ہی کہ اِن علماے ثقات دارقطنی اور ابن سعد اور خطیب و ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی
اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی اور جزری اور تورپشتی
اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کردی ہی
اور جنھون نے انکار کیا ہی اُن مین سے انکو صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت
محدثین اور مؤرخین نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اُنکی بوجہ طول کلام کے ترک کردین اور
جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی اِن کتابون کے دیکھنے کے بعد نقل کیا ہی مجرد اعتماد نقل دوسرے کے نہین کیا اور
جو شخص اِن کتب مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کی تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال ہمارے فقہا کے
اِس باب مین بیشمار ہین اور جسنے مؤرخین مین سے امام صاحب کی تابعیت کا انکار کیا ہی
وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین اِن شخصین کے مرتبے کو نہین پہونچتا پس
اُسکے قول کا اعتبار نہین ہی کہ وہ اِنکے قول کا معارض ہو جاے اور یہ ذہبی شیخ الاسلام کہ مخلوق
کے نزدیک نقل اُنکی معتبر ہی اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونے کی تصریح کردیتے تو بیشک انکا قول
نفی کرنیوالون کے قول کی رد مین کافی تھا پھر بتلاؤ جبکہ موافق اُن کے امام الحفاظ ابن حجر اور
سردار ثقات کے ولی عراقی اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مؤرخین کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہون اور
سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہین بڑے

امام اور معتمد اور مستند ہین اور سوا انکے نے پس اب منکر کے واسطے کوئی امر باقی نہین سوا اسکے کہ
ان ثقات کی تکذیب کرے پس اگر یہ امر اُس سے واقع ہو تو اُسکے ساتھ کلام نہین یا قوال ادنیٰ کو
اعلیٰ پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آجائیگی اور امید علماے منصف سے بعد
ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہی کہ اُنکا انکار باقی نرہیگا انتہیٰ اور ثبوت روایت امام صاحب کا
صحابہ سے یہ ہی کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی اپنے رسالے مین دربارہ روایت
امام صاحب لکھتے ہین قَالَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ لَقِيتُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ وَجَابِرُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ وَمَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ وَوَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ وَعَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
ثُمَّ رَوَى عَنْ أَنَسٍ ثَلٰثَةَ أَحَادِيثَ وَعَنِ ابْنِ جُزْءٍ حَدِيثًا وَعَنْ وَاثِلَةَ حَدِيثَيْنِ
وَعَنْ جَابِرٍ حَدِيثًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ حَدِيثًا وَعَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ حَدِيثًا
یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا مین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس بن مالک
اور عبد اللہ بن اُنیس اور عبد اللہ بن جزر زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہین پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے تین حدیثین انس رض سے
اور ایک حدیث ابن جزر سے اور دو حدیثین واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور
ایک عبد اللہ بن انیس رض سے اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہیٰ اور طبقات حنفیہ مین
ملا علی قاری لکھتے ہین قَدْ ثَبَتَ رُؤْيَتُهُ لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ وَاخْتُلِفَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمْ
وَالْمُعْتَمَدُ ثُبُوتُهَا كَمَا بَيَّنْتُهُ فِي سَنَدِ الْأَنَامِ شَرْحِ مُسْنَدِ الْإِمَامِ حَالَ إِسْنَادِهِ إِلَى
بَعْضِ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ فَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ الْأَعْلَامِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْعُلَمَاءُ الْأَعْيَانُ
دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ وَفِي عُمُومِ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یعنی تحقیق ثابت ہوا دیکھنا امام صاحب
کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہے
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مین نے اسکو سند الانام شرح مسند الامام مین وقت اسناد
انکی کے طرف بعض صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علما نے

اسکی تصریح کی اور داخل ہین آیت وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ کے تحت مین اور عموم قول علیہ السلام خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انتھی آور دو لا نا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم صاحب شفاء العی کے جواب مین لکھتے ہین وَاَمَّا رَابِعًا فَھُوَ اَنَّ عِبَارَتَہٗ ھٰذِہٖ تُوْھِمُ اَنَّ الْحَنَفِیَّۃَ مُقْتَصِرُوْنَ عَلٰی اِثْبَاتِ الْمُعَاصَرَۃِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ فَاِنَّ اَکْثَرَھُمْ بَلْ کُلَّھُمْ ذَھَبُوْا اِلٰی رُؤْیَۃِ الصَّحَابَۃِ وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنِ الصَّحَابَۃِ فَجَمْعٌ مِّنْھُمْ نَفَوْھَا کَجَمْعٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَجَمْعٌ مِّنْھُمْ اَثْبَتُوْھَا وَقَالُوْا ھُوَ الْمَذْھَبُ الْمَتِیْنُ وَلَقَدِ اقْشَعَرَّ جِلْدِیْ وَتَوَحَّشَ فُؤَادِیْ حِیْنَ رَاَیْتُ عِبَارَتَہٗ ھٰذِہٖ الْاَبْجَدِ وَحَکَمَ مَنْ فَہِمَھَا اَنَّھَا تَجَاوِزُ عَنِ الْحَدِّ وَھُوَ الَّذِیْ اَرْجَعَنِیْ اِلٰی جَمْعِ نُبَذٍ مِّنْ مُسَامَحَاتِہٖ فِیْ تَصَانِیْفِہٖ لِئَلَّا یَغْتَرَّ الْجَاھِلُوْنَ بِاَمْثَالِ ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ فِیْ تَالِیْفَاتِہٖ وَاللّٰہَ اَسْاَلُ اَنْ یُّجَنِّبَنِیْ وَیُجَنِّبَہٗ مِنْ اَمْثَالِ ھٰذِہِ الْمُغَالَطَاتِ یعنی چوتھا اعتراض یہ ہی کہ یہ عبارت اُنکی موہم ہی کہ حنفیہ فقط امام صاحب کا ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حال آنکہ ایسا نہین ہی اسلیے کہ تحقیق اکثر اُن کے بلکہ کل اُن کے رویت صحابہ کے قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف انھون نے امام صاحب کی رعایت مین کیا ہی پس ایک جماعت نے اُنہین سے نفی روایت کی ہی مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اُنہین سے روایت کو ثابت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی مذہب قوی ہی اور تحقیق کانپ اُٹھا بدن میرا اور پریشان ہوگیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مین نے دیکھی اور جسنے اُسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کرگئی ہی اور اِسی نے مجھکو برانگیختہ کیا اُن کے مسامحات کے جمع کرنے پر جو اُنکی تصانیف مین ہین تاکہ دھوکے مین نہ آجائین بے علم اِس طور کے کلمات سے جو اُنکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالی سے مین سوال کرتا ہون کہ مجکو اور اُن کو اِس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتھی آب وہ روایات امام صاحب کے جو صحابہ سے ہین مع اسناد و تقریر سیوطی کے نقل کیے جاتی ہین تبییض الصحیفہ مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین قَالَ اَبُوْ مَعْشَرٍ فِیْ جُزْئِہٖ اَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ الْفَقِیْہُ الْوَاعِظُ ثَنِیْ اَبُوْ اِبْرَاھِیْمَ اَحْمَدُ بْنُ حَسْنَوَیْہِ الْقَاضِیْ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْدَانَ الْحَنَفِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَلِیِّ السَّمَّانُ ثَنِیْ اَبُو الْحُسَیْنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُوْدِ النَّمَّادُ ثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدِ الْحُسَیْنُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَکِ ثَنِیْ اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ بْنِ الْمُغَلِّسِ الْحِمَّانِیُّ ثَنِیْ

بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَانِي عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَبِهِ عَنْ أَنَسٍ رض سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ وَبِهِ عَنْ أَنَسٍ رض سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ

یعنی امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا مین نے انس رض سے کہتے تھے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہی اور امام ابوحنیفہ رح انس رض سے روایت کرتے ہین کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانے والا خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ہی اور امام ابوحنیفہ رح انس رض سے روایت کرتے ہین کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی فریادرسی غمگین کی دوست رکھتا ہی اقول اَحْمَدُ بْنُ مُفْلِسٍ مَجْرُوحٌ وَالْحَدِيثُ الْأَوَّلُ مَتْنُهُ مَشْهُورٌ وَقَدْ قَالَ الشَّيْخُ مُحِيُّ الدِّينِ النَّوَوِيُّ فِي فَتَاوَاهُ هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ وَإِنْ كَانَ الْمَعْنَى صَحِيحًا وَقَالَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّينِ الْمِزِّيُّ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ تَبْلُغُ رُتْبَةَ الْحَسَنِ قُلْتُ وَعِنْدِي أَنَّهُ يَبْلُغُ رُتْبَةَ الصَّحِيحِ لِأَنِّي وَقَفْتُ لَهُ عَلَى نَحْوِ خَمْسِينَ طَرِيقًا وَقَدْ جَمَعْتُهَا فِي جُزْءٍ وَالْحَدِيثُ الثَّانِي مَتْنُهُ صَحِيحٌ وَرَدَ مِنْ رِوَايَةِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَصْلُهُ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِلَفْظِ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ وَالْحَدِيثُ الثَّالِثُ مَتْنُهُ صَحِيحٌ وَرَدَ مِنْ رِوَايَةِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَصَحَّحَهُ ضِيَاءُ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْمُخْتَارَةِ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ یعنی کہتا ہون مین احمد بن مفلس جرح کیا گیا ہی اور پہلی حدیث متن اُسکا مشہور ہی اور کہا شیخ محی الدین نووی نے اپنے فتاوی مین یہ حدیث ضعیف ہی اگرچہ معنی اُسکے صحیح ہین اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے روایت کی گئی ہی اتنے طریقون سے کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مین نے اور میرے نزدیک یہ حدیث رتبہ صحیح کو پہونچتی ہی اسلیے کہ مین اسکے پچاس طریقون سے واقف ہوگیا ہون اور مین نے علٰحدہ ایک جزمین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث متن اُسکا صحیح ہی وارد ہوئی روایت سے ایک جماعت کے صحابہ مین سے اور اصل اُسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض سے باین الفاظ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ وارد ہی اور تیسری حدیث متن اُسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اُسکو ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے

ثُمَّ قَالَ اَبُوْ مَعْشَرٍ اَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنِیْ اَبُوْ اِبْرَاہِیْمَ ثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ الْحَنَفِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْحُسَیْنِیُّ بْنُ
اَحْمَدَ ثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ اَحْمَدَ الْحُسَیْنِیُّ التَّمِیْمِیُّ الْبَصْرِیُّ ثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خِرَامٍ ثَنِیْ الْمُظَفَّرُ بْنُ
سَہْلِ بْنِ مُوْسٰی بْنِ عِیْسٰی بْنِ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِیُّ ثَنِیْ اَبِیْ ثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ
عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْ مَا یَرِیْبُکَ
اِلٰی مَا لَا یَرِیْبُکَ وَبِہٖ عَنْ وَاثِلَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تُظْہِرِ الشَّمَاتَۃَ
بِاَخِیْکَ فَیُعَافِیَہُ اللّٰہُ وَیَبْتَلِیْکَ یعنی پھر ابو معشر نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی اور وہ واثلہ بن
الاسقع صحابی سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کر اس چیز کو جو شک مین ڈالے
تجکو طرف اُس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور امام ابو حنیفہ رح واثلہ رض سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی کو اپنے بھائی کے مبتلا ہونے سے کہ اللہ اُسکو عافیت دے اور
تجکو مبتلا کر دے اَقُوْلُ الْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مَتْنُہٗ صَحِیْحٌ وَرَدَ مِنْ رِوَایَۃِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَقَدْ صَحَّحَہُ
التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَالضِّیَاءُ مِنْ حَدِیْثِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُمَا وَالْحَدِیْثُ الثَّانِیْ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ وَاثِلَۃَ وَحَسَّنَہٗ وَلَہٗ شَاہِدٌ
مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث پہلی متن اُسکا صحیح ہے وارد ہوئی روایت سے
ایک جماعت صحابہ کے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم اور ضیا نے حدیث
حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اُسکو ترمذی نے دوسرے طریقے سے روایت واثلہ
سے اور حسن کہا اُسکو اور واسطے اُسکے شاہد حدیث ابن عباس رض سے بھی ہے ثُمَّ قَالَ اَبُوْ مَعْشَرٍ اَنَا
عَبْدُ اللّٰہِ ثَنِیْ اَبُوْ اِبْرَاہِیْمَ ثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ الْحَنَفِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْبُسْتَانِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ عَلِیِّ الْحُسَیْنُ بْنُ
عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ الْیَمَنِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ حُسَیْنٍ عَلِیُّ بْنُ مَامُوْمَۃَ الْاَسْوَادِیُّ ثَنِیْ اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ
عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ قَالَ وُلِدْتُ سَنَۃَ ثَمَانِیْنَ وَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُنَیْسٍ الْکُوْفَۃَ سَنَۃَ اَرْبَعٍ
وَّتِسْعِیْنَ وَرَاَیْتُہٗ وَسَمِعْتُ مِنْہُ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ سَنَۃً سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنی پھر ابو معشر نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی
کہ فرمایا اونھون نے کہ پیدا ہوا مین سن اسّی مین اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ مین سن چورانوے ہجری مین
اور دیکھا مین نے اونکو اور سنا مین نے اونسے اور مین اوسوقت چودہ برس کا تھا سُنا مین نے اونکو کہتے تھے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شی سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہی هٰذَا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ فِيْ سُنَنِهٖ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَصْعَبُ مَا هُنَا اَنْ يُقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُنَيْسٍ نِ الْجُهَنِيَّ الصَّحَابِيَّ الْمَشْهُوْرَ مَاتَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّخَمْسِيْنَ وَذٰلِكَ قَبْلَ مَوْلِدِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بِدَهْرٍ وَالْجَوَابُ اَنَّ الصَّحَابَةَ الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُنَيْسٍ خَمْسَةٌ فَلَعَلَّ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاحِدًا اٰخَرَ مِنْهُمْ غَيْرَ الْجُهَنِيِّ الْمَشْهُوْرِ یعنی اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہی اور دشوار ترین کلام اس جگہ یہ ہی کہ کہا جائے عبداللہ بن انیس الجہنی صحابی مشہور کا انتقال سن چون میں ہوا ہی اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابوحنیفہ گے ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ صحابہ مسلمان عبداللہ بن انیس پانچ ہیں پس شاید کہ جس سے امام ابوحنیفہ رح نے روایت کی ہی کوئی اور صحابی اُن میں سے سوائے جہنی مشہور کے ہوں قَالَ اَبُوْ مَعْشَرٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنِيْ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا اَبُوْ بَكْرِ نِ الْحَنَفِيُّ ثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدِ بْنُ السَّمَّانِ ثَنِيْ اَبُوْ عَلِيِّ نِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنِيْ اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ غِيَاثِ نِ الْقَرَاطِيْسِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى ثَنِيْ اِبْنُ عَبَّاسِ نِ الْجُلُوْدِيُّ عَنِ السَّمَّانِ يَحْيَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ یعنی امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بنا دے اگرچہ مثل آشیانۂ قطاۃ کے ہو بنا دیگا اللہ واسطے اُسکے مکان جنت میں اَقُوْلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ بَلْ مُتَوَاتِرٌ یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہی وَبِهٖ اِلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ نِ السَّمَّانِ ثَنِيْ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَثِيْرِ نِ الرَّازِيُّ ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ حَاتِمِ نِ الرَّازِيُّ ثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الدُّوْرِيُّ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ جُنْدِ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ الْجَرَادُ لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ یعنی امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اُنھوں نے عائشہ بنت عجرد سے کہتی تھیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین میں ٹڈی کا ہی نہ میں اُنکو کھاتا ہوں اور نہ اُنکو حرام کرتا ہوں اَقُوْلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَتْنُهٗ صَحِيْحٌ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاوُدَ مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ وَصَحَّحَهُ الضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ یعنی کہتا ہوں میں کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی

ذکر کیا اسکو ابو داؤد نے حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیا نے مختارہ مین قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ اَنَا الْقَاضِیْ اَبُوالْحُسَیْنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَلْخِیْ ثَنِیْ اَبُوالْفَضْلِ بْنُ حَرُوْنِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَی الْقَاضِیْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الرَّاجِیْ ثَنِیْ اَبِیْ ثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَا اَبُوْعَلِیِّ نِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ نِ الدِّمَشْقِیْ ثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ عَبَّاسِ نِ الْقَاضِیْ الْبَغْدَادِیْ ثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی ثَنِیْ الْمَجَاوُدِیْ ثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْیَمَامِیْ یَحْیَی بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا رُزِقْتُ وَلَدًا قَطُّ قَالَ فَاَیْنَ اَنْتَ عَنْ کَثْرَةِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالصَّدَقَةِ یَرْزُقُ اللّٰہُ بِھَا الْوَلَدَ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یُکْثِرُ الصَّدَقَةَ وَیُکْثِرُ الْاِسْتِغْفَارَ فَوُلِدَ لَہٗ سَبْعَةٌ مِّنَ الذُّکُوْرِ یعنی امام ابوحنیفہ رح جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا انھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اُسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کہا جابر رض نے پس وہ شخص صدقہ بہت دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اُسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی وغیرہ ظواہریہ کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہی ؎ باطل است آنچہ مدعی گوید ۞ بلکہ اسمین خود محدثین ہی اُنکا اعتبار نہین کرتے انھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہی سو اُسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اُسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہی اور ان احادیث مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہی اور نہایت بد ہی ؎ شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ۞ توڑ دے اور راہ بے دینون کی دل سے چھوڑ دے ۞ اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہی کہ قوت ثبوت روایت کو ہی پس اگر بعض نے اُسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو ہر نہج ترجیح ہوئی باقی رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب سو وہ بھی

فـ عادت ابن جوزی کی ہی کہ اکثر احادیث صحیحہ کو بلا تحقیق موضوع کہدیتے ہین

فـ جواب اعتراض قلت روایت حدیث کا نسبت امام صاحب کے

سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی نہین کہ حدیث اُنکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا مبتلا ہوے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؛ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگو نپر اتہام نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہی کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان مین لکھتے ہین مَرَّ اَنَّهٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافِ شَيْخٍ مِّنْ اَئِمَّةِ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَمِنْ ثَمَّ ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ وَغَيْرُهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّةَ اِعْتِنَائِهٖ بِالْحَدِيْثِ فَهُوَ اِمَّا لِتَسَاهُلِهٖ اَوْ لِحَسَدِهٖ اِذْ كَيْفَ يَتَاَتّٰى لِمَنْ هُوَ كَذٰلِكَ اسْتِنْبَاطُ مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطُوْا مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى كَثْرَتُهٗ مَعَ اَنَّهٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّةِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِيْ اَصْحَابِهٖ عَنْهُ وَلِاَجْلِ اشْتِغَالِهٖ بِهٰذَا الْاَهَمِّ لَمْ يَظْهَرْ حَدِيْثُهٗ فِي الْخَارِجِ كَمَا اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا اشْتَغَلَا بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ الْعَامَّةِ لَمْ يَظْهَرْ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَا ظَهَرَ عَمَّنْ دُوْنَهُمَا حَتّٰى صِغَارِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَذٰلِكَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ لَمْ يَظْهَرْ عَنْهُمَا مِثْلُ مَا ظَهَرَ عَمَّنْ تَفَرَّغَ لِلرِّوَايَةِ كَاَبِيْ زُرْعَةَ وَابْنِ مَعِيْنٍ لِاشْتِغَالِهِمَا بِذٰلِكَ الْاِسْتِنْبَاطِ عَلٰى اَنَّ كَثْرَةَ الرِّوَايَةِ بِدُوْنِ الدِّرَايَةِ لَيْسَ فِيْهِ كَثِيْرُ مَدْحٍ بَلْ عَقَدَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بَابًا فِيْ ذَمِّهٖ ثُمَّ قَالَ الَّذِيْ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعُلَمَاؤُهُمْ ذَمُّ الْاِكْثَارِ مِنَ الْحَدِيْثِ بِدُوْنِ تَفَقُّهٍ وَّلَا تَدَبُّرٍ یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہ رح نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہی اور اسیوجہ سے ذہبی وغیرہ نے اُنکو حفاظ حدیث کے طبقے مین ذکر کیا ہی اور جو شخص گمان کرتا ہی قلت حدیث کا پس یا تو بوجہ مساہلہ کرنے اُسکے کے ہی اہلِ حدیث سے یا بوجہ حسد اُسکے کے ہی اسلیے کہ جس شخص کو چند حدیثین حاصل ہونگی اُس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہی باوجودیکہ امام ابو حنیفہ رح اول اُن لوگون کے ہین جنھون نے ادلہ سے بطور خاص جو حنفیہ مین امام ابو حنیفہ رح سے مشہور ہی استنباط کیا ہی اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ رح کی خارج مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جبکہ مشغول ہوئے عامہ مصالح مسلمین کے ساتھ روایت حدیث اُنسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا اُنکے اور صحابہ سے حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالک رح اور امام شافعی رح سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی جسقدر اُن لوگون سے

ظاہر ہوئی جو اُسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب مشغول ہونے امام مالک رح اور امام شافعی رح کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون تفہم تمکین کچھ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن عبدالبر نے اسکی مذمت مین ایک باب باندھا ہے پھر کہا کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانون کے اور علما اُن کے ہین وہ مذمت کثیر بیان کری حدیث کی ہے بدون فقاہت اور تفکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے اور چند شاگرد جنھوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہے کہ روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبدالملک بن ابی الصفیر اور جبلہ بن سحیم اور ابو ہند الحارث بن عبدالرحمن الہمدانی اور حسن بن عبداللہ اور حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو رؤبہ شداد بن عبدالرحمن القشیری اور شیبان بن عبدالرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن شہاب ابو سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر الشعبی اور عبداللہ بن ابی حبیبہ اور عبداللہ بن دینار اور عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج اور عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم بن ابی المخارق ابو امیہ البصری اور عبدالملک بن عمیر اور عدی بن ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولی ابن عباس اور علقمہ بن مرثد اور علی بن الاقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمرو بن دینار اور عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری اور محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبدالرحمن اور مقسم اور منصور بن المعتمر اور موسی بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبداللہ المحلمی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصراف اور ولید بن سریع المخزومی اور یحیی بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحیی بن عبداللہ الکندی اور یحیی بن عبداللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبدالرحمن الکوفی اور یونس بن عبداللہ اور ابو بکر بن الجہم

اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوار اور ابو عون الثقفی الجہنی اور
ابو سعید مولی ابن عباس اور ابو یعفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ سے ابراہیم بن
طہمان اور ابیض بن اغر بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحٰق بن یوسف اور اسود
بن عمرو النخلی اور اسمٰعیل بن یحیی الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور داؤد بن یزید النیساپوری
اور جعفر بن عوف اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللوادی اور
حسین بن فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیۃ العوفی اور جعفر بن عبد الرحمن البلخی الغازی
اور حکام ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی اور حماد بن الامام الاعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن
حبیب الزیات اور خارجہ بن مصعب الضبی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد
بن حباب العکلی اور سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہیمۃ الحالولی اور سعید
بن سلام بن ابی الہیعار البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور
شعیب بن اسحٰق الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن
مخلد اور عامر بن الفرات النسوی اور عائذ بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ
بن یزید المقری اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد
الترمذی اور عبد الکریم ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الحنفی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث
بن سعید اور عبید اللہ بن الزبیر القرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور عبید اللہ بن موسی اور عتاب بن
محمد بن شوذب اور علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقزی اور
ابو قطن عمرو بن الہیثم القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الکشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور
قاسم بن معن المسعودی اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد
بن الحسن الشیبانی اور محمد بن خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن
المقدام اور معافی بن عمران الموصلی اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نضر بن عبد الکریم البلخی المعروف
بالصیل اور نضر بن عبد الملک العتکی اور ابو غالب النضر بن عبد اللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور
نعمان بن عبد السلام الاصبہانی اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہشیم بن سفیان
اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المصری اور یحیی بن نصر

بن الحاجب اور یحییٰ بن یمان اور یزید بن زریع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکیر الشیبانی اور ابواسحٰق الفزاری اور ابویحییٰ البکری اور ابوسعد الصاغانی اور ابوشہاب الخیاطی اور ابومقاتل السمرقندی اور قاضی ابویوسف نے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ جس شخص کے اسقدر استاذ اور شاگرد حدیث کے ہوں اگر بالفرض چار ہزار سے قطع نظر کیجائے تو بھی یہ کیا تھوڑے ہیں کیا انسے کل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو امام صاحب سے بغض ہو وہ جو چاہے کہے مگر اس متعصب کور باطن سے انکی کمال روایت ودرایت میں سر مو نقصان نہوگا ۵ جو نہیں ہے معتقد انکا اگر حاسد تو کیا غم ہے ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ۔ اور قطع نظر اس کے یہ روایت سترہ حدیثوں کے پہونچنے کی سوائے ابن خلدون کے اور کسی نے علمائے معتبرین سے نہیں لکھی اور ابن خلدون کو سوائے بہرۂ علم انشا وادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث ورجال میں چندان مداخلت نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ابن خلدون کے ترجمے میں لکھتے ہیں وَلَمْ يَكُنْ مَاهِرًا بِالْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ یعنی وہ علوم شرعیہ سے ماہر نہیں تھا انتہی تپس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شریعت و فن حدیث میں ملکہ نہو قابل اعتبار کب ہوسکتا ہے ہاں اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر سے کہ جو علم روایت حدیث میں مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون میں غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی ابراز الغی میں لکھتے ہیں کہ سترہ حدیثیں اگرچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں مذکور ہیں اور صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال نے کلام اسکا تمام اخذ کیا ہے اور کل نقل کردیا ہے لیکن یہ قول مردود ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قول ابن خلدون کا نہیں بلکہ لکھنے والے کی غلطی کی ہے اسیواسطے اُس نسخے کے مصحح نے جو مصر میں اسی صدی کے سن ۱۲۸۴ میں چھپا ہے تنبیہ کردی اور قول سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيثًا پر لکھدیا ہے کہ شرح زرقانی موطا میں پانچ قول نقل کیے ہیں اول پانسو اور دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچواں چھ سو چھیاسٹھ اور انمیں کوئی قول اس نسخے کا نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اسپر سکوت کرجانا محققین اور علمائے دیندار سے بعید ہے اور جو شخص امام ابوحنیفہ رح کے مناقب کی کتابیں دیکھیگا تو اس سترہ حدیثوں کے قول کا کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں

فائدہ غلطی ابن خلدون [illegible]

ف ابن خلدون علوم شرعیہ سے ناواقف تھا

ف ابراز الغی فی شفاء العی صفحہ ۴۹

ف خیرات الحسان

کہ سمجھنا تو اس توہم سے کہ امام ابوحنیفہ رح کو سوائے فقہ کے اور علم میں ملکۂ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر حدیث و ادب وغیرہ میں ایک دریا تھے اور امام بےمثل تھے اور قول بعض دشمنون انکے کا خلاف اسکے ہی منشا اسکا حسد ہی اور محبت اسکی سبقت لیجانا انکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا انکا ساتھ زور اور بہتان کے ہی وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ انتہی اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہین کیونکہ کوئی امام ایسا نہین جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحٰق پر اور یحییٰ بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذیب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی پر کیسا کچھ طعن کیا ہی کوئی ایسا ہی حاسد بے دین ہوگا تو ان مطاعن کو جائز رکھتا ہوگا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہین کہ وہ بحکم حدیث شریف اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِمِ کے ہر مسلمان بھائی سے صاف رہتا ہی نہ کہ ایسے امام معظم اور پیشواے عرب وعجم سے کہ جسکے معتقد اور مقلد دنیا مین کرورون ہون بغض وحسد رکھے ؎ صورت نہ بست سینۂ ما کینہ از کسے ؛؛ کائینہ ہرچہ دید فراموش میکند؛ عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی وَقَدْ رُوِیَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَیُّوْبَ یَعْنِی السَّخْتِیَانِیَّ وَقَدْ ذُکِرَ عِنْدَہٗ اَبُوْحَنِیْفَۃَ بِنَقْصٍ فَقَالَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَقَدْ رَاَیْنَا مَذَاھِبَ جَمَاعَۃٍ مِّمَّنْ تَکَلَّمَ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ قَدْ ذَھَبَتْ وَاضْمَحَلَّتْ وَمَذْھَبُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بَاقٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَکُلَّمَا قَدِمَ ازْدَادَ نُوْرًا وَّبَرَکَۃً وَّالنَّاسُ اَلْاٰنَ مُطْبِقُوْنَ عَلٰی اَنَّ اَصْحَابَ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ھُمْ اَھْلُ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ مِثْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَکُلُّ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ دَرَسَ مَذْھَبُہٗ حَتّٰی لَا یُعْرَفَ وَمَذْھَبُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بَاقٍ مِّلْاَ الْاَرْضِ شَرْقَھَا وَغَرْبَھَا وَاَکْثَرُ النَّاسِ عَلَیْہِ یعنی روایت کی گئی ہی حماد بن زید سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ایوب سختیانی سے جسوقت کسی نے امام ابوحنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے نزدیک انکے کیا فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہین کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دین اور اللہ انکار کرتا ہی مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے ان لوگون کے مذاہب کو دیکھا جنھون نے امام ابوحنیفہ رح مین کلام کیا تھا جاتے رہے اور ناپید ہو گئے اور مذہب امام ابوحنیفہ کا

قیامت تک باقی رہیگا اور جتنا پرانا ہوتا ہی اُتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہی اور اتنک آدمی
اجماع کیے ہوئے ہین کہ اہل سنت و جماعت اہل مذاہب اربعہ ہین مثل ابو حنیفہ اور مالک
اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح کے مذہب مین کلام کیا اُسکا طریقہ ایسا ناپید
ہوگیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا باقی ہی مشرق سے غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اور
اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اِعْلَمْ اَنَّهٗ يَتَعَيَّنُ عَلَيْكَ
اَنْ لَّا تَفْهَمَ مِنْ قَوْلِ الْعُلَمَاءِ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الرَّأْيِ اَنَّ
مُرَادَهُمْ بِذٰلِكَ تَنْقِيْصُهُمْ وَلَا نِسْبَتُهُمْ اِلٰى اَنَّهُمْ يُقَدِّمُوْنَ رَأْيَهُمْ عَلٰى سُنَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلٰى قَوْلِ اَصْحَابِهٖ لِاَنَّهُمْ بُرَاءٌ عَنْ ذٰلِكَ
فَقَدْ جَاءَ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ مَا مُلَخَّصُهٗ اَنَّهٗ اَوَّلًا يَأْخُذُ بِمَا فِي
الْقُرْاٰنِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِالسُّنَّةِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِقَوْلِ الصَّحَابَةِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا
اَخَذَ بِمَا كَانَ اَقْرَبَ اِلَى الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ مِنْ اَقْوَالِهِمْ وَلَمْ يَخْرُجْ عَنْهُمْ
فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ مِنْهُمْ قَوْلًا لَمْ يَاْخُذْ بِقَوْلِ اَحَدٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ بَلْ يَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوْا
یعنی جان تو کہ چاہیے تجکو کہ نہ سمجھے تو کہنے سے علما کے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اُن کے کو کہ وہ
اصحاب رائے ہین یہ کہ مراد اُنکی اِس سے منقصت بیان کرنی اُنکی ہی اور نہ نسبت کرنا اُنکا طرف
اسکے کہ وہ رائے کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے
کہ وہ اِس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے
قرآن سے اخذ کرتے ہین اگر اُسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اُسمین بھی نملے تو قول صحابہ سے پس
اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اُن کے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اُسکو
اخذ کرتے ہین اور صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے پس اگر صحابہ مین سے بھی
کسی کا قول نہین پاتے تو تابعین کے قول کو اخذ نہین کرتے بلکہ اجتہاد کرتے ہین جیسے اور تابعین نے
کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے اُس قصے کو رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو
معترض صاحب نے یہ عبارت لاطائل لکھی ہی اور ان کتابون کے قصے کو جس سے اہانت انبیا
لازم آتی ہی اُن کتابون کے ساتھ جو امام صاحب کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ

عوام کے واسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اُنھین کتابون کا رد لکھا ہی جنکو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اُس قصے کو رد کیا ہی جو مشہور ہی کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابون پر آسمان سے اُتر کر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت ابنیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتابین بالفعل نہین پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہی کہ اگر مراد اس سے یہ ہی کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب مصنف کے وقت کی موجود نہین ہی نہ اصلی بخاری کا پتا ہی نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود انکی جمع کی ہوئی نہین بلکہ اُن کے شاگردون نے جمع کردیا ہی اسی طرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیے بلکہ اُن کے شاگردون نے جمع کرلیا ہی اُنکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہی اور کم ذکر کرنے کی وجہ یہ ہی کہ شافعیہ اور حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہی اسلیے حنفیہ اُنھین کی کتب حدیث سے سند لائے ہین اور اُنکو قائل کیا ہی اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تایید لے آتے ہین چنانچہ راقم نے حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لی ہی اور کہین قول مسند کا بھی بیان کردیا ہی اگر ظاہریہ نے وہ کتابین نہین دیکھین تو پھر اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع اسکندریہ مین چھپی ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب جو وہ مسندون مین سے انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اِس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہی چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین اَمَّا بَعْدُ فَهٰذَا كِتَابٌ نَفِيْسٌ اَذْكُرُ فِيْهِ اَحَادِيْثَ الْاَحْكَامِ الَّتِيْ رَوَاهَا اِمَامُنَا الْاَعْظَمُ الْمُشَارُ اِلَيْهِ رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَاَعَادَ اِلَيْنَا سِرَّهٗ وَفُتُوْحَهٗ مِمَّا وَافَقَهٗ الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِيْ كُتُبِهِمِ الْمَشْهُوْرَةِ وَسُنَنِهِمِ الْمَأْثُوْرَةِ اَوْ بَعْضُهُمْ وَاُشِيْرُ اِلٰى مُوَافَقَتِهِمْ بِاللَّفْظِ فِيْ سِيَاقِ الْمَتْنِ وَالسَّنَدِ اَوْ بِالْمَعْنٰى وَقَدْ اَذْكُرُ غَيْرَهُمْ تَبَرُّعًا

عقود الجواہر المنیفہ میں ۸

خاص بروایت امام صاحب احادیث احکام کے جو وہ مسندون مین سے

لَهُمْ مُعْتَمَدٌ اِنَّمَا اَخْرَجْتُهُ عَلٰى مَسَانِيْدِ الْاِمَامِ الْاَرْبَعَةَ عَشَرَ الْمَنْسُوْبَةِ اِلَيْهِ مِنْ تَخَارِيْجِ الْاَئِمَّةِ مِنْهَا مَا لِاَصْحَابِهِ الْاَرْبَعَةِ حَمَّادٍ اِبْنِهِ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَيُعْرَفُ بِالْاٰثَارِ وَالْحَسَنِ بْنِ زِيَادِنِ اللُّؤْلُؤِيِّ رِوَايَتُهُمْ عَنْهُ بِلَا وَاسِطَةٍ وَلِلْاَئِمَّةِ مَنْ بَعْدَهُمْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ بْنِ الْحَارِثِ الْحَارِثِيِّ الْبُخَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِالْاُسْتَاذِ تِلْمِيْذِ اَبِيْ حَفْصِنِ الصَّغِيْرِ وَاَبِي الْقَاسِمِ طَلْحَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِنِ الْعَدْلِ وَاَبِيْ نُعَيْمٍ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَصْبَهَانِيِّ صَاحِبِ الْحِلْيَةِ وَاَبِيْ اَحْمَدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّنِ الْجُرْجَانِيِّ وَعُمَرَ بْنِ الْحَسَنِ الْاُشْنَانِيِّ وَاَبِي الْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُظَفَّرِ وَهٰؤُلَاءِ السِّتَّةُ حُفَّاظٌ وَاَبِيْ بَكْرٍ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِنِ الْكَلَاعِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْبَاقِي الْاَنْصَارِيِّ وَاَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْعَوَّامِ السَّعْدِيِّ وَاَبِيْ بَكْرِنِ الْمُقْرِئِ وَالْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خُسْرُوْ وَقَدْ جَمَعَ كُلَّ ذٰلِكَ الْاِمَامُ اَبُو الْمُؤَيَّدِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِنِ الْخَوَارِزْمِيُّ الْمُتَوَفّٰى سَنَةَ خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ فِيْ كِتَابٍ سَمَّاهُ جَامِعَ الْمَسَانِيْدِ مِمَّا وَصَلَ اِلَيَّ بَعْضُهَا بِالسَّمَاعِ الْمُتَّصِلِ وَبَعْضُهَا بِالْاِجَازَةِ الْمُشَافَهَةِ وَبَعْضُهَا اِنَّمَا يَنْدَرِجُ تَحْتَ الْاِجَازَةِ الْعَامَّةِ یعنی لیکن بعد حمد و صلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہی اسمیں ہین نے احادیث احکام کے ذکر کیے ہین جنکو ہمارے امام اعظم رح نے روایت کیا ہی اُن احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہی اپنے کتب مشہورہ مین یا بعض نے انمین سے موافقت کی ہی اور اشارہ کر دیتا ہون مین طرف موافقات اُنکے کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اُن کے کو بالتبع ذکر کر دیتا ہون در انحالیکہ اعتماد کرنے والا ہون اُس چیز مین جو ذکر کی ہی اوپر چودہ مسندون امام کے جو اُنکی طرف تخاریج ایمہ سے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہی ایک مسند حماد بن امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار مشہور ہی چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی اِن چارون کی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہی اور بعد اُنکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند

ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین
محمد بن المظفر کی اور یہ چھہ حافظ حدیث کہلاتے ہین گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد
بن عبد الباقی الانصاری کی بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین
مسند ابو بکر مقری کی چودھوین مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہی امام ابو بکر
خوارزمی نے جنھون نے انتقال کیا سن چھہ سو چھہتر مین ایک کتاب مین جسکا نام جامع المسانید
رکھا ہی انمین سے بعض کا سماع متصل ہی اور بعض کا بالمشافہہ اجازت سے اور بعض مندرج ہین اجازت
عامہ مین انتہی اور خیرات الحسان مین لکھا ہی وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِیْثِہٖ مَسَانِیْدَ کَثِیْرَۃً
اِتَّصَلَ بِنَا کَثِیْرٌ مِّنْهَا کَمَا هُوَ مَذْکُوْرٌ فِیْ مُسْنَدَاتِ مَشَایِخِنَا یعنی حفاظ حدیث نے امام اعظم کے
احادیث سے بہت مسندین لکھی ہین کہ اکثر انمین سے ہمارے ساتھ متصل ہی چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی
مسندون مین مذکور ہی انتہی اور شرح مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہی کہ احادیث صحیحہ اور
قرآن سے سند اسمین موجود ہی بجا اور درست ہی وہ ایسی ہی کتاب ہی خود تو معترض صاحب نے اسکو دیکھا
نہین شیخ محدث کے مقابلے مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے
کسی کے نہین گذری ہی خیالی گفتگو ہی یہ کتاب انھون نے قطعاً نہین دیکھی ورنہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہی البطلان ہی اور اگر بالفرض وہ انکے پاس موجود ہی تو بجز اسکے کہ مطلب فہمی عالم بالا معلوم شد ہم اور کیا کہین
سچ ہی ع اپنی آنکھین پھوڑیئے اندھے کے آگے روئیے ؛ صفحہ ۲۷۷ مین ہم اخفاے بسم اللہ
مین احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کے اسی کتاب سے نقل کر چکے ہین ناظرین اسکو ملاحظہ فرمائین تا کذب بین
معترض صاحب کا کھلجاوے انھون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ ہندوستان مین نایاب ہوگا اور
اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہی وہ بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانین
جو نیت امام کی سو ہی اپنی معترض صاحب تمنے کچھہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہی اسکا
صریح انکار کر جانا دن دہاڑے آفتاب کا انکار ہی ورنہ یہان تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمایئے
کہ اسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل مین لکھی ہین یا نہین اور گھر بیٹھے دھنیے جلاہون کو بہکانے
کے واسطے کہدینا محض بے انصافی ہی آخر خدا کو بھی تو منہ دکھانا ہی اسقدر کذب اور افترا پردازی کی
کیفیت فرداے قیامت کو معلوم ہوگی ع بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؛ کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

علی ہذا القیاس فتح القدیر اور عینی مین اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوائے متعصب ورآنکھ
کے اندھے کے اور کوئی جھٹلا نہین سکتا اب اس جواب کو ایک دو عبارت اور نقل کرکے ختم کرتا ہون
خیرات الحسان مین ہی کہ ساتوین فصل ذکر مشایخ امام ابو حنیفہ رح مین اور وہ بہت ہین نہین گنجایش
رکھتا یہ مختصر اور تحقیق ذکر کیا اُنمین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اُنکے نے چار ہزار
امام ابو حنیفہ رح کے اُستاد تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اُنکا جنھون نے فقہ اور حدیث
امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا ہی قبل استیعاب اونکے کے متعذر ہی ضبط اُنکا ممکن نہین اسیواسطے بعض اماموں نے
کہا ہے کہ اُسکیے واسطے ایمہ مشہورین اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہؒ کے واسطے نصیب
ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون سے اور نہین نفع پایا ہی علما اور جمیع آدمیون نے جیسا کہ امام ابو حنیفہ
اور اُن کے شاگردون سے نفع اُٹھایا ہی تفسیر احادیث مشبتہ اور مشتبہہ اور رسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور
ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح مسند مین لکھتے ہین اور ظاہر ہی یہ بات کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدی امت کے ہو جاتے اور کل
فقہا اُنکے طفیلی اصلاح مذہب محمدیہ مین کہلاتے خصوصاً قرن اول مین باوجودیکہ اُسوقت مین بہت
مجتہدین ایمہ موجود تھے اور طحاوی نے کہا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا
کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا کہ امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگون کو نہین لائق ہی کہ حدیث بیان کرین
مگر جبکہ اُسکو جسدن سے سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو روز بیان اُسکے تک اور حاصل اُسکا یہ ہی کہ روایت
بالمعنی جائز نہین اگرچہ اصل کے مطابق ہو برخلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین
مگر جبکہ اصل یاد نہ رہی ہو پس اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حالانکہ اُنکے مسانید کثیر
مشہور ہین کہ پندرہ تک پہونچتے ہین کہ اُنکو جمع اور ضبط علمائے کیا ہی جیسے ابو بکر صدیق رضہ اور عمر رضہ نہایت
قلیل روایت کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین
اور فارس ابن الحسن نے اس مضمون کا شعر کہا ہی کہ اے طالب علم تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھ درایت مین
فکر کر اور کم روایت کر اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس روایت امام صاحب کی
درایت کے ساتھ آئی ہی اور فرقہ سنظاہریہ نے یہ نعمت نہین پائی ہی ؎ جو عالم مین روایت بے درایت معتبر ہوتی
تو ہر اک مجتہد مانند امام اعظم کے بنجاتا ❊ **قال** اور ایک خالط مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو

یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ امام اعظم کا ہو ایمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہو اسلیے کہ امام اعظم کی فضیلت مین انکا ہم
لیکن صریح چار حدیثین آچکی ہین الخ **اقول** کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین
حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اُن مین وہ اوصاف
تھے جنکے سبب ایمہ اور جمہور مداح چلے آئے ہین اور مثل متواتر کے ہوگئے ہین چنانچہ انہین سے ایک پندرہوان
مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال فضیلت اور کرامت پر دال ہو اور ان احادیث کی نسبت در المختار مین
لکھا ہو قَالَ فِی الضِّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ إِنَّهُ مَوْضُوعٌ تَعَصُّبٌ لِأَنَّهُ رُوِيَ بِطُرُقٍ
مُخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی مین کہا ہو کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہو تعصب ہو اسواسطے کہ یہ
حدیث طرق مختلفہ سے روایت کی گئی ہو انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہو
اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین کوئی استحالہ لازم نہین آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی
محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو کبھی صادق ہونا محال نہین سوائے اسکے کہ محدثین کے نزدیک
جو بات جھوٹھا آدمی روایت کرتا ہو اسکی حدیث کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اُسنے
صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث موضوع اصطلاحی ہو مگر بشارت امام صاحب کی
صحیح حدیث سے بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوائے اسکے اور اوصاف اُنکے کالشمس فی نصف النہار ہین
جنسے فضیلت انکی سب ایمہ پر ثابت ہو جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ ایمہ نے بیان کیا ہو
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی ہو کہ قریب ہو کہ لوگ سواریانکو
دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس نہ پائینگے کسی کو زیادہ جاننے والا عالم مدینہ سے اور امام
شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہو کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اُسکا زمین کو علم سے
بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ رح کی بشارت اُس حدیث مین
دی ہو جسکو ابونعیم نے حلیہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اُسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہو کہ کہا انھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اُسکو لے لیتی اور ابوہریرہ رض کی حدیث مین جو
بخاری اور مسلم مین آئی ہو پس الفاظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے

لے لیتے اور لفظ مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جا کر اُسکو
لے لیتا اور حدیث قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا
پر ہوتا تو اُسکو فارس کے لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رضہ کی روایت
سے ہی کہ کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ
لوگ فارس کے اُسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور فضیلت مین مثل پہلی دو حدیثون
کے جو دونون اماموں کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث موضوع کی کچھ حاجت نہین
انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا یَصلُحُ للاِستِدلالِ بِہٖ عَلیٰ اَعظَمِ شَانِ اَبِی حَنِیفَۃ
مَارُوِیَ عَنہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرفَعُ زِینَۃُ الدُّنیَا سَنَۃَ خَمسِینَ وَمِائَۃٍ
یعنی اُس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابوحنیفہ رح کے رکھتی ہی وہ حدیث
ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اُٹھا لیجائے گی زینت
دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ایمہ پر اسلیے زیادہ ہی کہ اُنھون نے چالیس برس تک ایک
وضو سے نماز عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو
خطیب نے تاریخ بغداد مین نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی ہی
وہان اُنھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط
اور واہیات او موجب مذمت امام اعظم کے ہی نہ یہ کہ اُنکی تعریف کی باعث ہوا اُنھون نے جو
اپنے آپ کو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا کیا اُنکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی
کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ[۱۳] رکعت سے زیادہ نوافل نہین
پڑھے اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ **اقول** اَعِد ذِکرَ نُعمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکرَہٗ
ھُوَ المِسکُ مَا کَرَّرتَہٗ یَتَضَوَّعُ یعنی امام اعظم کا ذکر پھر بیان کر اسلیے کہ ذکر اُنکا مانند
مشک کے ہی جسقدر اُسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے
ہنوز اطلاع نہین ورنہ ایسی عبادت کو بدعت نہ کہتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہین اور
یہ نہین جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت و تکلیف عبادت کثیرہ سے نہین ہوتی تھی

اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہین پائی جاتی اور جہان نہی وارد ہی بوجہ ملالت طبع وگرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہی نہ مطلقاً کثرت عبادت و ریاضت کی ممانعت آئی ہی ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد ۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ایسی تھی کہ قدم آپ کے ورم کر جاتے تھے بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہی کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونون قدم آپ کے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا مین بندہ شکرگزار نہین ہون انتہی اور ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتَّی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اُنھون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کہ آماس کر جاتے قدم آپ کے پس کہا گیا آپ سے آپ کیون ایسی تکلیف اُٹھاتے ہین حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے فرمایا کیا مین بندہ شکر کرنیوالا نہین ہون انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ رض سے روایت ہی قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اُنھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہوگئے قدم آپ کے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکرگزار نہین ہون انتہی اور نسائی مین ابوہریرہ رض سے روایت ہی کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپ کے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت اختیار کرلے اگرچہ بدن اُسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ مغفور ہوگئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو بچنے فی استحقاق نار سے نہو لیکھا ہو اسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جب تک کہ طبیعت کے ملالت کو نہ پونہچا دے

کثرت عبادت میں صحابہ کا ہونا ثابت ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت عبادت کرنا

انا من ۔ صفحہ ۱

زجاجۃ المصابیح صفحہ ۱

اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اورون کے احوال سے کا ملتر تھا پس آپ اپنے پروردگار
کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے میری آنکھون کی خنکی نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی نے انس رض کی
روایت سے اسکو بیان کیا ہی پس او جو شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابوداود وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْيَى اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ
أَهْلَهُ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرۂ اخیر رمضان شریف کا آتا تو
تمام رات جاگتے اور اپنے اہل کو جگاتے اور باندھتے تہبند اسکے دو معنی ہین ازواج سے قربت
نہ کرتے یا کمر بستہ عبادت پر مستعد ہو جاتے انتہی اور صحیح ابن حبان وغیرہ مین عطای تابعی سے روایت ہی
کہ کہا انھون نے مین نے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ تعجب خیز بات جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے انھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب
نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین اپنے پروردگار کی عبادت
کرون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پس روئے یہانتک کہ آنسو آپکے
سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اٹھایا پس روئے پس اسی طرح
کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مین نے کہا کس چیز نے آپکو رلایا حال آنکہ آپکے
تو گناہ مقدم اور موخر اللہ نے بخشدیے ہین فرمایا کیا مین بندۂ شاکر نہین ہون انتہی مختصراً اور نسائی
اور ابن ماجہ مین ابوذر غفاری رض سے روایت ہی قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى أَصْبَحَ بِآيَةٍ وَالْآيَةُ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی کہا انھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ صبح کردی
ایک آیت مین اور آیت یہ ہی کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس یہ بندے تیرے ہین اور اگر بخش دے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہی انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہی کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اتنی عبادت کیا کرے سو

مشکوۃ
صفحہ ۹۹

اسکا جواب سنیے بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہی عَلَیْکُمْ مَا تُطِیْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق خدا ناخوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داؤد مین ہی عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِکْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ وَکَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَہٗ یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اُٹھاؤ تم عمل سے جسقدر طاقت رکھتے ہو اسلیئے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو پس تحقیق محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر عمل ہی اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اُسپر انتہی اور اقامۃ الحجہ مین ہی وَاِذَا ثَبَتَ جَوَازُ الْعَمَلِ حَسْبَ الطَّاقَۃِ اِلٰی اَنْ یَحْصُلَ الْاِعْیَاءُ وَالْمَلَلُ فَنَقُوْلُ طَاقَۃُ النَّاسِ مُخْتَلِفَۃٌ فَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ یُطِیْقُ شَیْئًا وَّلَا یُطِیْقُہٗ اٰخَرُ وَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ یَمَلُّ مِنْ شَیْءٍ وَّلَا یَمَلُّ مِنْہُ اٰخَرُ وَکَمْ مِّنْ رَّجُلٍ اُعْطِیَ السُّرْعَۃَ فِی الْقِرَاءَۃِ وَلَمْ یُنَلْھَا الْاٰخَرُ یعنی جبکہ ثابت ہوگیا جواز عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تکان اور ملالت حاصل ہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیون کی طاقت مختلف ہوتی ہی بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اُسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہوجاتے ہین اور دوسرا اُس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیون کو سرعت قراءت عطا کی گئی ہی اور دوسرا اُسکو نہین پہونچا انتہی

اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوا کہ عائشہ رض کا قیام کل شب کی نفی کرنا غالب اوقات پر محمول ہی اسی طرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہی ورنہ روایات متعددہ سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہی ایسا ہی ذکر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اسکی ضعیف ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور نہ کل قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے

زیادہ بڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ تشدد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوا ہی اور وہ قائم ہونا آپ کا یہانتک کہ قدم آپ کے ورم کر آئے تھے اور یہ مقدار بدعت کا نام
اُٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہی اسلیے کہ بدعت وہ ہی کہ وہ اور نہ مثل اُسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور یہ اُسمین شرط نہین ہی کہ ہر جزئی جزئیات عبادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے
اور تیسرے یہ ہی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت اُمت کے اختیار
نہین کیا لیکن اُسکو اُن لوگون نے اختیار کیا ہی جنکے طریقے پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا ہی پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہو گی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اس قسم کی عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلے کو بھی طے کر لیجیے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیاء مین
حال عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ نَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ نَا الزُّبَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّةٍ لَهُ یُقَالُ
لَهَا رُهَیْمَةُ قَالَتْ کَانَ عُثْمَانُ یَصُوْمُ الدَّهْرَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اِلَّا هَجْعَةً مِّنْ اَوَّلِهِ یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ نَا
قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا اَبُوْ عَلْقَمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّیْمِیِّ قَالَ قَالَ
لِیْ اَبِیْ لَاَغْلِبَنَّ اللَّیْلَةَ عَلَی الْمَقَامِ فَلَمَّا صَلَّیْتُ الْعَتَمَةَ تَخَلَّصْتُ اِلَی الْمَقَامِ حَتّٰی قُمْتُ فِیْهِ
فَبَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا رَجُلٌ وَّضَعَ یَدَهُ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَبَدَأَ بِاُمِّ
الْقُرْاٰنِ فَقَرَأَ حَتّٰی خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فَرَکَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ اَخَذَ نَعْلَیْهِ فَلَا اَدْرِیْ اَصَلّٰی قَبْلَ
ذٰلِکَ شَیْئًا اَمْ لَا یعنی عثمان بن عبد الرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ میرے باپ نے مجھسے کہا
آج کی رات مین مقام پر غالب رہونگا پس جبکہ عشا کی مین نے نماز پڑھی مقام کی طرف پہونچا پس
مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ
ہین پس اُنھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہان تک کہ قرآن ختم کر دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا
پھر نعلین اپنی اوٹھا لین پس نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اوُنھون نے پڑھی یا نہین حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ
اَحْمَدَ نَا اَبُوْ یَزِیْدَ الْقَرَاطِیْسِیُّ نَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰی نَا سَلَّامُ بْنُ مِسْکِیْنٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ حِيْنَ اَطَافُوْا بِهٖ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهٗ اِنْ تَقْتُلُوْهُ اَوْ تَتْرُكُوْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ كُلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ يَجْمَعُ فِيْهَا الْقُرْاٰنَ یعنی محمد بن سیرین سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے کہا زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے انکا بارادہ قتل احاطہ کر لیا تھا اگر تم قتل کروانکو یا چھوڑدو بیشک یہ تمام رات جاگتے تھے اُسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتھی اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہو کَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ فَلَا يَزَالُ يُصَلِّيْ اِلَى الْفَجْرِ وَمَا مَاتَ حَتّٰى سَرَدَ الصَّوْمَ یعنی تھے عمر رض کہ لوگون کو عشا کی نماز پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے بس برابر فجر تک نماز پڑھتے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے رکھے گئے انتھی اور عبد اللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ نَا اَبُوْ يَزِيْدَ نَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ صَلٰوةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَا نَافِعُ اَسْحَرْنَا فَيَقُوْلُ لَا فَيُعَاوِدُ الصَّلٰوةَ فَيَقُوْلُ يَا نَافِعُ اَسْحَرْنَا فَاَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقْعُدُ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْ اِلَى الصُّبْحِ یعنی نافع تابعی سے روایت ہی کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے اے نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہو گئی مین کہتا ہان بس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک کرتے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ نَا بِشْرُ بْنُ مُوْسٰى نَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ نَا ابْنُ مُحَمَّدٍ نَا اَبُوْ يَعْلٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْجُرْجَانِيُّ نَا زَيْدٌ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ فِيْ جَمَاعَةٍ اَحْيٰى بَقِيَّةَ لَيْلَتِهٖ یعنی نافع رض سے روایت ہی کہ ابن عمر سے جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہوجاتی تو باقی شب جاگا کرتے انتھی اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین كَانَ تَمِيْمٌ يَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ فِيْ رَكْعَةٍ وَرُبَّمَا رَدَّدَ الْاٰيَةَ الْوَاحِدَةَ اللَّيْلَ كُلَّهٗ حَتَّى الصَّبَاحِ وَكَانَ مِنْ عُبَّادِ الصَّحَابَةِ وَزُهَّادِهِمْ مِمَّنْ جَانَبَ اَسْبَابَ الْعِزِّ وَلَزِمَ التَّخَلِّيْ بِالْعِبَادَةِ اِلٰى اَنْ مَاتَ یعنی تمیم رض ایک رکعت مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے وہ عباد اور زہاد صحابہ مین سے جنھون نے کہ اسباب عزت وجاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو لازم پکڑ لیا تھا حتی کہ انتقال کیا انتھی اور ابن حجر مکی فتح المبین مین لکھتے ہین كَانَ تَمِيْمٌ يَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ فِيْ رَكْعَةٍ یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت مین انتھی اور شداد

حلیۃ الاولیا ۱۲

کتاب الانساب ۱۲

فتح المبین ۱۲

بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیۃ الاولیا مین ہی حدثنا ابراھیم ابن عبد اللہ نا محمد بن
اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا الفرج بن فضالۃ عن اسد بن وداعۃ عن شداد بن اوس الانصاری
انہ کان اذا دخل الفراش ینقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیقول اللھم ان النار
اذھب عنی النوم فیقوم فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہی کہ شداد انصاری
جب بچھونے پر آتے کروٹین لیتے نیند انکو نہین آتی پس کہتے اے اللہ خوف نار نے مجھسے خواب کو
اوڑا دیا پس کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی
سن لیجیے اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہی انہ کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکرہ بعض
شراح البخاری انتہی یعنی تحقیق علی رض ایک دن مین آٹھ قرآن ختم کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض
شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہی کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض
وقت مین ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اسکو بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور
کیا کہا جائے اللہ تعالی ایسے عقیدہ فاسدہ سے سب مسلمانون کو محفوظ رکھے ؎ ای مومنو ہان
عاقل و ہشیار رہو تم ٭ دجالون کے فتنون سے خبردار رہو تم ٭ معترض صاحب کے اعتراضات یہ بر
نہین درحقیقت انبیا اور صحابہ رض پر ہین اس عبادت مین امام صاحب کچھ مخصوص نہین جو انکو معترض صاحب
الزام بدعت دیتے ہین بلکہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہی کہ دوسرے سے ممکن
نہین یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہین اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت کی
اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نہ کرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ
حضرت عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کرین
حاشا و کلا ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ٭ اویس قرنی رح کے
حال ہین حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی حدثنا ابوبکر محمد بن احمد حدثنا الحسن بن محمد نا
عبید اللہ بن عبد الکریم نا سعید بن اسد بن موسی نا ضمرۃ بن ربیعۃ عن اصبغ بن
زید قال کان اویس القرنی اذا امسی یقول ھذہ لیلۃ الرکوع فیرکع حتی یصبح و
کان اذا امسی یقول ھذہ لیلۃ السجود فیسجد حتی یصبح یعنی اویس قرنی جب شام کرتے
تو کہتے یہ شب رکوع کی ہی پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات

ص ۱ حلیۃ الاولیا
ص ۲ اقامۃ الحجۃ
ص ۳ حلیۃ الاولیا

سجدے کی ہی مین سجدہ کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہین
اُن کے حال مین اسی کتاب مین لکھا ہی حَدَّثَنَا اَبُو مُحَمَّدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ رَوْحِ بْنِ حَامِدٍ نَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ
بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْغَدَاةَ بِوُضُوْءِ الْعَتَمَةِ خَمْسِيْنَ سَنَةً
یعنی عبد المنعم اپنے باپ ادریس سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا
کے وضو سے پچاس برس تک پڑھی ہی اور ثابت بن اسلم تابعی جنھون نے عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ
بن زبیر رض سے روایت کی ہی اور حضرت انس رض کی خدمت مین چالیس برس رہے ہین اُنکے حال
مین اُسی کتاب مذکور مین لکھا ہی حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُثْمَانِيُّ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَرَابِيْسِيُّ
حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا سِنَانٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ اَدْخَلْتُ ثَابِتًا لَحْدَهٗ وَمَعِيَ
حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ اَوْ رَجُلٌ غَيْرُهٗ شَكَّ مُحَمَّدٌ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ التُّرَابَ سَقَطَتْ لَبِنَةٌ
فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِيَ اَلَا تَرٰى قَالَ اُسْكُتْ فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ
التُّرَابَ اَتَيْنَا ابْنَتَهٗ فَقُلْنَا مَا كَانَ اَبِيْكِ فَقَالَتْ وَمَا رَاَيْتُمْ فَاَخْبَرْنَاهَا فَقَالَتْ
كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ خَمْسِيْنَ سَنَةً فَاِذَا كَانَ السَّحَرُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ اَعْطَيْتَ
اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ الصَّلٰوةَ فِيْ قَبْرِهٖ فَاَعْطِنِيْهَا فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرُدَّ ذٰلِكَ الدُّعَاءَ
یعنی سنان اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے واللہ مین نے ثابت کو قبر مین رکھا
تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی پس جبکہ
اُسپر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی پس ہم دیکھتے کیا ہین کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے
نماز پڑھتے ہین پس مین نے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اُسنے چپ رہ پس جب
ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اُنکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے کہ تمھارے والد
کونسا عمل کرتے تھے اُنھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اُنکو اس واقعے کی خبر دی اُنھون نے
کہا پچاس برس سے تمام رات قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تو نے کسیکو
اپنی مخلوق سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو تو مجھکو عطا کر ناپس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی

اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے
اور رسی درمیان دو کھمبون کے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے عرض کیا کہ زینب نماز

پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز جب تک نشاط رہے پڑھے جب تھک جائے بیٹھ جائے انتہی اِس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہوجائے اُسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی غرض جہان ممانعت ہی وہان مطلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت نشاط تک مراد ہی مطلقا کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام دینا ہی حال آنکہ ؎ دعوای بے دلیل قبول خرد نہین ✽ باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمر اور جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے دکشتہ آید بکار را قامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمر رض کا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرنا چاہتے ہین اُسکی مداومت پر قادر نہون گے پس ہدایت کی انکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ آنکھ کے نفس کے لیے اُنپر حق ہی اور اُنکی اہل کا اُنپر حق ہی اور باینطور کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف ہو جاینگی اور بدن نحیف ہو جائیگا پس دلالت کی اِس امر نے اسپر کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی مورث ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہو جائے ممنوع ہی اور دلالت اسکی مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہی کہ اُنھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونے کے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور اپنے اوپر اُنھون نے اُس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اُنکو زجر کیا اور ہدایت کردی اپنے طریقے کی طرف اور فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقے پر مین ہون اُسکو حسن نہ سمجھے جیسا کہ اِن لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اُنمین سے نہین جو میرے مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اِس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہی جو اسی کتاب مین لکھا ہی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیون کو اتنی طاقت نہین لیکن آپ

کثرت عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اور بوجہ ترحم کے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تاکہ لوگ
بسبب اتباع انکی کے تنگ نہوں اور دلالت کرتا ہی اسپر قول عائشہ رض کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حال آنکہ اس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل ویسا
کرنے لگین پس فرض ہو جاوے اُنپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابو داؤد وغیرہما نے اور
تحقیق ترک کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند
شب کے واسطے خوف اسکے کہ لوگونپر فرض ہو جاویگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے
اور ابو داؤد وغیرہ نے عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا
پس عمر رض پیچھے آپ کے برتن پانی کا لیکر کھڑے ہوئے پس فرمایا کیا ہے یہ ای عمر رض کہا پانی آپ کے
وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا ہون کہ جب پیشاب کرون وضو کر لیا کرون اور اگر کرتا ہون تو سنت
ہو جاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب قامۃ الحجہ مین
یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْمُجَاهَدَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا كَثْمَانِ خَتْمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
وَكَاَدَاءِ الْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَنَحْوُ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ
الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً
وَصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ يُّنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ
یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین
اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون مین وقوع اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ
سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے گئے ہین کہ اسکی وجہ سے ان
صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات و خرق عادات کا ہو انتہی
اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب میر بھوپال کہ جنکی معترض صاحب
بہت سندلاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہی کہ علماے متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تضحیک مذہب ابو حنیفہ کے
نبیذ سے وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب دل مین مذکور ہی انتہی
حاصلہ ولہذا ملا علی قاری نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو

ختم قرآن ایک رات مین پڑھنا ایک رات دن مین اور ہزار رکعت ایک رات مین پڑھنا اہل اللہ سے بعید نہین

زبان شیشہ

سنن ابی داؤد

صفحہ ۴۶

زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب اقامۃ الحجہ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابوالحسنات مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین چونکہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لہذا ہم بھی چند باتین اُنکی کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین نور اور دل کو سرور ہو مع چند حالات دیگر ایمہ دین کے بیان کرتے ہین ؎ اگر بمدح وثنا ہر کسی ستودہ شود :: تو آن کسے کہ ستودہ بہ بست مدح وثنا :: امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسماء مین لکھتے ہین کہا ابونعیم نے کہ امام ابوحنیفہ رح اچھی صورت والے عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات کرنے والے اپنے بھائی مسلمانون پر تھے اور کہا امام ابوحنیفہ نے مین ابوجعفر امیرالمؤمنین کے پاس گیا پس کہا اُنھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مین نے حماد بن ابی سلیمان سے اُنھون نے ابراہیم نخعی سے اُنھون نے عمر بن الخطاب رض اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رض سے پس کہا ابوجعفر نے خوب علم واثق حاصل کیا اور ایک دن امام ابوحنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اسوقت مین تمام دنیا کا عالم ہی اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہی کہ کہا اُنھون نے میری آنکھ نے مثل ابوحنیفہ کے نہین دیکھا اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے امام ابوحنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایک دن ہم جامع مسجد مین تھے پس ایک سانپ اُنکی گود مین اوپر سے گر پڑا پس سوائے اُنکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے کہ اُنھون نے سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہہ پر بیٹھے رہے اور کچھہ نہ کیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہی کہ مین سن ڈیڑھ سو ہجری مین ابن جریج کے پاس تھا پس خبر انتقال ابوحنیفہ کی اُنکو پہونچی پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اُٹھ گیا اور امام ابویوسف سے روایت ہی کہ مین اپنے والدین سے پہلے امام ابوحنیفہ کے واسطے دعا مانگتا ہون اور تحقیق مین نے اُنسے سُنا ہی فرماتے تھے کہ مین حماد کے واسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا مانگتا ہون اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہی کہا اُنھون نے دیکھا مین نے مسعر بن کدام کو امام ابوحنیفہ کے حلقے مین کہ سامنے اُنکے بیٹھے ہوئے اُنسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اُٹھاتے تھے اور نہین دیکھا مین نے کسی کو کبھی کہ اُسنے فقہ مین امام ابوحنیفہ سے عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہی کہ نہین ملا مین زیادہ فقیہ سے بنسبت ابوحنیفہ کے اور نہ اُنسے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے سے اور نضر بن شمیل سے روایت ہی کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اُنکو امام ابوحنیفہ نے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان

ساتھ اس شے کے کہ پونہچا ذہن اُنکا اور ملخص کیا اُسکو اور بیان کر دیا اُسکو اور امام شافعی سے روایت ہی کہ تمام
آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہین اور جعفر بن ربیع سے روایت ہی کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ
برس رہا پس کسی کو مین نے اُن سے زیادہ خاموش نہین پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کی جاتی تو
مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہی کہ ہمارے وقت مین کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے
زیادہ نماز پڑھنے والا نہین آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح ایک رکعت مین
رات گذارتے اُسمین قرآن ختم کر دیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز عشا
کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت مین قرآن ختم کر دیتے تھے اور اُنکے رونے
کی آواز سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اُنکے اُنپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہی کہ اُنھون نے
قرآن کو جس جگہ وفات پائی ہی سات ہزار مرتبہ پڑھا ہی اور مسعر بن کدام سے روایت ہی کہ مین ایک
رات مسجد مین گیا پس دیکھا مین نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اُسکی
پس پڑھی ایک منزل کہا مین نے اب رکوع کریگا پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر ایسا ہی وہ شخص
پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا مین نے تو وہ امام ابو حنیفہ رح نکلے
اور زائدہ سے روایت ہی کہ مین نے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی اور لوگ چلے
گئے اور مجکو اُنھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہی اور مین نے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ اُنسے دریافت کرونگا پس
کھڑے ہوئے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُومِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے تمام رات اسی آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ اور زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنے عیال کو نفقہ دیتے اُسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اُسی قیمت کا اپنے استاذہ کو پہنا دیتے اور جب اُنکے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک
سے دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار
تھے اور ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اُنپر پڑتین برداشت کرتے تھے
اور قیس بن ربیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے

امام صاحب نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی ۔ امام صاحب ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے تھے

ہر اُس شخص پر جو اُن کے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی
طرف مال روانہ کرتے کہ اُسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اُس سے
اپنے مشایخ محدثین کے حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اُنکو دیتے اور
کہتے اُنکو تم اپنے حوائج مین صرف کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالیٰ کی اسلیے کہ مین نے تمکو اپنے مال سے
کچھ نہین دیا ہی اللہ تعالیٰ تمھارے واسطے میرے ہاتھ پر نفع بخشتا ہی پس رزقِ اللہ مین کسی غیر کو
قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہی کہا اُنھون نے امام ابوحنیفہ رح کسی حاجت سے سوال نہین
کیے جاتے تھے مگر اُسکو پورا ہی کر دیتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہی کہا اُنھون نے کہ مین نے
سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے ہین مین نے اُنکو نہین سنا کہ
کبھی کسی اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقیل ہین اپنی نیکیون پر اُس شئی کو
مسلط نہین ہونے دیتے جو اُنکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اُنھون نے اگر امام ابوحنیفہ رح
کی عقل نصف اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو اُنکی عقل اُنکی عقل پر غالب آئے اور اسمٰعیل امام صاحب
کے پوتے سے روایت ہی کہا اُنھون نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اُسکے دو خچر تھے
ایک کا نام اُسنے ابوبکر رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اُسکو پیر سے روند کر مار ڈالا پس
امام ابوحنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے اُسکو مارا ہی اُسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اُنھون نے
کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمٰعیل بن سالم بغدادی سے روایت ہی کہا اُنھون نے امام ابوحنیفہ رح
قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پس قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل جب اُسکو ذکر کرتے رویا کرتے
اور اُنکو ترحم آتا اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن بشیر اور عباد بن العوام
اور عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم اور یحیی بن نصر اور
ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور ابو عبدالرحمن المقری
اور عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرون نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور ابو سلیمان
جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی کہا
اُنھون نے بھاری جسم والا مین نے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی
فصیح زیادہ اُن سے دیکھا جب مین اُنکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اُنھین کی

فائدہ کرامت امام صاحب

فائدہ امام محمد

لغت مین نازل ہوا ہی اور امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مین نے کسیکو نہین دیکھا اور اُنھین سے روایت ہی کہ مین نے جسیم آدمی ذکی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اُنھین سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلے مین گفتگو کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موٴخر اور اُنھین سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور دل کو بھر دیتے تھے اور اُنھین امام شافعی سے روایت ہی کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابونکا مالک ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مین نے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ مین نے کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اُنھون نے مین نے امام احمد سے کہا کہ آپ کے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے کہا امام شافعی نے کسی کو مین نے نہین دیکھا کہ اُس سے کوئی مسئلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا جائے اور اُسکے چہرے پر چین نہ معلوم ہو مگر امام محمد اور امام شافعی سے اُن کے اُستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عز وجل نے تمھارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سنا کلام میرا اور ایک ساعت میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمھارا نام کیا ہی مین نے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمھاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے کہ مین نے کسی کو زیادہ عقیل شافعی سے نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے اپنے علماے زمانہ کے سردار امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علماے حجاز اور یمن اور مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اُنکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اُنھون نے ذکر کیا اُن لوگون کو جنھون نے اُن سے روایت کی ہی اور علم فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی وغیرہ نے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد مین اللہ تعالی نے علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم بن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جائے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی ہو جائے اور امام ابو حاتم حال امام احمد و علی بن مدینی سے سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین مگر امام احمد فقیہ زیادہ ہین اور کہا عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جائین تو پھر مین پروا نہین کرتا اُس شخص کی جو

فضائل امام شافعی

مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مین نے امام احمد و سلیمان بن داؤد ہاشمی سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے کہ امام احمد کو دوست رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ اور ابراہیم سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اُن کے شیخ عبدالرزاق نے اور یحیی بن آدم اور ابوالولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابوداوٗد وغیرہم نے اور کہا امام شافعی نے اگر امام مالک و سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسی کو حدیث مین امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین درمیان مشرق اور مغرب کے کوئی زیادہ امانت دار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی کہ زمین پر کوئی کتاب اکثر از روے صواب کے موطاے مالک سے نہین کہا علما نے اِس قول کو امام شافعی نے قبل وجود صحیحین کے کہا ہی اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت کی اُن سے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے اور محمد بن وبدویہ سے روایت ہی کہ سنا مین نے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دولاکھ حدیث غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہی کہا نہین دیکھا مین نے کسی خراسانی کو زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ ہین اور وہ اکثر اُن کے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہی کہ بصرے مین مثل بخاری کے کوئی نہین آیا اور جب امام بخاری بصرے مین داخل ہوئے کہا اُنھون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت پونہچی ہی کہ مین نے علل اور تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسی کو نہین دیکھا اور روایت کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اُنھون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تمسے مگر حسد کرنے والا اور مین گواہی دیتا ہون کہ مثل تمھارا دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پونہچی ہی کہا اُنھون نے مین نے آسمان کے تلے زیادہ جاننے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور

بغداد میں استاد اُنکے محمد بن عیسی الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اُن کے ہین اور روایت کی اُن سے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم نے انتہی مختصراً اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہے قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ انتهى وَمِنْهُمْ دَاوُدُ الطَّائِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ وَغَيْرُهُمْ مِنْ اَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے کہ شاگرد ہوئے امام ابو حنیفہ کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور علماے راسخین مثل عبد اللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور امام مالک کے انتہی اور اُن مین سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ سے ہین انتہی اِن تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک کے اور امام محمد کے شاگرد ہین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد شاگرد ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین سے امام اعظم کے شاگردون کے ہین شاگرد بھی ارشد ؛ بخاری شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد ؛ غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابو حنیفہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو اسی طرح عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی کہ یہ دونون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری اور مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید ہین اسی طرح امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا ہی کافی ہے اور متعصب اور بیدین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جائیگا اور کج فہمی سے باز نہ آئیگا ؎ رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم ؛ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ؛ اور خیرات الحسان مین ہے کہ جب امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین تو اُسمین رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ دو رکعتین صبح کی تھین اور اسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اُسنے فرمایا بسبب ادب اس امام کے یہ کہ ظاہر کرون مین مخالفت اُنکی حضوری مین اور تلمذ کیا اُن سے بڑے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علماے راسخین نے مثل امام جلیل عبد اللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل

خلاصہ ان تحریرات کا

امام صاحب کے بڑے بڑے مجتہدین اور محدثین شاگرد ہین

بخاری و مسلم امام صاحب کے شاگردون کے شاگرد ہین

امام لیث بن سعد کے اور مثل امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجکو یہ ایمہ اور مثل امام مسعود بن
کرام اور زفر اور ابو یوسف اور محمد وغیرہم کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس اُنکا ذکر ہوا کہا کیا اُس
شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا تمامہا پیش کی گئی تو اُس شخص نے اُس سے اعراض کیا اور جب ابو جعفر منصور
نے دس ہزار درہم حسن بن قحطب کے ہاتھ بھجوائے تو امام ابو حنیفہ رح اُنکو رد نکر سکے اپنے پسر حماد کو
وصیت کی کہ بعد انتقال کے اُنکو واپس کر دینا پس اُنھون نے ایسا ہی کیا کہا حسن نے رحمت خدا کی
تمھارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے امام ابو حنیفہ رح ساتھ دعوت
کرنے آدمیون کے طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مین
طرف اُن کے تاکہ دعوت کرین لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جبکہ ہوا اُنکو اذن تقسیم کیا خزائن خدا کو اوسکے
مستحقین پر اور جانا کہ یہ امر حتمی لابد ہی پس دعوت کی آدمیون کی طرف اُسکے یہانتک کہ ظاہر ہوا
مذہب اُنکا اور پھیل گیا اور کثیر ہوئے مقلدین اُن کے اور رسوا ہوئے حاسد اُنکے اور نفع بخشا اللہ نے
شرق اور غرب اور عرب اور عجم کو اور نصیب کیا بہرۂ وافی اُنکے مقلدین کو پس مستعد ہوئے وہ اونکے
مذہب کے اصول و فروع لکھنے پر اور اُنکے منقول اور معقول کے دیکھنے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہو گیا
وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فوائد مین اور تایید کرتا ہی اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت
والد امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رض کی خدمت مین لائے گئے پس حضرت علی رض نے اُن کے
اور اُنکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو حنیفہ رح جو کچھ دیے گئے اسی دعا کی برکت سے
دیے گئے اور اونکے کمال تقوے سے ہی کہ اُنھون نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک
بکری کوفے مین گم ہو گئی ہی یہانتک کہ اُسکی موت کا علم ہو گیا اور وہ شی جو اونکے طریقون سے
مذکور ہی اونکے مناقب کا حصر اُس سے نہین ہی بلکہ یہ بیان ہی اُس سمندر کے ایک قطرے کا جسکے ساحل کا پتا نہین اور
اُنھون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی پس کہا گیا اُن سے کس شی نے آپ کو
اس عبادت پر قوی کیا کہا مین نے اللہ سے اسما کے ساتھ دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین اول
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آخر سورۂ فتح تک اور دوسری ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ الآیۃ سورۂ
آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارادہ کرے تو یہ اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ایمۂ مجتہدین و علماے
عالمین سے ہدایت اور رضای الٰہی پر ہین اور سب ماجور ہین تمام حالات مین باتفاق ایمۂ نقل و برہان کے

ف حضرت علی نے امام صاحب کے والد کو خیر و برکت اولاد کی دعا دی

ف حاصل ہونا کمال قوت طہارت و عبادت کا امام صاحب کو بہ برکت دعا دو آیتونکے

اور تحقیق روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز تمکو کتاب اللہ سے دیجاوے تو عمل کرو کسیکو عذر اُسکے ترک کرنے پر نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہو تو سنت اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین آسمان مین پس جسکی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے اور اختلاف میرے اصحاب کا واسطے تمھارے رحمت ہی اور کہا امام ابو یوسف نے نہین دیکھا مین نے کسی کو زیادہ جاننے مین تفسیر وحدیث کے امام ابو حنیفہ رح سے اور تھے وہ زیادہ بصیر حدیث مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح نے وہ کام کیے کہ دوسرے اُس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اُنکے بہت ہوے اور یہ سنت اللہ کی ہی اپنی مخلوق مین وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا اور بسبب دقت قیاسات اور نکے مذہب کے مزنی شاگرد امام شافعی کے اُنکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اُنکے بھانجے امام طحاوی کو اس بات نے برانگیختہ کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا

بارھوین فصل اُن صفات مین ہی جنسے امام ابو حنیفہ رح اپنے بعد والونپر ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض اُن مین سے یہ ہین کہ اُنھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پہونچا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقے سے کہ فرمایا آپنے خوشخبری ہو اُسکو جسنے مجکو دیکھا اور اُسکو جسنے میرے دیکھنے والون کو دیکھا اور بعض اُن صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اُس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اُسکے متصل ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اُن صفات سے وہ ہین کہ اُنھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو امام ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اُنکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا کرتے تھے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھاؤ کیونکہ مین اُنسے زیادہ جاننے والا فرائض و نوافل حج کا کسی کو نہین جانتا پس نظر کرو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اُن صفات سے روایت کرنا اُنکے اکابر شیوخ وغیرہم کا اُنسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اُن صفات سے یہ ہی کہ جتنے اُنکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اُنکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص نے نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے بس جھڑکا اُسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی کیونکر وہ خطا کرتے

ذکر وجوہ افضلیت امام صاحب کے اپنے بعد والون پر

حال آنکہ اُن کے پاس ایمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایمہ حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اُنکا اور ایمہ لغت اور عربیت کے آور شمار کیا اُنکو اور ایمہ زہد اور تقوی کے مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا بھی کرتے تو وہ اُنکو حق کی طرف لوٹا دیتے آور بعض اُن صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اُن لوگون کے ہین کہ جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابون کی ترتیب دی جیسا کہ آج کے دن موجود ہی اور اتباع کیا اُن کا امام مالک نے اپنی موطا مین اور جو پہلے اُنکے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ اول اُن لوگون کے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط ایجاد کی ہی آور بعض اُن صفات سے منتشر ہونا مذہب اُنکے کا ہی اُن اقالیم مین کہ اُن مین سوائے اُنکے طریقے کے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم اور ماوراءالنہر کے آور بعض اُن صفات سے خرچ کرنا اپنے نفس پر اور علماء وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور نہین قبول کرتے تھے کسی کی بخشش کو آور متواتر ہونا کثرت عبادت اور زہد اور اعتماد وغیرہ اُنکے کا اور امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس اُنھون نے جواب دیا پھر پوچھا امام شافعی نے حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک رح نے کہا سُبْحَانَ اللهِ لَمْ اَرَ مِثْلَهٗ تَا للهِ یعنی قسم ہی خدائے پاک کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسی کو نہین دیکھا آور کہا ثوری نے اُس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے آیا اور اُسنے اُسنے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے کیا آیا ہون بلکہ سب زمین والون کے بڑے فقیہ کے پاس سے آیا ہون آور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہی وہ محتاج اس امر کا ہی کہ اُسنے علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اُسنے جبکہ اُن کے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کے کتاب رہن دیکھی کیا آپ اسکو دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اُنکی ہون آور کہا ابو یوسف نے ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اُن کے حق مین کہ وہ اہل علم سے اور اہل تقوی اور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنے والے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ دوسرا کوئی اسکو نہین پائیگا آور خطیب نے بعض ایمہ زہد سے نقل کیا ہی کہ کہا اُنھون نے اہل اسلام پر واجب ہی کہ اپنی نماز مین امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اُنھون نے حدیث اور فقہ کی اُنکے واسطے حفاظت کی ہی آور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانے والون سے زیادہ عالم ہین آور کہا یحیی بن سعید القطان نے نہین

سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رائے امام ابوحنیفہ رح سے اور کہا عیسیٰ بن یونس نے مت تصدیق کرنا
تم کسی کی بُرا قول کہنے ہین امام ابوحنیفہ رح کے حق مین قسم ہے خدا کی کوئی اُنسے افضل اور فقیہ زیادہ مین نے
نہین دیکھا اور کہا معمر نے کسی کو مین نے نہین دیکھا کہ بہت اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور بہت
عمدہ شرح حدیث کی کرتا ہو امام ابوحنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحییٰ بن معین نے فقہا چار ہین
ابوحنیفہ رح اور سفیان رح اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابوحنیفہ کی ہے اسی پر پایا ہین نے لوگونکو
اور سوال کیے گئے سفیان رح امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین
امانت دار دین اللہ مین اور کہا عبداللہ بن مبارک نے دیکھا مین نے حسن بن عمارہ کو امام ابوحنیفہ رح
کی رکاب پکڑے ہوئے درانحالیکہ کہتے تھے قسم ہے خدا کی مین نے کسی کو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ
کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے کسی کو اور آپ سردار اُن لوگون کے ہین جنھون نے
فقہ مین تمھارے وقت مین گفتگو کی ہے اور نہین کلام کرتے وہ آپ کی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا
حافظ عبدالعزیز نے ابو رواد سے کہ جو شخص دوست رکھے امام ابوحنیفہ رح کو پس وہ سنی ہے اور جو بغض رکھے
اُنسے پس وہ بدعتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ درمیان ہمارے اور درمیان لوگون کے امام ابوحنیفہ رح
ہین پس جو شخص اُنکو دوست رکھیگا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہے اور جو شخص بغض رکھیگا اُنسے
جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت سے ہے اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابوحنیفہ فقہا مین مثل قطب آسیا کے ہین
اور مثل اُس صراف کے ہین جو کہ سونے کو پرکھتا ہے اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا زمانہ امام
ابوحنیفہ رح مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ
فقیہ اُنسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجکو بعوض سننے میرے کے اُنسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب
کا نزدیک داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارے ہین کہ راہ چلنے والا اُنسے ہدایت پاتا ہے اور علم
ہین کہ قبول کرتے ہین اُسکو دل مومنون کے اور کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا سے طرف
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اُنسے طرف صحابہ کے پھر اُنسے طرف تابعین کے پھر آیا طرف امام ابوحنیفہ رح
کے اور اصحاب اُنکے کے پس جسکا جی چاہے اسپر غصہ ہوجائے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ ہے
کہ آپ امام صاحب کے ذکر کے وقت انھین کی مدح خاص کرتے ہین اور کی تعریف نہین کرتے کہا
اُنھون نے اسلیے کہ جیسا اُنکا مرتبہ ہے ویسا اور وںکا نہین اسواسطے کہ نفع پایا لوگون نے اُنکے

علم سے پس خاص اُنھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تاکہ لوگ اُنکے واسطے دعا کرنے مین رغبت
کرین اور روایتین ایسے سوائے اسکے بہت آئی ہین اور منصف کے واسطے اسکا بعض بھی کافی ہی
اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنے کو شب مین کسی وقت مگر مین نے امام ابو حنیفہ کو طواف
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رح جب رات کو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسوؤن کے گرنے سے مثل بارش
کے آواز سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اُنکی آنکھون اور اُنکے رخسارون پر معلوم ہوتی تھی اور
امام ابو حنیفہ رح نے اپنے بعض جلیسون پر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اُنکو کہ بیٹھے رہین یہانتک
کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا اُس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہی اسکو لے لو پس وہ شخص اُٹھانے لگا
تو ایک ہزار درہم معلوم ہوئے اور جب اُنکے پسر حماد نے سورۂ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو
درہم عطا فرمائے اور ایک روایت مین ہی کہ ہزار درہم دیے اور عذر کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس
ہوتا تو بوجہ تعظیم قرآن کے اس سے زیادہ دیتے اور کہا بکر بن معروف نے کسی کو مین نے امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا امام ابو حنیفہ رح سے نہین دیکھا اور کہا وکیع نے کہا مجھسے
امام ابو حنیفہ رح نے نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار ہزار درہم سے مگر مین نے زیادہ کو
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھ لیا بوجہ فرمانے حضرت علی رض کے کہ چار ہزار اور کچھ کم اُسکا نفقہ ہی اور امام
ابو حنیفہ رح اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت کھینچے پس
وہ ربا ہی اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے اُنکو غسل دیا اور ابو رجاء
عبد اللہ بن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تمپر
تیس برس سے برابر روزے رکھتے تھے اور رات کو چالیس برس سے نہین لیٹے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارے
اور عابد تر اور زاہد تر اور جامع تر اچھی خصلتون کے ہمسے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے کہ اہل بغداد سے
بیشمار مخلوق جمع ہو گئی تھی کہ سوائے خدا کے کسی کو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ اونکی وفات کی ندا کر دی گئی
تھی اور نماز پڑھنے والون مین سے بعض نے کہا ہی کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی
زیادہ تھے اور چھ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین اُنکے پسر حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک
دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اُنکی قبر پر نماز پڑھی اور وصیت کی تھی کہ مقبرۂ خیزران
مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اُسکی طیب ہی غصب کی ہوئی نہین تھا اور جب ابن جریج فقیہ مکہ

اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پونہچی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہا اور فرمایا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب
شعبہ کو خبر پونہچی اِنَّا لِلّٰہِ کہا اور کہا کوفے سے نور علم کا بجھ گیا اور آگاہ ہو کر اب کبھی وہ لوگ مثل اُنکے کسیکو
نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے اُنکی قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا
اور اُسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابری سے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے روایت ہی کہ
جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اُنھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا فقاہت
جاتی رہی پس نہین فقہ ہی واسطے تمہارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف وفات پاگئے نعمان پس
کون ہی ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہی شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آواز انکی سنتے
تھے اور کسی شخص کو نہین دیکھتے تھے **بتیسوین فصل** ادب کرنے مین اماموں کے امام ابو حنیفہ کا
بعد انتقال کے جیسا کہ وہ اُنکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر انکی ادائے حاجات کی غوث ہی
جانتو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اُنکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضائے حاجات مین اُنکو وسیلہ گردانتے
ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اُنسے مروی ہی فرمایا اُنھون نے مین امام ابو حنیفہ
کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اُنکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت مجکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت
پڑھتا ہون اور اُنکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر کے سوال کرتا ہون تو میری حاجت
جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی
پس دل مین کہا اگر ایکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب سے نجات دے پس دیکھا اور
سوال کیا پس قبول کیا اُسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین نے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے علم کی
نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگون کو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکے مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفے مین نعمان بن ثابت تھے کیا
فرماتے ہین مین اُنکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اُنکا اور عمل کرو انکے
علم پر کہ وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے ایمۂ حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا پس عرض کیا یا رسول اللہ مجکو مذاہب سے مطلع فرمایئے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین

واقع ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو بوجہ تمسک رائے کے خارج کردینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا
ابوحنیفہ رح اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک چوتھے ہین انتھی ملخصًا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی
اس بیان سے تعیین مذہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہوگئی اور غیر مقلدون کو چون وچرا کرنے کی جگہ
باقی نہین رہی ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویاے صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت
ٹھہرینگے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت
امام صاحب کی تینون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہوگئی اور دربارۂ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے
آپکو کسقدر احتیاط تھی اور زہد و اتقا مین آپکا کتنا بڑا رتبہ ہوا کہ آجتک مثل اونکا نظر نہین آیا قطع نظر
تابعی ہونے کے اسقدر فضائل و کمالات کسی مین نہ تھے اس امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا
تفضل و احسان ہی اور پھر باانیہمہ علم مناقب و محاسن اجتہادی اُنکے کے اُنکو نہ ماننا اور بُرا جاننا محض
جہالت اور تعصب ہی مگر اس سے اُنکا ایک ذرہ بھر نقصان نہونے پائیگا بلکہ معترض اور طعنہ زن اُنکا مصداق
خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ہوجائیگا ؎ مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ؛ ہر اہچہ جرم خاصیت سگ ہمین بود
اور تبییض الصحیفہ مین امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہی
کہا اُنھون نے سنا مین نے عبداللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عزوجل میری اعانت امام ابوحنیفہ رح
اور امام سفیان کے واسطے سے نکرتا تو مین مثل عوام آدمیون کے ہوتا اور روایت کی گئی حجر بن عبدالجبار
سے کہ قاسم بن معن بن عبدالرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابوحنیفہ رح کے غلامون مین سے ہو کہا
نہین بیٹھے آدمی کسی کے پاس کہ زیادہ نفع اُٹھایا ہو مجلس امام ابوحنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباح سے
روایت کی ہی کہا سُنا مین نے امام شافعی کو کہا اُنھون نے امام مالک سے کیا تمنے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہی کہا
ہان مین نے ایسے شخص کو دیکھا ہی کہ اگر تمسے کلام کرے اس طور سے کہ اُسکو سونے کا ثابت کرے تو اُس
شخص کی حجت سے سونے کا ہوجائے اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہی کہا سنا مین نے
عبداللہ بن داؤد کو کہتے تھے اہل اسلام پر واجب ہی کہ امام ابوحنیفہ کے واسطے اپنی نمازون مین دعا
مانگا کرین اور خطیب نے محمد بن احمد بلخی سے روایت کی ہی کہ مین نے شداد بن حکیم سے سُنا کہتے تھے نہین دیکھا
مین نے زیادہ عالم امام ابوحنیفہ سے اور خطیب نے یحیی بن معین سے روایت کی ہی کہا سنا مین نے یحیی
بن سعید القطان کو کہتے تھے نہین سُنی مین نے کوئی عمدہ شی رائے امام ابوحنیفہ سے اور ہمنے اکثر اقوال اُنکے

اخذ کیے ہین کہا یحییٰ بن معین نے کہ یحیی بن سعید فتوے مین قول کو فیونکا لیا کرتے تھے اور انھین امام ابوحنیفہ کا
قول اختیار کرتے تھے اور انکی راے کا اتباع کیا کرتے تھے اور یحییٰ بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہی کہ امام
ابوحنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان مین ساٹھ مرتبہ پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو رواد سے
کہ آدمی امام ابوحنیفہ کو برا کہنے والے دو قسم کے ہین ایک تو حسد کرنے والے اور دوسرے اُن کے حال سے
ناواقف اور میرے نزدیک ناواقف اُنسے اچھے ہین اور محمد بن حفص نے حسن سے اُنھون نے سلیمان سے روایت کی ہی کہا اُنھون نے
اِس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ظاہر ہو جائے علم وہ علم امام ابوحنیفہ کا
اور تفسیر آثار کی ہی اور بشر بن موسی سے روایت ہی کہا اُنھون نے ہمسے حدیث ابو عبد الرحمن مقری نے
بیان کی اور جب وہ امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے تو کہتے ہمسے حدیث شہنشاہ نے بیان کی
اور ابو غسان سے روایت ہی کہا سنا مین نے اسرائیل سے کہتے تھے نعمان اچھے شخص ہین اور شریعت کے
احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اُنکا خلفا اور وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر
کہتے تھے جو شخص امام ابوحنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا کے رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ
کچھ خوف نہ کریگا اور اسمٰعیل بن عیاش سے روایت ہی کہا سنا مین نے اوزاعی اور عمری سے دونون
کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات اُنکی بغداد مین ہوئی
اور مقبرۂ خیزران مین مدفون ہوئے اور قبر اُنکی اُس جگہ مشہور ہی زیارت کیجاتی ہی اور حافظ جمال الدین
مزی نے تہذیب مین کہا ہی کہ نماز اُنپر چھ بار پڑھی گئی اور دفن پر تا عصر بسبب ازدحام کثیر کے قدرت
نہوئی انتہی ملخصًا اور امام جزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ کی نزاہت
پر اقوال مختلفہ منسوبہ سے دلالت کرتا ہی پھیلا دینا اللہ کا ذکر اُنکے کو تمام جہان مین اور علم اُنکے کو
روے زمین پر اور اخذ ساتھ مذہب اور فقہ اُنکی کے اور رجوع طرف قول و فعل اُنکے کے اور یہ امر اگر
سر الٰہی اور رضاے الٰہی نتھا جسکی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہی تو خداے تعالیٰ اہل اسلام کو جمع نہ کرتا
اُنکی تقلید پر اور عمل کرنے پر ساتھ راے اور مذہب اُنکے کے انتہی اور دراسات اللبیب مین ہی کہ
مین کہتا ہون زیادہ تر قوی دلیل اُنکی جلالت شان کی یہ ہی کہ ہزار ہا عارف سند اور ہند اور ماوراء النہر
وغیرہ کے واصل بخدا بوجہ عمل کرنے کے فقہ اُنکی پر ہوگئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہی کہ معاذ رازی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپ کو کہان طلب کرون فرمایا نزدیک

فقہ ابو حنیفہ رح کے اور ارادہ کیا امام ابو حنیفہ نے خرقہ پہننے کا اور فقہ اور تدریس کے چھوڑنے کا پس
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس منع فرمایا آنحضرت نے اُنکو اس سے تا کہ
قائم رہین منصب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی احکام شرعیہ مین تمام مسلمانون کے امام ہونے پر انتہیٰ
اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مشغول رہنا فقہ کے ساتھ عین مرضی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تھا ورنہ ہرگز آپ منع نہ فرماتے اور تعلیق ممجد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
دام بالافاضات نے لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جمیلہ سے عقل انسان کی عاجز ہی اور اُن کے
مناقب مین ایک جماعت نے علماے مذاہب متفرقہ سے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین طعن کیا ہی اُنپر
مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہو گا تو ہم اُسپر اُنکے مناقب
کی کتابین جو اُسکے علماے مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اُسکو وہ مناقب امام صاحب کے جو اُسپر
مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رح تصنیف
کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اُنکو تذکرۃ الحفاظ مین درج
کیا ہی اور اُنکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اُنکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اُن کے مناقب
اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسما
مین اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہو گا تو اُسکے علما نے جو
مناقب لکھے ہین اُنسے اُسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہو گا تو
اُسکے مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہاد حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ
فی مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہو گا تو ہم اُسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنا دینگے
اور اگر عامی لامذہب ہو گا تو وہ چوپایون مین سے ہی بلکہ اُنسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اُسکو ہم تعزیر کا
مستحق کرینگے انتہیٰ پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر
مین اُسکی گنجایش نہین اور سوا اسکے اِن مناقب کو مقلدین سُنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور
منکرین کے دل آتش حسد سے داغ داغ ہونگے ؎ اندکی با تو بگفتم و بدل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ؛ **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر

چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپس مین متعارض ہین وہان امام اعظم نے اس حدیث پر
عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل
غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر امام اعظم نے عمل نہین کیا اور وہ بہ نسبت اُن
حدیثون کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ ہین اور احتیاط بھی اُنھین پر عمل
کرنے مین ہی موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی
یہ محض معترض صاحب کی مغالطہ دہی ہی بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط
کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہو اُن مین احتیاط اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہی
معترض صاحب کے فہم کے قربان جائیے یہ تو آپ کی مطلب دانی ہوا اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ع
تو خودی نشنوی بانگ دہل را * پر رموز سر سلطان را چہ دانی *: مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے
سوا سو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل کر دیے ہین حال آنکہ محققین حنفیہ اُن
اعتراضون کی پہلے ہی دھجیان اُڑا چکے ہین اب سنیئے کہ حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے
زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اِس حدیث پر بوجہ نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا تو خیر
معترض صاحب کو تو حال اُنکا معلوم ہو گیا ہوگا اُنھون نے صحیح حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر
عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور پھر مزیدے بران جھٹ طعن پر بھی کمر باندھ لی اور اگر اب تک
قیس کی اُنکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب[1] التہذیب مین لکھا ہی قَیْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ
عَلِیٍّ الْحَنَفِیِّ الْیَمَامِیُّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّالِثَۃِ وَہِمَ مَنْ عَدَّہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ یعنی قیس بن
طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے اُنکو صحابہ سے شمار کیا ہی اُسنے
وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی[2] مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَدْرٍ ہُوَ
اَصَحُّ وَاَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی
انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اُنکو صدوق نہ کہتے اور ترمذی اُنکی حدیث کو
جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے اُستاذ ہین اور احادیث
کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح نہ دیتے اور علامہ
زیلعی نے تبیین[3] الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِیْثُ بُسْرَۃَ ضَعَّفَہٗ جَمَاعَۃٌ حَتّٰی قَالَ یَحْیَی بْنُ

ترجمہ: تو خود نشنوی بانگ دہل را / رموز سر سلطان را چہ دانی

[1] تقریب التہذیب ... [2] جامع ترمذی ... [3] تبیین الحقائق ...

مَعِين ثَلَاثَةُ أَحَادِيثَ لَمْ تَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ مَسِّ الذَّكَرِ
وَلَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَ
إِسْحٰقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اُسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ یحیی بن
معین نے کہا ہے کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث مس ذکر کی اور
حدیث لانکاح الا بولی کی اور حدیث کل مسکر حرام کی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسی کے امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہے انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح
ہے اسکو مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث اُنکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتون کے اُسکو
صحیح کہا ہے اور قیس بن طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہے هٰذَا حَدِيثٌ مُسْتَقِيمُ الْإِسْنَادِ
غَيْرُ مُضْطَرِبٍ فِي إِسْنَادِهِ وَمَتْنِهِ بِخِلَافِ حَدِيثِ بُسْرَةَ لِأَنَّ فِيهِ اضْطِرَابًا یعنی یہ حدیث
مضبوط اسناد کی ہے نہیں اضطراب ہے اسناد اور اسکے متن مین برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اُسکی اسناد اور
متن مین اضطراب ہے انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہے کہا اُنھون نے حَدِيثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا
أَثْبَتُ مِنْ حَدِيثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ یعنی حدیث طلق کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے
حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور بسرہ کی حدیثین
شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہے چنانچہ خلاصہ اُسکا یہ لکھا ہے وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ
حَدِيثُ بُسْرَةَ مَعْلُولٌ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ هُوَ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ مَعْلُولٌ یعنی ہر صورت سے
حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہے اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہے انتہی اور
علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے
صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت
سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی
حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین ان سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ
تفصیل اُنکی بنایہ کے لواحق نواقض وضو سے ملاحظہ فرما لیجیے اور اسی کے قائل ہین عمر رض اور علی رض
اور ابن عباس اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء
اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہے

قال امام اعظم رحمہ اللہ کہتے ہیں کے جھوٹھے باسن کو تین بار دھونے کے قائل ہین الخ **اقول**
یہ حدیث منسوخ ہی چنانچہ بحث اسکی خوب شرح وبسط سے صفحہ ۶۳ مین ہم بیان کر آئے ہین
قال امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول**
بحث اسکی صفحہ ۶۴ مین مفصلاً مذکور ہوئی یہان کوئی حاجت مکرر بیان کرنے کی
نہین ہی ع سخن گرچہ دلبند وشیرین بود ٭ سزاوار تصدیق وتحسین بود ٭ چو یکبار گفتی مگو باز پس ٭
کہ حلوا چو یکبار خوردند وبس ٭ **قال** امام اعظم نماز کے اندر وضو کے ٹوٹنے سے
اُس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنے کے قائل ہین حال آنکہ اس باب مین حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق
رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ
تمام فقہ کی کتابون مین استیناف افضل لکھا ہی ہان واجب نہین جانتے پس اگر احتیاط نہ کرتے تو
افضل کیون کہتے اور مسک الختام مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا ہین
کوئی حدیث علی بن طلق کی سوائے اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی
سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی ابن قطان نے بایںطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی
اسی طرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ بنائے صلوۃ کی حدیث
ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی اور اسی طرح عمر رض اور علی رض اور ابو بکر صدیق
اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض سے موقوف روایت کی ہی اور علقمہ اور طاؤس اور سالم بن
عبد اللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی ان کے
اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کرتی ہی اقتدا ان لوگون کی اور استیناف اسواسطے افضل ہی
تاکہ نماز خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جائے انتہی اور مسک الختام مین ہر حال
ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک غلط ہی
بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اُس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقص ہی اور شوکانی نے کہا ہی
اس باب مین ایک جماعت صحابہ سے روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی

حدیث ہین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق اپنے مذہب کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک
بلکہ جمہور علما کے نزدیک سوائے بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ تشریح اسکی صفحہ ۲۳۹ مین
بتفصیل تمام گذر چکی علاوہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین
بہرحال اس حدیث کو بھی ترجیح ہی جیساکہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہی

قال امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کے قائل نہین حالانکہ اس باب
مین یہ دو حدیثین صحیح موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ کی حدیث
سے منسوخ ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَاَجَابُوْا عَنْ حَدِيْثِ الْوُضُوْءِ مِمَّا
مَسَّتْ بِجَوَابَيْنِ اَحَدُهُمَا اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَهُوَ حَدِيْثٌ
صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَهْلِ السُّنَنِ بِاَسَانِيْدِهِمُ الصَّحِيْحَةِ
وَالْجَوَابُ الثَّانِيْ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْوُضُوْءِ غَسْلُ الْفَمِ وَالْكَفَّيْنِ ثُمَّ اِنَّ هٰذَا الْخِلَافَ الَّذِيْ
حَكَيْنَاهُ كَانَ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ ثُمَّ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ
بِاَكْلِ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ یعنی جمہور نے اس حدیث اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ کے دو جواب
دیے ہین ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہی جابر کی حدیث سے کہا اُنھون نے آخر دو امرون کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اُس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی روایت
کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی وغیرہ اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ مراد وضو
سے دھونا مُنہ اور ہاتھونکا ہی پھر یہ خلاف جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تھا پھر علمانے بعد اسکے
اس بات پر اجماع کرلیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی شئ کے کھانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے
مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اختلاف کیا ہی علمانے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اسطرف
گئے ہین کہ اُس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاے راشدین ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض
یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض اور ابوالدردا اور ابوطلحہ اور عامر بن ربیعہ
اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب
اُنکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امرون کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اُس چیز سے کہ جسکو آگ نے مس کیا انتہی پس
ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہی کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا اور صریح
حدیث ناسخ اُسکی بھی موجود ہی پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہی ہان اگر کوئی احتیاطاً وضو
کرے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت ظاہر ہے
قیامت تک بھی از قبیل محالات ہی ہان البتہ اعتراض لا یعنی اور ایراد بے معنی کرنا ان لوگون کی
قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوی کرو تو اپنے مدعا کا اثبات
بھی لازم سمجھو ورنہ اس بے استعدادی پر مناظرہ نکرو ع نگفتی ندارد کسی باتو کار؛ ولیکن چو گفتی
دلیلش بیار؛ بلکہ خود جابر رض جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہتے
ہین غرض حنفیہ پر کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی

قال امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حالانکہ یہ بات
خانہ کعبہ کی تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین
روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نماز
پڑھی جاوے سات جگہہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے
اِلَّا اَنَّہُ یُکْرَہُ لِمَا فِیْہِ مِنْ تَرْکِ التَّعْظِیْمِ وَقَدْ وَرَدَ النَّھْیُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یعنی مگر مکروہ ہی بسبب اسکے کہ اسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اُس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہی اسی طرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ
نے اس حدیث نہی کو باب کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع
مین نماز مکروہ ہی البتہ اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسی طرح مقبرہ اور
رستہ اور حمام مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف
ہی چنانچہ ترمذی نے کہا ہی حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ اِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِذَالِکَ الْقَوِیِّ وَقَدْ تُکُلِّمَ فِیْ زَیْدِ بْنِ
جُبَیْرَۃَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام
کیا گیا ہی باعتبار حافظہ اُسکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہونچانی چاہیے تھی اور
پھر یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہیت اُنکے نزدیک جائز ہی

یانہین معترض صاحب نے سب کو بالاے طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات
اہل درمعقولات دینے کو طیار اور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی حجت گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہین یہ سب کج فہمی اور ناانصافی آپ کی لامذہبی کے بدولت حاصل ہوئی ہی سے ہر خس وخار
کہ در راہ نمودی دارد ہ آخر ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست ہ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابون کے مسائل کو برا جانتے
ہین بلکہ بعض لوگ انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطے کو معترض صاحب نے حنفیہ کی طرف
کیون نسبت کیا خود مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھوٹتی ہی سے
خوی بد در طبیعتی کہ نشست ہ نرود جز بوقت مرگ از دست ہ **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود
مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہی الخ **اقول**
یہ دونون مسئلے محض بے اصل ہین ہرگز قابل اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب میر بھوپال جن کے
قول کو معترض صاحب کا نوحی من السماء سمجھتے ہین اپنی کتاب کشف[1] الالتباس مین لکھتے ہین

یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنیز وغلام کا شرع مین ہی محض بے اصل ہی اسلیے کہ علی الاطلاق

عدم اعتبار ان کے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور مخالف قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور

وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے سے مثل الذباب یراعی موضع الزلل ہ کوئی کام سوائے

عیب بینی کرام نہین ذرھم فی طغیانہم یعمھون انتہی **قال** مسئلہ سوم اور ایک مردود
مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کہ احیاء العلوم مین لکھا ہی الخ **اقول**
یہ حکایت بلاسند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہی
علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین لکھی اور حنفیہ کی طرف سے
یہ جواب ہی کہ انکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر
چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول** اسکا جواب
بھی صفحہ ۲۶ مین ہم بیان کر چکے ہین **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر
چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول** قاضی خان نے
یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی

[1] کشف الالتباس

فایدہ مغالطہ ابو الفضل کا ... خان خفیہ ... الخ

کشف الالتباس صفحہ ۶۶

وفی ... ابو یوسف ... قاضی خان ... اولاد ... امام ابو یوسف ... کی

اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِی الْقِدْرِ مَكَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِيْظًا فَالْكُلُّ لَا يَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ يُغْلٰی ثَلٰثًا لَا يُؤْخَذُ بِهٖ كَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ فِی الْخَمْرِ لَا يَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانے والا ہانڈی مین سرکہ کی جگہہ شراب غلیظ ڈال دے پس سب کبھی پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اُسکو تین بار جوش دیا جائے سو وہ قابل اعتبار کے نہین اسی طرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اِس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی اسلیے کہ کوئی حدیث اِسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی چنانچہ اسکا جواب بھی صفحہ ۶۴ مین گذر چکا اور اِسی مسئلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اسکے پاک ہونے مین کچھ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہین **قال** مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الخ **اقول** اسکا جواب بھی صفحہ ۶۴ مین مذکور ہی اور **جواب** مسئلہ ہشتم کا تا مسئلہ دوازدہم یہ ہی کہ انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین مگر معترض صاحب کو مشکل پڑے گی اس لیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اِسی وجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی **قولہ** مسئلہ سیزدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کی طرف سے جواب اسکا صفحہ ۲۴۴ مین لکھ چکے ہین بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان اسکی خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسئلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث صفحہ ۲۳۸ مین مفصل مذکور ہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اُنکا عمل اسپر نہین بلکہ صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اِسکا صفحہ ۲۵۱ مین گذر چکا **قولہ** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث بتفصیل صفحہ ۲۴۸ مین گذر چکی مکرر لکھنے کی کوئی ضرورت نہین **قولہ** مسئلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا وہی ہی جو صفحہ ۲۴۳ مین مفصل ہم بیان کر چکے **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کر دیا ہی اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہی کہ کسی حدیث کے یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلے مین

کچھ بھی چون و چرا کرنا نہیں اسلیے کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں اُس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا
چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہی اور کسی حدیث میں کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہیں پائی جاتی ہی
مسلم میں ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہا اُنھوں نے سنا مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہی
اور ترمذی میں ہی اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا سو تحقیق وہ پاک
ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس حنفیہ تو امام صاحب کو اس حدیث کا
یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن میں اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ آیا ہی اس سے تخصیص کر لیجائیگی
کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہی لحم نہیں اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہیں اور حدیث مین
عمومیت تو موجود ہی ہی اور کسی حدیث میں تخصیص نہیں پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض
محض بیجا ہی ظاہریہ کو مشکل پڑ گئی کیونکہ وہ کلیہ انکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے
معنی نہیں سمجھتے تھے جو آپ نے ہر کھال مین دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلے گا پس
ضرور ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کی طرف ضمیر پھیریں گے اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے
گو قاعدہ کلی انکا باقی نرہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے ہیں اسکا جواب معترض صاحب
کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھین کہ اس سوء فہمی پر یہ دعوے
حدیث دانی کس برتے پر تتا پانی ؎ عاشق ہوئے ہیں یار کے ہم کس امید پر ؛ جز آہ نارسا کوئی
ساماں ہی نہیں ؛ **قولہ** مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست و دوم الخ **اقول** مسئلہ کسی حدیث کے
مخالف نہیں پس اعتراض بیجا ہی **قولہ** مسئلہ بست و سوم الخ **اقول** بحث اسکی صفحہ ۲۲۴ و صفحہ ۲۵۱
میں ذکر ہو چکی ہی **قولہ** مسئلہ بست و چہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہیں
قولہ مسئلہ بست و پنجم و ششم الخ **اقول** حد بوجہ شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ صفحہ ۲۲۴
و صفحہ ۲۱۵ میں تفصیل اسکی بھی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** آہیں تو اشد کراہیت
موجود ہی اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول**
یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہیں **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا

ف کان یوسف یقول اذا حفر الرجل بالغ یا بعض … مسلم صفحہ ۱۳۸ مشکوۃ صفحہ ۳۱۷ فتح القدیر کتاب الحدود
فاعلم ان الحد یسقط بالشبہۃ …

اقول حالت اضطرار تمام حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہی جو کر ردالمحتار شرح درالمختار مین لکھا ہی الخ جب خوف جان ہوتا ہو تو حرام تو در کنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسی طرح جو دوا حرام ہو اگر اُسمین شفا منحصر ہو اور کوئی القاے جان کے واسطے دوا میسر نہو تو اُسوقت اُسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت فقط فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ کو حدیث اِسْتَنْزِہُوا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہریہ کے نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین اُنکو تو اعتراض ہمپر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے سابقًا حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلاضرورت بھی اُنکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات سے اعراض اور دوسرون پر اعتراض ؎ لامذہبون مین شرم کا کچھ بھی اثر نہین ۞ ہی اعتراض اور وہ نیز اپنی خبر نہین ۞ چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ یعنی براء بن عازب سے روایت ہی کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب مین اُس چیز کے کہ کھایا جائے گوشت اُسکا انتہی اور جابر رض کی روایت مین ہی مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ یعنی جس شے کا گوشت کھایا جاوے پس نہین کچھ مضایقہ اُسکے پیشاب مین انتہی اسی وجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ اور بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک حدیث اسی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہو گیا نہ کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبان کو رد و قدح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی بلادلیل معقول کے لاکھ ٹین ٹین کرو اور آپ اپنے منہ میان مٹھو بنو ہم ایک نہ مانین گے بلکہ تمکو بھول کو جانینگے ؎ یاوہ گویون کی نہ باتو نکا کرے کوئی یقین ۞ کیونکہ یہ جھوٹ سے کردیتے ہین سبکی تسکین ۞ ہین دغل سب کے سب اور سکا ہی سب علم و عمل ۞ لغو و بیکار محض فعل ہین انکے ہمگین ۞ **قولہ** مسئلہ سلی م الخ **اقول**

حاشیہ: حفیظ ... (حاشیہ ناخوانا) ... ۱۲

ردالمحتار مین لکھا ہی ذکرہٗ الفخر الرازی فی تفسیر سورۃ المؤمنین یعنی اس قول کو امام
فخرالدین رازی نے تفسیر سورہ مومنین مین لکھا ہی انتہی اس عبارت کے بعد لکھا ہی قلت و
مفادہٗ انہا افضل من الاقتداء یعنی مین کہتا ہون کہ مفاد اسکا یہ ہی کہ امامت اقتدا سے
افضل ہی انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہین معلوم ہوتا
غالبًا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہوگا اسکے نقل کرنے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہین آتا
حنفیہ کے نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیشک جھڑکا ہی اور شافعیہ کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی ولکلٍ وجہۃٌ علاوہ اسکے
اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرے تو کوئی مضایقہ بھی نہین معترض صاحب نے مطلق مسائل
نقل کردیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہین کی پس ہمکو بھی زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہین فقط
اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہین ومن ادعی فعلیہ البیان اور پھر
معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہین محض غلط ہی چند مسائل تمام عمر مین
بکمال جانفشانی اور تلاش واستعانت غیر مقلدین سے جیسے کچھ اُنھون نے لکھے ہین اسی سے اُنکے
علم اور فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگون کی مدد سے صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثین پڑھکر
عامل بالحدیث ہوگئے اور اجتہاد سراپا فساد کا دم بھرنے لگے ع گدا چون یافت روزی خویش را
داند سلیمانی ؛ برای مور سنگ آسیا تخت روان باشد **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول اور جامع ہی
ہزارہا علما اُسپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اسکے روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہین اور آجتک
اُسکے کسی مسئلے پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا ہی لیکن حدیث پر چلنے والے اسکو نہین مانتے ہین
اور اسکی اکثر حدیثون کو ضعیف اور بعض کو مردود اور خانہ ساز بتلاتے ہین سو جواب یہ کہ علماے
محققین مین سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہین سمجھتا اور نہ اسکے سب مسائل پر کوئی شخص
عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اسکو مقبول بھی کہتے ہین اور اسکے تمام مسائل پر عمل کرنا بھی
صحیح جانتے ہین لہٰذا **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض پہونچتا کہ ان حدیثون کی نسبت
علامہ عینی یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتے اُنھون نے تو فقط لفظون کی نفی کی ہی

کہ یہ حدیث ان لفظون سے نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سوا اسکے حنفیہ خود قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی انمین تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اُسپر عمل کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث اول الخ **اقول** عینی مین لکھا ہی ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِھٰذَا اللَّفْظِ لَمْ یُخَرِّجْهُ اَحَدٌ وَّاِنَّمَا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَغَیْرُہٗ وَلَفْظُهٗ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْهِ یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا بلکہ ابوداود وغیرہ نے جو روایت کی ہی اُن کے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اُس شخص کا جو اللہ کا نام نہ ذکر کرے انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ دونون کے معنون مین کیا فرق ہی بلکہ معنی تو ایکسے ہین البتہ الفاظ کا فرق ہی پھر اسکے کیا معنی کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجیب النصاف ہی ملا علی قاری شرح مسند امام کے خطبے مین لکھتے ہین محصلہٗ اَنَّهٗ لَمْ یُجَوِّزِ الرِّوَایَةَ بِالْمَعْنٰی وَلَوْ کَانَ مُرَادِفًا لِلْمَبْنٰی خِلَافًا لِلْجُمْهُوْرِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ فَاِنَّهُمْ جَوَّزُوْا الرِّوَایَةَ بِالْمَعْنٰی لَا سِیَّمَا عِنْدَ نِسْیَانِ الْمَبْنٰی یعنی حاصل یہ ہی کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو برخلاف جمہور محدثین کے پس تحقیق انھون نے جائز رکھا ہی روایت بالمعنی کو خصوصًا وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے نزدیک مطلقًا روایت بالمعنی جائز ہی خاصکر اُسوقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین روایت بالمعنی موجود ہی ورنہ ایک قصے مین راویون کے الفاظ مختلف نہوتے حال آنکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹ دھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے عیبون کو چھپا دین اور دوسرون پر الزام لگا دین ؎ سن لے او کاذب کج فہم ذرا دھیان سے بات + جو مسلمان ہین کہتے ہین وہ ایمان سے بات + ہٹدھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی + لاکھ سمجھاؤ یہ سنتا نہین تو کان سے بات + **قولہ** حدیث دوم الخ **اقول** عینی مین ہی وَمَا وَرَدَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَالَّذِیْ وَرَدَ ھُوَ مَا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ف احادیث ہدایہ کو موضوع کہنے کے جوابات

ف جب روایات بالمعنی جائز ہی تو پھر بوجہ تغیر الفاظ کے احادیث ہدایہ پر طعن بیجا ہی

خَلِّلُوْا اَصَابِعَکُمْ لَا یُخَلِّلُهَا اللّٰهُ بِالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ
وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ یُخَلِّلْ اَصَابِعَهٗ بِالْمَاءِ خَلَّلَهَا اللّٰهُ
بِالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَفِی الْبَابِ عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صُبْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ وَّ
عُثْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی نہین وارد ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی
ہر وہ ہر کہ جسکو دارقطنی نے اپنی سنن مین ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہر کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خلال کرو اپنی انگلیون کا نہین خلال کریگا اُن مین اللہ آگ کے ساتھ قیامت کے دن
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
شخص نہ خلال کریگا اپنی انگلیون کا پانی کے ساتھ تو خلال کریگا اللہ تعالیٰ اُنکا آگ کے ساتھ
قیامت کے دن اور اِس باب مین حدیثین لقیط بن صبرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور
عثمان اور عبداللہ بن مسعود رض سے بھی مروی ہین انتہیٰ اسی طرح ان دونون مین گو الفاظ کا کچھ فرق ہر
مگر مطلب دونون کا ایک ہر معترض صاحب نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہین کی
واہ کیا دیانت و امانت ہر آخر فریب اور دھوکے کی بات کھل گئی ع گرش نہفتہ کنی درمیان
صد حکیسہ ٭ خرد زرور نشان مے دہد کہ کافورست ٭ **قولہ** حدیث سوم الخ **اقول** عینی مین ہر
هٰذَا الْحَدِیْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَمْ یُخَرِّجْهُ اَحَدٌ وَلٰکِنَّ الْاَئِمَّةَ السِّتَّةَ اَخْرَجُوْهُ قَرِیْبًا مِّنْهُ
فِیْ کُتُبِهِمْ مِنْ حَدِیْثِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی فِیْ طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ
وَشَانِهٖ کُلِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِی الطَّهَارَةِ وَاَبُوْدَاوُدَ فِی اللِّبَاسِ
وَالْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ فِی الصَّلٰوةِ وَاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ حَبَّانَ
وَلَفْظُهٗ کَانَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فِیْ وُضُوْئِهٖ حَتّٰی فِی التَّرَجُّلِ وَالْاِنْتِعَالِ
یعنی اِس حدیث کو اِن الفاظ سے کسی نے روایت نہین کیا ہر لیکن چھون اماموں نے اپنی
کتابون مین قریب اسکے روایت کی ہر حدیث مسروق سے روایت ہر عائشہ رض سے کہا اُنھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی مین
یہانتک کہ اپنے وضو مین اور جوتیان پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور کل حال مین اپنے

کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت مین اور ابوداؤد نے لباس مین اور بخاری اور ترمذی نے صلوٰۃ مین اور الفاظ اُن کے قریب قریب ہین اور ابن حبان نے جو روایت کی ہی اُسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے تیامن کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہانتک کہ کنگھی کرنے مین اور جوتیان پہنے مین انتہٰی اس حدیث مین بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہی مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہی ہے آنکھین جدا جدا ہین مگر نور ایک ہی **قولہ** حدیث چہارم الخ **اقول** عینی مین ہی هٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ لَا ذِكْرَلَهٗ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَاسْتَدَلَّ الشَّافِعِيُّ وَمَنْ تَبِعَهٗ فِيْمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ بِاَحَادِيْثَ مِنْهَا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَاءَ فَغَسَلَ فَمَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اَلَا تَتَوَضَّأُ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ فَقَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ مِنَ الْقَيْءِ یعنی یہ حدیث غریب ہی نہین ذکر اُسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اُنکے مقلدون نے اسمین کئی حدیثون سے استدلال کیا ہی بعض اُنکی وہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے قی کی پس دھو یا مُنہ اپنے کو پس کہا گیا آپ سے کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہین کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی انتہٰی آپ غور فرمایئے کہ صاحب ہدایہ نے اگر یہ کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے قی کی اور وضو نہین کیا اسمین کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط مُنہ دھو لیا تھا جس بات مین امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین دقت ہوتی تو مناسب تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو جیسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہی اسی طرح مختصر حدیث بیان کرنی بھی جائز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَالصَّحِيْحُ الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ الْجَمَاهِيْرُ وَالْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْاُصُوْلِ التَّفْصِيْلُ وَجَوَازُ ذٰلِكَ مِنَ الْعَارِفِ اِذَا كَانَ مَا تَرَكَهٗ غَيْرَ مُتَعَلِّقٍ بِمَا رَوَاهُ بِحَيْثُ لَا يَخْتَلُّ الْبَيَانُ وَلَا يَخْتَلِفُ الدَّلَالَةُ بِتَرْكِهٖ یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور اور محققین اصحاب حدیث و فقہ و اصول ہین اسمین تفصیل ہی اور پہچاننے والے سے جائز ہی جبکہ وہ شی جسکو اُسنے ترک کر دیا ہی غیر متعلق اُس سے ہو جسکو اُسنے روایت کیا ہی بایںطور کہ بیان مختل نہو جاوے اور دلالت اُسکے چھوڑ دینے سے مختلف نہو انتہٰی **قولہ** حدیث پنجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ وَاِنَّمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

وَالتِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَلَفْظُہٗ اَنَّ الْوُضُوْءَ لَا یَجِبُ اِلَّا عَلٰی مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّہٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ وَالدَّارَقُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ وَرَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ وَلَفْظُہٗ لَا یَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ نَامَ جَالِسًا اَوْ قَائِمًا اَوْ سَاجِدًا حَتّٰی یَضَعَ جَنْبَہٗ فَاِنَّہٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابوداؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت کی ہی اسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اُس شخص پر جو سوئے کروٹ پر لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو جوڑ اُسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین اور لفظ اُسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اُس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدے مین سو جاوے یہانتک کہ رکھے پہلو اپنا کہ جب وہ لیٹ جاتا ہی کروٹ پر تو جوڑ اُسکے ڈھیلے ہو جاتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ نے بعینہ معنی حدیث کے ادا کیے ہین کچھ فرق نہین الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب کوسون دور ہو جاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہاے مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہی ؎ گرو نہ نالہ موزون ہزار کی صورت ؛ بغیر فقہ نہین اعتبار کی صورت ؛ **قولہ** حدیث شش الخ

اقول کہا علامہ عینی نے لَمْ یَذْکُرْ اَحَدٌ مِّنَ الشُّرَّاحِ اَصْلَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ وَاِنَّمَا قَالَ الْاَتْرَازِیُّ وَتَبِعَہُ الْاَکْمَلُ بِدَلِیْلِ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللّٰہ عنہم عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّہُمَا فَرْضَانِ فِی الْجَنَابَۃِ وَنَفْلَانِ فِی الْوُضُوْءِ وَلَفْظُ الْاَکْمَلِ سُنَّتَانِ فِی الْوُضُوْءِ وَقَالَ السُّرُوْجِیُّ وَاَمَّا قَوْلُ صَاحِبِ الْہِدَایَۃِ بِدَلِیْلِ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّہُمَا فَرْضَانِ فِی الْجَنَابَۃِ وَسُنَّتَانِ فِی الْوُضُوْءِ فَلَا نَعْرِفُ قُلْتُ رَوَی الدَّارَقُطْنِیُّ ثُمَّ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہِمَا مَا یُقَارِبُ ذٰلِکَ مِنْ حَدِیْثِ بَرَکَۃَ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِیِّ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ اَسْبَاطٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَضْمَضَۃُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ لِلْجُنُبِ ثَلٰثًا فَرِیْضَۃٌ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَلَفْظُہٗ قَالَ

جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ لِلْجُنُبِ ثُلُثَیْ فَرِیْضَةٍ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ مُرْسَلًا وَقَالَ الشَّیْخُ تَقِیُّ الدِّیْنِ بْنُ الْاِمَامِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ مَوْصُوْلًا مِنْ غَیْرِ حَدِیْثِ بَرَکَةَ یعنی نہین ذکر کی کسی نے شراح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی ہان اتراز ی اور اکمل نے کہا ہی بدلیل اسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین نفل ہی اور لفظ اکمل کے وضو مین دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہون مین سد قطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہی حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اُنھون نے یوسف بن اسباط سے اُنھون نے سفیان سے اُنھون نے خالد حذاء سے اُنھون نے ابن سیرین سے اُنھون نے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے دو ثلث فرض کے ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اسکے یہ ہین کہا گردانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے سفیان ثوری سے اُنھون نے خالد حذاء سے اُنھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب کے مغالطہ اور دھوکے کو غور کرنا چاہیے کہ فقط لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ ذکر کر دیا وَاَنْتُمْ سُکَارٰی چھوڑ گئے جیسے خود حدیث مین خلط ملط کر دیتے ہین اور حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرون پر اتہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کر دیا اور علامہ عینی کی تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی ہی تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہی بعضون کی تلاش قاصر ہوتی ہی تو انکو پتا نہین لگتا دوسرے اُسپر آگاہ کر دیتے ہین مگر معترض صاحب بھی صیغہ امانت اور دیانت مین بھرتی کرنے کے قابل ہین ایسی جگہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیث اور قرآن مین کتمان حق پر بڑی وعید وارد ہی سب بالاے طاق رکھدیتے ہین امام صاحب ور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ سچ ملاکے

ف کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہی اور وضو مین سنت

ف مؤلف ظفر کی چالاکی اور دھوکے بازی قابل دید

بیان کرنا ممکن ہی دریغ نہین کرتے اور اس مغالطے کے شرح جواب مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ بھی
واقف ہو جائین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس مٹی کی آڑ مین کیا کچھ گل
کھلا رہے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار ایسی فریب و دروغ کی باتون پر خدا کی مار اور رسول کی
پھٹکار معترض صاحب کے ہتھکنڈون کو یار لوگ خوب جانتے ہین اور انکی بناوٹی باتون کو خوب
پہچانتے ہین ؏ کی بناوٹ بہت سی باتون مین ۔ پر کہین چھپتی ہی بنائی بات ۔ **قولہ** حدیث ہفتم الخ
اقول کہا علامہ عینی نے لم یثبت ھذا الحدیث بھذا اللفظ الا ان ابن ماجۃ رواہ
من حدیث ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طھور
لا ینجسہ الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے
مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابو امامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی
پاک ہی نہین ناپاک کرتی اسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اسکی بو اور مزے اور رنگ پر غالب آجائے
انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف سے اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے الفاظ سے
بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ متغیر لایا ہی **قولہ** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی نے لم یذکر ھذا فی کتب الاحادیث المشھورۃ غیر ان السغناقی
ذکر فی شرحہ رواہ ابو علی الحافظ السمرقندی باسنادہ ولکن فیہ عن انس عن
النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال الی آخرہ وتبعہ الاکمل فی ذلک حیث نقلہ
فی شرحہ ھکذا وقال صاحب الہدایۃ لذا امر النبی علیہ السلام بذلک فی روایۃ
انس رضی اللہ عنہ یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث حدیث کی مشہور کتابون مین مگر سغناقی نے اسکو
اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اسمین
انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین انکی
اتباع کی ہی اسلیے کہ اسکو اپنی شرح مین اسی طرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب ہدایہ نے اسی طرح حکم
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے روایت انس رض مین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب
نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اس حدیث کا پتا لگتا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی
شبہہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت موجود ہی **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے

فائدہ [illegible]

فائدہ [illegible]

قُلْتُ حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَمْ يُرْوَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ وَاِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ اَبِيْ عَامِرٍ الْجَزَّارِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ جَاءَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہین روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یون روایت کی ہو کہا اُنھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونون موزون پر مسح کیا اور داہنے ہاتھ کو داہنے موزے پر رکھا اور بائین کو بائین موزے پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایک بار گویا کہ مین دیکھ رہا ہون انگلیون کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزون کے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے بیان مین تھا اُسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح مین چونکہ اور حدیث کی ضرورت نہ تھی اُسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہین چنانچہ حدیث چہارم کے جواب مین شارح مسلم کی عبارت ہمنے نقل کردی ہی **قولہ** حدیث دہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا لَهٗ اَصْلٌ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ وَلٰكِنْ مَا رُوِيَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَرَوَى الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ فِيْ كُتُبِهِمْ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ مِّنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهٖ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا يُصِيْبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ تَحُتُّهٗ ثُمَّ تَقْرُصُهٗ ثُمَّ تَنْضَحُهٗ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرُصِيْهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ وَاِنْ رَاَتْ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْمَاءِ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ يُرَ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَرَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْجَارُوْدِ فِيْ كِتَابِ الْمُنْتَقٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ حُتِّيْهِ وَاقْرُصِيْهِ بِالْمَاءِ وَاغْسِلِيْهِ وَصَلِّيْ فِيْهِ وَرُشِّيْهِ بِالْمَاءِ

یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیث مین ہی لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور

حدیث دہم کا جواب

روایت کیا ہی ایمہ ستہ نے اپنی کتابون مین اور الفاظ مسلم کے ہین حدیث ہشام بن عروہ سے
کہا اسماء بنت ابوبکر رضی نے آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا
کہ ہم مین سے کسی کے کپڑے پر خون حیض کا لگجاتا ہی کیا کرے فرمایا اُسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اُسکو
دھو ڈالے پھر اُس سے نماز پڑھے اور ایک روایت مین ابوداؤد کی ہی کھرچ تو اُسکو پھر پانی سے مل اُسکو پھر دھو اُسکو اور ایک روایت مین
ابوداؤد کی ہی اگر وہ خون دیکھے تپس چاہیے کہ کچھ پانی سے اُسکو ملے اور چاہیے کہ دھووے اُسکو جب تک اثر اُسکا معلوم نہو اور نماز پڑھے
اُس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی مین اور اُنکی روایت مین ہی چھیل تو اُسکو اور مل تو اُسکو پانی سے اور دھو تو اُسکو اور نماز
پڑھ اُس سے اور اُسپر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون
بعینہ ادا کیا ہی مگر معترض صاحب فقط ایک ہی ٹکڑے پر اکتفا کر کے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث
یا زوہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
فِي التَّحْقِيْقِ وَالْحَنَفِيَّةُ يَحْتَجُّوْنَ عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ بِحَدِيْثٍ رَوَوْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ اِغْسِلِيْهِ اِنْ كَانَ رَطْبًا وَافْرُكِيْهِ اِنْ كَانَ يَابِسًا قَالَ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ
لَا يُعْرَفُ وَاِنَّمَا رُوِيَ نَحْوُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ قُلْتُ عَدَمُ الْمَعْرِفَةِ مِنْهُ اَوْ مِنْ غَيْرِهٖ
لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ مَعْرِفَةِ غَيْرِهٖ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْحَدِيْثِ فِي الصِّحَاحِ وَقَدْ رَوَى مُسْلِمٌ وَ
الْاَرْبَعَةُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِيْ ثَوْبِهٖ وَقَالَتْ اَيْضًا كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ
وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا كَانَ رَطْبًا وَاَفْرُكُهٗ اِذَا كَانَ يَابِسًا یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے
کہ حنفیہ حجت پکڑتے ہین منی کے ناپاک ہونے پر اُس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اُسکو اُنھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی یہ کہ فرمایا آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دھو تم اُسکو اگر ہو تر
اور کھرچ ڈالو اُسکو اگر ہو خشک اور یہ حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رض سے مروی ہی
کہتا ہون مین کہ ابن جوزی وغیرہ کا نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حالانکہ اصل اس حدیث کی

صحاح مین موجود ہو اور مسلم اور ترمذی اور نسائی او رابن ماجہ اور ابو داؤد نے حدیث عائشہ رضہ سے
روایت کی ہو کہ مین پاکی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو
تشریف لیجاتے اور وہ بہ پانی کے کپڑے مین ہوتے اور بھی کہا انھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اُس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا اسکو مسلم اور
ابو داؤد نے اور روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کپڑے سے دھوتی تھی جب وہ تر ہوتی اور رگڑ ڈالتی اسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور
علامہ ابن ہمام فتح القدیر مین اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دھونیکا
حکم دیا ہو سکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصاً اُسوقت مین
جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے
طہارت ثوب کی طرف اور تفحص کرنے حال اُسکے سے اور ظاہر تر اس سے یہ قول عائشہ رضہ کا ہو کہ مین دھوتی
تھی اسکو کپڑے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نماز کے واسطے تشریف لیجاتے اور اثر پانی
کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہو کہ آپ کو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہو
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اسوقت سبب اسکا ظاہر ہوتا ہوگا اور اسکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلاضرورت
منع فرمادیتے اسلیے کہ اسوقت پانی کا اسراف لازم آتا ہو کیونکہ اسراف بلا حاجت پانی کے صرف کو
کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلا ضرورت دھونے کی تکلیف دینی ہو علاوہ اسکے مسلم مین
عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے پھر نماز کو تشریف لیجاتے
اُسی کپڑے سے اور مین اثر دھونے کا اُس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہو یا مجاز پر محمول
ہو بانیطور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپ کے علم پر متفرع ہو انتہی

قولہ حدیث دوازدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہین بیان کیا
بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رضہ سے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہو فرمایا اُنھون نے
پاکی زمین کی خشک ہونا اسکا ہو اور محمد ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہو کہا اُنھون نے

فتح القدیر

حدیث مسلم کی عائشہ رضہ سے

جب خشک ہو جاوے زمین پس وہ پاک ہو جاتی ہو اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین روایت
کی ہو کہ ابو قلابہ رض نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اسکی ہو اور اسرار مین ہو کہ یہ حدیث عائشہ رض پر
موقوف ہو اور محمد بن حنفیہ مدینے کے فقہائے تابعین سے ہین اور ان سے روایت کی گئی ہو کہ کہا
انھون نے حسن رض اور حسین رض مجھسے بہتر ہین اور مین اپنے والد کی حدیث ان دونون سے زیادہ جانتا ہون
اور یہ اسوجہ سے کہ جب صحابہ نے انکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے
بوجہ تقریر انکی کے ہوئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپ نے اسپر
سکوت کیا پس جب ان سے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اسکا ہو اور سوائے انکے
کسی سے خلاف اسکے مروی نہین ہوا تو اسپر سبکا اجماع ہو گیا خصوصًا اسوقت کہ انکی موافقت ابو جعفر
محمد بن علی رض اور ابو قلابہ رض اور عائشہ رض نے بھی کی ہو اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلے مین
استدلال لائے ہین اس حدیث سے جسکو ابو داؤد اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رض سے روایت
کیا ہو فرمایا انھون نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین
نوجوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پس صحابہ اسپر پانی نہین ڈالتے
تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے اپنی صحیح مین بھی روایت کیا ہو انتہی اور ابو داؤد نے اس
حدیث کو باب طہور الارض اذا یبست مین لکھا ہو یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور ہو جس سے
ثابت ہوتا ہو کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہو پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہنچ گئی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا تو اب
صاحب ہدایہ سے جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منقول ہو اس سے انپر ہرگز اعتراض نہین
ہو سکتا اس لیے کہ تقریر بھی حکم مین قول ہی کے ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ انکو کہین سے یہ قول ثابت
ہو گیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر انکے نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے
تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسئلے مین انھون نے یہ بحث بیان کی ہو وہ مسئلہ
بلا ریب اتنی حدیثون سے ثابت ہو گیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہو اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
کے خلاف کہدے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہو
کہ احادیث مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اس حدیث کو

زمین خشک ہو جانے سے طاہر ہو جاتی ہے

نقل کر دیتے تھے اسی واسطے بعض الفاظ مین فرق ہوگیا ہی سو اسکا کچھ مضایقہ نہین اسلیے کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین **قولہ** حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ مَرَّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَّا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ كُلُّهٗ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ بِدُوْنِ لَفْظِ كُلِّهٖ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہی اور کسی کی حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہی کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتون کے ہی اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہی کہ ان دونون وقتون کے درمیان مین کل وقت ہی اور عبارت حدیث ابو مسعود انصاری کی یہ ہی کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہی اور عبارت حدیث ابو ہریرہ رض کی یہ ہی کہ درمیان ان دونون وقتون کے وقت ہی بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہی معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیث ہی مین موجود ہی اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہی کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہی البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يُرْوَ هٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ يُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ اسْوَدَّ الْاُفُقُ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ یعنی یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہی اس طور سے روایت نہین کی گئی بلکہ ابوداود نے یہ روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجکو خبر دی الخ اور اس حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہو جاتا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین انتہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول**

۱۰ روایت بالمعنی مین تغیر الفاظ ہو جاتا ہی اور جائز ہی نزد محدثین

کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث اس عبارت سے وارد نہین ہوئی اور یہ غریب ہی اور مبسوط مین ہی
کہ ابوہریرہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت
طلوع فجر ثانی کے ہی اور تعجب اکثر شراح سے یہ ہی کہ وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اُسکی
روایتکو ابوہریرہ رض کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ اسناد صحیح نہین ہی اور امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہی خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ کہا اُنھون نے مجموع
احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہی اور یہ اسلیے کہ ابن عباس رض اور
ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی
رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رض اور انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی
آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو
یہانتک مؤخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثون کی ہین
کہا امام طحاوی نے پس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہی لیکن تین وقتون پر
پس وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت ہی اور بعد اسکے نصف شب تک اُس سے
فضیلت مین کم ہی اور بعد نصف رات کے اُس سے بھی کم ہی انتہی اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب
کے مغالطے کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگئے بلکہ بہت
حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید مین لکھی ہین اُنکو ہمنے بوجہ اختصار نقل نہین
کیا ہی اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہی تاکہ عوام ظاہر یہ کے دھوکے اور
فریب مین نہ آجاوین ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثونکا
نام جنمین فرق الفاظ ہو معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی
اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کردیتے **قولہ** اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنے مین حیلہ سازیان
کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا سراسر جھوٹ اور بہتان صریح ہی بلکہ انھون نے
یہانتک دیانتداری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلادیے کہ ان الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور
ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے دونوں تحقیق مخالف ہی

ف آخر وقت عشا کا طلوع فجر تک ہی

ف افضل وقت عشا کا تہائی رات تک ہی

ف بوجہ اختلاف الفاظ کے احادیث ہدایہ کو موضوع کہدینا محض تعصب و نفسانیت ہی

ف خیانت مؤلف ظفر کی عبارت شرح سفر السعادت مین

معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور معترض صاحب نے عبارت
شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اُسکے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین ولیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہُ اللہ خَیرَ الجزاءِ تلافی آن نمودہ وبہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح
علامہ ابن ہمام نے اللہ انکو جزائے خیر دے تلافی اُسکی کردی ہو اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہو انتہی
اور تحصیل التعرف مین لکھتے مین وَالشَّیخُ ابنُ الھُمَامِ رَحِمَہُ اللہُ قَرَّرَ مَذھَبَ الحَنفِیِّ وَ
تَمَسَّکَ فِیہِ بِالاَحَادِیثِ حَتّٰی کَادَ اَن یُقَالَ اِنَّ الشَّافِعِیَّ مِن اَھلِ الرَّأیِ وَاَبُوحَنِیفَۃَ
مِنْ اَصحَابِ الظَّوَاھِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام رہ نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا انہیں
احادیث کے ساتھ یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جائے کہ امام شافعی اہل رائے سے ہیں اور
امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر سے ہیں انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہو کہ بعض
حدیث انکو نہین ملی پھر اسکا کچھ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہیں انکو بہت حدیثیں نہیں
ملین اور فقط اٹکل ہی سے انکو موضوع بتلادیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا انکا پیچھا کیا ہی
اور ان احادیث کو ثابت کردیا ہی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی ان احادیث کا
بنا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان دین کی طرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے
اُن مسائل کو ثابت کردیا ہی ہمکو مسائل کے ثبوت سے غرض ہی یوں تو بدگمانی ہر ایک مسئلے
کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوء ظنی کی دلدل میں پھنسکر نکلنا مشکل ہوگا ہر کہ شد
بستہ این دام بلا ؛ کی رساند بسحر شام بلا ؛ مخور این می کہ خمارش درست ؛ خدرای بادہ کش
جام بلا ؛ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہیں کہ مکہ معظمہ
میں چارون امامون کے چار مصلے جو کہ اسوقت مین موجود ہیں انکو حدیث پر چلنے والے اہل
بدعت کہتے ہیں سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ میں چارون مصلے چارون اماموں کے
علیحدہ علیحدہ سن آٹھ سو سات ہجری مین دمشق سے بیچ زمانہ فرج بن برکوک کے بنائے ہیں لیکن انکے
بنانے اور مقرر کرنے کے لیے نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلون کو
ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون
امامون کا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے کیونکر بدعت ہوسکتے ہین ہان افراط وتفریط اچھی نہین

بیان ان الفاظ وت علامہ ابن الہمام کا تحقیق احادیث بر کرنا برائے مذہب

عبارت

جس مصلے پر نماز طیار پاوے شریک ہو جاوے انتظار اپنے امام کا نہ کرے چنانچہ راقم الحروف نے
سب مصلوں پر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب اُسمین احتیاط کرتے ہین جبکہ امام مالکی یا شافعی نے
نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے کم ہو یا اُس قدر ہو وضو کیا یا پچھنے لگائے یا حنبلی نے فقط
پگڑی پر مسح کیا کیونکہ حنفیہ کے نزدیک ایسی صورتون مین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض
وہم اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ کے برابر نماز
پڑھ لیتے ہین البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خداے تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ
مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ
سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی
اسی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام خصوصًا حضرات ظاہریہ کو ایمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضرور ہی
حدیث کی تہ کو تو خوب پونہچے ہی تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپنے
اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا ہی کہ عید کی نماز سواے مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور
دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہین مصلے
کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سواے
مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہون گے تو ایک
دو اکیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس
مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز
نہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلون کے جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض صاحب نے اپنے اجتہاد سے
سب درہم برہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہ ہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے اور وہ بھی
خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف ہو جائینگے
نعوذ باللہ اجتہاد اسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے وہ ہمنے
بتلادیے کبھی نہ کبھی حضرات ظاہریہ نے اجتہاد کیا تھا اُسکو ہمنے مضحکہ مین اڑا دیا بہر حال ع عمرت
دراز باد کہ اینہم غنیمت ست ** بیضاوی مین ہی وَهُوَ اَمْرُ اسْتِحْبَابٍ رُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا نَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ

لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِكَ فَلَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ الْاَمْرُ بِرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ لِمَا رَوٰى جَابِرٌ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ عَمَدَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرٰهِيْمَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَقَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۔ یعنی یہ امر استحبابی ہی روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا یہ مقام ابراہیم ہی کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہہ نکرلین فرمایا مجکو حکم نہین کیا گیا پس آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہی کہ مراد اس سے حکم طواف کی دو رکعتون کا ہی بسبب اُسکے جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے تو قصد کیا طرف مقام ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اُسکے پڑھین اور آیت وَاتَّخِذُوْا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہی واجب نہین اور امام کے مصلے کے معنی جو معترض صاحب نے لیے ہین ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگون کو اپنے اجتہاد سے بے اعتقاد کردیا اور اپنے تئین بھی برا کہلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بے سوچے اٹکل کی ناحق نہ اڑائیے ؎ مزن بے تامل بگفتار دم ۞ نکوگوی گر دیر گوئی چہ غم ۞ بنطق آدمی بہترست از دواب ۞ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ۞ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسئلون پر عمل کرتے ہین مشکل نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسئلون کو چھوڑکر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہین الخ **اقول** معترض صاحب نے کیسے رکیک مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجز اسکے کہ انکو تقلید کی فہمایش کردین جناب من آپ آسان مسائل پر تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل نہ دیجیے جو مسائل ایمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین انکو اخذ کیجیے اور اپنی رائے سے حدیث کے مطالب کو زیب و زینت نہ بخشیے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے جسم کو تکلیف ہو اور پیر آماس کرجائین اس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپ کو ناگوار ہونے لگے گی پھر تو خاصے غیر مکلف ہوجاؤگے اتنا یاد رکھو کہ مقلد مکلف رہتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلف ہوجاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہی کہ آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہی

[illegible] مقام ابراہیم مصلی

[illegible]

[illegible]

ہمنے بحکم اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اتنی بات کہدی ہی ماننے نہ ماننے کا آیندہ تمکو اختیار ہی سعدی من اینکہ شرط بلاغ ست باتو میگویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال ٭ **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اِس مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے نہین اور ترمذی مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلیٰ ضَلَالَۃٍ وَّیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے امتی کے امت محمد اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہی اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہی جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہی جو تنہا ہوا جماعت مے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہی کہ حدیث یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر اِن حدیثون کے یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا سب گمراہ ٹھیرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اُنکے اہل بیت اور خادمون کے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو کہ امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوار اور پیادہ بائیس ہزار آدمی تھے غرض کہ مطلب اِن حدیثون کا یہ ہی کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ ہی بڑا پس اگر امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل ایک طرف تپس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہی الخ

اقول حنفیہ اس قول کو بمقابلہ ظاہریہ کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون اِمامون کے گروہ سے علٰحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا مسجد بنائی ہی یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے اِن چار مذہب کے حق ہونے مین کچھ کلام نہین جو اِن مین سے کسی کے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کے اسپر شذ وذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہریہ نے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث مین اپنی

تقلید کی تصدیق مصنف

طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حال آنکہ یہ اُن کے مذہب کے سراسر خلاف ہی کہ احادیث اور قرآن مین تاویل کیجائے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنا کیا کرین مذہب چھوٹتا ہی اپنا طریقہ خاص جو اختیار کیا ہی آخر اُسکو بھی تو نباہنا چاہیے لیکن اُنکے ان تاویلات سے کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ بیشک ۱ پر صادق آتے ہین البتہ اُنکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذّ کے معنی تو یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ ہو جائے اور یہ بات ظاہریہ پر صادق نہین آتی اِسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ایمۂ اربعہ کے بالکل برخلاف ہین مگر انکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہین یہ ہمنے ظاہریہ پر ترحم کر کے تاویل کر دی ہی ورنہ اُنکے خیالات تو اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہی اسلیے کہ تواریخ معتبرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ ناگہانی ہو گیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے مشورہ واصلاح کار کے واسطے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اُس طرف اتنے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اُس طرف والے گو بخوف جان شریک جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کارہ تھے آخر حضرت حر اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہو گئے تھے معترض صاحب کو اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کا ایک دو مسئلون مین مخالف ہونا مضر نہین اِس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہی امام شافعی درود کو نماز مین فرض کہتے ہین حال آنکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حال آنکہ جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات بھی اسمین داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا ابن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری اور اکثر محدثین کے اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اُنکو مانتے ہین اُنکے نزدیک اگر عید جمعہ کے دن واقع ہو تو فقط عید کی نماز واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اُسپر واجب نہین جانتے غرض عصر تک اُن کے نزدیک کوئی نماز نہین اور داؤد ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لَا یَبُوْلَنَّ کے جائز نہین مگر پاخانہ اسمین پھرنا جائز جانتے ہین حال آنکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسی طرح اگر کوئی برتن مین پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈال دے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے ہی قریب پانی کے پیشاب کرے اور بہکر پانی مین چلا جائے یہ صورت بھی انکے نزدیک جائز ہی

حال آنکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر نقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ ازروے قیاس کے اسی حدیث سے استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجۂ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے کی نہی سے ما ء راکد مین یہ ہی کہ اُسمین کسی طرح سے پیشاب نہ واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اِس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر قلتین کی حدیث ضعیف پر کاہی کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اِس مسئلے مین کل کے مخالف ہی پھر کیا بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ایمۂ مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہو سکتے ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے منہ آپ میان متھو بنتے ہین اور محققین اُنکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے تقلید چلا آیا ہی مستحسن ہی اور ہزارہا عارف اور قطب اور ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب کے اور علماے محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی مگر تقلید سلفون کے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ نے تو وہ نئے نئے رنگ دکھائے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی پائی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارق اجماع ہین بڑے بڑے محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نہ کرتے حال آنکہ اُنپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باانیہمہ برابر ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رائے کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر نہین کہ دین کیا چیز ہی مطلق اَن پڑھ ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت اُنھون نے کیا کیا زبانین کھولی ہین اور کیسے دلیر ہوگئے اور یون سمجھے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس زمانہ بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خداتعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل الانبیا کو بھیجا تھا اسی طرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کا سب کارخانہ پورا پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا

غیر مقلدون کے حالات اور انکے خیالات

اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہو گئین خالص حدیث پر حسب رضای الٰہی کے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو کل احادیث چھپا کر انکو میسر آیا ہی انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بےعلمی کے سب خطائین معاف کر دیجائین گی اور حضرات ظاہریہ کو طبقۂ اعلیٰ عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انھین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو حدیثین نہین ملین اور اسی طرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کے احادیث کو نہ پوہنچے تو انکے اجتہادات مخالف احادیث کے پڑے پس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کر لیتے ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہی کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی پوہنچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہی اور بہتر اتو اس مسلک کے اعظم ارکان سے یہی ہین بغیر اسکے کہ جب تک ایمۂ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنا دین عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان لعان ہی۔ وہ بڑا پکا مسلمان ہی خدائے تعالےٰ ایسے احمقونکے خیالی پلاؤ سے بچا وے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہین حالانکہ ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ٭ کین رہ کہ تو میروی بترکستانست ٭ اور ایمۂ سلف اور خلف کی شان مین وہ گستاخیان کرتے ہین کہ جنکا حد و پایان نہین پس معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ اور رسول خدا ان لوگون سے خوش نہین ورنہ انکے اطوار کی تو ضرور اصلاح ہو جاتی انکا دلی اعتقاد ہی کہ ایمہ سے غلطی ہو گئی ورنہ انکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت نکرتے اور انکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہو گی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث شریف خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ الخ و موافق آیۂ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کے واسطے ہی اور انھین کی تقلید مین راہ حق ہی ان متعصب کی باتون سے تو علم دین ہزارون کوس دور رہی ہمکو انکی کسی بات کا اعتقاد نہین پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید

ان لوگون مین صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابون اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگون کا خیالی اور
خود رائی مذہب ہی جو ہی وہ منہ بنہ ہی اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ایمہ ہین اور
یہ لوگ تو بظاہر یہ مخالف حدیث اور پابند ہوا وہوس ہین انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے
کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہی جھوٹی باتون سے ان لوگون کو کچھ باک نہین دین کی کتابون مین
اسقدر حق کو چھپایا ہی کہ جسکا کچھ حد و پایان نہین فردائے قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس
صد افسوس ظاہر مین تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا اور رسول کی محبت کا دم بھرتے ہین اور
حقیقت مین خلوص دل سے اسپر عمل نہین کرتے ہین ~~س~~ قدم باید اندر طریقت نہ دم ٭ کہ بے اصل
باشد دمی بی قدم ٭ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ
مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے خلاف نہین ہی اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اسکا باعث
یہ سمجھا جاویگا کہ اسکو مجتہدون نے بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا جواب اسکا
یہ ہی کہ اس تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور
قائل نہونا خطا کا مجتہد سے یہ مذہب معتزلہ کا ہی الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہی
کہ احتمال خطا ان سے نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہی اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی
احتمال خطا ہی فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہی اگر مجتہد عمداً
کسی حدیث کو کسی علت سے ترک کر دے اسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلہ استنباطی
اسکا مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا و صواب ہر صورت مین ہوتا ہی مخالفت اور موافقت کو اسمین کیا دخل
جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو بے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت ہی
مشق ہی بیان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی
کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا اور صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب
ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ایمہ نے بعض مسائل مین بعضے
احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کر دیا ہی اور دوسرا ماخذ اسکا قرار دیا ہی **قال** اور ایک مغالطہ
مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی

ف مسائل اجتہادیہ مین خطا و صواب دونون کا احتمال ہی مگر جانب صواب کو غلبہ ہی
کشف کید یکصد و ہیجدہم

یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابون مین بہت سی حدیثین منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثون کو
ہر شخص پہچان نہین سکتا اُنکو پہچاننا اور اُنکو سمجھنا مجتہدون کا ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی
اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہی اور اس قاعدے
سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثون کو سمجھ سکتا ہی الخ
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہریہ کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول اخیر یہ
ہرگز حجت نہین اُنکی کتاب حنفیہ کے سراسر خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنے دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا
اُسکو رد کر دیتا ہی تمام کتابون مین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ اب تک محققین مین اسکا
فیصلہ نہین ہوا اور کوئی امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی
ہین جن مین اختلاف ہی کوئی اُنکو منسوخ کہتا ہی اور کوئی اُنپر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے
محقق تمام عمر بحث کرتے رہے اور کوئی بات طی نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا
قول کہین دیکھ لیا بہت خوش ہو گئے کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین
کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان قسمون پر
حصر کرنا محض غلط اور خلاف نقل و عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اُسکے واسطے بیشک
امورات یقینیہ ہونے چاہیین مگر دین فقط یقین ہی پر منحصر نہین اکثر احکام ظنی پر بھی برابر عمل ہی
خصوصًا حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی نہین ہوتی باانہمہ تمام ظاہریہ بھی اُسپر عمل
کرتے ہین اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے قاعدے پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ
شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اُسپر عمل نہ کرے ہزارہا احکام ظنی شرع مین
موجود ہین اُنکا کوئی انکار نہین کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ حدیثین اور آیتین
دس پانچ عدد مین کیون منحصر کر دین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی آگے
بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہوا الخ **اقول** یہ عجب کلام نہایت ہی
کیونکہ جب تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کر دیا تو اب بھی
اگر کوئی شخص محققین کا کلام نہین دیکھیگا اور ابتداے اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا

اور حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا تو بیشک وہ گنہگار رہوگا یہ عذر اُسکا شرع مین ہرگز مسموع
نہوگا اُس سے بلا دغدغہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدا ے اسلام مین لوگ معذور تھے اب کسی کا کچھ عذر
نہین چل سکتا البتہ جو منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے اُسمین امید عفو ہی **قولہ**
سوم صحیح صحیح غیر منسوخ حدیثون کو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف
ہونے سے منسوخ نہین کہتا بلکہ اُسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہین کوئی حدیث ہمکو
ایسی تبلا دیجئے کہ جسمین فقط امام کے قول سے اسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہین تبلا سکتے ہان جب
صحابہ سے جس حدیث کی روایت ہوگی اور اُنکا عمل اُسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن
کرکے اُس حدیث پر عمل نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کرین اور دوسرے
صحابہ اُسکے خلاف رعایت بیان کرین تو اُسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرون کے
زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر اتقان مین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اُسکے اول مین لفظ قال
سو جو ہی معترض صاحب نے دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جائے
کہ اُنکا بھی یہی مسلک ہی تو اس عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگون نے جو کئی سو
آیتون کو منسوخ کہدیا اُسکے دفع کے واسطے یہ سند پیش کی ہی اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی
قیاس کرلیا حالانکہ حدیث اور قرآن مین بہت فرق ہی قرآن کی آیت مین تو بیشک یہ قاعدہ جو
تفسیر اتقان مین لکھا ہی جاری ہوسکتا ہی اسلیے کہ قطعی کے منسوخ ہونے کے واسطے قطعی ناسخ بھی
ہونا چاہیے جب نہ پایا جائیگا ہرگز آیت منسوخ نہین ہوسکتی برخلاف حدیث کے کہ اُسمین بوجہ
ظنیت کے اسقدر تشدد کی ضرورت نہین کیونکہ سوا حدیث متواتر کے سب حدیثین ظنی ہوتی ہین
خواہ بخاری کی ہون یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ خبر واحد وہ ہی
جسمین شروط متواتر کے نپائے جائین خواہ راوی اُسکا ایک ہو یا زیادہ ہون اور اختلاف ہی اُسکے
حکم مین پس جسپر کہ جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین سے اور بعد اُن کے محدثین اور فقہا اور اصحاب
اصول ہین وہ یہ ہی کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہی حجتون شرعیہ سے عمل اُسپر لازم ہی اور فائدہ دیتی ہی
ظن کا اور نہین فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اُسپر ہمنے شرع سے معلوم کیا نہ عقل سے
اور ایک جماعت اس طرف گئی ہی کہ عمل جہت عقل سے واجب ہی اور جبائی معتزلی نے کہا کہ

عمل نہین واجب ہوتا جب تک دو آدمی دو سے روایت نہ کرین اور بعضے کہتے ہین کہ عمل جب
واجب ہوتا ہی کہ چار شخص چار شخصون سے روایت کرین اور ایک جماعت اہل حدیث سے
اس طرف گئی کہ وہ علم کو واجب کرتی ہی اور بعض اُن کے نے کہا کہ وہ علم ظاہر کو واجب کرتی ہی
علم باطن کو واجب نہین کرتی اور بعضے محدثین اس طرف گئے کہ جو آحاد صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین
ہین وہ تو علم کا فائدہ دیتے ہین اور آحاد نہین دیتے اور ہم اس قول کو اور اسکے ابطال کو پہلی
فصلون مین بیان کر چکے ہین اور یہ کل اقوال سوائے قول جمہور کے باطل ہین لیکن قول اُس شخص کا
جو علم کو واجب کہتا ہی پس وہ واسطے اُس کے مکابرہ ہی اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ احتمال
غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اُسمین راہ پانیوالا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث آحاد
مین خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہین ہوتا لہذا اُسکے واسطے قرائن وغیرہ جب تک موید
نہین ہونگے باوجود ہونے ناسخ کے عمل نہ کرینگے اور فرقہ ظاہریہ نے جو کچھ بخاری اور مسلم مین
غلو کیا ہی یہ فقط اُنکی تراش خراش ہی جمہور اسکے قائل نہین **قال** چہارم رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر آخر فعل اول فعل کا ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین
کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس
فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر آپ نے اُسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے
کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے
پھر آپ نے ترک کر دیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین
پڑھا کرتے اور کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپ نے اُسکو ترک کر دیا تو بیشک ہم بھی اُسکو ترک
کر دیتے اسی طرح اعتکاف اخیر فقط ایک بار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق نہین لازم آتا
ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپ نے بیس دن کا
اعتکاف ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس
جب تک صحابہ سے ہمکو ثابت نہو گا ہرگز اس عمل کو ترک نہین کر سکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو
خواہ اجماع صحابہ کے خلاف ہو حضرات ظاہریہ ہی اُسپر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین
نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی طرف سے اس قاعدے کو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہی حنفیہ

اِس قاعدے کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف مین لکھا ہر وَاِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ
مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہین اخذ کیا جاتا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مگر آخر فآخر انتہی پس ظاہر ہے پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑہا کرین آور رمضان مین
بیس روز کا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب حدیث مین رخنہ
پڑجائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرون کو الزام دیجیے ع چون نداری کمال
فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ❊ **قال** پنجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھہ و بدون
دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بدون
دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھہ جوابون کا نام لیا اگر ایسے ہی
جوابون کا نام جواب ہی تو ہم پچاس جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کردینگے
مگر عقلا خوب جانتے ہین کہ سب جواب رکیک اور بادہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی
منسوخ نہین کہتے گو مخالفین اُسکو نمانین کہ اُنکے نماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھہ حجت نہین
گردانا اور نہ دین کو کسی کے ماننے نماننے پہ موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض
حدیثون کو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونے کے ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ یہ خاصہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی
کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن
کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اسپر عمل نہ کرتے اور اگر ظن سے مراد فقط ظن عقلی ہی تو حنفیہ کسی
حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر دوسری حدیث کے نہین کہتے بعد عصر کے
نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے
فقط رطب و یابس جوابات جمع کردیے ہین اور کوئی اسطرح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین
حنفیہ یون کہتے ہین اُنکے جواب سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون
حال آنکہ حنفیہ اِس سے بمراحل دور ہین معترض صاحب نے اِن جوابات مین مغالطہ کی خوب
رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا یہی مذہب ہوگا یہ محض اُنپر اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز
اِن احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط تراشیدہ و خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم

جہان دو حدیثون مین آپس مین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ
نہ کہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اُن مین موافقت دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثون مین
تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسی کو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر یہ کا اسمین محض دعوی ہی
دعوے ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اُنکی نظر تو صرف
الفاظ پر ہی معنی اور مقصود کے دشمن جانی ہین خصوصًا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر
تو ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور
اُنھون نے اِس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ایمہ مجتہدین نے اِس حدیث کے کیا معنی لکھے
ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہو گی وہان اُنکی نظر مین کیسی ہی دوسری
روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار فورًا اُسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ
اِن دونون کے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسی مین سمجھتے
ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث موافق ہوتی ہی تو اُسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث
مخالف ہو گئی اور وہ بھی فقط اُنکی رائے ناقص مین مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف
نہین اور تطبیق بھی اُسکی موجود ہی تو یہ لوگ اُس حدیث کو ہرگز نہین مانتے ہین اور اُسپر
عمل کرنے والے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اسمین موافقت کرنی چاہیے
محض زبانی دعوی ہی چنانچہ اِن سو مسائلون کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے
متعارض دو حدیثون مین تطبیق دی ہی یا ظاہر یہ نے اِن لوگون کو تو اتنی لیاقت اور اتنا
مادہ کہان جو تطبیق دے سکین فقط اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ
سمجھ لیتے ہین اُنکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ
اُنپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطایہ کو بھی نصیب نہوئی ہو گی **قال** ہشتم سید محمد صدیق حسن خان صاحب
نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام
احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین کل دس ہین الخ
اقول یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اِسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین

[illegible]

تحقیق تعداد آیات واحادیث منسوخہ کشف کید مکیدہ ہشتم

کہ تینتالیس سورتون مین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتون مین ناسخ اور منسوخ
دونون طرح کی آیتین پائی جاتی ہین اور چھ صورتون مین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین
فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتون مین کفار سے اعراض کرنیکا
حکم ہی وہ بھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین
منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کی طرف نسبت کرتے ہین چنانچہ تفصیل
سب مذاہب کی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی تس پر معترض صاحب کا یہ کہنا
کہ منسوخ آیتین پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی کوئی دلیل اُسپر نہین اب حدیثونکو
سنئیے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی کوئی دلیل اُسپر نہین پائی جاتی ہی
بجز اسکے کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حال آنکہ ابن جوزی کا قول
منسوخ اور موضوع کہنے مین محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہی
موضوع مین تو اُنکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثون کو بھی موضوع کا حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ مساہلہ
کہ کل دس ہی مین حصر کردیا خیر اُنھون نے تو ایسا کیا مگر معترض صاحب کیون اُن کے
قدم بقدم چلے اب منسوخات سنئیے بخاری شریف مین ہی قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ وَإِذَا صَلَّى
جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ
فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے آپ کے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم
کیا اُنکو بیٹھنے کا اور نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہی اور
مسلم شریف مین ہی عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ
الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ يعنی
ابن مغفل رضہ سے روایت ہی کہا اُنھون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتون کے
مار ڈالنے کا پھر فرمایا اُنسے اور کتون سے کیا علاقہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور ریوڑ کے

کہتے ہین انتہی اور شرح مسلم نووی مین ہی ذکر مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ هٰذَا الْبَابِ
الْاَحَادِیْثَ الْوَارِدَةَ بِالْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَةِ بِتَرْكِ
الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَكَاَنَّهٗ يُشِيْرُ اِلٰى اَنَّ الْوُضُوْءَ مَنْسُوْخٌ وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ
وَغَيْرِهٖ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ يَذْكُرُوْنَ الْاَحَادِيْثَ الَّتِیْ يَرَوْنَهَا مَنْسُوْخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُوْنَهَا
بِالنَّاسِخِ یعنی امام مسلم رح نے اِس باب مین وہ حدیثین ذکر کین جن مین مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے
وضو وارد ہی پھر اُن کے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جو ترک وضو مین وارد ہین پس گویا وہ
اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ایمۂ حدیث کی ہی کہ اولا
منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اُسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اِس قسم کی
بہت سی حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضہ اور داؤد ظاہری کے نزدیک بڑے کی
مین بھی رضاع ثابت ہو جاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا اپنے مورد مین
خاص ہی اسی طرح لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ کی حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوائے
شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو آجانے کی حدیث جمہور کے
نزدیک سوائے حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ ثُمَّ صَارَ اِلَى افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ
وَتَرَكَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ
مَهْ فَاِنَّ هٰذَا شَیْءٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهٗ یعنی ابن عباس رض سے
روایت ہی کہا اُنھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھاتے ہاتھون کو جب رکوع
کرتے اور جب سر اُٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور
ماسوا اسکے کو ترک کر دیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہی کہ اُنھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ
وہ ہاتھ کو رکوع مین اُٹھاتا تھا پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اسکو انتہی اور جو ابن جوزی نے اِن دونون حدیثون مین کچھ
کلام کیا ہی اُسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهٗ لَا يَضُرُّ فَاِنَّ اَصْلًا لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ
مَعْرِفَةِ اَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوٰى لَنَا فِیْ لَيْسَتْ بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ كَاَصْحَابِنَا اَيْضًا اِتِّفَاقَاتٌ

لا یرون الاحتجاج بما لم یثبت عندهم صحته لان هذا امر الدین فالمسلم لا یستهزئ فیه ویؤیده ما روی من عدم الرفع عند الرکوع وعند الرفع منه ما رواه الطحاوی حدیث ابن ابی داود قال انبانا احمد بن عبد الله بن یونس قال حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیر الاول من الصلوٰة قال الطحاوی فهذا ابن عمر قد رای النبی صلی الله علیه وسلم یرفع ثم ترک هو الرفع بعد النبی صلی الله علیه وسلم فلا یکون ذلک الا وقد ثبت عنده نسخ ما کان رای النبی صلی الله علیه وسلم فعله واسناد ما رواه الطحاوی صحیح واخرجه ایضا ابن ابی شیبة فی مصنفه حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال ما رایت ابن عمر یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اُنکو نہ پہچانین اور نفی کرنے والے کا دعوی ثابت کرنے والے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اُسکو حجت نہین گردانتے جو اُنکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تایید کرتی ہی حدیث عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مین نے پیچھے ابن عمر رض کے پس نہین اُٹھاتے تھے وہ اپنے ہاتھون کو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمر ہین کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہی پھر اُنھون نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اُنکے نزدیک منسوخ ہونا اس فعل کا ثابت ہوگیا ہوگا اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بھی مجاہد رض سے روایت کیا ہی کہا اُنھون نے نہین دیکھا مین نے ابن عمر رض کو کہ اپنے ہاتھون کو اُٹھاتے ہون مگر وقت شروع کے انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحابہ سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور دربارہ اخفاے آمین کے کفایہ مین لکھا ہی مذهبنا مذهب عمر وعلی وعبد الله بن مسعود قال عبد الله ترک الناس الجهر بالتامین وما ترکوه الا لعلمهم بالنسخ یعنی ہمارا

مذہب مذہب عمرؓ اور علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ہی فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے آدمیون نے
جہر آمین کو ترک کردیا اور ہمنین ترک کیا اُنھون نے مگر بوجہ علم ہونے کے اُنکو ساتھ منسوخیت
اُسکی کے انتہی اور حدیث مصراۃ کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ منسوخ لکھا ہی اور
نواب صاحب امیر بھوپال جو مؤلف صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول
مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول
فعل کو منسوخ کردیتا ہی اور یہ حدیث مین اکثر واقع ہی اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چور لائے تو قتل کرو اُسکو پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپ نے اُسکو قتل نہ کیا پس یہ ترک کرنا آپ کے
قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بدلے ثیب کے سَو درے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازے کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اُسکو چھوڑدیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ تم نماز پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپ نے خلاف اُسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک
کردیا بعض اُسکے کو جو کرتے تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اُس شخص کے
جو تلاش کرے اُسکو اور اسکو منع کرنے والا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے
انتہی پس معترض صاحب کا دس مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ وہ منسوخ احادیث جنپر تمام
امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہوا اُسپر آدمی
عمل کیے جائے اِسکا ثبوت کہین حدیث اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق
اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکاب مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد الخ
اقول معترض صاحب نے افطار صوم کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے
منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوائے اِن دس حدیثون کے جن جن اور حدیثون کو بعض علمانے منسوخ
ٹھیرایا ہی الخ **اقول** کل اِن حدیثون کو جو معترض صاحب نے نقل کیا ہی علما منسوخ نہین
کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے ہین **قال** جواب اِس حدیث کا
تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی الخ

اقول حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہر اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا لِجُرْحٍ مَا بِمَأْبِضِہٖ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب اپنے گھٹنے کے زخم کے سبب سے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ میں ہر قَالَ اَبُو اللَّیْثِ رَخَّصَ بَعْضُ النَّاسِ بِاَنْ یَبُوْلَ قَائِمًا وَکَرِھَہٗ بَعْضُ النَّاسِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَبِہٖ نَقُوْلُ یعنی کہا ابواللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اُسکو بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پسب قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہر کہ بلا عذر نہین چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہر کہ عرب کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو پیٹھ اور کمر کے درد کے واسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی اور بعضون نے کہا ہر کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی حضرت عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی اُن دونون حدیثون کی مؤید روایت موجود ہر کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول ہوا کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اِس قول کو تسلیم کر لین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہر اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہر حال آنکہ جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہر کہ اِس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی پانون پر پڑ جاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان جو دو ایک مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہر کہ انکو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے رغبت زیادہ ہر کیا ہوا طہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت نواب مسلمان ہوئے ہین اور دل مین وہی خو بو باپ دادون کی سمائی ہر سچ ہر سے دہد تخم زرگ و ریشہ درخت خبر ٭ نہفتہا ے پدر از پسر شود پیدا ٭ **قولہ** مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا الخ **اقول** اسپر کوئی دلیل حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑے کی طہارت

وباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ ورود آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے مین
نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اُسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا
ستر سوین مغالطے کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت ہونیسے
یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر خلاف ہی
کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اُنکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیون کو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس
جیسے اسمین یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب
کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اسکے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اُنھون نے کہا ہی کہ
جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہو جاتا ہی علاوہ اسکے حدیث
تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور
اس سے دونون امر یعنی وجوب و استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا
پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نہ رہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا اس سے
کیونکہ ہو سکتا ہی اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حالانکہ پیشتر کے استحباب کا کوئی بھی
قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہی اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہی اسپر کوئی دلیل
نہین ورنہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو و منسوخیت حدیث مین کلام نہین
غرض حدیث کا جو حکم ہی وہ قطعاً منسوخ ہی اسی کا نام منسوخ قطعی ہی کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت
منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط فعل
آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیون کا کھڑا رہنا پایا گیا ہی اسی سے جمہور
نسخ کے قائل ہوگئے ہین اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ پیشتر ہم عبارت اُنکی
نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب رسالہ کی تقلید کی
قولہ حدیث پنجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی طلق بن

علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہی چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین
مغالطے کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے **قولہ** لیکن مکے مین نماز پڑھنی
ہر وقت جائز ہی جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہی کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین
جنمین اوقات مکروہہ کی تصریح ہی انکو تو ترمذی اور ابوداؤد کی حدیث سے خاص کیا جائے اور ترمذی اور
ابوداؤد کی حدیث کو ان حدیثون سے خاص کیا جائے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد ورزین کو متواتر حدیثون
ترجیح دیجائے اور انکو اس حدیث سے خاص کر لیا جائے حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ فتح القدیر مین
لکھا ہی وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي
يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَا وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہون سے معلول ہی انقطاع
درمیان مجاہد اور ابوذر کے کیونکہ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل
راوی کا اور ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب اسکی سند کا جو بیہقی نے روایت کی اسمین قیس بن
سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور ان دونون حدیثون مین یون تطبیق دیجائے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز سے آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خاص خطاب کرکے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نہ کیا کرو
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ کو شامل کرنا بڑی کج فہمی ہی اور نہایت
ہٹ دھرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا ؛ حسد نے تو بہتونکو اندھا کیا ؛ یہی وجہ ملا علی قاری بھی
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہی وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جو بعد انکے ہین نماز پڑھنے کو مکے مین بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور
اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہی

ابن عباسؓ سے کہا کہ جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے اور مغرب اور عشا کے مدینے مین سوائے خوف اور سوائے مینہ کے الخ **اقول** ترمذیؒ مین ہی جَمِیعُ مَا فِی هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيْثِ هُوَ مَعْمُوْلٌ بِهٖ وَبِهٖ اَخَذَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا حَدِيْثَيْنِ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ یعنی تمام حدیثین جو اس کتاب مین ہین اُنپر عمل ہی اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو سوا دو حدیثون کے ایک تو حدیث ابن عباسؓ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے جب وہ شراب پیئے پس درے لگاؤ اُسکے پس اگر پھر پیئے چوتھی بار پس قتل کرو اُسکو انتہی اس عبارت ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ اسمین حنفیہ جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانون پر فرض وقت معین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین مین جو حدیث عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مین نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین جمع کرتے سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائے گی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینی چاہیے یہان اُنکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اُس حدیث کی وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسکو کہتے ہین خود را فضیحت دیگرا نرا نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل فقہیہ مین خالی خلوص اور دلسوزی سے ہوگا لیکن اب غور سے دیکھا تو روٹیونکا مذہب پایا چندین شکل ہے اکل کا نقشہ نظر آیا ؎ بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا ٭ اور ابن عباسؓ نے جو اُسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہو کیونکہ جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ نماز پڑھی تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اکٹھے باینطور کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کر لیگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسی کا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی ؎ یہی اجتہاد آپکا گر رہے گا ؂
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہیگا ؂ اور تفصیل اسکی ہمنے صفحہ ۱۲۷ مین خوب بیان کر دی ہی
فَمَنْ شَاءَ الِاطِّلَاعَ عَلَيْهِ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ حنفیہ کے یہان اس قسم کی الفاظ پرستی جسکے معترض صاحب
قائل ہین بیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی و حدیث صحیح غیر الزمانی کے مخالف پاتے
ہین تو اسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہو گی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور
نہ کریگا اس شخص کی ہرگز مبصرین اور محققین سے نہین بن سکتی دونون مین تخالف حقیقی ہی بس مجکو تعجب
آتا ہی کہ اور حدیثون مین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف ہی اور
یہان تطبیق کی طرف کچھ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا صحیح
حدیثون اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اسکو کیسے بیان کرتے کہ انکے مذہب کے
خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی شوکانی وغیرہ کی تقلید سے
الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی کرتے ہین مگر درحقیقت
نہ انکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا آپنے خیال مین جنکے معتقد ہین انکی تقلید کسی حالت مین نہین
چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا جانتے ہین ہان جو تقلید
حدیث و قرآن کے موافق ہو گی اسے ہم مانتے ہین لا مذہبونکی طرح ظاہری الفاظ کی پابندی نہین کرتے
ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی ؎ چراغ لے کے جسے ڈھونڈھتے ہین پروانے
ہمارے دل مین ہی وہ شمع انجمن مین نہین ؛ **قولہ** جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون سے کفار کا
تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ ان حدیثون مین اور عیاض
بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ **اقول** انصاف کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب

مولف ظفر نے صحیح حدیث اور آیت کو چھوڑ کر ضعیف حدیث پر عمل کیا

بیان تقلید جامد معترض کا

چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب امیر بھوپال کی تقلید کرکے دس حدیثون مین نسخ کو حصر کر چکے ہین
اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اُسپر عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہانہین پھر آپ کا یہ فرمانا کہ مین مشرکون کے ہدیہ سے منع کیا گیا ہون ہمین
کہین اسلام کی امید اور عدم امید سے بحث نہین مطلق حکم ہی فقط اپنی رائے سے الفاظ کو خاص کر لینا
معترض صاحب سے بہت بعید ہی کہتے کچھ ہین اور کرتے کچھ ہین پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قولہ** کہا
بعض علمائے یہ حدیث منسوخ ہی الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے
پایجامہ وغیرہ سلا ہوا کپڑا پہن لیگا تو کفارہ اُسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی صفحہ ۱۶۰ مین
گذر چکی **قولہ** جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی
رمضان مین فجر سے پہلے پہلے نہالے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ روزہ اُسکا نہین ہوئیگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی بخاری اور مسلم مین عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور یہ آیت
ابوہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رض نے بھی جب انکو عائشہ رض اور
ام سلمہ رض کی حدیث پونہچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی روایت کیا ابوہریرہ رض کی حدیث کو
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب دیا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابوہریرہ رض نے اُس سے
جبکہ انکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پونہچی رجوع کیا اور موافق فرمانے ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس تعجب ہی کہ ابوہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہین اُنھون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اُسکو بحال خود رکھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پر معترض صاحب نے
تقلید ائمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہماری رائے مین اُنپر ائمہ اربعہ مین سے کسی کی تقلید ضرور واجب ہی
آئندہ انکو اختیار ہی ؎ ہمارا کام سمجھانا ہی یارو ٭ آگے چاہو تم مانو نہ مانو ٭ **قال** جواب یہ کہ
حدیث ابن عباس رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے دن روزہ رکھنے کی
فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا ہی بیجا ہے بلکہ روزہ رکھنا عاشورے کے دن کا
مستحب ہی الخ **اقول** علمائے اس حدیث ناسخ سے روزہ عاشورا کے مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ

بیان استحباب روزۂ عاشورا

فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکا استحباب پایا جاتا ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزے کو رکھا کرتے تھے اِس حدیث منسوخ سے روزۂ عاشورا کا مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن اور حکم کیا اُسکے روزہ کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورے کا اور عبد اللہ بن عمر رض روزہ عاشورے کا نہین رکھتے تھے مگر جبکہ اُنکے روزے کے ساتھ آجائے انتہی پس حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشورے کا فرض تھا پھر اسکو ترک کر دینا صاف منسوخ ہونا اُسکا ہی غرض اِس حکم کے منسوخ ہونے مین کلام نہین چنانچہ بخاری کی دوسری حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزۂ عاشورا کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اُسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس حدیث کو بحال سمجھتے ہین اور پھر حدیث دانی اور عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہین ؎ تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ ٭ هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيعُ ٭ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ٭ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

بخاری صفحہ ۲۶۸ — بخاری صفحہ ۲۶۸

قولہ جواب یہ کہ اِس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** بخاری مین ہی وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول مین لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہو تو منسوخ حدیث کے ساتھ درجے مین برابر تو ہو الخ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوائے کتب نواب صاحب امیر بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہین ہوتی کہ اکثر اِس کتاب مین اُنھین کی کتابون سے حوالہ کچھ تو دال مین کالا ہی حال آنکہ ہزارون معتبر کتابین متقدمین اور متاخرین کی موجود ہین اور طرہ یہ

کہ صرف نام کتاب کا لنبا چوڑا عربی عبارت میں لکھدیتے ہیں اور کہیں اُسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا نام بھولے سے بھی نہیں لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان گئے کہ کتابیں انکی بوجہ مسائل مردودہ وکثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئیں خصوصًا جبسے کہ جناب علامۂ جلیل فہامۂ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی دام فیضہ الصوری والمعنوی نے انکے اغلاط فاحشہ ومسائل مردودہ کا ابراز الغی میں اعلان کر دیا ہے اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھ رہے ہیں اور آئندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ؎ تو ابھی اول ہی رونا ہے کیا ؛ آگے آگے دیکھئے تو ہوتا ہے کیا ؛ خیر ہمکو اس سے کیا وَلِکُلِّ مُبْطِلٍ مُّحِقٌّ ہر زمانے میں من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہے اُسی کتاب حصول المامول کے صفحہ ۸۲ میں اِس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی توکردی ہے معترض صاحب نے قاعدہ اُسکا دیکھکر اعتراض توکردیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اُسمیں اِسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ نہیں کہتے منسوخ لکھا ہے اور جب دونوں حدیثیں صحیح واقع ہوئی ہیں تو پھر فقط اسوجہ سے کہ مسلم کی حدیث ہے دوسری صحیح حدیث سے باوجود مساوات صحت کے منسوخ نہ جاننا بے انصافی اور تحکم ہے خدا اور رسول کی طرف سے کچھہ اس امر کا فرق نہیں کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے ترجیح دیجائے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور باوجود صریح مخالفت اور تصریح مضمون نسخ کے اسکو ناسخ نہ کہا جائے از بس جہالت ونادانی ہے جب دینیات میں ان لوگوں کا یہ حال ہے تو دنیا کے معاملات کا کون ٹھکانا ہے ؎ ہر کہ با آخرت ندارد کار ؛ کار دنیاش ہم تباہ شود ؛ **قال** دراایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ صحیح بخاری میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے نہیں چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں بعضے احادیث ایسے ہیں کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہیں جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمرؓ سے جو امام بخاری بواسطے تفسیر آیت نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ کے لائے ہیں اُس سے جواز لواطت کا نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہے **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے جواب میں دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہے اور احادیث ہدایہ کو موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسیوجہ سے انھوں نے اس کلیہ کے نقض کرنے کو ایک صورت بیان کردی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام میں تصریح کرتے ہیں کہ امام بخاری

اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمر رض کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہی مگر بہتر
معلوم ہوتا ہی جب تک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اسپر اُسکو حمل کرنا انسب و اولی ہی ورنہ اسکا یہ بھی
جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رض کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن عمر رض
پہلے قائل اوسکے جواز کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی تصریح سُنکر قائل حرمت
ہو گئے ہون کیونکہ اُنسے دونون قسم کی روایت موجود ہی حدیث مرفوع جو اُنسے حرمت لواطت مین
مروی ہی اُسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اُسکے جواز کی صورت بھی تو ان سے
مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ اِلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيْرِ الْاٰيَةِ وَاَنَّ اِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِيْ دُبُرِهَا حَرَامٌ
وَرُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
مَاجِشُوْنَ اَنَّهُ يَجُوْزُ ذٰلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ یعنی متقدمین اور متاخرین
صحابہ اور تابعین اور ائمہ سے اُس طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی
لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو اُنسے قرطبی نے اپنی تفسیر مین انتہی پس کیا عجب ہی کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب صحیح ابن عمر رض کا اُنکو معلوم نہوا آخر سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ
صفحہ ۳۰ مین اسکو ہم بیان کر چکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی
وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اُسمین تو منسوخ حدیثین بھی
موجود ہین اُنپر عمل معترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین جن بات کے
خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرات ظاہریہ اُسپر بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین لکھا ہی
وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ ثَنَا
عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهٗ قِيْلَ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ یعنی حسن بصری اکثر سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہیں ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی

اُنھون نے یونس سے اُنھون نے حسن سے روایت مثل اسی کے بیان کی کہا گیا اُنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہی کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہی انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اُسکی بخاری ہی مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اُس حال مین کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اُس حال مین کہ آپ روزے سے تھے انتہی اسسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہی اسی وجہ سے امام بخاری نے دونون حدیثون کو متصل بیان کیا ہی جیساکہ عادت ایسہ حدیث کی ہی کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اور اُسکے بعد ناسخ لے آتے ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اِس حدیث کو تیئیسوین مغالطے مین منجملہ دس منسوخ حدیثون کے شمار کیا ہی دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی کہ عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان مین اُس حال مین کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپ نے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ اُسکی اقتدا کیجائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اُٹھاوے تو تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب سَمِعَ اللّٰهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی کہ انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس اُس سے زمین پر گر پڑے تو آپ کی دھنی جانب چھل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اُسکی اقتدا کیجائے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اُٹھے تو تم بھی اُٹھو اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو کہا حمیدی نے کہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اُنکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی اسسے معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہیں اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونے کے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب نہ مانین تو اسکا کچھ علاج نہین

ف بخاری صفحہ ۹۰

ف بخاری صفحہ ۹۰

ہے ہر دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج ہ۔ اسی طرح صوم عاشورا کی حدیث بخاری کی منسوخ ہی
غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب یہی کہے جائینگے کہ ہر حدیث
بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھ صحیح حدیثون مین قباحت لازم نہین آتی
صحیح ہونا اور شے ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب اپنے مذہب حنفی کی کتابین بھی
دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نہ کرتے لیکن کیا کرین انھون نے تو اپنی آنکھین اور نیز کان بند کر لیے
ہین ہے آنکھین اگر بند ہی ہین تو پھر دن بھی رات ہی ہ۔ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ہ۔ برخلاف
مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہی چنانچہ امام طحاوی رئیس
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۴۸
مین ہی رَوَى اِصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا اَقْتَدِيْ
بِهٖ فِيْ دِيْنِيْ شَكَّ فِيْ اَنَّهٗ حَلَالٌ يَعْنِيْ وَطْيَ الْمَرْأَةِ فِيْ دُبُرِهَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ
لَّكُمْ ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ شَيْءٍ اَبْيَنُ مِنْ هٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اُس نے
عبد الرحمن بن قاسم سے کہا اُسنے نہین پایا مین نے کسی کو کہ اقتدا کرون مین ساتھ اُسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ
شک کرے بیچ اُسکے تحقیق وہ حلال ہی یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی یہ آیت عورتین تمھاری
کھیتی ہین تمھاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہی اس سے یہ صریح دلیل ہی اسپر کہ حنفیہ کے نزدیک عورت کی
دُبر مین وطی کرنی حلال ہی الخ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ
نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونے کی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھتا ہی لکھنے لگے اگرچہ جواب ترکی بترکی دندان شکن اس بے ادبی اور بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن
داب تہذیب کے خلاف سمجھکر اُس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ہے کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل ؎
تو مپیالا کام و دندان گرچہ سگ پایت گزید ہ۔ اور رسوائے اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام
کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسی کا مقولہ اپنی کتاب مین بیان کر دین تو اُنکا قائل ہونا کہاں سے سمجھا گیا ورنہ
لازم آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی
قائل ہین اور قرآن و حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اُنکو نقل کرنے والے کا

مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی
موجود ہی پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرا لینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا ہوئے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اپنی تفسیر فتح البیان کے صفحہ
مذکور مین لکھا ہی رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ
وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور
محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہی کہ وطی فی الدبر جائز ہی انتہی پس اسکو
صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہی اسی طرح حنفیہ شافعیہ
مالکیہ کے اقوال کو اور مالکیہ شافعیہ حنفیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین
اُنکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہی صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سب کے
مذاہب لکھے ہین آخر مین یہ بھی لکھا ہی کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہی اسکی سند کیواسطے امام طحاوی رحمہ اللہ کا
قول بھی نقل کیا ہی کہ انھون نے امام مالک کے شاگرد عبد الرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہی چنانچہ
ادہر پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہی وَذَکَرَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ اَنَّ ابْنَ شَعْبَانَ اَسْنَدَ جَوَازَ ذٰلِکَ
اِلٰی زُمْرَۃٍ کَثِیْرَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاِلٰی مَالِکٍ مِنْ رِوَایَاتٍ کَثِیْرَۃٍ فِیْ کِتَابِ جِمَاعِ
النِّسْوَانِ وَاَحْکَامِ الْقُرْاٰنِ قَالَ الطَّحَاوِیُّ رَوٰی اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے
کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے
اپنی کتاب جماع النسوان و احکام القرآن مین نسبت کر دیا ہی کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے
الخ پس اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان کے جہان اور ونکے اقوال نقل کیے ہین
وہان عبد الرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہی حال آنکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب سے اسکو کیا
علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر مین اس قول کو کیون
نقل کرتے اور تقریب مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَنَادَۃَ
الْعُتَقِیُّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَصْرِیُّ الْفَقِیْہُ صَاحِبُ مَالِکٍ مِنْ کِبَارِ الْعَاشِرَۃِ یعنی عبد الرحمن بن
قاسم کی کنیت ابو عبد اللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہین کبار طبقہ عاشرہ سے ہین انتہی پس اس عبارت
تقریب سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن قاسم مالکی ہین حنفی نہین اور سوا اسکے معترض صاحب نے عوام کو

لہ تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۲۴۴
سلہ تقریب التہذیب مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۵۱

گمراہ کرنے کے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت مین ایک بڑی چالاکی اور کمال بدیانتی کی
کہ عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو لیلیا وَاَنْتُمْ
سُکَارٰی کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر پر اُنکی دھوکے بازیان کب چھپ سکتی ہین سو ہمنے عبارت سابقہ
تو بیان کردی اور عبارت لاحقہ یہ ہے وَقَدْ رَوَی الْحَاکِمُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْخَطِیْبُ الْبَغْدَادِیُّ عَنْ
مَالِکٍ مِّنْ طُرُقٍ مَّا یَقْتَضِیْ اِبَاحَۃَ ذٰلِکَ وَفِیْ اَسَانِیْدِھَا ضُعْفٌ وَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْحَکَمِ اَنَّہٗ سَمِعَ الشَّافِعِیَّ یَقُوْلُ مَا صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ تَحْلِیْلِہٖ وَلَا تَحْرِیْمِہٖ شَیْءٌ وَالْقِیَاسُ اَنَّہٗ حَلَالٌ وَقَدْ رَوٰی ذٰلِکَ اَبُوْبَکْرٍ
الْخَطِیْبُ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاغِ کَانَ الرَّبِیْعُ یَحْلِفُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَقَدْ کَذَبَ ابْنُ
عَبْدِ الْحَکَمِ عَلَی الشَّافِعِیِّ فِیْ ذٰلِکَ فَاِنَّ الشَّافِعِیَّ نَصَّ عَلٰی تَحْرِیْمِہٖ فِیْ سِتَّۃِ کُتُبٍ مِّنْ کُتُبِہٖ
یعنی اور تحقیق حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقون کے ساتھ اُس چیز کو
روایت کیا کہ جو وطی فی الدبر کے حلال ہونیکو مقتضی ہے حالانکہ اسکی اسنادون مین ضعف ہے اور روایت کی
امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق اُنھون نے سُنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کو کہ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت مین کوئی روایت صحیح وارد نہین ہوئی ہے
اور قیاس یہ ہے کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اس اللہ کی کہ سوائے اُسکے دوسرا کوئی معبود نہین ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا ابن عبد الحکم
نے امام شافعی پر اس مسئلے مین اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ کتابون مین اس بات کی تصریح کردی ہے
کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور اُسی تفسیر فتح البیان مین بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے وَلَا یَجُوْزُ
لِاَحَدٍ اَنْ یَّعْمَلَ عَلٰی اَقْوَالِھِمْ یعنی اور جائز نہین کسیکو کہ ان لوگون کے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اسکے جواز مین
بعض ضعیف راویون کے قول پر عمل نہ کرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھونکا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہین مگر معترض صاحب کی آنکھون مین تو
خون فاسد تعصب کا اوتر آیا اور نزلہ حسد نے کاخ و باغ مین نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و ظلمت
مین امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا الٹ کر انھین پر صادق آیا ع آنکھیں اگر مندھی ہین

خیانت مؤلف ظفر مبین کی عبارت تفسیر فتح البیان مین نقل فرماوین

نسبت جواز وطی فی الدبر کی امام شافعی کی طرف محض جھوٹ ہے

تو پھر دن بھی رات ہی ؛ اسمین قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ؛ **قال** اور یہی باعث ہی کہ حنفیہ عورت کی
دبر مین وطی کرنے والے پر حد مارنے کے قائل نہین چنانچہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی الخ **اقول**
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہین کہ یہ فعل حرام بھی نہو سیکڑون فعل حرام ہین مگر حد انمین نہین ہی
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سب کے نزدیک حرام ہی مگر حد اسمین کسیکے نزدیک نہین آتی اگر شراب پیے گا
تو بیشک حد آجائے گی اور بنسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ مین اختلاف واقع ہوا ہی کسیکے نزدیک
آگ مین جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر پتھر مارنا ہی
پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم
ہی بلکہ تعزیراً مار ڈالنا بھی جائز ہی اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز
نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے ہین
پس لامحالہ انکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات
بخاری کی قابل عمل ہی ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض انپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ؎
چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہی کہ بخاری
اور مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہی چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے
شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ
مِّنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ
یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہی مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین ان رجال سے جنمین کلام
کیا گیا ہی بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین فَاِنَّ
الَّذِیْنَ انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِهِمْ اَرْبَعُمِائَةٍ وَّخَمْسَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْهِمْ بِالضُّعْفِ
نَحْوٌ مِّنْ ثَمَانِیْنَ رِجَالًا وَّالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِهِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ
فِیْهِ مِنْهُمْ مِّائَةٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْفِیَّةِ
الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہی چار سو پینتیس آدمی ہین اور جو انمین
ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمیون کے ہین اور جن لوگون سے فقط امام مسلم نے روایت کی
وہ چھ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف انمین سے ایک سو ساٹھ شخص ہین دونے اوس سے

اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار اکثر
احادیث صحاح کے اور کتابون سے زیادہ صحیح ہے اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہی اسکو ہم بھی تسلیم
کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث اسکی اور سبکی حدیثون سے گو وہ کیسی ہی صحیح ہون زیادہ صحیح اور قابل
حجت ہی قابل تسلیم نہین چنانچہ تحقیق اسکی صفحہ ۱۱۹ مین مذکور ہو چکی آدمی کو چاہیے کہ
جس درجے کی جو کتاب ہو اسکو اسی درجے پر رکھے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے قرآن
کو بھی نہین مانتے ہین اور اسکے مقابلے مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین یہ
انکی زیادتی ہی إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **قولہ** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیا کہ بخاری مین ہی کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھکر سرکہ ہے تو درست ہی الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین بس انکو شراب کے سرکہ مین کچھہ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کر لینا مناسب ہی ورنہ انکے قاعدہ کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن انھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا کوئی باب بھی ایسا نہین ہی جو کہ
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزار ہا مسائل مین جو امام اعظم اور انکے شاگرد دون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہی
انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدائے تعالی اور اسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو کیجیے
کہ تمام کتابین اس سے بھری ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہی اور ہر امام حق پر ہی اختلاف فروع کا
منافی حقیقت کے نہین ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کے واسطے موجب رحمت ہی اور عمل ہر
امام کا موافق قرآن وحدیث کے ہی ہرگز مخالف نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہی جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور پوچ اور بے ٹکا ہی اسواسطے کہ جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اسکا قابل عمل کے نتھا
اور اسکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و

حدیث سے بتلادیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہیں ہین اگر موافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف فروعی کو منافی حقیقت کے سمجھا جاوے اور بسبب اس اختلاف کے اقوال ائمہ مجتہدین میں شک کیا جاوے کہ سچا کس کو کہین اور جھوٹا کس کو کہین تو بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپسمین اختلاف ہی انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدائے تعالی اور اسکے رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا انصاف تو دیکھئیے آپ ہی معترض صاحب سمجھ بوجھ کے کیون ایسی تقریر لایعنی اور ایراد بیمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اُلٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی بات کا الزام آپ پاوے اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب اُس کا بن نہ آوے ؎ جان من خود کردۂ خود کردہ را درمان نیست ؛ اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق مین لکھے ہین سب مکرر ہین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کے واسطے پھر اُن مسائل کا اعادہ کیا ہی سبکا جواب باصواب بتفصیل تمام قرآن اور حدیث سے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین یہان حاجت مکرر جواب دینے کی نہین یہانتک تو ہمنے جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے ضمن عبارت التماس مین جو وعدہ کیا ہی کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معہ بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر ایفاے وعدہ کے ہین جس وقت حصہ دوم چھپکر یارون کے ملاحظے مین آئیگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اسمین اندراج نہ پائیگا بشرطیکہ اُدھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ؎ لا مذہبونکو دیتے ہین ہم اشتہار اب ؛ وہابیون کو کرتے ہین ہم ہوشیار اب ؛ بے سب و شتم اسکا مہذب جواب دین ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار اب ؛ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی سید المرسلین

اطلاع ضروری

کوئی صاحب عدۂ جواب حصہ دوم کو دیکھکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی یہ نہ سمجھین کہ حصہ دوم تو چھپگیا اور جواب نہوا حال آنکہ ظفر مبین حصہ اول مطبوع ۱۳۰۵ھ ہجری کے صفحہ ۲۶۹ مین لکھا ہی کہ دوسرا حصہ بھی چھاپنا شروع کر دیا گیا ہی لیکن وہ اب تک دیکھنے مین نہین آیا کیا عجب کہ شروع ہی نہوا ہو تا بانجام چہ رسد اور جو حصہ دوم چھپا ہی وہ اس کتاب کا نہین بلکہ ظفر مبین جدید تصنیف مولوی ابو الحسن کا ہی جسکا حصہ اول ہی مدار وہی صرف ردشیونکے واسطے اوسی حصہ اول سابق کو کچھ کمی بیشی کرکے بنام حصہ دوم چھپوا دیا فقط

اعلان ختم جوابات حصہ اول و درخواست جواب حصہ دوم ظفر مبین منتظر ایفاء وعدہ ہین معترض

ضمیمۂ فتح المبین موسوم بتنبیہ الوہابیین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اُمَّۃِ حَبِیْبِہٖ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی نَبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَکْمَلَانِ وَوَفَّقَنَا بِتَقْلِیْدِ مَنْ وَّافَقَ رَاْیُہٗ لِلْحَدِیْثِ وَالْقُرْاٰنِ وَھُوَ التَّابِعِیُّ الْوَاقِعِیُّ اِمَامُ الْاَئِمَّۃِ سِرَاجُ الْاُمَّۃِ اَبُوْحَنِیْفَۃَ النُّعْمَانُ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّاٰنٍ وَتَرَقّٰی مَذْھَبُہٗ بِکَثْرَۃِ مُقَلِّدِیْہِ فِی الْقُرٰی وَالْبُلْدَانِ اِلٰی مَا تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ

بعد اسکے بندۂ آسی محمد عبد العلی مدراسی تجاوز عن ذنبہ ربہ لا ناسی اپنے برادران اسلامی اور اخوان ایمانی کی خدمت مین بصد عجز و نیاز عرض پرداز ہے کہ آجکل ہماری شامت اعمال نے دین اسلام مین باہمی مخالفت کی عجیب صورت برکھی نکالی اور آدنا اونا نزاع لفظی اور اختلاف فروعی نے آپس کے اتفاق مین کیسی پھوٹ ڈالی کہ جس سے قوت اسلام مین ضعف آگیا اور دین کے آسمان پر جھگڑے کا ابر چھا گیا مسائل فاسدہ اور عقائد کاسدہ کی اسقدر شہرت عام ہے کہ ہر خواندہ و ناخواندہ خود مجتہد اور امام ہے عجب دور ہے طرفہ طور ہے نئے نئے گل پھولے ہین لوگ اپنی پورانی روش بھولے ہین دین مین طرح طرح کے جھگڑے نکالتے ہین اسلام مین فساد کے رخنے ڈالتے ہین ایک کوچہ نیچری مین پڑا ہے دوسرا لامذہبی کے تنگنا مین اڑا ہے ایک خیر کو شر اور شر کو خیر بتاتا ہے دوسرا اسکے کے واسطے مسجد ڈھاتا ہے ایک لکھا نہ پڑھا فاضل مشہور ہے دوسرا دو حرفی قابلیت کے نشے مین چور ہے ایک نے آزادی کو اختیار کیا دوسرے نے ترک تقلید کا اشتہار دیا ایک نے اگلے بزرگون کو مشرک اور بدعتی ٹھیرایا دوسرے نے خود ستائی کا ڈنکا بجایا اور اپنے موحد اور متقی ہونے کا سکہ جمایا خصوصاً فرقہ محدثہ یعنی گروہ وہابیہ نے بتقلید شیخ نجدی کے عمل بالحدیث کے پردے مین نفسانیت اور غوایت کا جال پھیلایا ہے اور جا بجا حمایتیو نکے زور وزر سے شور و شر مچایا ہے آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تقلید کو شرک و بدعت قرار دیا چارون مذہب سے انکار کیا ہر جگہ نئی بات نکالنے لگے عوام حنفیہ کو شرک مین ڈالنے لگے فقہا اور صوفیۂ کرام کے کلام کو بالکل نہین مانتے ہین کہ اقوال انکے خلاف حدیث شریف جانتے ہین جسکو دیکھیے یہی رٹ لگاتا ہے اور جو ہے یہی راگ گاتا ہے صدہا احمق انھین کی بولی بولنے لگے اور انھین کے ساتھ ہر بات مین منہ کھولنے لگے

جاہلون مین اپنی نام آوری اور عزت دنیاوی بڑھانے کو اور دین کے پردے میں دنیا کمانے کو اپنے تئین محدث۔ اہل حدیث۔ محی السنہ۔ قامع البدعہ کے لقب اور خطاب سے شہرت دیتے ہین سچ تو یہ ہی کہ دین فروشی کرکے دنیا مول لیتے ہیں نیت میں انکے زر کی طلب ہی اور روٹیو نکا انکا مذہب ہی کبھی مدرسے کے بہانے سے سوال کرتے ہیں کبھی اشاعۃ السنہ کے ذریعے سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اگر ایسا نہ کریں تو کھانے کا لطف زندگانی کجا اور مطبخن و بریانی کجا ۔ خدا بچائے ہمین انکی چکنی باتونسے + رکھے ہمیشہ حفاظت مین انکی گھاتونسے + مقام غور ہی کہ اگلے علما۔ فضلا۔ کملا۔ عرفا صلحا تو تقلید کے سبب مشرک گمراہ۔ بدعتی قرار دیے جائین اور انکے طریقے کو خلاف طریقۂ سنت بتائین اور آپ خاصے اہل حدیث۔ غیر مقلد۔ لامذہب۔ موحد بنجائین اور پکے مسلمان اور سچے مومن کہلائین خدا کی شان ہے ۔ سلف کجا و من اندر خلف خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اور آجکل کے اہل حدیث جو کسیقدر لکھے پڑھے غیر مقلدین ہین عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین اہل دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشاے جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی ادنا سے ادنا جاہل مسلمان بھی جان بوجھکر قرآن و حدیث کے خلاف کرنیکو اچھا نہین جانتا ہی اور خدا اور رسول کے احکام کو دل سے مانتا ہی چہ جا کہ بڑے بڑے علماے مقلدین اور فقہاے مجتہدین قرآن و حدیث کو نہ مانین اور دین مین اپنی رائے سے حکم لگائین حاشا و کلا استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ اِن محدثین اِحداث فی الدین کا عجب مذہب ہی کہ غیر مقلدی کے سبب ہر بات مین مذبذب ہی اسواسطے کہ بعد قرون ثلاثہ کے تقلید حفظ دین کا سبب واقع ہوئی اور موافق مضمون ہدایت مشحون حدیث شریف مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ کے اس ضرورت حفظ دین کی تقلید پر تمام مسلمانونکے سواد اعظم نے بالاتفاق رای دی اور اسمین سعی بلیغ کی چنانچہ یہ سعی فقہا کی حفظ دین کے واسطے وَكَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا کی پوری مصداق ہوگئی جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَوَقَاهُمْ عَنْ سُوْءِ مَظِنَّةِ هٰؤُلَاءِ اور ظاہر ہی کہ ان نئے محدثوں کی سفاہت ہمارے حضرات مجتہدین کی فقاہت کے اصول کو ہرگز نہین پہونچ سکتی ورنہ یہ کبھی نہ کہتے کہ فقہ قرآن و حدیث کے خلاف ہی حال آنکہ یہ کہنا انکا بالکل لغو و گزاف ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ مفتیٰ بہا ستون فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہیں بلکہ سارے مسائل متون فقہ کے صحاح احادیث مشہورہ سے ماخوذ و مستنبط ہیں اور جو کچھ حضرات مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے شرائط صحت اسانید کے موافق حدیثوں کو خوب جانچ جانچ کر انسے مسائل فقہیہ کا استخراج فرمایا وہ سب موافق کتاب و سنت ہی

ہان فقہ کی روایت مع الدرایت ہی اور درحقیقت اہل الرای اور اولوا الالباب کے نزدیک حدیث فقہ ہی اور فقہ حدیث صرف اجمال وتفصیل اور متن وشرح کا فرق ہی پس اس صورت مین جو منکر فقہ کا ہوگا وہ منکر حدیث کا ٹھیرےگا اسواسطے کہ اکثر لوگون نے کتب حدیث پر کتب فقہ کا اطلاق کیا ہی چنانچہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسوی شرح موطا کے دیباچے مین اس دعوے کا ثبوت لکھا ہی وہو ہذا اِنَّ عِلْمَ الْفِقْهِ اَشْرَفُ الْعُلُوْمِ وَاَنْفَعُهَا وَاَوْسَعُهَا وَكِتَابُ الْمُوَطَّا اَصَحُّ كُتُبِ الْفِقْهِ وَاَشْهَرُهَا وَاَقْدَمُهَا وَاَجْمَعُهَا وَقَدِ اتَّفَقَ السَّوَادُ الْاَعْظَمُ مِنَ الْمِلَّةِ الْمَرْحُوْمَةِ عَلَى الْعَمَلِ بِهِ وَالْاِجْتِهَادِ فِيْ رِوَايَتِهِ وَدِرَايَتِهِ وَالْاِعْتِنَاءِ بِشَرْحِ مُشْكَلَاتِهِ وَمُعْضَلَاتِهِ وَالْاِهْتِمَامِ بِاسْتِنْبَاطِ مَعَانِيْهِ وَتَشْيِيْدِ مَبَانِيْهِ الخ حالانکہ سنن موطا امام مالک کی منجملہ کتب صحاح ستہ حدیث شریف مین ہی پھر اسکو اَصَحُّ كُتُبِ الْفِقْهِ فرمایا اگر اب بھی اسکی تصدیق نہ کی جائے اور فقہ کے برا کہنے سے زبان نہ روکی جائے تو یہ فعل انکا رد حدیث ورد سنت کی طرف منجر ہوگا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ یہ غیر مقلد خود اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے کہ ہم باوجودیکہ رات دن عمل بالحدیث کے دعوے کا دم بھرتے ہین اور پھر کسقدر قرآن وحدیث کے مخالف عمل کرتے ہین لمولفہ

عامل حدیث کے یہ بنے ہین برے نام
اور ون پر اہل رائے کا کرتے ہین اتہام

عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین
اور ساتھ عقل رائے کے بھی کرتے ہین یہ کام

لامذہبون کو بہرہ نہین عقل ورائے سے
ہین بے وقوف سب کے سب اسمین نہین کلام

داخل یہ آیۂ اُولُوا الْاَلْبَابِ مین نہین
خارج ذوی العقول سے ہین مثل دَوّ و دام

دشمن مین فقہ و دین سفاہت کے دوست ہین
خالی ہین عقل سے ہی بھری انمین عقل خام

ہی خولکی مین ڈھولکی کے انکا تال سر
ہی ڈھولکی مین خولکی کے انکی دھوم دھام

دیتے ہین گالیان یہ فقیہون کو بے دھڑک
بے شبہہ انکے منہ مین ادب کی نہین لگام

گو یہ کہا کرین اولوا الالباب کو برا
لیکن یہ خود ہی لومتِ لائم سے ہین ملام

سب عامیون کو قید سے تقلید کے نکال
خود آپ خاصے بنگئے شدیز بے لجام

رٹ انکی غیبت فقہا ہی شبانہ روز
راگ انکا سب وشتم ایمہ ہی صبح وشام

مشکوۃ ہی کے پڑھتے ہی کہئے ہین یہ سفیہ
عقلی ڈھکوسلون کا ہی فقہ و قیاس نام

حلال مشکلات احادیث ہین فقیہ
کب پہونچے فقہ شرع کو انکی یہ عقل خام

محکم ہی علم فقہ سے سنت کا محکمہ
تکمیل حدیث مین ہی شبہ فقہ کا نظام

مرآت فقہ آور ہی مرئی حدیث پاک
مرقات فہم آور ہی سنت نبی کی بام

کستے ہین اور پرکھتے ہین نقاد علم دین
معیار فقہ پر زر احکام خاص و عام

اجمال ہی حدیث مین تفصیل فقہ مین
ہی فقہ شرح متن حدیث شہ انام

باہم حدیث و فقہ مین ہی الفت دلی
جس طرح لام مین ہی الف اور الف مین لام

ہین بلکہ دونون ایک مسمی مین دیکھلو
فقہ و حدیث دونون مساوی ہین لا کلام

تینون دلالتوں سے ہی سنت پہ فقہ راست
یعنی مطابقت و تضمن والتزام

ہی چشم اعتبار سے ساقط وہ کرد فر
باطن سے کے ہو خلاف جو ظاہر کی ٹیم ٹام

جاہل ہین وہ جو فقہ کو بدنام کرتے ہین
قائل ہین وہ جو فقہ سے لیتے ہین دین کا کام

وہ خود ہی لعن وطعن سے مطعون ہوتے ہین
کرتے ملامت اورون کو ہین جو ہین خود ملام

تحدیث یہ نہین کہ کہین سارے اہل فقہ
ہین برخلاف سنت پیغمبر انام

ق

جب تک ہو آب لولو و یاقوت بحر و کان
جب تک ہو تاب مہر و مہ چرخ سبز فام

بازار فقہ گرم ہو لا مذہبی ہو سرد
اور خوب ہو ترقی پہ تقلید چار امام

بے شک مقلدین اصول ایمہ کو
ہی فقہ مین حدیث پہ چلنے کا التزام

لیکن یہ منکرین فقاہت ہین جہل مین
ہین سنت نبی کے خلاف اکثر انکے کام

آسی کو ہی امید کہ انکے یہ زخم جہل
شاید کہ پائین فقہ کے مرہم سے التیام

یعنی عمل جو انکا حدیثون کے ہی خلاف
چندا سکے مسائل سنو تفصیل سے تمام

فصل پہلا مسئلہ معرکۃ الآرا اثبات وجوب تقلید کا

پہلا مسئلہ معرکۃ الآرا تقلید کا غیر مقلدین کہتے ہین کہ یہ شرک و بدعت ہی اور واجب الترک اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اپنی سنت اور کلام الٰہی کے اتباع کے کسی دوسرے شخص کی تقلید کرنے کا

حکم نہین فرمایا اور بجز حدیث و قرآن کے ہمکو دوسرا راستا نہین بتایا حالآنکہ انھون نے اس مسالے
مین بڑا دھوکا کھایا کہ راہ سنت نبوی کو نہ پایا بلکہ سواے ان دونون کے کسی کی پیروی اور تقلید نہ کرنیکا
اس حدیث شریف کے خلاف حکم لگایا سواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اپنے
صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید کرنے کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کا خاص نام لیکر
بخطاب عام ارشاد فرمایا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ اور نیز دوسری روایت مین ہی عَنْ
حُذَیْفَۃَ الْیَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ
وَّعُمَرَ وَاھْتَدُوْا بِھَدْیِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ اس حدیث مین تو حضرت ابوبکر و
عمر و عمار بن یاسر و ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی اقتدا اور پیروی اور اتباع اور تقلید
کرنے کا حکم نام بنام وارد ہی بلکہ تقلید خلفاے اربعہ راشدین کے واسطے یہ تیسری حدیث وارد ہی
عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری
اسکی شرح مین لکھتے ہین وَلَیْسَ الْمُرَادُ انْتِفَاءَ الْخِلَافَۃِ عَنْ غَیْرِھِمْ حَتّٰی یُنَافِیَ قَوْلَہٗ عَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً بَلِ الْمُرَادُ تَصْوِیْبُ رَاْیِھِمْ وَتَفْخِیْمُ اَمْرِھِمْ بَلْ ھُوَ
وَمَنْ عَلٰی سِیَرِھِمْ مِنْ اَئِمَّۃِ الْاِسْلَامِ الْمُجْتَھِدِیْنَ فِی الْاَحْکَامِ فَاِنَّھُمْ خُلَفَاءُ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ فِیْ اِحْیَاءِ الْحَقِّ وَاِرْشَادِ الْخَلْقِ وَاِعْلَاءِ الدِّیْنِ وَکَلِمَۃِ الْاِسْلَامِ پس اس شرح سے خلفاے راشدین دیگر

[illegible]

صحابۂ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت تخصیص تقلید کا شبہہ بھی دفع ہو گیا بلکہ تقلید اور اتباع کا حکم نسبت تابعین و تبع تابعین و دیگر مجتہدین ایمۂ دین کے عام رہا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا ثابت ہی کہ حافظ جلال الدین سیوطی نے انکی اثبات تابعیت مین ایک رسالہ لکھا ہی اور نیز بہت لوگون سے آپ کا تابعی ہونا منقول ہی چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہین أَدْرَكَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ لِأَنَّهُ وُلِدَ بِالْكُوفَةِ سَنَةَ ثَمَانِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَبِهَا يَوْمَئِذٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَوْفَى فَإِنَّهُ مَاتَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْاِتِّفَاقِ وَبِالْبَصْرَةِ يَوْمَئِذٍ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَمَاتَ سَنَةَ تِسْعِينَ انتہے پس امام صاحب کے تابعی ہونے مین کوئی شک نہین رہا کہ طبقۂ تابعین مین آپ داخل ہین اگرچہ صحابی کی رویت اور لقا سے سہی عام ہی اس سے کہ صحابی سے اخذ حدیث ہو یا نہو اور آپ کے تبع تابعی ہونے مین تو ساری دنیا کا اتفاق ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ پس اس حدیث شریف سے زمانۂ خیر القرون مین تابعی اور تبع تابعی دونون داخل ہین اور تبع تابعین کا زمانہ کچھ اوپر دو سو برس تک باقی رہا چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کہ تبع تابعین ہین ایک سو پچاس مین پیدا ہوے اور دو سو چار ہجری مین انتقال فرمایا اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی ولادت سن اسّی مین ہوئی اور ایک سو پچاس مین انتقال ہوا بہرحال امام صاحب کا زمانہ خیر القرون اور عہد تابعین مین ہونا مسلّمات سے ہی اس اثنا مین انکے اجتہاد کا چرچا ہوا اور حدیث و قرآن سے انکے استنباطات اور حلال و حرام مسائل کے استخراجات کی عام شہرت ہوئی تو ہزارون آدمیون نے آپ کی تقلید اور اقتدا کی اور اسی طرح بعد انکے ایک جم غفیر نے امام شافعی علیہ الرحمہ کی تقلید کی اور امام مالک علیہ الرحمہ سن نوّے مین پیدا ہوے اور ایک سو اناسی مین انتقال فرمایا انکی بھی ہزارون نے تقلید کی اور امام احمد علیہ الرحمہ ایک سو چونسٹھ [۱۶۴] مین پیدا ہوے اور دو سو اکتالیس [۲۴۱] مین رحلت کی انکی بھی ایک جماعت کثیر مقلد ہوئی اور سوا انکے سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بھی مجتہد ہوے اور انکی بھی ہزارون نے تقلید کی گر چند روز کے بعد انکے مذاہب مندرس ہو گئے اور حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی یہ چارون مذہب حسب قانون شرعی اور موافق فرمان نبوی مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ مسلمانونکی کثرت آرا سے قائم اور شائع ہو گئے اور آجتک جاری ہین اور لاکھون اور کرورون علما۔ فقہا۔ محدثین۔ مفسرین صلحا۔ عرفا۔ اولیا انہین کی تقلید کرتے چلے آئے اور مرضیات الٰہی مین فائز المرام ہوے اور یہ بات مثل آفتاب کے

حضرت امام اعظم کی تابعیت کا ثبوت

تمام عالم پر ظاہر ہی کہ زمانۂ خیر القرون مین تقلید شخصی و غیر شخصی دونون جاری رہین کسیکو مجال انکار نہین اور ہرگز کسی نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے طبقات مین تقلید شخصی کو حرام یا شرک یا مکروہ یا بدعت نہین کہا اور کیونکر کہسکتا کہ جو بات کتاب و سنت سے فرض و واجب ثابت ہو اسکو کیا کوئی اہل حق رد کر سکے ہان کوئی جاہل بد عقیدہ بد دین کہے تو اُسکا کچھ اعتبار نہین پس مذاہب اربعہ کی حقانیت باجماع امت ثابت ہوگئی اور ظاہر ہی کہ علماے ربانی اور فقہاے حقانی کا سواد اعظم انھین چار مذہبونکی تقلید مین نکلیگا علی الخصوص تقلید حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا سواد اعظم تو موافق مضمون اس حدیث شریف کے خطاب شارع مین واجب الاتباع ہی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ من حدیث انس۔ اور مراد سواد اعظم سے جماعت کثیر ہی جسپر اکثر مسلمانون کا اتفاق ہو اگرچہ وہ ایمۂ اربعہ مجتہدین کے مقلدین مین سے کیون نہون جیسا کہ اسکی شرح مرقات مین لکھی ہی السواد الاعظم یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین وھذا فی اصول الاعتقاد کارکان الاسلام واما الفروع کبطلان الوضوء بالمس مثلا فلا حاجۃ فیہ الی الاجماع بل یجوز اتباع کل واحد من المجتہدین کالایمۃ الاربعۃ وما وقع من الخلاف بین الماتریدیۃ والاشعریۃ فی مسائل فھی ترجع الی الفروع فی الحقیقۃ فانھا ظنیات فلم تکن من الاعتقادیات المبنیۃ علی الیقینیات بل قال بعض المحققین ان الخلف بینھما فی الکل لفظی وقیل المراد جمع المسلمین الذین ھم فی طاعۃ الامام وھو السلطان الاعظم وقیل الجماعۃ من اھل الایمان وقیل الکتاب والسنۃ لکثرۃ معانیھا اور یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ اجماع ایک جماعت کثیر اور جم غفیر کا ایمۂ مجتہدین کی تقلید پر حق اور صحیح ہی نہ گمراہی اور ضلالت کے طور پر نعوذ باللہ منھا اگر کوئی ان لامذہبون مین سے کہے کہ یہ اجماع مقلدین کا امر حق پر نہین بلکہ بدعت و ضلالت پر ہی تو باوجود دعواے عمل بالحدیث کے اس حدیث شریف کے عمل سے انکار لازم آئیگا عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی ملا علی قاری علیہ الرحمہ اسکی شرح مین لکھتے ہین قال المظھر فی الحدیث دلیل علی حقیۃ اجماع الامۃ وقال ابن الملک المراد امۃ الاجابۃ ای لا یجتمعون علی ضلالۃ غیر الکفر ولذا ذھب بعضھم الی ان اجماع الامۃ علی الکفر ممکن بل واقع الا انھا لا تبقی بعد الکفر امۃ لہ والمنفی اجتماع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الضلالۃ وانما حمل الامۃ علی امۃ الاجابۃ لما ورد ان الساعۃ

لا تقوم الا علی الکفار فالحدیث یدل علی ان اجتماع المسلمین حق وقال الابہری قولہ علی ضلالۃ
ای علی خطاء وقیل علی کفر ومعصیۃ ویداللہ کنایۃ عن النصرۃ والغلبۃ او الحفظ والرحمۃ او معناہ
احسانہ وتوفیقہ لاستنباط الاحکام والاطلاع علی ما کان علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابہ من الاعتقاد والعمل علی الجماعۃ ای المجتمعین علی الذین یحفظہم اللہ من الضلالۃ والخطاء
او للتوفیق لموافقۃ اجماع ہذہ الامۃ ومن شذ ای انفرد عن الجماعۃ باعتقاد او قول او فعل
لم یکونوا علیہ شذ فی النار ای انفرد فیہا ومعناہ انطرد اصحابہ الذین ہم اہل الجنۃ والقی
فی النار پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوگیا کہ ہم مقلدوں کا سواد اعظم حق پر ہی اور ہماری جماعت کو نصرت
الٰہی وغلبۂ دینی شامل حال ہی کیون نہ ہو کہ اسی جماعت کی تعریف مین حق تعالی ارشاد فرماتا ہی فان حزب
اللہ ہم الغالبون ۝ اور دوسری جگہہ ارشاد ہوتا ہی الا ان حزب اللہ ہم المفلحون ۝
اور نیز اس اجماع تقلید کی دلیل نص قرآنی سے ثابت ہی اور جو کوئی سلف صالح اور اجماع اہل اسلام کے
طریقے سے مثل لامذہبونکے علٰحدہ ہوکر دوسری راہ چلے تو اُسکے واسطے دخول نار کی سخت وعید آگئی ہی جیسا
کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت
مصیرا یعنی جو کوئی خلاف طریقۂ جماعت مومنین چلے تو ہم اُسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور دوزخ مین اُسکو
ڈالدینگے اور وہ بہت بری جگہہ ہی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ ہم لوگونکی نجات اخروی بدون تقلید طریقۂ مومنین
کے اور بغیر اتباع سلف صالحین کے معلوم نہین ہوتی اب باقی رہی یہ بات کوئی لامذہب کہے کہ حنفی
یا شافعی کی نسبت تقلید امور شرعیہ مین بدعت محدثہ ضلالہ معلوم ہوتی ہی اور نیز یہی تقلید شخصی منجر بشرک
وضلالت ہی تو جواب شافی اسکا یہ ہی کہ جسکی اصل قرون ثلاثہ مین نہ پائی جائیگی اور نہ اسمین کوئی تائید دینی ہوگی
بے شک وہ بدعت ضلالہ ہی حال آنکہ یہ نسبت حنفی یا شافعی وغیرہ کی ایسی نہین ہی جو دین کے
منافی ہو بلکہ قرون ثلاثہ مین اصل اس نسبت کی پائی گئی اور باین معنی تلقب ثابت ہوا ہی چنانچہ
علوی اُس شخص کو بولتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل جانتا تھا اور عثمانی اُسکو کہتے تھے
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری مین یہ لقب باین معنی موجود ہی
پس جب نظیر اسکے اصل اور اس قسم کے نسبت کی قرون ثلاثہ مین بتادی گئی تو حنفی یا شافعی کی
نسبت پر اعتراض کرنا اور اسکو معاذ اللہ بدعت ضلالہ یا شرک سمجھنا سواے جہلاے عوام کے کسی

عاقل اور اہل علم کا کام نہین بلکہ ہم ان لا مذہبون سے پوچھتے ہین کہ یہ لقب محمدی کا جو مقلدین کے مقابلے
مین عین اتباع سنت سمجھکر بولا جاتا ہی یہ بھی انکے ایجادات تازہ سے ہی ورنہ جس حدیث شریف سے
اِس لقب کے استخراج کا حکم جواز نکلتا ہو ہمکو بتا دین اور اگر کہا جائے کہ یہ لقب محمدی بوجہ اتباع فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے تبرکًا و تیمنًا اختیار کیا گیا اسمین بدعت کو کیا دخل ہی جواب اسکا یہ ہی چونکہ صحابہ اور فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اعمال و اقوال مسنونہ سے امام اعظم اور امام شافعی وغیرہما مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے
بحکم تحقیت مضمون حدیث مَآ اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِیۡ اپنا مذہب حق مقرر کیا ہی تو حنفی ہونے کے لقب کا بھی اتنی قیاس
ہو سکتا ہی کہ بوجہ اتباع امام اعظم و امام شافعی کے اختیار کیا گیا ہی اور در حقیقت یہ اتباع ایمہ کا نہین بلکہ اتباع
صحابہ و فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پس اب اس تلقب حنفی یا شافعی مین کوئی بدعت اور تعجب کی بات نہین
نہ کسی قسم کا گناہ ہی نہ کراہت کیونکہ یہ سب مجتہدین محمدی تھے اور اتباع سنت محمدیہ مین ہمہ تن ڈوبے
ہوے تھے پس مثلاً جو حنفی ہی وہ موحد بھی ہی اور محمدی بھی اور حنفی کے یہ معنی ہین کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بسبب
فضل و تقدم و خیریت زمانہ نبوت اور بوجہ اعظم قوت اجتہادیہ و استنباط مسائل دینیہ علی وجہ السنتہ السنیہ
کے وہ اعلم اور افضل اور اتقی جانتا ہی اور دیگر ائمہ مجتہدین کے نسبت بھی علی الحق عقیدہ رکھتا ہی اور علی ہذا
شافعی۔ مالکی حنبلی کو بھی سمجھنا چاہیے اور نیز یہ القاب قدیم الایام سے علماے اہل حق کے درمیان برابر
شائع رہے ہین اور بڑے بڑے لوگون میں کسی نے اس پر اعتراض نہین کیا یہ بیچارے چھوٹ بیتے لکھے نہ پڑھے
کس گنتی اور شمار مین ہین کہ بزرگان دین کی شان مین کچھ گستاخی کرین استغفر اللہ ان بزرگون کو برا
کہنے سے کیا پھل پاینگے + دیکھ لینا آج کیا اسکی سزا کل پائینگے + پس ہمنے تو حنفی شافعی وغیرہ کے بدعت نہونے
بلکہ زمانۂ قرون ثلاثہ مین مثل علوی و عثمانی کے پائے جانے کی نظیر بتا دی بلکہ بہ نسبت محمدی لقب کے حنفی
شافعی کا تلقب پہلے سے ہونا ثابت کر دکھایا اور یہ عجیب بات ہی کہ قرون ثلاثہ کا قدیم استعمال تو بدعت
ہو جائے اور اُسکے بعد کا جدید استعمال سنت کہلائے حال آنکہ امر بالعکس ہی فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا
بلکہ مین سمجھتا ہون اور تاریخی واقعات سے بیان کرتا ہون کہ جو آجکل کے لا مذہبون نے اس لفظ محمدی کے
لقب کو اپنے حق مین جائز رکھا ہی بیچارے مقلدون کو اتباع سنت محمدیہ کا دھوکا دیا ہی اصل منشا اسکا یہ ہی
کہ یہ محمدی لقب در حقیقت محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف منسوب ہی اگرچہ بظاہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف منسوب معلوم ہوتا ہی جب ہمارے علماے محققین نے اسمین غور کیا تو اس اشتراک لفظی مین دھوکا پایا

فائدہ نسبت حنفی شافعی وغیرہ مثل نسبت علوی و عثمانی کے ہونے کا ثبوت قرون ثلاثہ سے

فائدہ نسبت لفظ محمدی کی حقیقت

اور عوام کی ضلالت کا باعث سمجھا کہ بحکم اَلظَّاہِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ کے اس لقب سے یہی متبادر ہوتا ہی کہ آدمی سنتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کا خیال کریگا حالانکہ اس سے یاروں کا کچھ اور ہی مقصود تھا ناچار ہمارے فقہا نے اِن سفہا کے لقب کو وہابی سے باین علت بدل دیا کہ اگرچہ عبدالوہاب بوڑھا آدمی بسبب ضعف کے نجد مین اپنی جگہ سے نہین ہلا مگر محمد نامے انکے صاحبزادہ بلند اقبال نے سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین سلطنت روم کا برہمی انتظام دیکھکر دین کے پردے مین دنیا کمانے کو بقصد ملک گیری چند باغیون کو ہمراہ لیکر حرمین شریفین پر چڑھائی کی اور بہت سے علماے مقلدین کے خون کو مباح کر دیا اور اکثر مقابر اور مشاہد کے ڈھا دینے کا حکم دیا آخر سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین لشکر سلطانی نے اِنپر فتح پائی جسکا قصہ شامی حاشیۂ درمختار کے نسخۂ مطبوعۂ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۰۹ باب البغاۃ مین مرقوم ہی چونکہ باپ بیٹے کی اصل ہوتا ہی اور نیز لفظ محمدی سے وہی شبہۂ اشتراک موہوم ہوتا تھا نظر بران محمد بن عبدالوہاب کے مقلدین اور اتباع کا لقب وہابی رکھا گیا اور جب سے حرمین محترمین اور نیز ہندوستان مین وہابی کے نام سے بخوف فتنۂ مذکورہ کچھ دار و گیر اور باز پرس ہونے لگی تو پھر یہ بحکم کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ کے محمدی بنگئے گروہی محمدی جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہی اور اگر اس نسبت سے انکو انکار بھی ہو اور اپنے دعوے اتباع سنت کے موافق وہی نسبت محمدیہ علیہ الصلوۃ والتحیہ مقصود ہو تاہم اس لفظ کو بے محل استعمال کرنے سے ترک کر دینا چاہیے چنانچہ ہمکو ایک نئے بگڑے ہوے لامذہب سے ملاقات کا اتفاق ہوا تو ہمنے پوچھا کہ آپ کا کون مذہب ہی جواب دیا محمدی ہمنے کہا سبحان اللہ یہ تو سوال از آسمان جواب از ریسمان ہوا ہمکو دین محمدی پوچھنا مقصود نہین ہم تو مذہب پوچھتے ہین اور دین و مذہب مین تو استعمالاً عام خاص کا بڑا فرق ہی جب آپ نے ہمارے ساتھ مسجد مین نماز پڑھی اور ہمارے سلام کا اسلامی جواب دیا اور نام بھی اپنا مسلمانون کا سا بتایا پس ہمکو آپکا محمدی ہونا معلوم ہی ہان اگر ہمکو آپکا اہل اسلام سے ہونا معلوم نہوتا بلکہ یہودی یا نصرانی کا آپ کی نسبت گمان ہوتا تو البتہ انکے مقابلے مین ہمارے سوال کا جواب محمدی بجا اور صحیح ہوتا پھر ہمنے پوچھا آپنے کچھ علم معنی بیان بھی پڑھا ہی جس سے آپ کو ایرادِ کلام اور جواب سوال کے فصاحت و بلاغت سے خبر ہوتی جواب دیا کہ یہ علوم دینیہ سے نہین بدعت ہی مین کیونکر پڑھتا ہمنے کہا سچ ہی پہلے ہی ہمکو آپ کے جواب بے محل سے آپ کا مبلغ علم معلوم ہو گیا اب علم فصاحت و بلاغت کا بدعت ہونا مزید بران ہوا سو پہلے ہی سے نبائی تھی کچھ قدر و منزلت بمضمونِ خدا نے اور ڈبو دی رہی سہی + پھر کہا کہ مذہب پوچھنے سے آپ کا کیا مقصود ہی اور آپ کی کیا غرض ہم تو اہل حدیث سے ہین حدیث کے

لامذہبون کے محمدی لقب کا پورا انکشاف

موافق ہم سے سوال کیجیے پھر جواب لیجیے ہمنے کہا کہ یہ حدیث شریف سنیے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
لَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً یعنی میری امت مین تہتر مذہب کے
لوگ ہونگے بہتر انمین دوزخی ہین اور ایک جنتی صحابہ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھِیَ یعنی وہ جنتی مذہب
کا فرقہ کون ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ فرقہ جسکا طریقہ میری سنت کے
موافق اور میرے صحابہ کے چال چلن کے مطابق ہو کہ وہ فرقہ اہل سنت وجماعت ہی اور اُن دوزخی بہتر فرقون کی
اصل مین چھ قسمین ہین رافضیہ خارجیہ جبریہ قدریہ جہمیہ مرجیہ اور پھر ہر قسم کے بارہ بارہ شعبے ہین اور یہ بہتر
فرقے سب محمدی کہلاتے ہین اور اسلام کا دعوی کرتے ہین پس ہمارا مقصود مذہب کے پوچھنے سے یہی ہی
کہ آپ جبریہ قدریہ وغیرہ فرقِ باطلہ مین سے ہین یا حنفیہ شافعیہ وغیرہ فرقِ حقہ مین سے تاکہ حق و باطل اور ناری
و ناجی مین فرق ہو جائے اور لفظ محمدی سے ہمارا مقصود حاصل نہین ہوا کہ تہتر فرقے سب محمدی ہین اُن سب کا
محمدی ہونا تو ہمکو معلوم ہی مگر یہ نہین معلوم کہ آپ کس فرقے مین ہین اور جو فرقہ اہل سنت وجماعت کا ناجی اور
حق ہی سو باتفاق علمائے امت محمدیہ کے اُسکے چار نام ہوگئے یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی کہ سنت وجماعت
کی حقیت انہی چارون مین دائر ہی اب لامذہب صاحب سے کچھ جواب باصواب نہ آیا تو گھبرا کر بول اُٹھے کہ
ہم اور ہمارے سب باپ دادا حنفی المذہب تھے لیکن ہمنے ایک لامذہب کے بہکانے سے اپنا نام محمدی
رکھا تفصیل اسکی اسطرح ہی کہ ہمسے اس شخص نے پوچھا کہ تم کسکا کلمہ پڑھتے ہو ہمنے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہا شاباش پھر پوچھا کہ قبر مین منکر نکیر نبی کا نام نامی پوچھینگے تو کیا نام بتاؤ گے ہمنے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کہا مرحبا پھر پوچھا کہ قیامت مین تمہاری شفاعت کون کریگا ہمنے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہا آفرین جزاک اللہ جبکہ دنیا مین اور برزخ مین اور آخرت مین جس نام سے تمہاری مخلصی اور نجات ہوگی
بڑا افسوس ہی کہ اُسکو چھوڑ کر تم حنفی بنگئے بندۂ خدا محمدی بنجاؤ اور کوئی مذہب تمسے پوچھے تو یہی بتاؤ بس مین اُسی روز سے
بجائے حنفی کے اپنے تئین محمدی کہنے لگا لیکن اس لطیف نکتے کو نہ سمجھا کہ واقعی محمدی کے کہنے مین سوائے
ایضاح واضح واعلام معلوم کے اور کچھ فائدہ نہین اور نہ سائل کو اس جواب سے تسکین ہو سکتی ہی بلکہ یہ جواب
سوال کے منافی ہی اب مین خوب سمجھ گیا کہ حنفی ہرگز محمدی کے منافی نہین بلکہ جو حنفی ہی وہ محمدی ہی بخلاف
محمدی کہنے کے کہ اسمین قطع نظر قباحت اشتراکِ فرقِ باطلہ کے فرقۂ حقۂ ناجیہ کے امتیاز کا بھی پتا نہین لگتا
خیر بضمن بحث تقلید کے یہ محمدی حنفی شافعی کا قصہ جملہ معترضہ تھا ع کجا بودا سیم کجا تاختم + مگر اب پھر

تقلید مذموم کا بیان

تقلید کی بحث سنیے پہلے تقلید کے اصطلاحی معنی جاننا چاہیے وہ یہ ہی کہ کسی کے قول کو بلا دلیل مان لینا- اور اقتدا اور اتباع کے بھی قریب قریب یہی معنی ہین اور یہی تقلید ہماری مبحوث عنہ ہی اور جس تقلید مین احرام مَا اَحَلَّ اللّٰہُ اور احلال مَا حَرَّمَ اللّٰہُ لازم آئے جیسا کہ رسوم جاہلیت پر مشرکین عرب جمے ہوے تھے اور سواے هٰذَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کے کوئی دلیل نہ رکھتے تھے اور بمقابلہ حدیث و قرآن کے اپنے آبائی رسوم کو ارجح اور اقوی اور ضروری جانتے تھے سو یہ تقلید بالاتفاق شرک اور کفر اور حرام اور ممنوع اور مردود ہی اور ہماری بحث سے بالکل خارج اسی تقلید کی نسبت مولانای روم فرماتے ہین ؎

بشنو این قصہ پے تہدید را — تا بدانی آفت تقلید را

از مقلد تا محقق فرقہاست — کان چو داؤد ست واین دیگر صداست

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث — جز طمع نبود مراد آن خبیث

آن مقلد صد دلیل و صد بیان — بر زبان آرد ندارد ہیچ جان

بسکہ تقلید ست آن ایمان او — روے ایمانِ را ندیدہ جان او

بس خطر باشد مقلد را عظیم — از رہِ رہزن و شیطان رجیم

کور کورہ جو یہ از کوری دگر — در چہ او باز افتد زود تر

خلق را تقلید او برباد داد — ہفت صد لعنت برین تقلید باد

ثبوت تقلید شخصی کا ازروے [illegible]

اور جہان قرآن و تفسیر و حدیث و فقہ و اقوال علما مین تقلید کا شرک و کفر و حرام و بدعت و باطل ہونا وارد ہی اُس سے یہی تقلید مراد ہی لیکن تقلید ما نحن فیہ کہ جس مین ہم بحث کرتے ہین وہ ہی کہ کوئی ناواقف مسلمان کسی دین کے مسائلے کو کسی معتبر عالم سے دریافت کرے اور وہ عالم اُس مسائلے کو خواہ صراحۃ النص خواہ اشارۃ النص خواہ دلالۃ النص سے استنباط کر کے بتادے اور سائل اُسکو بلا دلیل قبول کر لے پس یہ تقلید حق ہی کہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک تمام روے زمین کے مسلمانون مین برابر جاری ہی بلکہ یہ تقلید تو بحکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض و واجب ہی کسی کو اس سے چھٹکارا نہین چنانچہ قرآن پاک مین وارد ہی فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پس مضمون عموم مورد اس آیۂ پاک کا تقلید شخصی اور تقلید غیر شخصی دونون کو شامل ہی اور باعتبار صوری و معنوی ظہر و بطن اعجاز قرآنی کے ایک ہی لفظ سے عموم و خصوص دونون نکلتے ہین اس موقع پر حافظ علیہ الرحمہ کا مضمون نہایت

چسپان ہوسے بہار عالم حسنش دل وجان تازہ میدارد + برنگ اصحاب صورت را ببوار باب معنی را +

پس شارع علیہ السلام کے قربان جائیے کہ ایک ہی مفہوم مطلق سے دو امر مقید پر عمل کرنے کا حکم دیدیا

اور تقلید کے ایک ہی مقسم مین شخصی اور غیر شخصی کے دونون قسیم بتادیے اسواسطے کہ اس آیۂ پاک مین

لفظ فاسئلوا صیغۂ عام ہی کہ تمام افراد امت کو جس کو مسالہ نہ معلوم ہو عالم سے سوال کرنے کا حکم بصیغۂ امر ہوا ہی

جو موجب اثبات فرضیت ہی اور لفظ اَهلَ الذِّکرِ کا اسم جنس ہی کہ لغت مین واحد وجمع دونون پر اسکا اطلاق ہوتا ہی

پس یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل ذکر سے چاہو مسالہ دریافت کر لو عام ہی اس سے کہ مسئول عنہ تمہارا تمام مسائل

مین ایک شخص ہو یا کئی شخص ہون کہ جس سے چاہو مسالہ پوچھ لو پس پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین

کہ ایک شخص واحد کی تقلید کر کے سب ضروریات دینی اُس سے حل کر لے اور دوسری صورت کو تقلید غیر شخصی

کہتے ہین کہ جس سے چاہے مسالہ پوچھ لے پس یہ دونون فردین تقلید اہل الذکر کی اُس مطلق تقلید مین داخل

ہین جو لفظ فاسئلوا سے جسکی فرضیت ثابت ہو چکی ہی اور مقسم کو اپنے دونون قسیم پر صادق آنا ضروری ہی

اور ظاہر ہی کہ مطلق کے سب افراد فرضیت مین متساوی ہوتے ہین جس فرد پر عمل کریگا فرضیت امتثال امر سے

فارغ ہو جائیگا پس آیۂ شریفہ سے تقلید مطلق کی فرضیت ثابت ہو گئی اور اُسکی دونون فردون پر علی سبیل

الانفراد باتبہا شارع مقلد کو اختیار دیدیا گیا خواہ یہ تقلید ایک عالم سے ہو یا متعدد علما سے جس سے دونون نوع

تقلید مطلق مفروض کی مامور و معمول و مفروض ہوتی ہین جسپر چاہے عمل کرے کوئی فرد ممنوع نہین ہو سکتی

اسواسطے کہ جب مفروض مطلق منقسم ہی تو دونون قسمون مین حکم فرضیت کا جاری رہیگا نہ کہ ایک فرد اسکی یعنی

تقلید شخصی بدعت اور شرک اور حرام ہو اور دوسری فرد اسکی یعنی تقلید غیر شخصی جائز اور مشروع ہو یہ تو کسی

پاگل اور مجنون لا یعقل اور جاہل کا کام ہی کہ مامور کے افراد کو حرام بتادے اسواسطے کہ فرض کی ضد شرک ہی

پھر فرض کی تحت مین شرک کسطرح مندرج ہو سکتا ہی بلکہ یہ عقلاً و نقلاً محال ہی اور بعض بے علم جو کہتے ہین کہ یہ

آیت اہل کتاب سے پوچھنے کے باب مین نازل ہوئی ہی لہذا اَهلَ الذِّکرِ سے وہی مراد ہین نہ دیگر علماے

مجتہدین سو یہ کہنا انکا محض خلاف قاعدۂ دین اور مخالف اصول اسلام کے ہی اسواسطے کہ باتفاق تمام

علماے امت کے عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہی نہ خصوص مورد کا اگرچہ نزول اس آیت کا سوال اہل کتاب کے

باب مین سہی مگر الفاظ بالعموم سوال جملہ علما کو واجب کرتے ہین اسی واسطے کسی محدث و مفسر و عالم و فقیہ نے

اس آیت کو سوال اہل کتاب پر مقصور اور مخصوص نہین کیا چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہی وَفِی الاٰیَۃِ

ف تقلید شخصی [illegible]

دَلَالَۃٌ عَلٰی وُجُوْبِ الْمُرَاجَعَۃِ اِلَی الْعُلَمَآءِ فِیْمَا لَا یُعْلَمُ اَلْخ پس اِس آیت سے جاہل کو عالم سے پوچھکر
عمل کرنے کی فرضیت قیامت تک ثابت ہی اور غیر مجتہد کو تقلید مجتہد سے چھٹکارا نہین اور عامی کو
عالم سے چارہ نہین چنانچہ شرح جمع الجوامع مین لکھا ہی یَجِبُ عَلَی الْعَامِیِّ وَغَیْرِہٖ مِمَّنْ لَمْ یَبْلُغْ مَرْتَبَۃَ
الْاِجْتِهَادِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَیَّنٍ مِنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِیْنَ اور امام الحرمین جوینی برہان مین
لکھتے ہین اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْعَوَامَّ لَیْسَ لَهُمْ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِمَذْهَبِ الصَّحَابَۃِ بَلْ عَلَیْهِمْ
اَنْ یَّتَّبِعُوْا مَذْهَبَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ الَّذِیْنَ ذَکَرُوْا اَوْضَاعَ الْمَسَائِلِ وَاَوْضَحُوْا طَرِیْقَ النَّظْرِ
یعنی محققین کا اسبات پر اتفاق ہی کہ عوام لوگ صحابہ کے مذہب پر عمل نہ کیا کرین بلکہ اُنپر واجب و ضرور ہی
کہ اُن ایمہ اربعہ مجتہدین کا اتباع کرین کہ جنھون سے ہر قسم کے مسائل دینیہ کو بیان کر دیا ہی اور اسلام کے
دقائق اور مشکلات کو کھول دیا ہی اور نیز فقیہ و محدث عالی مقام ابن الہمام نے فتح القدیر مین لکھدیا ہی
اِنْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِالْمَذَاهِبِ الْمُخَالِفَۃِ لِلْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ اور قطب ربانی عالم حقانی
امام شعرانی میزان کبری مین تحریر فرماتے ہین وَکَانَ سَیِّدِیْ عَلِیُّنِ الْخَوَّاصُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذَا
سَأَلَهٗ اِنْسَانٌ عَنِ التَّقْلِیْدِ بِمَذْهَبٍ مُعَیَّنٍ اَلْاٰنَ هُوَ وَاجِبٌ اَمْ لَا یَقُوْلُ لَهٗ یَجِبُ عَلَیْکَ التَّقْلِیْدُ
مَادُمْتَ لَمْ تَصِلْ اِلٰی شُهُوْدِ عَیْنِ الشَّرِیْعَۃِ الْاُوْلٰی یعنی جب کوئی شخص ہمارے امام شیخ علی خواص رحمہ اللہ
سے پوچھتا کہ آیا اس زمانے مین تقلید شخصی واجب ہی یا نہین تو وہ جواب دیتے کہ جب تک
تم درجہ اجتہاد کو نہین پونہچوگے تمپر تقلید شخصی واجب ہی اور علامہ ابن حجر مکی فتح المبین فی شرح الاربعین مین
لکھتے ہین اَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَقَالَ اَئِمَّتُنَا لَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ
وَمَالِکٍ وَاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اور سوا آیت مذکور کے اِس دوسری آیت سے بھی ایمہ مجتہدین کی تقلید کا وجوب ثابت
ہوتا ہی اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الاٰیۃ اسواسطے کہ لفظ اُولِی الْاَمْرِ کا بعموم خلفا اور
علما اور فقہا سبکو شامل ہی اگرچہ بعض نے کہا ہی کہ مراد اس سے سلاطین و امراے اسلام ہین مگر یہ قول پایہ
اعتبار سے ساقط ہی اسواسطے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
اور عطا اور مجاہد اور ضحاک اور ابو العالیہ اور حسن بصری وغیرہم بڑے بڑے فقہاے صحابہ و تابعین و تبع
تابعین نے اُولِی الْاَمْرِ کی تفسیر مین فقہا اور علما ہی کو لکھا ہی اور نواب صدیق حسن خان صاحب رئیس عاملین
بالحدیث اپنی تفسیر مین اور قاضی شوکانی اور ابن کثیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہ تفاسیر مین اُولِی الْاَمْرِ کے

ایمہ اربعہ کی وجوب تقلید کا ثبوت

یہی معنی مراد لیتے ہین اگرچہ اس لفظ کے ظاہر منطوق سے سلاطین اور امراے اسلام متبادر ہوتے ہین لیکن
درحقیقت قطع نظر ترجیح مرادِ اقوالِ صحابہ و تابعین و تبع تابعین مذکورین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذرا غور
کیا جائے تو بھی یہی معنی ثابت ہوتے ہین اسواسطے کہ احکام دو قسم کے ہین دنیوی اور دینی اور امور دنیوی
کی چند قسمین ہین مثلاً سیاستِ مدن کے اعتبار سے اولی الامر سلاطین ہین اور تدبیر منزل کے اعتبار سے امور
خانہ داری کے منتظمین اولی الامر ہین اور امر دینی کی بھی دو قسمین ہین باطنی اور ظاہری پس علم باطن کے
اولی الامر تو وہ شیوخ طریقت ہین جو سالکان طریقت کو انکی تقلید واجب ہے اور ظاہری علم شرع کے اولی الامر
حضرات مجتہدین ہین جو کتاب و سنت پر خوب واقف ہو کر چلتے ہین اور اُنسے اصول مسائل استنباط کرتے
ہین اور ظاہر ہے کہ یہ اتباع و تقلید اُسی وقت تک ہے کہ تابع اور مقلِّد متبوع اور مقلَّد کے درجے کو نہ پونہچا ہو
پس اس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو مسلمان غیر مجتہد ہے اُسکو کسی مجتہد کی تقلید کرنا واجب اور فرض ہے
اور استنباطات قیاسیہ مجتہدین کے سب من جانب اللہ ہوتے ہین نہ من تلقاءِ نفوسہم کیونکہ جو کچھ اشارات
اور دلالات نصوص صریحہ و غیر صریحہ سے مستخرج ہین وہ سب عین حکم نص ہین اسواسطے کہ قیاس حکم کا مظہر ہوتا ہے
نہ حکم کا مُثبت پس یہان حکم کتاب و سنت کا قبول کرنا فرض ثابت ہو گیا خواہ وہ سنت و کتاب کا حکم صریح
معلوم ہو یا باستنباط مجتہد ہو اور ظاہر ہے کہ کتاب و سنت سے ہرگز سب مسائل معلوم نہین ہو سکتے اسواسطے
کہ ہزارہا جزئیات مسائل ہین اور لاکھون امور شرعیہ غیر متناہیہ کہ قیامت تک واقع ہوتے چلے جاتے ہین
اگر اس باب مین فقہاے مجتہدین کے اصول و قواعد مُدَوَّن نہوتے تو جواب دینا واقعات جزئیہ کا محال
ہو جاتا اور اسکا حل کرنا کسی غیر مقلد سے بھی بن نہ آتا محکمۂ قضا و افتا کا سب کام بند ہو جاتا چنانچہ ہم مولوی
نذیر حسین صاحب آجکل کے رئیس اہل حدیث اور سر دفتر عاملین کتاب و سنت سے اس دعوے کو ثابت
کر دیتے ہین کہ انکے اکثر استفتون کے جوابات مین جب گاڑی اٹک جاتی ہے اور فقط سنت و کتاب سے
کام نہین چلتا تو لامحالہ اجماع و قیاس مجتہدین فقہا کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ
اور شامی اور درمختار اور عالمگیری اور فتاوای قاضی خان وغیرہ کا حوالہ دیا جاتا ہے افسوس کہ پھر باینہمہ
انتفاع و استفادہ کے فقہ اور فقہا کو برا کہا جاتا ہے سچ ہے ؎ نمک خوردن نمکدان را شکستن
ہمین کار ست ایشان را ہمہ تن * پس اسی قیاس اور استخراج مسائل اور اجماع فقہا کو مان لینا اور اُسپر
فتوی دینا یہی خود تقلید شخصی ہے اور پھر ایسی نیک کام کی برائی یہ کیسا اجتماع تضاد ہے کہ خود فضیحت

اور دوسرون پر اپرادہی سے ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ہو اور جب سب کام دینیات کے رائے
فقہ۔عقل۔ذہن۔فہم کی مدد سے لیتے ہین اور پھر انھین سمجھ بوجھ کی باتون کو گالیان دیتے ہین تو انکو
حدیث پر عمل کرنے کی سمجھ کیونکر حاصل ہوگی سے ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے + جو اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو پھر
اُس سے خدا سمجھے + اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ جب تقلید مامور اور مفروض ہو چکی تو پھر اسکو شرک کہتا خود
مشرک بنتا ہی اور بمقابلہ نص قطعی کے اپنی رائے فاسد سے حکم لگاتا ہی معاذ اللہ یہ کیسے لوگ
ہین کہ جسکو حق تعالی فرض فرمائے اُنکے نزدیک وہ شرک ہوجائے عجب کہ یہان تو نص قرآنی سے انکار
لازم آتا ہی اور وہان عمل بالحدیث کا زبانی وظیفہ چلا جاتا ہی سے ادا سے جھک کے ملتے ہین نگہ سے قتل کرتے ہین +
ستم ایجاد ہین ناوک لگاتے ہین کمان ہوکر + پس تقلید شخصی ہو یا غیر شخصی ثابت ہو گیا کہ فرض و مامور ہی شرک
کو فرض سے تمیز نکرنا محض لا یعقل کا کام ہی نہ عاقل کا اور پھر دونون کا حکم ایکسان جاننا بالکل جہل عن
الشرع ہی اور کسی نص مین وارد نہین ہوا کہ مسئول عنہ سے بادلیل مسائلہ پوچھو بلکہ سب آیات و احادیث
سے مطلق سوال کا حکم نکلتا ہی پس سوال مین دلیل کی قید اپنی طرف سے اضافہ کرنا اور تقلید کے
باب مین سوالِ مسائلہ بلا دلیل پر طعن کرکے شرک و بدعت کہنا حق تعالی کے حکم مطلق کو اپنی رائے
سے مقید کرنا اور بعض افراد مشروع کو اپنے قیاس فاسد سے مردود ٹھیرانا ہی نَعُوذُ بِاللهِ مِنْهَا اور
ظاہر ہی کہ مجتہد وقتِ اختلاف احادیث کے کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کرکے بحکم وَ
لِكُلٍّ وِجْهَةٌ کے عمل کرنے کا حکم دیتا ہی اس صورت مین غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ یہ حکم خلاف حدیث
صحاح ستہ کے ہی اس حکم پر عمل کرنا حرام ہی محض بے دلیل بات ہی بالکل واہیات ہی اسواسطے کہ احادیث
صحاح کا حصر کتب صحاح ستہ مین نہین ہو سکتا بلکہ اور مسانید جید الاسانید مین بھی ہزارون احادیث صحیح
معمول بہا وارد ہین پس کسی مجتہد نے کسی حدیث کو کسی وجہ سے مرجح کرکے اُسکے موافق حکم دیا
تو اُسکا رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہی اور ہرگز یہ بات اہل حدیث کیا کسی ادنا متدین کے پاس بھی جائز
نہوگی چنانچہ امام ابو حنیفہ رح یا دیگر ایمہ کے اقوال مفتی بہا مثلا سب ایسے ہی ہین کہ اگر بظاہر ایک
حدیث کے مخالف معلوم ہوتے ہین تو دوسری نص کے مطابق ہین جیسا کہ فتح المبین مین سو سوالون کے
جوابات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ ہر مسائلے کو کتاب وسنت سے ثابت کرکے دکھا دیا اور تعارض
کو اُٹھا دیا اب وہ الزام مخالفت حدیث کا امام صاحب کی نسبت کہان رہا پس اس قسم کے اقوال مجتہدین کے

عمل مطلق کو اپنی طرف سے مقید کرنا غیر مقلدون کا کام ہی

رد کرنے سے خدا اور رسول کے حکم کا رد کرنا لازم آتا ہی بجبز نافہمی اور ہٹ دھرمی کے انکو کیا الزام
دیا جائے کہ بعض جگہہ کفر لزومی اور توہین دینی کے سبب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں
جیسا کہ ابھی ہمنے تقلید کے باب مین انکے کفریات لزومی اور ہفوات سوء ظنی کو ثابت کر دیا
افسوس کہ نہ انکو سلیقہ ترجیح احکام کا نہ انکو امتیاز مفہوم خاص و عام کا نہ انکو نظر جملہ نصوص پر نہ تمیز ناسخ
و منسوخ کی نہ سمجھ صحیح و سقیم کی نہ اسباب مخالفت کی خبر نہ وجوہ ترجیحات پر نظر نہ اقسام دلالات سے واقفیت
نہ علل نصوص سے لگاؤ نہ محاورات کلام عرب مین دخل نہ جملہ مرویات کا احاطہ نہ کتاب و حدیث کا
علم نہ سنت و شریعت کا فہم کہ عمل بالحدیث کیواسطے ضروری ہی اور بدون ان باتون کے تقلید واجب ہی
محض سنے سنائے احادیث یا ترجمہ مشکوۃ کو دیکھکر عامل بالحدیث بن بیٹھے اور فقہا کو برا بھلا کہنے لگے ؎

اب تو یہ تھے اور تھی توہین تقلید امام	واہ کیا تعظیم و تکریم ائمہ والسلام

فائدہ [illegible]

ان جنکو کچھ درجہ اجتہاد و احاطۂ اخبار و علمِ ترجیح و فہم عموم و خصوص و امتیازِ ناسخ و منسوخ حاصل تھا
انھون نے جو بعض فروعی مسائل مختلف فیہا مین خلاف کیا اور کسی حکم جزئی مین تقلید چھوڑ دی تو آجکل کے
جہلاے عوام بلکہ خواص کے واسطے بھی وہ فعل متقدمین کا قابل احتجاج نہ سمجھا جائیگا کہ سوء ظن ثقات ہی
چھوٹا منہ بڑی بات ہی ؎ بزورِ کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد + کجا این محدِث بدعت کجا آن سالک سنت +
مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۲۔ جلد ۱۱ مین انصافاً ان غیر مقلدو نکے
حق مین سچ فرمایا اور انکی ترک تقلید کو موجب ضلالت ٹھیرایا چنانچہ عبارت انکی بلفظہ مرقوم ہی۔ جو لوگ
قرآن و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہون اور علوم عربیہ ادبیہ سے (جو خادم قرآن و حدیث ہین) محض ناآشنا ہون
صرف اردو فارسی تراجم پڑھکر یا لوگون سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جانکر مجتہد اور ہر بات مین تارک التقلید
بن بیٹھے ہین انکے حق مین ترک تقلید سے بجز ضلالت کے کسی ثمرے کی توقع نہین ہو سکتی ہمکو پچیس ۲۵ برس کے تجربے
سے یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور بالکل تارکِ تقلید بن جاتے ہین
وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین انمین سے بعض تو عیسائی ہو جاتے ہین اور بعض لامذہب جو کسی
دین و مذہب کے پابند نہین رہتے اور فسق و فجور اور احکام شریعت سے خروج تو اس آزادی کا ادنا
نتیجہ ہی ان فاسقون مین بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے ہین اور سود شراب سے
پرہیز نہین کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی کے سبب فسق ظاہری سے بچتے ہین تو وہ فسق مخفی

فائدہ [illegible]

مین سرگرم رہتے ہیں اور ناجائز طور پر عورتون کو نکاح مین پھنسا لیتے ہین اور ناجائز حیلون سے دوگون کے
اور خدا کے مال و حقوق دبا رکھتے ہین کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا مین اور بھی بکثرت موجود ہین
مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہی گروہ
اہل حدیث مین جو بے علم یا کم علم ہوکر ترک تقلید کے مدعی ہین وہ ان نتائج سے ڈرین انتھی کلامہ اور نیز آجکل کے
غیر مقلدون کی نسبت جو تقلید شخصی کو چھوڑ کے ضلالت و گمراہی مین پڑ گئے ہین حضرت مولانا شاہ
ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ الولی حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے مین اِنَّ هٰذِهِ الْمَذَاهِبَ الْاَرْبَعَةَ الْمُدَوَّنَةَ
الْمُحَرَّرَةَ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ وَمَنْ يُعْتَدُّ بِهٖ مِنْهَا عَلٰى جَوَازِ تَقْلِيْدِهَا اِلَى يَوْمِنَا هٰذَا وَفِيْ ذٰلِكَ
مِنَ الْمَصَالِحِ مَا لَا يَخْفٰى لَا سِيَّمَا فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الَّتِيْ قَصُرَتِ الْهِمَمُ جِدًّا وَاُشْرِبَتِ
النُّفُوْسُ الْهَوٰى وَاَعْجَبَ كُلُّ ذِيْ رَاْيٍ بِرَاْيِهٖ پس اس عبارت سے مذاہب اربعہ کی
حقانیت باجماع امت ثابت ہوگئی اور جو اہل ظاہر کہ ان مذاہب کے عدم جواز کے قائل ہوگئے ہین
انکا غیر معتد ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور ایک مذہب کی تقلید شخصی کا ان چارون مذاہب سے موجب مصالح
کثیرہ ہونا واضح ہوا اور ترک تقلید شخصی سے اس زمانے مین بسبب اِشراب ہوائے نفسانی کے قلوب
عوام مین اور بسبب اعجاب ہر شخص عامی کے اپنی رائے ناقص پر باعث مفاسد و تخریب دین کا ہونا ظاہر
ہوگیا جسطرح عدم تقلید مطلق سے لاابالی ہونا اور ہوائے نفسانی کا تابع بنجانا اور آزادی کے سبب ہر قید شرعی کا
پابند نہونا لازم آتا ہی اسی طرح چارون مذاہب مین سے کسی ایک کی تقلید نہ کرنے مین بھی ہوتا ہی جیسا
کہ ابنائے زمانہ کا حال مشاہدہ ہو رہا ہی کہ اکثر عوام جہلا بھی دیکھا دیکھی ترک تقلید کا دم بھرتے ہین اور تقلید پر
اعتراض کرتے ہین حالانکہ علم حدیث سے واقف نہ مشکلات فقہ کے کاشف وہی مثل کہ ؎ عشق مین ٹین مین ہی
اب بھی یارون گہ + مینڈکی بھی چلی مارون کو + پس ان چارون مین سے ایک مذہب معین کی تقلید کرنا
موجب سد باب فساد اور باعث اصلاح دین حق ہی اور یہی شاہ صاحب عقد الجید کے صفحہ ۳۱ مین لکھتے مین اِعْلَمْ اَنَّ فِي الْاَخْذِ
بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةً عَظِيْمَةً وَّفِي الْاِعْرَاضِ عَنْهَا كُلِّهَا مَفْسَدَةً كَبِيْرَةً اس عبارت سے بھی
ثابت ہوگیا کہ تقلید شخصی مین دین اسلام کی بہت بڑی مصلحت ہی اور اسکے چھوڑ دینے مین بہت بڑی
خرابی ہی اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سوالات عشر مین لکھتے ہین سوال ششم آنکہ اگر حنفی المذہب
در بعض احکام بر مذہب شافعی عمل نماید مثل آنکہ رفع یدین کند چہ حکم ست جواب آنکہ اگر حنفی المذہب مذہب

شافعی عمل نماید در بعض احکام بیک از سہ وجہ جائز ست **اول** آنکہ دلائل کتاب و سنت در نظر او دران مسالۂ مذہب شافعی را ترجیح دہد **دوم** آنکہ درین معنی مبتلا شود کہ گذارہ بدون مذہب شافعی نماند مثل احکام آب چاہ درین دیار و یا احکام مفقود **سوم** آنکہ شخصی باشد صاحب تقوی و او را عمل با حتیاط منظور افتد و احتیاط در مذہب شافعی یابد مثل صدقہ دادن زائد از قدر دو آثار یا گوشت طاؤس نخوردن و علی ہذا القیاس لیکن درین سہ وجہ شرط دیگر ہم ہست و آن اینست کہ تلفیق واقع نشود یعنی بسبب ترکیب مذاہب صورتے محقق شود کہ بہر دو مذہب روا نباشد مانند آنکہ فصد را ناقض وضو نداند باز ہمان وضو نماز پس امام بے قرأت فاتحہ بگزارد کہ در ہیچ مذہب روا نباشد۔ وضو بر مذہب حنفی باطل گشت و نماز بر مذہب شافعی و اگر سوائے این وجوہ ثلاثہ ترک اقتدائے حنفی نمودہ اقتدائے شافعی کرد یا بالعکس نمود کروہ قریب بحرام باشد زیرا کہ لعب ست در دین و معنی تلفیق اینست کہ در یک عبادت مانند نماز و روزہ بر دو مذہب عمل کردہ شود و این باجماع جمیع علما باطل ست چنانچہ در در مختار در کتاب الصلوۃ آوردہ اِنَّ الْحُکْمَ الْمُلَفَّقَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ پس مضمون عدم تلفیق کا تقلید امام معین مین متحقق ہی ورنہ ترک تقلید مین تلفیق کی صورت نکلتی ہی حال آنکہ تلفیق ناجائز ہی کہ یہ بات حفظ دین و عقیدہ جازم اعمال و ضبط احکام اسلام کے خلاف ہی جس سے دین مین ایک نوع کا لہو و لعب معلوم ہوتا ہی کہ کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بتوافق حنفیہ کے اُسی کو حلال کر لیا اور کبھی کسی کو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کافرون کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالے نے اس آیت مین اُنکی خبر دی یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کر لیتے ہین اور دوسرے سال اُسی کو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی آیت سے تلفیق بالاتفاق حرام ہو گئی اسی واسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے رفع وہم تلفیق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کی نہایت مفید اور قابل تمسک اہل تقلید ہی بَلْ یَجِبُ حَتْمًا اَنْ یُّعَیِّنَ مَذْهَبًا مِّنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِيْ جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّنْتَحِلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ غَيْرِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهٗ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى بِتَحْرِيْمِ شَيْءٍ وَّمَذْهَبَ غَيْرِهٖ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ

در بطلان تلفیق کہ بالاتفاق ناجائز است

اَلحِلُّ وَالحُرمَۃُ وَذٰلِکَ بَاطِلٌ بِالاِجمَاعِ لِاَنَّ حِفظَ الدِّینِ وَاجِبٌ وَذٰلِکَ مَا یَحصُلُ اِلَّا بِہٖ فَیَکُونُ وَاجِبًا لِاَنَّ مُقَدَّمَۃَ الوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالاِجمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ تَقلِیدَ المَذھَبِ الوَاحِدِ وَاجِبٌ لِاَنَّ مُقَدَّمَۃَ الوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہی مذہب اربعہ مین سے مثلاً تقلید شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسی کو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب خواہش نفس خود اختیار کرلے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق لیلے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہوجائے تو تکلیف شرعی اُٹھ جائے مثلاً مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہو اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہو یا بالعکس ہی سو غیر مقلد کبھی اُسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت وحرمت کا ضبط متحقق نہوا اور یہ بالاجماع باطل اور مردود ٹھیرا اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہی اور یہ بات بدون تعیین مذہب واحد کے حاصل نہین ہوتی پس تعیین مذہب واحد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہی پس ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہی اور یہی حاصل اور یہ عبارت عضدی کی بھی اسی کے مؤید ہی وَاِذَا عَمِلَ العَامِیُّ بِقَولِ المُجتَھِدِ فِی حُکمِ مَسئَلَۃٍ فَلَیسَ لَہُ الرُّجُوعُ مِنہُ اِلٰی غَیرِہٖ اِتِّفَاقًا وَاَمَّا فِی حُکمِ مَسئَلَۃٍ اُخرٰی فَیَجُوزُ لَہُ اَن یُّقَلِّدَ غَیرَہٗ عَلَی المُختَارِ اگرچہ صدر اول مین کسی خاص امام کی تقلید کا التزام نہ تھا اسواسطے کہ تقلید امام معین کی واسطے حفظ دین کے ہی اور اس زمانہ خیر القرون مین تو خود دین اسلام علی وجہ الکمال محفوظ اور روزانہ ترقی پذیر تھا اور یہ زمانہ وضع وکذب اور نفسانیت سے بالکل پاک وصاف تھا اور مثل آجکل کے نہ ایسا خصمانہ جھگڑا تھا نہ ایسا تعصبانہ اختلاف تھا بڑے بڑے صحابہ اور تابعین ثقات موجود تھے جسکو جس سے سابقہ پڑا وہ اُسکا مقلد ہوگیا مگر جب یہ خیر وصلاح کا اچھا زمانہ گذر گیا اور آپس مین نفسانیت پھیل گئی اور دین مین طرح طرح کے اختلافی جھگڑے پیش آنے لگے تو دوسری صدی ہی مین عوام کو مطلق العنانی اور تلفیق کی جت باتٓ سے روکنے کے واسطے تقلید امام معین کا التزام کیا گیا یہانتک کہ تیسری صدی مین سب کے سب امام معین کی تقلید کرنے لگے الا ماشاء اللہ کمتر کوئی باقی رہگیا تھا اور اس قسم کی تقلید اُس زمانے مین واجب تھی چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب انصاف مین لکھتے ہین وَبَعدَ المِائَتَینِ ظَھَرَ فِیھِمُ التَّمَذھُبُ لِلمُجتَھِدِینَ بِاَعیَانِھِم وَقَلَّ مَن کَانَ لَا یَعتَمِدُ عَلٰی مَذھَبِ مُجتَھِدٍ بِعَینِہٖ وَکَانَ ھٰذَا ھُوَ الوَاجِبُ فِی ذٰلِکَ الزَّمَانِ اس رسالہ انصاف کا ترجمہ جو بنام اسعاف چھپا ہی اور مترجم صاحب نے

تقلید مذہب معین کی واجب ہی

صدر اول اور اسکے بعد مین تقلید کا حال

اس عبارت مین اپنے مطلب کے موافق لفظ کَانَ کو جو تحقق اِخبارِ حالِ زمانۂ ماضیِ بعید کے واسطے
موضوع ہی صحیح تھا کَانَ غلط بنایا جو واسطے تشبیہ مجاز خلاف واقع کے ہی اور ترجمہ اسکا گویا کیا حال آنکہ
سیاق صحت عبارت سے یہ ترجمہ اسکا کوسون دور ہی کہ جس سے اصل مطلب مین فتور ہی یعنی جو امر وجوب
تقلید کا متحقق الوقوع اور واقع کے مطابق تھا اُسکو ترجمہ کَاَنَّ سے بلفظ گویا خلاف واقع کے کردیا
حال آنکہ سیاق عبارت اس مضمون کی مساعدت نہین کرتا ہی و نیز اس صورت مین ایک دوسرا کَانَ
مقدر ماننا پڑیگا جو بالکل عبارت عربیت کے خلاف ہی بہر حال تیسرے اور چوتھے سیکڑے سے
آج تک بڑے بڑے محققین اور محدثین اور فقہاے کاملین اور سالکان سنت سید المرسلین مثل حافظ زیلعی و
علامہ عینی و علامہ طیبی و محقق ابن الہمام و ملا علی قاری و شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہم جو حدیث و فقہ مین کمال تبحر
رکھتے تھے حنفی المذہب تھے اور امام نووی و بغوی و خطابی و ذہبی و عسقلانی و قسطلانی و سیوطی وغیرہم جنکا فن
حدیث مین ڈنکا بج رہا ہی شافعی المذہب تھے اسی طرح بہت سے علما مثل ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم و امام شوکانی
وغیرہم کے حنبلی المذہب تھے اور ابن عبد البر وغیرہ کہ تنقید رجال و تحقیق حدیث مین یکتاے روزگار ہوچکے ہین
مالکی المذہب تھے اور کسی نے ان بزرگان دین مین سے باوجودیکہ بہت بڑے حدیث و فقہ کے جاننے والون
مین سے تھے مثل جہال غیر مقلدین حال کے کہ اُنکو اُنکے فضل و کمال مین سے عشر عشیر بھی حاصل نہین ایمہ
اربعہ کی دائرۂ تقلید سے قدم باہر نہین رکھا اور ترک تقلید سے لامذہبی کا اعلان نہین کیا کیونکر کرتے کہ ان چار
مذہبون کی اتباع کو سواد اعظم کا اتباع جانتے تھے اور انسے نکلنے کو سواد اعظم سے نکلنا سمجھتے تھے جیساکہ
مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ عقد الجید مین لکھتے ہین وَلَمَّا انْدَرَسَتِ الْمَذَاهِبُ الْحَقَّةُ
اِلَّا هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ كَانَ اتِّبَاعُهَا اِتِّبَاعًا لِلسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالْخُرُوْجُ عَنْهَا خُرُوْجًا عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ
پس یہین سے ثابت ہوگیا یعنی اسی خوف خروج سواد اعظم کے سبب امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کو بھی ایک
امام کی تقلید کرکے مقلد ہونا پڑا یعنی وہ شافعی المذہب تھے جیساکہ کتاب الانصاف مین مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی نے اسکی خبر دی ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ فِيْ طَبَقَاتِ
الشَّافِعِيَّةِ اِلٰى اَنْ قَالَ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ
بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ یہان غور کرنے کا مقام ہی کہ حضرت
امام بخاری علیہ الرحمہ کو باوجودیکہ اجتہاد کا درجہ اور بلحاظ جملہ اخبار نبویہ کا علم حاصل تھا اور وجوہ ترجیحات اور ناسخ

ومنسوخ اور مجمل ومبین اور عام وخاص اور مطلق ومقید وغیرہ اصول شرعیہ واحکام دینیہ کو علی وجہ الکمال جانتے تھے اور حافظ قرآن وحدیث اور صاحب قوتِ استنباط مسائل مع الدلائل تھے اور احادیث کے جملہ اقسام اور تمام طرق اسانید اور جمیع حالات رُوات سے کماینبغی واقف تھے مگر مثل ائمہ اربعہ کے مجتہد مطلق نہو سکے بلکہ تقلید مسائل مین امام شافعی کے تابع رہے اور شافعیہ مین داخل ہوے جیساکہ مذکورۂ بالا عبارت اس بیان کی مصدق ہو کوئی اسکو کیا جھٹلا سکتا ہو کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام نووی [illegible] انکی تصدیق کر رہے ہین پس جبکہ باینہمہ تبحر علمی وتحقیق سنت نبوی کے شافعی المذہب رہے اور امام شافعی کے رتبۂ اجتہاد کو نہ پہونچ سکے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضؓ کے مرتبۂ اعظم کو کیونکر پہونچ سکتے ہین اسواسطے کہ خود امام بخاری وامام مسلم کے ایمۂ پیشوا اور امام شافعی وامام احمد کے شیوخ واساتذہ مثل امام مالک وسفیان بن عیینہ وابن المبارک ولیث بن سعد ووکیع وامام محمد وغیرہم حضرت امام اعظم کے ادنا تلامذہ سے ہین ابن حجر مکی شافعی خود مناقب مین معترف ہین کہ امام مالک ولیث بن سعد وابن المبارک امام اعظم کے شاگرد رشید ہین اور امام شافعی تو بالاتفاق امام محمد کے تلمیذ سعید ہین یعنی امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد امام بخاری کے مقتدا اور معظم اور مجتہد مطلق ٹھیرے اور امام بخاری تلمیذِ تلمیذ امام صاحب کے مقلد ہوے اور سوا اس استاذ الاساتذہ ہونے امام صاحب کے یہ علوِ اسناد وتابعیت وقربِ عہد نبوت وفضلِ تقدم وخیریت وقلتِ وسائطِ روایت کا مرتبۂ عظمیٰ ودرجۂ کبریٰ کسی دوسرے مجتہد کو کہان نصیب ہوا ہے یہان تو ہمارے امام صاحب کو صاحبِ شرع سے یہ رابطہ ہو کہ درمیان مین صرف ایک کان کا واسطہ ہو ~~ع~~ سمع حدیثِ دوست بیک واسطہ خوش است + نی سمعِ آن بکثرتِ توسیطِ واسطات ÷ پس امام بخاری علیہ الرحمہ اور جو مثل انکے اجتہاد کا درجہ رکھتے ہون دائرۂ تقلید مین رہے اور مجتہد فی المذہب ہوے نہ مجتہد مطلق اگرچہ مجتہد مطلق سواے ان ائمہ اربعہ کے اور بھی ہو سکتے ہین

امام بخاری کا امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد کی تقلید کرنا

تحقیق معنی مجتہد مطلق ومجتہد فی المذہب کی

[illegible]

اور اُن سے مذاہب نکل سکتے ہین لیکن جب دین مین رخنے اور فساد زیادہ پیش آئے اور سیکڑون طرح کی
خرابیان ہونے لگین تو بموجب مضمون وعدہ موثوقہ آیہ کریمہ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کے من جانب اللہ دین
اسلام کی حفاظت انھین چار مذہبون کی تقلید مین رکھی گئی اور انھین مین حقیت دائر رہی جیسا کہ تفسیر احمدی
مین مرقوم ہے وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الْاَرْبَعِ وَاِتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُوْلِیَّةٌ مِنْ عِنْدِ
اللّٰہِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہے کہ ان چار مذہبون کی تعیین و تقلید
ان چار امامون کی محض فضل الٰہی اور حسن توفیق کی قبولیت ہے اس باب مین توجیہات اور دلائل کو کچھ
دخل نہین اسی طرح مولوی محمد عبد الحئی صاحب لکھنوی غیث الغمام مین لکھتے ہین وَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ
انْحِصَارَ الْمَسَالِكِ فِی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ الْمَشْهُوْرَةِ فِی الْاَزْمِنَةِ الْمُتَاَخِّرَةِ اَمْرٌ اِلٰهِیٌّ وَفَضْلٌ رَبَّانِیٌّ
لَا یَحْتَاجُ اِلٰی اِقَامَةِ الدَّلِیْلِ عَلَیْهِ پس چونکہ دین مین زمانہ خیر القرون کے بعد جو اختلافات زائد ہوگئے تھے
جنکے سبب مختلف مسائل پر عمل کرنے سے لوگ سخت پریشان تھے لہذا ان خرابیون کے دفع کرنے کے واسطے
توفیق الٰہی رہنما ہوئی کہ ان چار مذہب مین سے بغیر تقلید کسی خاص مذہب کے جو مقلد کو افضل اور بہتر معلوم ہو
ان اختلافی مسائل اور مختلف فتوون کی پریشانیون سے چھٹکارا نہین معلوم ہوتا ناچار حفظ دین کی ضرورت نے
سبکو اس مسلک تقلید پر چلایا اور اختلافی احکام کے فساد کو مٹایا یہان کوئی غیر مقلد صاحب اعتراض کرین کہ اِخْتِلَافُ
الْاَئِمَّةِ رَحْمَةٌ لِلْاُمَّةِ وارد ہے اختلاف مسائل سے فساد کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ یہ اختلاف تو سبب وسعت دائرہ
آسانی ہے نہ باعث فساد و پریشانی جس مسائے مین جو سہل اور آسان بات دیکھے وہ اختیار کرلے اور جو
کام مشکل اور سخت ہو اُسے چھوڑدے جواب اسکا یہ ہے کہ جو اختلاف سبب رحمت اور باعث آسانی
و وسعت ہے مراد اُس سے وہی فروعی اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے وہ بھی تھوڑا یعنی ایک مسائے مین
دو تین مختلف روایتین آگئی ہون تو اسمین موافق قوت روایت و صحت اسناد کے آسان بات پر عمل کیا جائیگا
نہ کہ وہ اختلاف جو باعث فتنہ و فساد اور موجب حق تلفی عباد ہو جیسا کہ آجکل تعصب اور نفسانیت کے
سبب ہو رہا ہے اور ایک بھائی مسلمان دوسرے بھائی کے ظلم و ستم سے رو رہا ہے مثلاً ارث کے مسائے
مین ایک کہتا ہے کہ تمکو فلان حدیث کی رو سے حصہ نہین پہونچ سکتا اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ہم اسکو
نہین مانتے اور نیز نماز روزہ وغیرہ کے احکام مین کسقدر اختلافات ہین کہ جنکے سبب آپسمین سب و شتم کی نوبت
آئی اور عوام مین فساد و عناد کا بازار گرم ہوگیا اور بعض خواص جو اہل حدیث کہلاتے ہین کہنے لگے کہ ہم حدیث کو

فائدہ انحصار مذاہب اربعہ کا امر الٰہی و فضل ربانی ہے

فائدہ تقلید ان مسائل مین جن مین اختلاف ہے رحمت الٰہی اور دفع فساد ہے

مانتے ہین اور اصول حدیث کچھ کلام خدا و رسول تو ہی نہین جسکی پابندی ہمپر ضرور ہو ہان حسب موقع و محل حدیث پر عمل کرنا چاہیے پس جب اصول حدیث کی پابندی ضروری نہ ٹہیری تو انھون نے مثلاً یہ قاعدہ رکھا کہ جہان جرح و تعدیل دونون ہون وہان تعدیل مقدم کیجائیگی حال آنکہ اس خانہ ساز قاعدے سے صدہا احادیث ضعیفہ صحیح ٹہیرینگے اور سیکڑون احادیث صحیحہ ضعیف ہوجائینگے اور جس راوی کا کذب ایک جگہہ بھی ثابت ہوجائے تو اسکی کل احادیث موضوع کہلائینگے اور ایک صاحب نے یہ ضابطہ مقرر کیا کہ حدیث موضوع وہی ہو کہ جسکے راوی کا کذب دلیل سے ثابت ہو حال آنکہ اس قاعدے سے صدہا موضوع حدیثین غیر موضوع ہوجائینگی اور اسکو کسی آیت و حدیث کی دلیل سے ثابت کرنا مشکل پڑجائیگا اور جو جسکے جی مین آئیگا اپنے مطلب کے موافق مسألہ بیان کرنے لگے گا اور بیچارہ مسألہ پوچھنے والا مفتیون کے اختلاف بیانی سے ایک ضبطے اور پریشانی کی حالت مین رہیگا یہان کوئی غیر مقلد صاحب مسائل مین تعدد فساد اختلاف ہونے کا انکار کرین تو ہم ابھی ایک پانی کے مسألے مین غیر مقلدون کے کثرت اختلاف کو ثابت کرکے دکھادین چنانچہ ایک صاحب کی راے مین آیا کہ جو پانی قلتین کی مقدار سے کم ہو نجاست پڑجانے سے ناپاک ہوجاتا ہی حال آنکہ سرے سے قلتین کی مقدار مین مختلف اقوال وارد ہین اور اسکے تعیین پر اتفاق نہین ہوا دوسرے صاحب کے خیال مین یہ بات آئی کہ پانی اگرچہ کتنا ہی قلیل ہو جب تک اُسکے اوصاف ثلاثہ یعنی رنگ یا بو یا مزے مین کوئی فرق اور تغیر نہوگا ناپاک نہین ہوسکتا تیسرے صاحب کا یہ اجتہاد ہوا کہ موافق مضمون حدیث شریف اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ کے پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرسکتی اور کوئی حدیث اوصاف ثلاثہ مین سے کسی وصف کے تغیر ہونے سے پانی کے ناپاک ہونے مین وارد نہین ہوئی اگر ہی بھی تو متصل السند نہونے کے سبب قابل احتجاج نہین ہی چوتھے صاحب امام داؤد ظاہری کے پیرو ہو کے کہنے لگے کہ البتہ پانی پیشاب سے تو ناپاک ہوجاتا ہی اور پاخانے سے ناپاک نہین ہوتا کیونکہ پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت اس حدیث سے ثابت ہی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ اور پاخانے کی ممانعت مین کوئی حدیث وارد نہین پانچوین صاحب باتباع ابن حزم فرمانے لگے اگر پانی مین پیشاب کیا گیا تو وہ پانی بے شک ناپاک ہوگا اور اگر کسی ظرف مین پیشاب کرکے پانی مین ڈال دیا جائے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا چھٹے صاحب کی سمجھ مین یہ آیا کہ اگر پانی مین پیشاب کیا جائے یا خارج سے آکر ملجائے تو دونون

ان فتنون کے مسئلے مین غیر مقلدون کے چوتھے فرقے

صورتون مین پانی ناپاک ہوجائیگا مگر یہ ناپاکی پیشاب کی خاص اُسی شخص کے حق مین ہوگی جسنے پیشاب کیا نہ دوسرون کے حق مین اسواسطے کہ وہ پانی اورونکے واسطے طاہر اور مطہر ہے پس ان چھون مفتی صاحبون کا اتفاق سے ایک ہی شہر مین مقام سکونت ہے اور ہر ایک کی راے پانی کے مسائے مین ایک دوسرے کے مخالف ہو اور ہر ایک نے حدیث کے موافق اپنے اپنے اجتہاد سے فتوا دیا اس صورت مین بیچارے سائلین عوام کی کیا کیفیت ہوگی اور انمین ہر ایک اپنے مخالف کے قول کو باطل سمجھیگا یا نہین اور آپسمین اس اختلاف کے سبب فتنہ برپا ہوگا یا نہین اور انکے کئی فرقے ہوجائینگے یا نہین اور پھر ان مفتیون مین اختلاف احکام کے سبب نااتفاقی ہوگی یا نہین جیسا کہ آجکل غیر مقلدون مین ہو رہی ہے بخلاف مقلدین کے کہ جو جس امام کا مقلد ہے اُسکے مذہب کے موافق مسائلہ پوچھکر عمل کرتا ہے دوسرے کی مخالفت سے اُسکو کچھ کام نہین چنانچہ حنفیہ شافعیہ۔ مالکیہ۔ حنبلیہ کے درمیان مین بھی باجود اختلاف احکام فتوے کے کیسا کچھ اتحاد و اتفاق ہے اسی تقلید کے احکام مین راہ سلامت ہے + نہ مستفتی کو شکوہ ہے نہ مفتی کو شکایت ہے + اور ظاہر ہے کہ فروعی مسائل مختلف فیہا مین اپنے اپنے امام کی تقلید کی جاتی ہے نہ مسائل منصوصہ متفق علیہا مین اسواسطے کہ قرآن حدیث کے اصول دینیہ و نصوص یقینیہ مین صحابہ اور ائمہ اجتہادِ مطلق و اجتہاد فی المذہب سب کا اتفاق ہے پس اِخْتِلَافُ الْاَئِمَّةِ رَحْمَةٌ لِّلْاُمَّةِ اور چیز ہے کہ یہ اختلافِ فروعی مسائل سلف کا خلف کے مذاہبِ اربعہ مین بھی قیامت تک بصورت رحمت و بصیرت و وسعت آپس کے اتفاق و اتحاد کے ساتھ جاری رہیگا لیکن اس زمانے مین ترک تقلید کے سبب سے جو غیر مقلدون مین بے علمی اور جہالت کے فسادات اور بے قیدی اختلافات کی خرابیان پھیلی ہوئی ہین وہ بغیر پابندی تقلید شخصی کے ہرگز دفع نہین ہوسکتین جسکی نسبت ابھی ہمنے ایک پانی کے مسائے مین چھ مفتیان غیر مقلد کے اختلاف کا فوٹو کھینچکے دکھا دیا اور جو اختلاف کہ موجب فتنہ و فساد اور واجب الانسداد ہو یہ آیہ کریمہ اُسکو منع کرتی ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا یعنی اصلاح و ہدایت کے بعد تم زمین مین فساد و گمراہی کی باتون کو جاری نکرو پس ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوۃ مین اسی اختلافِ رحمت و وسعت اور اختلاف فتنہ و فساد امت کی اس حدیث مین تصریح کردی ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ وَقَالَ

ناتقلیدی کے سبب زمانہ حال مین اختلاف موجب فتنہ و فساد ہے

اختلاف رحمت و وسعت جائز اور اختلاف فتنہ کا ممنوع ہے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ عَنِ اخْتِلَافِ
اَصْحَابِیْ اَیْ عَنْ حِکْمَۃِ تَخَالُفِهِمْ فِیْ فُرُوْعِ الشَّرَائِعِ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ اَیْ فِیْ اِظْهَارِ الْهِدَایَۃِ وَاِبْطَالِ الْغِوَایَۃِ
کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ اَیْ بِحَسْبِ مَرَاتِبِ اَنْوَارِهَا الْمُعْتَدَّۃِ لَهَا
وَلِکُلٍّ نُوْرٌ اَیْ وَکَذٰلِکَ لِکُلٍّ مِّنَ الْاَصْحَابِ نُوْرُہٗ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِہٖ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی فَبَیَانُ
اخْتِلَافِ الْاَئِمَّۃِ رَحْمَۃٌ لِّلْاُمَّۃِ قَالَ الطِّیْبِیُّ اَلْمُرَادُ بِہِ الْاِخْتِلَافُ فِی الْفُرُوْعِ لَا فِی الْاُصُوْلِ کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ
فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ السَّیِّدُ جَمَالُ الدِّیْنِ الظَّاهِرُ اَنَّ مُرَادَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِخْتِلَافُ الَّذِیْ فِیْ فُرُوْعِ
الدِّیْنِ مِنْ غَیْرِ اخْتِلَافٍ لِلْغَرَضِ الدُّنْیَوِیِّ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ اَیْ فَاقْتَدُوْا بِهِمْ جَمِیْعِهِمْ اَوْ بِاَکْثَرِهِمْ وَاِنْ
لَمْ یَتَیَسَّرْ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ وَکَاَنَّہٗ اَخَذَ مِنْ هٰذَا بَعْضُهُمْ فَقَالَ مَنْ تَبِعَ عَالِمًا لَقِیَ اللّٰہَ سَالِمًا وَفِیْهِ
اِشَارَۃٌ اِلَی التَّقْلِیْدِ الشَّخْصِیِّ) قَالَ وَظَاهِرُ الْحَدِیْثِ اِنَّمَا هُوَ اِشَارَۃٌ اِلَی الْفِتَنِ الْحَادِثَۃِ بَعْدَ انْقِرَاضِ الصَّحَابَۃِ
مِنْ طَمْسِ السُّنَنِ وَظُهُوْرِ الْبِدَعِ وَنَشْرِ الْجَوْرِ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ پس یہ امر ظاہر ہے کہ بعد خیر القرون اور قرون
ثلاثہ کے علی الخصوص اس زمانہ شر القرون مین غیر مقلد ہوجانے اور کسی مذہب خاص کے پابند نہ رہنے کے سبب
اختلافی مسائل مین جو مفاسد اور فتن پیدا ہوتے ہین سوائے اختیار کرنے تقلید شخصی کے اس خرابی سے بچنے
کی کوئی صورت نظر نہین آتی اگرچہ پہلے سے بھی اسی نظر سے واسطے حفظ دین کے بڑے بڑے لوگون نے
باوجود عالم سنت وکتاب ہونے اور اُسپر عمل کرنے کے اپنے تئین تقلید شخصی کے دائرے سے باہر نہین نکالا مگر
اب تو تقلید شخصی کا التزام خصوص اس زمانے مین ہر مسلمان کے واسطے زیادہ ضروری سمجھا جانا باعث نجات
فسادات وفتن ہے اور سبب تمسک بالکتاب والسنن ہے اور چونکہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی اور امام کا مذہب مدوّن
نہین اور نہ اُنکے اتباع موجود ہین پس انھین چارون مین سے کوئی خاص مذہب اختیار کرنا ضرور ہوا
اس سے یہ نہین لازم آتا کہ ائمہ اربعہ مین سے کسی خاص امام کے رطب ویابس کل مسائل پر خواہ وہ مفتی بہا ہون
یا نہون عمل کرنا چاہیے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس مذہب کے مسائل مفتی بہا پر عامل ہونا چاہیے عام اس سے کہ وہ مسائل
امام کا ہو یا اُنکے تلامذہ یا علماے کرام مقلدین کا اور یہی معنی تقلید شخصی کے ہین مثلاً مذہب حنفی مین اکثر مسائل
مختلف فیہا مین امام صاحب کچھ فرماتے ہین اور انکے شاگرد کچھ کہتے ہین مگر فتوی کسی ایک کے قول پر ہے چنانچہ
شرح وقایہ و ہدایہ و درمختار و ردالمحتار وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ کسی مسئلے مین امام صاحب کے قول پر فتوی ہے اور کسی مین
امام ابو یوسف رح کے قول پر فتوی ہے اور کسی مین امام محمد رح کے قول پر اور کسی مین امام زفر رح کے قول پر

آجکل تقلید شخصی کے ضروری ہونے اور اختلافات سے بچنے کا سوال

تحقیق معنے تقلید شخصی

اور کسی مین امام حسن بن زیاد کے قول پر اور کہین شیخین کے قول پر اور کہین صاحبین کے قول پر اور کہین طرفین کے قول پر فتوا ہی پس مسائل مفتی بہا کی حیثیت سے مذہب حنفی مین بھی ایک خاص مذہب نکل آیا اگرچہ بظاہر یہ سب شاگرد اور اتباع بعض مسائل مین اپنے استاد و متبوع امام صاحب رح کے خلاف معلوم ہوتے ہین لیکن درحقیقت ان سب کے اقوال امام صاحب کیطرف منسوب ہین بلکہ حسب تحقیق علامۂ ابن الہمام کے امام صاحب کے شاگردون نے اقرار کیا ہی کہ ہمارا کوئی قول ایسا نہین جو امام ابو حنیفہ رح سے ہمکو اُسکی روایت نہ پونہچی ہو چنانچہ امام شعرانی رح میزان کبری مین تحریر فرماتے ہین دَنَقَلَ الشَّيْخُ كَمَالُ الدِّيْنِ بْنُ الْهُمَامِ عَنْ اَصْحَابِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَالْحَسَنِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ مَا قُلْنَا فِيْ مَسْاَلَةٍ قَوْلًا اِلَّا وَهُوَ رِوَايَتُنَا عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَقْسَمُوْا عَلٰى ذٰلِكَ اَيْمَانًا مُغَلَّظَةً اور یہ بھی سہی کہ بعض مسائل مین یہ لوگ امام صاحب کے مخالف ہین مگر اصول مین امام صاحب کے تابع ہین اسواسطے کہ یہ مجتہد فی المذہب ہین اور امام صاحب مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اپنے مجتہد مطلق کے اصول قواعد سے مسائل فروعی کا استنباط کرتا ہی کما فی العضدی وشروحہ اِنَّ الْمُجْتَهِدَ فِي الْمَذْهَبِ عِنْدَهُمْ هُوَ الَّذِيْ لَهٗ مَلَكَةُ الْاِقْتِدَارِ عَلَى اسْتِنْبَاطِ الْفُرُوْعِ مِنَ الْاُصُوْلِ الَّتِيْ مَهَّدَهَا اِمَامُهٗ كَالْغَزَالِيِّ وَنَحْوِهٖ مِنْ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ فِيْ مَذْهَبِ الْاِمَامِ بِمَنْزِلَةِ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ فِي الشَّرْعِ حَيْثُ يَسْتَنْبِطُ الْاَحْكَامَ مِنْ اُصُوْلِ ذٰلِكَ الْاِمَامِ پس اس صورت مین بھی اصول مسائل مین امام صاحب کے تابع ہونے کی حیثیت سے اِن شاگردونکے مفتی بہا اقوال کی تقلید بھی امام صاحب کی مذہب کی تقلید ہی پس ان دونون شقون کی رو سے تقلید شخصی کا اطلاق صحیح اور درست ہی بلکہ بعض مسائل مین ان شاگردون کا امام صاحب کے خلاف ہونا اور حکم فتوی کا انکے اقوال پر دیا جانا امام صاحب کے کمال تقوی و دیانت و احتیاط عمل بصحۃ الروایت پر دلالت کرتا ہی کہ خود امام صاحب نے باوجود تحقیق مسائل شرعیہ و تدقیق دلائل اصلیہ و فرعیہ و قوت توفیق احادیث متناقضہ و ملکۂ ترجیح مسلک مختار صحابہ و تنقید رجال و تصحیح اسانید علی وجہ الکمال کے انھین شاگردون کو مخاطب کر کے فرمایا اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ اِذَا صَحَّ شاید کہ اپنے مسائل اجتہادیہ مین کوئی روایت صحیح نہ پونہچنے کے سبب کسی طرح کی خطا واقع ہوگئی ہو پس بعض روایات مین ان شاگردون کا قول مفتی بہا ہونا اسی حکم امام صاحب پر عمل کرنے کا نتیجہ ہی کہ یہ سب شاگرد مجتہد فی المذہب تھے اور استنباط مسائل مین قوت اجتہادیہ رکھتے تھے اِنھون نے بلا رعایت قول امام صاحب کے اور بغیر انکی طرفداری کے امام صاحب کے

جلہ فروعی مسائل کو اصول شریعت کے کسوٹی پر خوب ہی جانچ کے دیکھا جو مسالہ سنت وحدیث کے مضمون سے مطابق ہوا اُسپر فتوی دیا اور جس مسالے مین ذرا بھی شبہہ پایا تو موافق اصول اربعہ شریعت غرا کے اُسکے خلاف پر حکم لگایا پس اُسی زمانے مین مذہب حنفی کے مسائل کی تنقیح وتحقیق کما ینبغی ہو چکی یہانتک کہ انکے شاگردون کے قول پر فتوی دیا گیا اور امام صاحب کا قول چھوڑ دیا گیا پس آجکل کے غیر مقلد ونکا یہ اعتراض کرنا (کہ مقلدون کے امام صاحب تو یہ فرما گئے ہین اُتْرُکُوا قَوْلِی بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ اِذَا صَحَّ یعنی جب میرا قول حدیث صحیح کے خلاف پاؤ تو چھوڑ دو مگر یہ مقلدین قول امام صاحب کے مقابلے مین باوجود اطلاع کے حدیث صحیح پر عمل نہین کرتے ہین اور تقلید پر اڑے رہتے ہین) پوچ پا در ہوا اور جہالت وسفاہت کا منشا ہی اسواسطے کہ امام صاحب کے اس حکم پر عمل کرنے کا منصب اِنھین شاگردون کو حاصل تھا کہ جنکو اجتہادی قوت کی درایت سے روایت کے جانچنے کا ملکہ کامل تھا اسی واسطے امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر مین اس قول امام صاحب کی نسبت لکھا ہی وَھُوَ مَحْمُوْلٌ عَلیٰ مَنْ اُعْطِیَ قُوَّۃَ الْاِجْتِھَادِ پس جنکو بالکل مادہ قوت اجتہاد نہو اور دو چار حدیث کی کتابین پڑھنے پڑھانے کے سوا تخریج اسانید وتنقید رجال کی مطلق استعداد نہو وہ ہرگز مقلدین کو اس قول امام ہمام سے الزام نہین دے سکتے ہین آورطرہ یہ کہ اس قول کو عدم جواز تقلید پر حجت ٹہیراتے ہین حالانکہ اس قول سے حکم تقلید کا ثابت ہوتا ہی یعنی امام صاحب فرماتے ہین کہ ہمارے قول اور ہمارے مذہب کی تقلید کرو اسواسطے کہ ہمنے خوب جانچکر احکام منصوصہ وراحادیث صحیحہ کا مطلب بیان کر دیا ہی اگر اب بھی بحکم احتمال خطا وصواب اجتہادی کے علماے اہل اجتہاد کو کسی حدیث صحیح غیر قادح سے ہماری خطا معلوم ہو جائے تو اُسکی تقلید نہ کرین نہ یہ کہ جہلا بھی اپنی فہم ناصواب سے زبان درازی کرین اور مقلدون کے منہ آئین اور اہل حدیث کے زمرے مین داخل ہو کر اپنے منہ میان مٹھو بنین بھلا یہ کہان اور اہل حدیث کہان ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + نہ انکین حجہ نہ ثبت نہ حافظ کہ یہ اہل حدیث کے اقسام ہین جنکو ہزارون اور لاکھون حدیثین مع اسانید کے یاد تھین چنانچہ اسحاق بن راہویہ کو ستر لاکھ حدیثین مع الاسناد برزبان تھین اور آجکل کے اہل حدیث سے ایک ہی دو حدیث کا امتحان لیا جائے کہ اپنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مُعَنْعَنْ بسلسلۂ اسانید متصلہ پونہچا دین لیکن خدا چاہے تو ایسی ایک حدیث بھی انکو یاد نہو گی پس ہم انسے پوچھتے ہین کہ امام صاحب کا کونسا مسالہ ہی کہ وہ کسی طرحہ النص یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص سے ثابت نہین الا ماشاء اللہ بلکہ مذہب حنفی کے سب مسائل پر

اترکوا قولی بخبر الرسول اذا صح کا مطلب اور اعتراض کا جواب

علمای متقدمین مقلدین نے دقتاً فوقتاً بحث وکلام کرکے منقح اور محقق کردیا اور کوئی مسئلہ بغیر تنقیح وتحقیق کے نہین چھوڑا چنانچہ یہی کتاب فتح المبین اس دعوے پر شاہد عادل ہی کہ غیر مقلدون نے ستو مسئلے مذہب امام صاحب کے بالزام مخالفتِ نصوصِ صریحہ واحادیثِ صحیحہ کے پیش کیے تھے جنکا جواب باصواب مطابقت قرآن وحدیث اور حوالۂ عبارات کتب معتبرہ کے ساتھ دیدیا گیا اب بھی کوئی صاحب نہ مانین تو وہ جانین ۵

برا کہنا تمہارا ہی بھلا کہنا ہمارا ہی	کرو غور اسمین ای پیارو کہ کسکا کام پیارا ہی
ایمہ کو برا کہتے ہو تم اور ہم نہین کہتے	کہ سختی کے سبب سے دل تمہارا سنگ خارا ہی
سمجھتے ہم ہین سب اہل سُنن کو پیشوا اپنا	برائی کرنا اہل فقہ کی شیوہ تمہارا ہی
قیامت ہی غضب ہی لعن طعن اگلے بزرگون پر	اسی قرب قیامت کا حدیثون مین اشارا ہی
برا چھوڑ کر راہ تو آ پر چل ای آسی	کہ اسمین سر بسر ہی نفع اور اسمین خسارا ہی

خسارہ بھی کیسا کہ لعن طعن کرنے اور برا کہنے سے مسلمان کا ایمان جاتا رہتا ہی جب ایمان گیا تو کفر کے سوا کیا رہا پس برا کہنے سے ہمکو زبان روکنا چاہیے چنانچہ اسکی ممانعت ترمذی شریف مین بروایت ابن مسعود وارد ہی قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی لعن طعن کرنیوالا اور برا کہنے والا اور بے حیا مسلمان نہین اور بے ایمان ہی اور اسی کتاب مین دربارۂ علامات قرب قیامت کے یہ حدیث وارد ہی قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو برا کہینگے پس یہان غور کرنا چاہیے کہ سلف صالحین اور فقہای مجتہدین اور ایمہ دین کو منکر روایت اور مخالف سنت جاننے اور طنزاً اہل الرای کہنے سے اس وعید مین غیر مقلدین داخل ہین یا مقلدین الحمدللہ کہ ہم لوگ تمام ایمہ دین اور محدثین کو بحکم ظَنُّوْا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا کے حسن ظن سے یاد کرتے ہین اور برا نہین کہتے اور آیۂ کریمہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کی وعید سے سوء ظن کو گناہ جانتے ہین اور سب بزرگان دین کو مانتے ہین بخلاف اس فرقۂ غیر مقلدین کے کہ تقلید شخصی کو بر ملا شرک و بدعت کہنے لگے جب تقلید شخصی شرک و بدعت ٹھیری تو مقلدین مشرک اور بدعتی ہو گئے افسوس کہ اس غیر شخص تقلید شخصی کے سوء ظن نے انسے امر حق کو چھپا دیا بلکہ چاہ ضلالت مین گرا دیا یہ تقلید شخصی تو قرون ثلثہ سے آجتک چلی آتی ہی جسکی پابندی سے بڑے بڑے اکابر دین کو درجۂ ولایت حاصل ہو گیا اور سنت نبوی کا سیدھا راستہ ملگیا تعجب ہی کہ ایک شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنے سے کیونکر شرک کا ارتکاب ہو سکتا ہی

۵ ایمۂ دین کو مقلدون کا اچھا جاننا اور غیر مقلدون کا برا جاننا

اور پھر اس تقلید شخصی کو بدعت کہدینا تو تعجب پر تعجب ہی اسواسطے کہ بدعت وہ ہی جو قرون ثلثہ مین نہ پائی گئی ہو اور یہ تقلید شخصی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین بھی پائی گئی اور اسپر عمل درآمد رہا چنانچہ حضرت مولانا شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعْدَ عَصْرِ الْاَوَّلِیْنَ فَتَاقَضَهُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَحْکَامِ وَاتَّبَعَهٗ فِیْ ذٰلِکَ اَصْحَابُهٗ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ وَلَمْ یَأْخُذْ بِمَا تَفَرَّدَ جُمْهُوْرُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ اِنْتَهٰی پس اس عبارت سے ظاہر ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب مکہ معظمہ مین اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل مین بعض صحابہ دیگر سے خلاف کیا مگر باینہمہ اہل مکہ نے اُنکی تقلید قبول کرکے اُنکے فتاوے پر عمل کیا پس محل خلاف صحابہ مین اور ونکی تقلید چھوڑکے ایک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تقلید کرنا اور اُنکے قول پر چلنا یہ تقلید شخصی نہین تو کیا ہی کہ محل اختلاف مین فقط ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو معمول رکھا اور نیز فرماتے ہین ثُمَّ اَنَّهُمْ تَفَرَّقُوْا فِی الْبِلَادِ وَصَارَ کُلُّ وَاحِدٍ مُقْتَدًی نَاحِیَةٍ مِّنَ النَّوَاحِیْ وَکَثُرَتِ الْوَقَائِعُ وَدَارَتِ الْمَسَائِلُ فَاسْتَفْتَوْا فِیْهَا فَاَجَابَ کُلُّ وَاحِدٍ حَسْبَ مَا حَفِظَهٗ اَوِ اسْتَنْبَطَ وَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فِیْمَا حَفِظَ اَوِ اسْتَنْبَطَ مَا یَصْلُحُ لِلْجَوَابِ اِجْتَهَدَ بِرَأْیِهٖ اِلَخ اس عبارت سے بھی ظاہر ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس موضع مین اقامت فرمائی اور کثرت وقائع مین اُنسے استفتا کیا گیا تو اُنھون نے مسائل محفوظہ یا مستنبطہ سے فتوی دیا اور جو ان دونون باتون سے جواب شافی نہ دے سکے تو وہان اپنی رای اور اجتہاد سے حکم دیا پس یہ جوابات اجتہادیہ و مستنبطہ کا فرمانا اور سائلین کا قبول کرلینا اور پھر اُس ایک صحابی مقیم بلد سے اپنے سب وقائع اور مسائل کو دریافت کرکے اُنپر عمل کرنا اور قانع ہونا یہ تقلید شخصی نہین تو اور کیا ہی اور نیز فرماتے ہین وَکَانَ اِبْرَاهِیْمُ وَاَصْحَابُهٗ یَرَوْنَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابَهٗ اَثْبَتُ النَّاسِ فِی الْفِقْهِ کَمَا قَالَ عَلْقَمَةُ لِمَسْرُوْقٍ هَلْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَثْبَتُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْتَهٰی اس عبارت سے بھی صاف واضح ہی کہ ابراہیم اور اُنکے اصحاب عبداللہ بن مسعود اور اُنکے اصحاب کو محل اختلاف مین ترجیح دیتے تھے اور مرجح رکھتے تھے اور اُنکی فقہ کے مقابل دوسرے کو نہ مانتے تھے پس یہ تقلید شخصی نہین تو اور کیا ہی کہ ایک عالم کو اعلم اور افقہ جانکر اُسکے مقابلے مین دوسرے کے حکم پر عمل نہین کرتے تھے اسی طرح حنفیہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اور شافعیہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کو مثلاً جانتے ہین جیساکہ حنفی شافعی وغیرہ کے معنون مین ہم اُسکو اوپر بیان کرچکے ہین اور یہ بھی کتب احادیث سے ثابت ہی کہ صحابہ فتوی دینے مین محض زبانی جواب بلادلیل پر اکتفا کرتے تھے اور نقل حدیث سے بہت احتیاط اور اجتناب فرماتے تھے چنانچہ زید بن ارقم فرماتے ہین کَبُرْنَا وَنَسِیْنَا وَالْحَدِیْثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَدِیْدٌ

صحابہ کے زمانہ مین تقلید شخصی کا ہونا اور محل اختلاف مین ایک سے مسئلہ دریافت کرکے اسکا رواج

اور شعبی فرماتے ہین جالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا
جب زمانہ خیر القرون مین احادیث سے فتوی دینا اور نہ نقل کرنا احادیث کی روایتون کو ہر ہر جواب مین
ثابت ہوگیا تو اب اقوال صحابہ کی تقلید کرنا اور صحابہ کا اُسکو جائز رکھنا اور ہر ہر اہل بلد کا اپنے اپنے صحابی مقیم بلد سے
پوچھکر بلا دلیل اُسپر عمل کرنا یہ تقلید شخصی نہین تو اور کیا ہی اور پھر اس تقلید شخصی کا زمانہ خیر القرون مین نہ پایا جانا
چہ معنی دارد ہان اُس زمانے مین تقلید غیر شخصی بھی جاری تھی چونکہ وہ زمانہ خیر و صلاح کا تھا اور نفوس قدسی اُسوقت کے
ہوائے نفسانی اور اعجاب برأیہ سے پاک اور مزکی تھے اور بسبب قرب زمان نبوی کے اسوقت کے عوام کے
معلومات بھی اِسوقت کے خواص سے کہین زیادہ تھے اور وہ مثل ہمارے ہر ہر جزئیہ مین تقلید کے چندان
محتاج نہین تھے بلکہ اپنے آباواجداد سے ہی اکثر مسائل سمجھے بوجھے ہوے تھے اور شیوع مسائل مجتہدات کا
بھی اسقدر نہ تھا جسقدر اب ہی پس اُس زمانے مین تقلید غیر شخصی پر بھی عمل درآمد ہونا کچھ موجب جرح نہین تھا اور نہ
اُس سے کوئی فتنہ وفساد ونزاع کے پیدا ہونیکا اندیشہ تھا جیسا کہ آجکل ہورہا ہی اور تقلید شخصی پر بھی عمل درآمد تھا جیسا کہ
ہم بروایات معتبرہ اِسکو ثابت کرچکے ہین اور نیز مولانا شاہ ولی اللہ صاحب بھی اسی تقلید شخصی کی نسبت متضمن
مصالح وانسداد فتنہ وفساد کے قائل اور مقر ہوچکے ہین فتہذا اب بھی اس سے عدم جواز تقلید شخصی کا سمجھنا
نہایت بلاہت اور بلادت ہی اور موجب کمال تعصب و نفسانیت اگر بنظر انصاف بلا اعتساف دیکھا جائے
تو غیر مقلدون کو بھی تقلید شخصی سے چارہ نہین اور پابندی مذہب سے چھٹکارا نہین اسواسطے کہ ایمہ ستہ مین
امام بخاری کو یہ زیادہ مانتے ہین جیسا کہ حنفیہ مجتہدین اربعہ مین امام اعظم کو افضل جانتے ہین اسی افضلیت کے
سبب جسطرح حنفیہ اقوال امام اعظم پر عمل کرتے ہین اسی طرح یہ بھی مرویات امام بخاری پر عامل ہوتے ہین
اور جو کچھ بخاری مین ہی تقلید اُسکی انپر ضرور ہی اور جو فقہ حنفیہ مین ہی اُسکی تقلید سے اُنکو بالکل نفور فَمَا هُوَ
جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا اگر کہا جائے کہ ہم خاص ایک کتاب بخاری کی تقلید نہین کرتے ہین بلکہ کتب صحاح ستہ
کے پیرو ہین تو جواب یہ ہی کہ ہم بھی خاص ایک فتاوائے حنفیہ کے مقلد نہین بلکہ شاگردان امام صاحب کے
مسائل مفتی بہا کے متبع ہین اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت دیباچہ مسوی سے ہم اوپر ثابت
کرچکے ہین کہ سب مسائل متون فقہ کے احادیث صحاح مشہورہ سے ماخوذ اور مستنبط ہین بحسب ظاہر فقہ و حدیث
مین فقط تنازع لفظی ہی اور درحقیقت دونون ایک ہین سے روایت اور درایت ہی دین مین یکسان ہ حدیث و
فقہ کو تو جان لے دو تن اک جان ✦ دوسرا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا شروع

پہلے تقلید غیر شخصی موجب فساد نہ تھی مگر آجکل باعث فتنہ وفساد ہی

دوسرا مسالہ غیر مقلدین کا قیاس کی حدیث صحیح پر جو بخاری ومسلم مین ہی عمل کرنا

نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا
وہ ابلیس ہی جیساکہ صفحہ ۱۲ ظفر مبین و صفحہ ۶ فتح المبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حال آنکہ قیاس ابلیس کا
شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نہ کیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہاے مجتہدین کہ کہ اصول
شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ؎
بہین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ اور ظاہر ہی کہ وہ قیاس مذموم ابلیس کا خلاف حکم نص قطعی کے معارض
حکم قطعی حق تعالے کے تھا کہ جب حق تعالی نے آدم علیہ السلام کے پیدایش کی خبر دی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
خَلِیْفَةً اور ملائکہ نے اسپر اپنے شبہات عرض کیے اور جواب حاصل کرکے مطمئن ہو گئے تو قطعاً معلوم ہو چکا تھا
کہ خلیفہ کامل زمین پر پیدا ہو گا اور بعد پیدا کرنے کے تعلیم اسما فرما کر ملائکہ پر صاف واضح کر دیا کہ وہ سب سے
اعلم ہی پس جب حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو یہ حکم محکم قطعی الثبوت قطعی الدلالت تھا کہ کوئی گنجایش مجاز و تاویل
کی اسمین باقی نہین تھی پھر جب فرمایا حق تعالی نے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الآیة تو جملہ ملائکہ
فوراً سجدے مین گئے مگر ابلیس پلید نے اپنی راے فاسد سے یہ قیاس باطل بنایا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ
مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ یعنی مین آدم سے افضل ہون کہ لطیف آگ سے بنا ہون اور آدم کثیف مٹی سے
اور ادون کو افضل کا سجدہ کرنا لائق حکمت نہیں پس یہ قیاس باطل بمقابلہ نص تھا اور ایسا قیاس شیطانی تو کفر و
شرک ہوتا ہی نہ وہ قیاس کہ موافق قواعد شرعیہ و اصول دینیہ کے ہو اور اُسکا استنباط نصوص سے کیا جائے
کہ وہ عین محمود و مامور ہی لہذا قیاس علما کو قیاس شیطانی کے مساوی ٹہیرانا یہ خود قیاس ابلیس کا ہی کہ وَهُوَ
الْخَنَّاسُ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ حال آنکہ یہ قیاس علماے مجتہدین کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نوع مین داخل ہی جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ کسی عورت نے پوچھا کہ یارسول اللہ میری بہن مر گئی
اور اُسپر دو ماہ کے روزے ہین پس آپنے فرمایا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُخْتِكِ دَیْنٌ اَکُنْتِ تَقْضِیْنَهٗ قَالَتْ
نَعَمْ قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ اَلْحَدِیْث کہ دین حق تعالی کو دین عباد پر قیاس کرکے سمجھا دیا اور قیاس کرنے کا طریقہ بھی
علماے امت کو تعلیم کر دیا پس قیاس علما کا حق ہی اور قیاس ابلیس کا باطل اور تقلید قیاس علما کی فرض ہی اور تقلید
قیاس ابلیس کی شرک و کفر پس جو شخص قیاس علما کو قیاس ابلیس کہے تو وہ خود ابلیس ہی اور جو قیاس علما کی
تقلید کو حرام و شرک کہے تو وہ خود مشرک ہی اور حق تعالی کے حکم کا مخالف غرض کہ یہ قول غیر مقلدین کا مخالف
اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ

قیاس اہل حق اور قیاس ابلیس کا مطلب غیر مقلدین کا جواب

قیاس علما کی تقلید فرض ہی اور قیاس ابلیس کی تقلید شرک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد واصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد
واخطأ فلہ اجر واحد یعنی عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اُسکا صحیح ہو تو واسطے اُسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے پس قیاس
کرے اور قیاس اُسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہے انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس صحاح ستہ کی
حدیث سے ثابت ہے عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی
اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ
قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برأیی ولا آلو فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی
وابوداؤد والدارمی یعنی معاذ بن جبل صحابی فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بناکر
بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو جب تیرے پاس کوئی قضیہ آئیگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر
نپائے تو کتاب اللہ مین اُسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اُسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے
فرمایا اگر نپائے تو جواب صریح اُسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اُسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای سے
یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا اُسمین پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے اپنا ہاتھ میرے سینے پر تھپکا اور فرمایا شکر ہے اللہ کا جسنے توفیق دی
رسول اللہ کے قاصد کو اُس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد
اور دارمی نے انتہے پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوے **اول** یہ کہ سب قضایا اور مقدمات
کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہوسکتا یعنی اس طرح کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض
احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اُن مسائل مین کہ نملے جواب صریح اُنکا قرآن وحدیث سے **سوم** یہ کہ جب نہ پایا
مجتہدین نے جواب ہزارون مسألون کا قرآن وحدیث سے تو استنباط کیا اُنھون نے اُن مسألون کے جواب کو قرآن
وحدیث واجماع امت وقیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جب تک کہ ہمکو
اُنکا مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول وغیر منسوخ وغیر معارض کے بغلبہ ظن نہ معلوم ہوجائے تو وہ سب مسائل
معمول بہا ہین اور کتب اصول مین مذکور ہے کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور بھی آیہ کریمہ لعلمہ

اَلَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اھ اور آیہ فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن وحدیث کو کافر کہا ہی اور اسی طرح حال ہی منکر اجماع وقیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی تیسرا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ ہم سواے قرآن وحدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی پر نہوگا اور فرمایا يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ یعنی جماعت مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جو عزت لوگ ہین انکی راہ پر چلو سو جو کوئی اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت عظم اور گروہ کثیر مسلمانون کا مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کرلو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ دائرہ اہل سنت وجماعت سے باہر ہی آور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہو کر مرگیا تو جاہلیت کی موت مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانون کے تو ہم اسکو اسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچنے کی ہی یہان موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانون کی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی آور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی آیت کو حجیت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی نیز آیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کے حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت ویقین ہی اور منکر اس حجت قطعی کا مثل روافض ومعتزلہ کے ہی آور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی آور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف ہی کذا فی کتب الاصول چوتھا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرات الحمد کے آمین پکار کر کہنی چاہیے سو انھون نے اس مسالے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد ومسند ابو داود

ف انکار قیاس و اجماع کا مثل انکار قرآن و حدیث کے ہے

ف وعید منکر اجماع کی قرآن سے ثابت ہے

وطیالسی و مسند ابو یعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دار قطنی و معجم طبرانی و مصفّٰی شرح موطا و مستدرک مین باسناد صحیح موجود ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہو کہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پونہچے تو آمین آہستہ کہی انتہی اور نیز خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہو اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابو داؤد و طیالسی و ابو یعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہو اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہو اس حدیث کا تو دیکھ لے عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہو چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہو علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے مین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور آہستہ کہا اسکو اور علامہ ابو المحاسن شارح ترمذی کی کتاب نور الکرام مین ہو عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہو شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ ابن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اُسکے آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دار قطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ کے مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ آیا ہو سو معنی اسکے محدثین نے اطالۃ یعنی دراز کیا کے لکھے ہین اور بعض محدثین نے مَدّ سے مد عارضی جو اول کلمہ مین ہوتی یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہو یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہو نہ مقابل خفض کے بہر حال اس سے جہر ثابت نہین ہوتا ہو ورنہ امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور اُن احادیث سے جو انکے مفید مطلب نہین تعرض نکرتے یا آمین کو کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

ماخرجہ

ماخرجہ غیرہ

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین رَفَعَ بِھَا صَوتَہُ وارد ہے اسکو بھی اُسی پر قیاس کرنا چاہیے یا یہ روایت
بالمعنی ہے یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہے حالانکہ مد کے معنی اطالت کے ہین یا مدعا رمنی کے
جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض معنی رفع کے بھی سہی تو مراد اُس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف مین پاس کے
آدمیون نے آمین سن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز سریہ مین بھی قریب
کے مقتدی امام کی قراءت سن لیتے ہین اور مؤید اسکی حدیث ابو ہریرہؓ کی ہے جو مروی ہے سنن ابو داؤد مین اور نیز یہ
آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار میں طبری روایت
کرتے ہین ابو بکر بن عیاش سے وہ ابو سعید سے وہ ابو وائل سے کہا انھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور علیؓ جہر
کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے **اور** ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین
کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ بن نہین پڑتا تو اس حدیث کی اسناد مین خواہ مخواہ کوئی خدشہ علت
ضعف وغیرہ کا پیدا کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس حدیث
وائل مذکور کو تضعیف بامین باین طور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہے اور اسنے اپنے والد سے نہین
سنا جیسا کہ تقریب مین ہے عَلقَمَۃُ بنُ وَائِلِ بنِ حُجرٍ بِضَمِّ المُھمَلَۃِ وَسُکُونِ الجِیمِ الحَضرَمِیُّ الکُوفِیُّ
صَدُوقٌ اِلَّا اَنَّہُ لَم یَسمَع مِن اَبِیہِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج نہ ہی
سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہے **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث مرسل کے
حجت ہے بشرطیکہ راوی اُسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہے امام ابن ہمام نے کتاب الحدود کی فصل
کیفیت حد مین اَنَّ الاِنقِطَاعَ عِندَنَا دَاخِلٌ فِی الاِرسَالِ بَعدَ عَدَالَۃِ الرُّوَاۃِ اور ظاہر ہے کہ راوی
اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا جواب** یہ ہے کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم سماع
علقمہ کے قائل ہو گئے ہین مگر یہ قول اُنکا جمہور علما کے خلاف ہے بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور مقامات
سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہے پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہو گی اُنکے عدم اطلاع پر یا کلام غیر
کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہے نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین
ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَکَی العَسکَرِیُّ عَنِ ابنِ مَعِینٍ اَنَّہُ قَالَ عَلقَمَۃُ بنُ وَائِلٍ عَن اَبِیہِ یعنی حکایت
کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا ابن معین نے کہ روایت کی علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے سنا ہے
اور بھی انھون نے بلوغ المرام کے باب صفۃ الصلوۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّیتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ الخ کے لکھا ہی رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے
اسناد صحیح کے ساتھ پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو
یہ حدیث متصل ہی مرسل اور منقطع نہین آور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابو داؤد مین طریق علقمہ عن
ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب کے
یہان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے آور زیادہ توضیح غلطی عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ جسکو
فاضل لمعی جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی رح نے واسطے دفع شکوک واوہام فاسدہٗ فرقہٗ
وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہی آور جوابات دندان شکن سے لاہذہبون کے مطاعن بیجا کو یک قلم اٹھا یا ہی

ف اجماع محدثین کا سماع علقمہ پر اپنے باپ سے

ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی آور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع محدثین محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ما جاء فی المرأة
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ
وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے

ف عبد الجبار برادر خرد علقمہ نے اپنے باپ وائل بن حجر سے نہین سنا

باپ سے نہین سنا ہی آور اسی بنا پر صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمت جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع
مین حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ
کا اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح ترمذی
و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہی اپنے والد سے اور یہ حدیث بھی
اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ
وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَوْ فِيْ رَدِّهٖ اَنَّ سَمُرَةَ

قد حفظ یعنی روایت ہی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب و عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپسمین پس حدیث
کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ بعد
تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینے مین پس جواب لکھا انھون نے دونون کو کہ تحقیق سمرہ
کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا اُن دونو کا
ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابو داؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی مین بھی ہی کہا طیبی نے
باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کے واسطے ہی کذا فی
المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جبوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جبوقت کہ فراغت پائے تو قرارت سے پھر کہا جب
پڑھ چکے تو ولا الضالین تو اے بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی خوب معلوم
ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین پر سکتہ کیا
تو آمین آہستہ کہی جیسا کہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا
اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین
کہو کہ البتہ اُس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطا امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوائے اسکے فَقُوْلُوْا کے معنی پکار کر کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ یعنی کہو تم کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کَمَا نَقَلَهٗ فِی الْبُخَارِیِّ قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

ف: بیان اختلاف روایات سکتہ

ف: [illegible]

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے آور ہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو
آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعود رض نے اَرْبَعٌ مُخْفِیْهِنَّ
الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِیَةُ وَالتَّامِیْنُ کَمَا نَقَلَهٗ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ یعنی چار و کرا امام
آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللہم اور بسم اللہ اور آمین آور یہ بحث آمین بالاخفار کی صفحہ
۹۷ سے صفحہ ۱۰۶ تک خوب تفصیل سے بیان ہو چکی ہی پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور آیات
قرآن شریف کو بھائی مسلمانون نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلون مین انصاف کرین کہ آمین آہستہ کہنے
مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہی یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانے نے اسکی تصدیق کردی کہ زکوٰۃ
اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہی ع
ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ✦ کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست ✦ پانچوان مسالہ غیر مقلدین
کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حال آنکہ انھون نے اس مسالے مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ
کا کہ جنسے رفع یدین نکرنا ثابت ہوتا ہی عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِكُمْ
صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ سے
روایت ہی کہا کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود رض نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر پڑھی نماز پس نہ اٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہی اور کہا ترمذی
نے کہ اسی مضمون کی حدیث برا ابن عازب سے بھی آئی ہی اور یہ حدیث حسن ہی آور تسلیم اور
قبول کیا ہی اس حدیث کو بہت سے علما اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہی سفیان ثوری رح اور
اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہ رح اور انکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے
تو باب منعقد کیا جداگانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہی اور روایت کی علقمہ سے یہی
حدیث آور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور برا ابن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ
رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی روایت ہی برا ابن عازب سے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جب وقت شروع کرتے نماز کو اٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانون کے پھر دوبارہ
نہ اٹھاتے ساری نماز مین انتہی جای انصاف ہی کہ یہ دونون حدیثین صحاح ستہ کی ہین اور

غیر مقلدین عمل بالحدیث کا دعوے کرتے ہیں اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کر کے تارک ہوتے ہیں
ان دو حدیث صحاح کے اور اگر انکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضہ سے
رفع یدین میں کئی طریق سے روایتیں آئیں سو جواب اسکا یہ ہی کہ وہ منسوخ ہیں چنانچہ عینی شرح
بخاری میں مرقوم ہی اَنَّهُ كَانَ فِي بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدائے
اسلام میں پھر منسوخ ہو گیا اور دلیل اُسکے نسخ پر یہ ہی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ
فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ یعنی تحقیق عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کر دیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہی کہ جو روایت کی امام طحاوی رح نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ بْنِ
حُصَيْنِ بْنِ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ
الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ کہا طحاوی نے حدیث بیان کی مجھسے ابو داؤد نے کہا انھوں نے خبر دی مجھکو احمد بن
عبداللہ بن یونس نے کہا اونھوں نے خبر دی مجھکو ابو بکر بن عیاش بن حصین بن مجاہد نے کہا اونھوں نے
کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے عبداللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا انھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاوی رح
نے کہ یہ وہی ابن عمر ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہی انتہی کلام العینی اور ظاہر ہی کہ یہ لوگ حدیث کے پرتالنے والے
تھے جو پرتال گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث اُن لوگون کے اِسوقت کے علما کو کیا نسبت ہی ع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک + اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہو چکا ہی آخر کار امام اعظم
غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین ہی رَوَى
الْحَارِثِيُّ فِي مُسْنَدِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ زِيَادِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ الشَّاذَكُوْنِيِّ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْاَوْزَاعِيُّ
فِي دَارِ الْحَنَّاطِيْنَ بِمَكَّةَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا بَالُكُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَكُمْ

فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ لِاَجْلِ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ وَلَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ كَبِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی سند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور راونکو حدیث کی سلیمان بن شاذ کونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے ایک روز جمع ہوے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دارحناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہو کہ حدیث کی مجکو زہری نے اُسکو سالم نے اُسکو اُسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اُسکو ابراہیم نے اُسکو علقمہ اور اسود دونون نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی مین نے تجکو زہری سے کہ وہ میرے استاد ہین اُسنے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو حدیث کی مجکو حماد نے اُسکو ابراہیم نے اُسکو علقمہ اور اسود نے اور ان دونون کو عبد اللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور علقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اُنکے فضل صحبت ہی اور اسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود

تو عبداللہ بن مسعود ہین اُنکا کیا کہنا پس چپ ہو گئے امام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابوحنیفہ حجت مین اور یہی قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اپنے رسالۂ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسی طرح مرقوم ہی اور نیز معارض ہی حدیث رفع یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابی داود نے کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے سفیان سے اُنھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اُنھون نے علقمہ سے اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھون کو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین اسکے بعد اُسکے لکھا ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ بِاِسْنَادِہٖ اور یہ حدیث بھی معارض ہی وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو استاد ہین بخاری اور مسلم کے کہا نَقَلَہٗ صَاحِبُ فَتْحِ الْقَدِیْرِ اور دار قطنی مین یہ حدیث بایں اسناد وارد ہی حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَھَّابِ بْنُ عِیْسٰی بْنِ اَبِیْ حَیَّۃَ قَالَا نَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِیْ اِسْرَائِیْلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی فِیْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معارض ہی وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُوْ اَیْدِیْنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَا لِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیَکُمْ

کفایہ شرح ہدایہ جلد اول مطبع کلکتہ صفحہ ۲۱۱

كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ
نکلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمپر در آنحالیکہ اوٹھانیوالے تھے ہم ہاتھون کو نماز مین فرمایا کیا ہے مجکو کہ دیکھتا ہون
مین تمکو کہ اپنے ہاتھون کو اسطرح اٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑون کی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتھ
نہ اٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ
استاد بخاری و مسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص بلا مخصص ہے
مقام غور ہے کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوایہ کہ ہم عامل بالحدیث ہین
واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے ساتھ سند صحیح کے
عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رض رَفَعَ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ
یعنی اسود سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب رض کو کہ اٹھائے دونون ہاتھ اپنے اول تکبیر مین
پھر نہ اٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت کی عاصم بن کلیب نے
اپنے باپ سے کہ کہا اسکے باپ نے کہ علی مرتضیٰ رض کرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر اولیٰ مین پھر نکرتے تھے رفع یدین
یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی رح نے اور کہا نہین جائز ہے یہ بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کرین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد جاننے نسخ کے کما نقله العینی فی شرح الهدایة اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتھ
سند صحیح کے عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا رض كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ
ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رض وقت شروع نماز کے رفع یدین
کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ اوسکا نہین کرتے تھے وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ خَدَمْتُ
ابْنَ عُمَرَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا رَاَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةٍ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى
یعنی امام زیلعی فرماتے ہین کہ مجاہد سے مروی ہے کہ کہا انھون نے خدمت کی مین نے ابن عمر رض کی دس برس
سو نہین دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے نماز مین سوای تکبیر تحریمہ کے وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْعَشَرَةَ الْمُبَشَّرَةَ مَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ
ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْكِفَايَةِ یعنی ابن عباس رض سے مروی ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے
مگر شروع مین نماز کے اور نور الانوار مین ہے وَقَدْ صَحَّ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ
عَشَرَ سِنِيْنَ فَلَمْ اَرَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَّا فِي تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ فَتَرْكُهُ الْعَمَلَ بِهِ دَلِيْلٌ عَلَى النَّسْخِ

یعنی روایت صحیح مجاہد سے یہ ہو کہ فرمایا اُنھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمرؓ کے دس برس تک سو نہین دیکھا مین نے اُنکو رفع یدین کرتے ہوے سواے تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عل رفع یدین کو دلیل ہو اوسکے منسوخ ہونے پر وَفِي النِّهَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ اِنَّهُ شَيْءٌ قَدْ تَرَكَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا فَعَلَهُ یعنی نہایہ مین بروایت عبداللہ بن زبیر مرقوم ہو کہ دیکھا انھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا انھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ عَرَفَاتٍ وَعِنْدَ جَمْعٍ وَعِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ یعنی روایت ہو عبداللہ بن عباس ؓ سے کہا انھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اُٹھائے جائین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پر پنجم عرفات مین ششم مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین کے لکھا ہو وَلِاَنَّهُ لَمَّا تَعَارَضَتْ رِوَايَتَا فِعْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلٰى قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ لَا يُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَقُنُوْتِ الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرِ الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْمَوْقِفَيْنِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ اَيِ الْاُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَالَّذِيْ يُرْوٰى مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ كَذَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ یعنی جب دو حدیثین متعارض ہوئین تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہو کہ لَا يُرْفَعُ الْاَيْدِيْ الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر ہو اُس فعل کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا فَالْاِعْتِبَارُ بِالْخَوَاتِيْمِ پس جب ان احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک وشبہہ

له نورالانوار صفحہ ۱۶۱ مطبوع مصطفائی

له [illegible]

له کفایہ شرح ہدایہ جلد اول مطبع کلکتہ صفحہ ۲۴۲

رہا تو عمل مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہی کہ یہ مذہب فقط امام اعظم رحمہ اللہ کا ہی تو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خثیمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اُنکے اصحاب کا انتہی کلام العینی چھٹا مسالہ غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو اُنھون نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ انتہی یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزون کی غرض ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونو پر عمل کیا جائیگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور چپ رہنا خاص نہین پس مطلق بحال خود باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونون پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو حق تعالی کے اس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم لوگ چپ رہو اور چونکہ امام سری اور جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیون کو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کَمَا قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ فَاِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَیُعْمَلُ بِکُلٍّ مِّنْهُمَا وَالْاَوَّلُ یَخُصُّ بِالْجَهْرِیَّةِ وَالثَّانِیْ لَا فَیَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ فَیَجِبُ السُّکُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا اور یہ آیت در بارہ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہی یہی قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد بن کثیر مین مرقوم ہی قَالَ عَلِیُّ بْنُ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهٗ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ یَعْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ اور امام بغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذَهَبَ جَمَاعَةٌ اِلٰی اَنَّهَا فِی الْقِرَاءَةِ فِی الصَّلٰوةِ یعنی ایک جماعت کی رائے یہ ہی کہ یہ آیت در بارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اُسکے مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا

وَالْاَوَّلُ اَوْلٰى وَلٰمَوْا اَنَّهَا فِى الْقِرَاءَةِ فِى الصَّلٰوةِ اور زرقانی شرح موطا مین قاضی ابن عبدالبر نے لکھا ہو اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يُرِدْ بِهٖ كُلَّ مَوْضِعٍ يُسْتَمَعُ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ وَاِنَّمَا اَرَادَ الصَّلٰوةَ وَيَشْهَدُ لَهٗ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْاِمَامِ وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا صَحَّحَهٗ ابْنُ حَنْبَلٍ فَاَيْنَ الْمَذْهَبُ عَنِ السُّنَّةِ وَظَاهِرِ الْقُرْاٰنِ یعنی سب کا اتفاق اسپر ہو کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہو کہ جہان کہین قرآن پڑھا جائے بلکہ نماز اُس سے مراد ہو اور اسپر یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہو کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ بھاگ جانے کی ہو پس ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اتری بیان مؤلف صاحب نے موافق اپنی عادت قدیمہ کے ایسی بد دیانتی اور خیانت کی ہو کہ خائنون کے بھی کان کاٹے ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۰ مین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرارت نماز نازل ہوئی ہو) اول سے اڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول اول اولی ہو) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ادہر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات مین بیچارے عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین آمین کرنے کی ممانعت مین نازل ہوئی ہو سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور آمین نکرنے کا کہان حکم ہو بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہو یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہو اور چپ رہنا نماز سری و جہری مین عام ہو یہ کلام الٰہی ہو اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہو زائد اور بیکار نہین اور ہر لفظ سے نیا فائدہ اور حکم جداگانہ نکلتا ہو اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے صفحہ (۱۶۰) مین اسکا کیا جواب معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی مین اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہو چپکے رہو سوائے قرآن کے بیان سے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود اس بات کے کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و در منثور و تفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے اتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روک گئے پھر یہ حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور تفسیر ہو نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین وا دری جرأت کہ قرآن پر بھی بے تکا حاشیہ چڑھانے لگے

ف ثبت دکو بہ مین امام بغوی صاحب تفسیر معالم کے قول مفصل کر دیا

ف خیانت اور چالاکی مؤلف ظفر کی عبارت تفسیر معالم مین

سه زرقانی شرح موطا جلد مصر جلد اول صفحہ ۱۴۱

ف تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہ آیت دربارۂ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہے

ف جناب نے بیجا تو کن فخر مبین کی

اور بے پر کی اڑانے لگے اور دعوایہ کہ ہم تو فقط قرآن وحدیث کو مانتے ہین دوسرون کے قول سے ہمکو کچھ غرض نہین
چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ (۱۶۲) مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی بھائیو
انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری تفاسیر معتبرہ
کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اس سے دیا جائے نعوذ باللہ
الکریم من ہذا الشر العظیم والجہل الجسیم اور جو آیہ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے (یعنی پڑھو تم قرآن سے جتنا
جو آسان ہو) ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے کچھ قرارت کرے سو یہ منشا غلط فہمی کا ہی اسواسطے کہ جب
ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہوگیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت کرنا مقتدی کی کیا حاجت ہی
چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ
اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی حضرت جابرؓ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا
کی تعمیل بھی اس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض
بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہی کہ جب دو باتون مین تعارض واقع ہو تو تا
بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونون کو ساقط کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث
مَنْ کَانَ کو ایک جماعت صحابہ نے کہ انہین سے جابر بن عبداللہؓ و ابن عمرؓ و ابو سعید خدری و ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ
و انس بن مالکؓ ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسّی صحابہ نے کہ انہین سے حضرت علیؓ اور
عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتفاق کرنا ایسے ایسے صحابہ جلیل القدر کا
بمنزلہ اجماع کے ہوگیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اسپر اجماع ہی کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے
امام کے پیچھے اور عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ و علی بن
ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ
ابن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے امام کے مقتدی
قرارت کریگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت نہ لازم آئیگی سو خود امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین جواب
اسکا لکھدیا ہی و لِقَائِلٍ اَنْ یَّقُوْلَ سُکُوْتُ الْاِمَامِ اِمَّا اَنْ تَقُوْلَ اَنَّہٗ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اَوْ لَیْسَ

مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْاَوَّلُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالثَّانِي يَقْتَضِي اَنْ يَّجُوْزَ لَهٗ اَنْ لَّا يَسْكُتَ فَحِيْنَئِذٍ يَلْزَمُ اَنْ تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَامُوْمِ مَعَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِكَ يَفْضِيْ اِلٰى تَرْكِ الْاِسْتِمَاعِ وَاِلٰى تَرْكِ السُّكُوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ وَذٰلِكَ عَلٰى خِلَافِ النَّصِّ یعنی جواب دینے والا اس اعتراض کا کہ سکتا ہی کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہین واجب ہی یا غیر واجب اور واجب ہونا تو بالاجماع ہو نہین سکتا کہ باطل ہی اور نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہی کہ نہ سکتہ کرنا امام کو جائز ہو پس اس صورت مین کہ امام نہ سکتہ کرے مقتدی کا امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آتا ہی اور یہ پونہچاتا ہی طرف ترک استماع اور سکوت کے وقت قرارت امام کے اور یہ خلاف ہی نص قرانی کے پھر اسکے اخیر مین امام رازی لکھتے ہین فَثَبَتَ اَنَّ هٰذَا السُّؤَالَ الَّذِیْ ذَكَرَهُ الْوَاحِدِیُّ غَيْرُ جَائِزٍ یعنی پس ثابت ہوگیا اس تقریر سے کہ اعتراض واحدی کا نادرست ہی اور نیز غیر مقلدون نے قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحاح کا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَا لِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابو ہریرہ رضی سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپنے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی کسی نے تم مین سے میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون مجھسے جھگڑا کیا جاتا ہی قرآن مین راوی کہتا ہی کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہی کہ یہ مذہب ہی امام ابوحنیفہ و امام احمد و امام مالک و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعی سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداود نے بھی یہ روایت ابوہریرہ رضی کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی اسمین لکھا ہی کہ باز رہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور بھی امام مالک نے موطا مین ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا لوگون نے قرارت کرنا اس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے کہ فَانْتَهَى النَّاسُ الخ یہ قول زہری کا ہی مرفوع نہو اپس حدیث قابل حجت نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتھ نہین ہی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقولۂ قریبہ فاضلہ

احادیث صحاح کا ترمذی اور ابوداود وغیرہ

قول کے ساتھ ہو اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہو کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے اور اسکے اثبات
مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہو ابی موسی اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب امام پڑھے تو تم چپ رہو وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ
الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے امام اسی واسطے مقرر کیا گیا ہو کہ پیروی کرو تم اُسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن
پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ دو سندون کے اس مقام پر مؤلف صاحب کا کذب صریح
اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ اسنے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۳ مین
حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابو داؤد سے نقل کر کے لکھا ہو کہ یہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہو اور ابو خالد مولای جعدہ
بیٹا ہبیرۂ مخزومی کا مجہول ہو تیسرے طبقہ سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہو واہ ری جرأت کہ ایسے جھوٹ سے
جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہو کہ جب انھون نے دیکھا کہ معنی اس حدیث کے
صاف صاف حنفیون کے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب اسکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے واسطے ضعیف
اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب دہی سے ایک اور ابو خالد کو بیان ظاہر کیا حال آنکہ جو راوی اس حدیث مین ہو
وہ ابو خالد احمر ہو کہ نام اُسکا سلیمان بن حبان ہو یہ وہ شخص ہو کہ جس سے بخاری اور مسلم سند لیتے ہین چنانچہ
حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابو داؤد لکھا ہو وَفِیْ ہٰذَا الْقَوْلِ نَظَرٌ فَاِنَّ اَبَا خَالِدٍ ہٰذَا الْاَحْمَرُ ہٰذَا
ہُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَبَّانَ وَہُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِہِمَا الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَمَعَ ہٰذَا
لَمْ یَنْفَرِدْ بِہٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْہَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابو داؤد کے قول مین بحث ہو کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حبان ہو اور وہ ایسا ثقہ ہو کہ بخاری و مسلم نے اُس سے
استدلال کیا ہو اور پھر وہ اس فقرے کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہو بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری نے اُسکی
متابعت کی ہو اور علامہ ماردینی نے جوہر نقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند ثابت کر کے لکھا ہو وَبِہٰذَا یَظْہَرُ
اَنَّ الْوَہْمَ لَیْسَ مِنْ اَبِیْ خَالِدٍ کَمَا زَعَمَ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہم ابو خالد سے نہین ہو
جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا بَابُ مَا یَجِبُ اِتِّبَاعُ
الْاِمَامِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین جہراً کہے اور امام سرًا

تو یہ بھی متابعت کے خلاف ہے پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیۂ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور موطای امام محمد مین ہے اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قراءت مین باب منعقد کیا ہے اور یہ حدیث لکھی ہے عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ فَقَرَاَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا یعنی روایت ہے عمران بن حصین سے کہا انھون نے کہ نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپ کے سورۂ سبح اسم ربک الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسنے پڑھی سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا کہ مین نے فرمایا آپ نے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہے مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہے اور بھی نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اسمین لفظ صَلَّی الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ کا ہے اور جو حدیثین دربارۂ وجوب قراءت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی نماز اسکی نہین ہوتی سو جواب اسکا بچند وجوہ ہے **اول** تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہے جیسا کہ کہا علامہ عینی نے کہ کمال نماز کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہے نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی ہمسایہ مسجد کی نماز کامل نہین ہوتی مگر مسجد مین اور لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ یعنی نہین ہے ایمان کامل اسکا کہ جسکو امانت داری نہین اگر اسکے ظاہر معنی یہ لیے جاوین کہ ہمسایہ مسجد کی نماز گھر مین جائز نہوگی اور خیانت کرنے والا بے ایمان کافر ہے تو یہ خلاف جمہور علما کے ہوگا اسکا کوئی قائل نہین یہ دو حدیثین صرف تمثیلا لکھی گئین ورنہ اس قسم کی دو سو تیاسی حدیثین جامع صغیر جلال الدین سیوطی مین مرقوم ہین کہ جنکی ابتدا مین لفظ لا کا ہے غور کرنا چاہیے کہ کن کن مین نفی ذات کی اور کن کن مین نفی صفت کمال کی ہے اور بیان تو ان حدیثون کی نفی کمال کے لیے بصورت ضد احتجاج کی ضرورت ہے

جواب اول

ف جوابات احادیث وجوب قرات خلف الامام کے

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ یعنی جس نے بغیر سورت فاتحہ کے نماز پڑھی سو وہ
ناقص ہے کامل نہ ہوگی پس نہ ہوئیں یہ حدیثیں حجت قرأت فاتحہ کے واجب ہونے میں دوم یہ کہ ان حدیثوں کو
عموم آیۂ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کا معارض ہے یعنی پڑھو تم قرآن میں سے جو آسان ہو پس خصوصیت سورہ
فاتحہ کی جاتی رہی اور وجوب اس کا ثابت نہ ہوا سوم یہ کہ ان حدیثوں سے مدعا غیر مقلدوں کا ثابت نہیں ہوتا
کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ قرأت فاتحہ ہر شخص کو چاہیے مگر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث مسبوق الذکر
میں بتا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو قرأت اس کی یہ ہے کہ امام قرأت کر رہا ہے پس مقتدی بھی قرأت کرتا ہے اگرچہ قرأت
اس کی حکماً سہی مگر ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یونہی ہوا ہے کہ مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ
قِرَاءَةٌ پس کافی ہو گیا امام کا سورہ فاتحہ پڑھنا واسطے مقتدی کے اب اگر مقتدی خود بھی پڑھے گا تو تکرار
قرأت کی لازم آئے گی سال آنکہ یہ غیر مشروع ہے اور منافی ہے حکم آیۂ کریمہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے جیسا
ہم اوپر مفصل لکھ چکے ہیں چہارم یہ کہ حکم ان احادیث کا واسطے مقتدی کے نہیں بلکہ واسطے منفرد کے ہے چنانچہ
جابر بن عبد اللہ صحابی اور امام احمد بن حنبل و دیگر علمائے محققین نے بھی یہی کہا ہے چنانچہ ترمذی شریف میں لکھا ہے
وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ
بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اِذَا کَانَ وَحْدَهٗ وَاحْتَجَّ بِحَدِیْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَیْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰی
رَکْعَةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ اَحْمَدُ
فَهٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ اَنَّ هٰذَا اِذَا کَانَ وَحْدَهٗ یعنی لیکن
امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ
الْکِتَابِ کے یہ ہیں کہ جب کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے یعنی مقتدی کو خود قرأت کرنا ضرور نہیں اور استدلال کیا
حدیث جابرؓ سے کہ کہا انھوں نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہ ہوگی مگر جب کہ وہ
امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے انہوں نے مطلب نکالا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ
لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ہے کہ پڑھنے والا تنہا ہووے اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے جو بڑے
صحابی اور نہایت متبع سنت نبوی تھے جب سوال ہوا کہ قرأت خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہیں
تو آپ نے جواب دیا تَکْفِیْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ یعنی تجھ کو امام کی قرأت کافی ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے

بھی جواب مین یہی فرمایا سَیَکْفِیْکَ ذَاکَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہی غرض جب مقتدی
کو خاص کر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ قراءت امام کی اُسکو کافی ہی تو ان احادیث
پیش کردۂ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر اور واضح ہوگیا اور زیادہ تر توضیح اُس مطلب کی اقوال
صحابہ سے بھی ہوگئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قراءت فاتحہ کا مقتدی کے لیے تصریح
وارد ہی وہ یہ ہی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَۃُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ اُرَاکُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قَالَ قُلْنَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِیْ وَاللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِہَا یعنی عبادہ
سے روایت ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پھر جب پھرے آپ
تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے ہان
بخدا ای رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ کیونکہ بغیر اُسکے نماز نہین ہوتی انتہے واضح ہو کہ اس
حدیث کو بہت سے علمانے صحیح بھی لکھا ہی اور بعضون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین ضَعَّفَہٗ
اَحْمَدُ وَجَمَاعَۃٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہی اور یحیی بن معین
لکھتے ہین کہ جملۂ استثنائیہ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو خود بھی موافق
اصول حدیث کے تحقیق کر کے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحق بن یسار راوی واقع
ہوا ہی سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہی اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہی کیونکہ یحیی قطان نے
(کہ جنکو سارے ایمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہی اور لکھا ہی کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اُسکو چھوڑ دینگے)
محمد بن اسحق کی نسبت لکھا ہی اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ کَذَّابٌ یعنی مین اس بات کی
گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحق بڑا جھوٹا ہی اور اسی طرح سلیمان بن تیمی نے بھی اُسکو کذاب لکھا ہی اور امام
مالک نے اُسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اُسکے ساتھ حجت پکڑنا نہین ہوسکتا
اور نسائی نے کہا کہ قوی نہین ہی مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ انکی جرح مفسر ہی اور یہ اصول حدیث
سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اُسکو ضعیف و ناقابل استناد جانین اور کوئی
شخص عارف بالاسباب اور مستند بوجہ تفصیلِ ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کَمَا قَالَ الْحَافِظُ
ابْنُ حَجَرٍ فِیْ شَرْحِ نُخْبَۃِ الْفِکَرِ وَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَی التَّعْدِیْلِ وَاَطْلَقَ ذٰلِکَ جَمَاعَۃٌ

وَلٰكِنْ مَحَلُّهٗ اِنْ صَدَرَ مُبَيَّنًا مِنْ عَارِفٍ بِاَسْبَابِهٖ لِاَنَّهٗ اِنْ كَانَ غَيْرَ مُفَسَّرٍ لَمْ يَقْدَحْ فِيْمَنْ ثَبَتَ عَدَالَتُهٗ وَاِنْ صَدَرَ مِنْ غَيْرِ عَارِفٍ بِالْاَسْبَابِ لَمْ يُعْتَبَرْ بِهٖ اَيْضًا يعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اسکا موقع یہ ہی کہ جب وہ جرح تفسیر کے ساتھ اُس شخص سے صادر ہوئی ہو جو اسباب جرح کا جاننے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگی تو یہ اُس شخص کے واسطے کچھ مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو اُس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلّم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ تہذیب التہذیب مین ہی قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ مَا رَاَيْتُ اَعْلَمَ بِالرِّجَالِ مِنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسی کو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور اُسی کتاب مین ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلّم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن اسحق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وَفِيْ حَدِيْثِ عُبَادَةَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ مُدَلِّسٌ قَالَ النَّوَوِيُّ لَيْسَ فِيْهِ اِلَّا التَّدْلِيْسُ اور یہ بھی مسلّم ہی کہ مدلس جب لفظ عَنْ سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن اسحق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عَنْ مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین اَلْمُدَلِّسُ اِذَا قَالَ عَنْ فُلَانٍ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهٖ عِنْدَ جَمِيْعِ الْمُحَدِّثِيْنَ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ كَذَّبَهٗ مَالِكٌ وَضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَقَالَ لَا يَصِحُّ الْحَدِيْثُ عَنْهُ وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ الرَّازِيُّ لَا يُقْضٰى لَهٗ بِشَيْءٍ یعنی مدلس جب بلفظ عَنْ فُلَانٍ روایت کرے تو اُسکی حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل حجت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے ضعیف اور کہا کہ اُس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابو زرعہ رازی نے کہ اُسکی کسی بات کا اعتبار نہین کیا جا سکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نہ رہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے کہ امام کے پیچھے قراءت کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سعد بن وقاصؓ نے کہ وہ صحابی عشرہ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھر دون مین اُسکے مونہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور کہا

علقمہ سے کہ آگ بھری مونہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطای امام محمد مین ہی اور فرمایا
حضرت علیؓ نے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور فرمایا عبد اللہ
بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھری جائے اُسکے مونہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ جو کوئی
پڑھے پیچھے امام کے وہ فطرت پر نہین رہی روایت کیا اسکو امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار مین
مع سند صحیح کے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ اور عبد الرزاق
نے اپنی مصنف مین بلفظ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ اور بھی روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد بخاری اور
مسلم کے ہین اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاصؓ کہ قطعی
جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اُسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اُسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاریؒ نے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب
مبسوطہ مین دیکھ لو ساتوان مسالہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتھ باندھتے ہین باوجودیکہ صحاح ستہ
مین اسکی کوئی حدیث نہین تاہم مثل عورتون کے سینے پر ہاتھ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتھ کی انگلیون کے
سرے بائین ہاتھ کی کہنی پر ہوتے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے ہین
ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینے سے بھی تجاوز کر کے گلے پر ہاتھ باندھینگے غرض انھون نے دونون امرون مین
(یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے اور داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پہونچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف کیا ہی
ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین
باین اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَمِدُ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ یَتَوَاضَعُ لِلّٰہِ تَعَالٰی قَالَ مُحَمَّدٌ
یَضَعُ بَطْنَ کَفِّہِ الْاَیْمَنِ عَلٰی رُسْغِ الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ فَیَکُوْنُ الرُّسْغُ فِیْ وَسَطِ الْکَفِّ یعنی
خبر دی ہمکو امام ابو حنیفہؒ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پکڑتے تھے
ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درآنحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ
داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کے پہونچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پہونچا بائین ہاتھ کا بیچون بیچ مین داہنے
ہاتھ کی ہتیلی کے اور علامہ محدث شارح ترمذی ابو المحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نور الکرام مین بعد ذکر کرنے

اس حدیث کے لکھا ہے هٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جس حدیث کے
راوی مثل امام اعظم ابو حنیفہؒ (کہ قطعی تابعی ہین) اور امام بخاری اور امام مسلم تو انکے شاگردون کے شاگرد مین
اور مثل حماد اور ابراہیم نخعی کے ہون تو صحت اسناد مین اس حدیث کے ہرگز کسی کو شبہہ نہوگا دوسری
حدیث وہ ہے جو روایت کیا اسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور مسلم کے اپنی
مصنف مین ثنا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ
اَوْ سَأَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهَا
اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے کہا انھون نے خبر دی ہمکو حجاج بیٹے حسان نے
کہا انھون نے سنا مین نے ابو مجلز سے یا سوال کیا مین نے اُنسے کہا مین نے کیونکر رکھے نمازی اپنے دونون
ہاتھون کو نماز مین کہا ابو مجلز نے رکھے داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ کی پشت پر اور گردانے دونون ہاتھون کو
نیچے ناف کے انتہی اور بعد روایت اس حدیث کے فوز الکرام مین مرقوم ہے هٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ اور تیسری حدیث
وہ ہے جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین روایت کرتے ہین ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَسَدِيُّ ثنا يَحْيٰى بْنُ
اَبِي زَائِدَةَ ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی
ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا انھون نے خبر دی ہمکو یحیی بن ابی زائدہ نے کہا انھون نے خبر دی ہمکو عبد الرحمن
بن اسحق نے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سوائی سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے وہ روایت کرتے
ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے نماز کی سنتون مین سے رکھنا ہاتھون کا ہے اوپر ہاتھون کے
نیچے ناف کے انتہی اور دار قطنی نے بھی مثل اسی کے کسی قدر تغیر الفاظ کے ساتھ مین حدیثین تحت السرہ کی
روایت کی ہین اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر مین مثل اسی کے روایت کی ہے چوتھی حدیث وہ ہے جسکو امام
ابو داؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے
کہا انھون نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے
وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا ہے

جواب [illegible] حدیث کا

نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائین ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہ حدیث موقوف ہو کہ مروی ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب ثانی اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہو کہ جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقا باین طور کہے کہ السُّنَّۃُ کَذَا یا اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ کَذَا تو مراد اُس سے سنت نبوی ہوتی ہو اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہین اِنَّ قَوْلَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ مِنَ السُّنَّۃِ ھٰذَا اللَّفْظُ یَدْخُلُ فِی الْمَرْفُوْعِ عِنْدَھُمْ وَقَالَ عَبْدُ الْبَرِّ اِنَّ الصَّحَابِیَّ اِذَا

[illegible] مرفوع حدیث

اَطْلَقَ اسْمَ السُّنَّۃِ فَالْمُرَادُ بِہٖ سُنَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق کہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ یہ لفظ داخل ہو مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد البر نے تحقیق کہ جب صحابی اسم سنت کو مطلقا بولے تو مراد اُس سے سنت نبوی ہو اور ملا علی قاری نے کشف المغطی فی شرح الموطا مین لکھا ہو اَلصَّحَابِیُّ اِذَا قَالَ السُّنَّۃُ یُحْمَلُ عَلٰی سُنَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا قَالَ الصَّحَابِیُّ اُمِرْنَا بِکَذَا اَوْ نُھِیْنَا عَنْ کَذَا اَوْ مِنَ السُّنَّۃِ کَذَا فَکُلُّہٗ مَرْفُوْعٌ عَلَی الْمَذْھَبِ الصَّحِیْحِ الَّذِیْ قَالَہُ الْجَمَاھِیْرُ مِنْ اَصْحَابِ الْفُنُوْنِ یعنی جب کہ کہے صحابی اُمِرْنَا بِکَذَا یا نُھِیْنَا عَنْ کَذَا یا مِنَ السُّنَّۃِ کَذَا پس ہر ایک ان تینون قسمون کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہو مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام لوگ اصحاب فنون سے انتہی اور ابن امیر الحاج نے کتاب حلیۃ المحلی اور بغیۃ المتدی مین اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار مین لکھا ہو کہ مثل حدیث مذکور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث روایت کی ہو اور بھی مثل اسی کے جامع الاصول مین بروایت رزین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہو اور بھی علامہ عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوٰی ابْنُ حَزْمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَھٰذَا یَعْضُدُہٗ حَدِیْثُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہو رکھنا داہنے ہاتھ کو بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت دیتی ہو حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہو جسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہو حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُمَیْرٍ

عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه رضي الله عنه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله تحت السرة یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ ابن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا انھون نے دیکھا مین نے نبی صلعم کو کر رکھا آپنے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث محمد ابو الطیب سندی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثم اطلعنا على الحديث صحيح بحمد الله وهو مسند المذهب ومؤيد لحديث علي رضي الله عنه وهو ما اخرجه ابن ابي شيبة في مصنفه یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی الله تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وهذا حديث قوي من حيث السند پھر انھون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویون کے عدل اور وثوق اور صحت سند متن حدیث کو بتفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسی قدر کافی ہی شعر یکحرف بس ست اگر شعور ست + ورنہ چو چراغ پیش کور ست + پس ثابت ہو گیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ سے کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہی اور دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسی کو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اسکا اثبات علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے بحث انخفاض مین دیکھ لے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادے کی نہین اور اگر کسی کو اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب الدرة في عقد الايدي تحت السرة مین ملاحظہ کرے کہ جسکو محدث لمعی علامۂ لوذعی مولوی **وصی احمد** صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی اور بحث جرح و تعدیل روات کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی **آٹھوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازون کا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول انکا اس حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبد الله بن مسعود نے فرمایا قسم ہی اس ذات کی کہ سوا اسکے کوئی معبود نہین کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے جمع کرنا مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **نوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داؤد مین آئی ہی ان ابا بكرة انتهى الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو راكع فركع قبل ان يصل الى الصف ثم مشى

فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ
پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس وقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابوبکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین
ملجائین پس یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے
تو پھر ایسا کر یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکیا کر انتہی دسوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر دیا اہسکی
عورت مسلمان ہوکر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجائے تو اُنکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو اُنھون نے
اس مسائلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ
زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی
زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا
جو ترمذی مین موجود ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ
الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص
بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی گیارھوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا
گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین سو اس مسائلے مین اُنھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی
عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ
وَالْحَمِيْرِ یعنی خالد بن ولید رض سے روایت ہی کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے اپنے کانو نسے
سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
ابو داؤد مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ
وَالْحَمِيْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے
انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ
الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے
گوشت کھانے سے انتہی بارھوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کبھی نماز مین مکروہ نہین بلکہ
حدیث سے ثابت ہی سو اُنھون نے اس مسائلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو امام بخاری اور مسلم مین انس کی

ف دسوان مسائلہ غیر مقلدین کا ... [illegible]

ف گیارھوان مسائلہ غیر مقلدین کا ... [illegible]

ف بارھوان مسائلہ ... [illegible]

نظم بین صفحہ ۱۷۹ ... [illegible] · ابن ماجہ صفحہ ۱۴۰ ... [illegible] · صفحہ ۲۶۵ ترمذی · صفحہ ۱۹۲ نسائی · صفحہ ۲۷۶ ... باب تحریم اکل لحوم الخیل · ابو داؤد ... · ابن ماجہ صفحہ ۱۴۲ · نظم بین صفحہ ۹۰ · ... باب صفۃ الصلوۃ

روایت ہے انس سے کہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع
احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی فرمایا انس رض نے کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسی کو نہین سے
بسم اللہ پڑھتے ہوے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قال صلیت مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ
رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی آخرھا یعنی فرمایا انس رض
نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ شروع کیا
کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرات مین اور نہ آخر قرات مین انتہی تیرھوان
مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہی سو انھون نے اس مسئلے
مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال
التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک
ضرب ہی واسطے منہ کے اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو طبرانی اور مسند بزار مین روایت ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ
للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین ایک
ضرب واسطے منہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی چودھوان مسالہ غیر مقلدین کہتے
ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس
حدیث کا جو ابو داود مین علی شرط الشیخین طاوس کی روایت سے موجود ہی کہ کہا انھون نے سوال کیے گئے ابن عمر رض
دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ پڑھتا
انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین کہتے ہین وکرہہما
ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وآخرون من الصحابۃ ومالک واکثر الفقہاء وقال النخعی
ہی بدعۃ وحجۃ ہؤلاء ان استحبابہما یؤدی الی تاخیر المغرب عن اول وقتہا
یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک
اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پہنچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے

اول وقت مُسے اُسکے انتہی پندرھوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پایجامہ کے پہننا جائز ہے اور کوئی جنایت اسمین نہین سو اس مسائلے مین انھون نے خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہے سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیلَاتِ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ مُحرِم کون سے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پایجامہ انتہی سولھوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ عورت حرۂ بالغہ کو بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اُنھون نے اس مسائلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور موطای امام مالک مین موجود ہے اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِہَا مِنْ وَّلِیِّہَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہے نکاح اپنے کے ولی اپنے سے انتہی سترھوان مسائلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ سواے نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی جائز ہے سو اُنھون نے اس مسائلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث صحیح کا جو عبد اللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے قَالَ لَمْ یَقْنُتْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَہْرًا وَّاحِدًا لِاَنَّہٗ حَارَبَ حَیًّا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَنَتَ یَدْعُوْ عَلَیْہِمْ یعنی فرمایا اُنھون نے ہرگز نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلۂ مشرکین سے جہاد کرتے تھے قنوت پڑھی تا بد دعا کرین اُنپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے قبیلون پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جبوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اُنھوں نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابو بکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اُنھون نے اور مین نے عمر رض کے

ف پندرھوان مسئلہ غیر مقلدین نے خلاف کیا بخاری و ابو داود و ترمذی کی حدیث صحیح کا ترک کر دیا ہے

ف سولھوان مسئلہ غیر مقلدین نے خلاف کیا ... بلا اذن ولی ... حدیث مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و موطا مالک کا ترک کیا ہے

سترھوان مسئلہ غیر مقلدین نے سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بلا حدوث حوادث قنوت پڑھنی جائز رکھی

+ + + + + + + + + +

[illegible]

پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی **اٹھارھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مرجائے اور الٹی ہو جائے تو اُسکا کھانا مکروہ نہین ہی سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفَى فَلَا تَأْكُلُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علحدہ ہوجائے اُس سے پس کھاجاؤ تم اسکو اور جو چیز دریا مین مرجائے اور اُلٹی ہوکر اوپر آجائے پس مت کھاؤ تم اُسکو انتہی **انیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کر کے پھر اُس سے واپس لینی جائز ہی سو انھون نے اُس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک مین روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَرْجِعْ فِيْهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی ذی رحم کو کوئی چیز بخشدی جائے تو واپس نہ لیجائے انتہی **بیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورتون کے تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھون تک ہاتھ اٹھانا چاہیے کانون تک نچاہیے سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ أُذُنَيْهِ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اٹھایا ہاتھون کو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتھون کو مقابل کانون کے انتہی اسی طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دار قطنی سے روایت ہی اور بھی خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دار قطنی اور شرح معانی الآثار مین برا بن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ إِبْهَامَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ یعنی کہا انھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اٹھاتے دونون ہاتھون کو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانون کے ہوجاتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دار قطنی مین انس سے روایت ہی قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ الحدیث

یعنی کہا اُنھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھون کو دونون
کانون کے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور خلاف کیا اس حدیث
کا جو ابو داؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قال کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی تکون ابہاماہ قریبا من
شحمتی اذنیہ ثم لا یعود یعنی کہا اُنھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے واسطے
شروع نماز کے تو اٹھاتے ہاتھون کو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب کان کی لَو کے ہوجاتے پھر رفع یدین
نہین کرتے تھے انتہی **اکیسوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین
نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اُنھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث کا جو مسلم مین ہی ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلوۃ الظہر فی الرکعتین الاولیین فی کل
رکعۃ قدر ثلثین ایۃ الحدیث یعنی تحقیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی
دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی **بائیسوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد
اگر اپنا آلہ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اُنھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے کہا ایک مرد نے
پوچھا مین نے ذکر اپنا یا کہا جو مرد کہ چھوے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اُسپر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے نہین وہ مگر ایک ٹکڑا ہی تیرے جسم کا
انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بُسرہ کی حدیث سے
بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بُسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بُسرہ کے
متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو
کس سے بُسرہ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے
پس حضرات غیر مقلدین کا بیان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملے
مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی **تیئیسوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اُنھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اُس حدیث صحیح کا جو ابو داؤد اور
نسائی وغیرہ مین حضرت جابرؓ سے روایت ہی قال کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ تَرْکُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اُنھون نے آخر دو امرون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ترک کرنا وضو کا تھا اُس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہو انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث
شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین
کہ اس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفاے راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی یہ چارون اور
ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ
عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اُنکے اسی طرف گئے ہین اور
جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر رضی سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امرون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ترک کرنا وضو کا تھا اس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی **چوبیسوان مسالہ** غیر مقلدین
کہتے ہین کہ سور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک نہین ہوتا سو انھون نے اس مسائلے مین خلاف کیا ہی اُس
حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
اِذَا دُبِغَ الْاِہَابُ فَقَدْ طَہُرَ یعنی عبد اللہ بن عباس رضی سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا
جو ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِہَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَہُرَ یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی
ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہی مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر
غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اُنکو ضرور سور کے چمڑے
کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسی طرح امام ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آئیگی
اور طریقہ عمل بالحدیث کے خلاف ہوگا کہ دار و مدار اور عمل در آمد ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہی جب ہمنے مطلق
کھال کی طہارت بالدباغت مین حدیث صحیح پیش کی تو اب اُنکو چون و چرا کی جگہ باقی نرہی **پچیسوان مسالہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چرائے اُسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہی سو اُنھون نے اس مسائلے مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد مین رافع بن خدیج سے روایت ہی اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اُنھون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع میوہ
پھل چرانے مین انتہی اور ثمر اُس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر کے

لکھے ہین انتہی چھبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اسمین دسوان حصہ دینا
نہین آتا سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہر اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ مین ہر قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا
اَلْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شے مین جسکو ابر اور چشمون نے
سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہر اور عثری وہ زمین ہر جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اُس چیز مین
جو سیراب کیجائے آب پاشی سے بیسوان حصہ ہر انتہی اور بھی خلاف کیا ہر اس حدیث کا جو مسلم مین ہر قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْہَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمین مین جسکو نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہر اور جو زمین
سانیہ سے سیراب کی جائے اسمین بیسوان حصہ ہر (اور سانیہ اُس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے
واسطے لے جاتے ہین) اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیزؓ اور مجاہدؒ اور نخعیؒ سے روایت کی ہر کہ فرمایا انھون نے
اُس چیز مین جو زمین اُگائے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہر انتہی اسی طرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور
مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہر پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان
حصہ دینا لازم آتا ہر کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان
ہر وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اُسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے
اسکی تصریح کردی ہر بلکہ لفظ صدقے کا جو اُس حدیث مین موجود ہر اسی پر دال ہر اسلیے کہ صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین
اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہر علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہر اور بنایہ مین لکھا ہر کہ علامہ ابو بکر بن عربی
نے کہا ہر کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابو حنیفہ کا ہر باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر ایسی
صحیحین کی حدیث کو ترک کر کے صدقہ زکوۃ کی حدیث پر قیاس کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہر
ستائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہر اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر شقت
ہو خلاف طریقہ سنت ہر سو انھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہر اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے
روایت ہر کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا
اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے
دونون قدم آپ کے پس کہا جاتا آپ سے پس آپ کہتے کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون اور بھی خلاف کیا ہر اس حدیث کا

۱؎ زیلعی ... ۲؎ فتح القدیر باب زکوۃ الزروع والثمار ۳؎ بنایہ ... صفحہ ۳۵

جو ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہو قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل
اتتکلف ہذا وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا
یعنی کہا انھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آماس کر آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ
کیون ایسی تکلیف اٹھاتے ہین حال آنکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر کرنے والا نہین
ہون انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور بھی خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ سے
روایت ہو قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ فقیل یا رسول اللہ
قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا
یعنی کہا انھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ آماس کر گئے قدم آپ کے
پس کہا گیا یا رسول اللہ خدای تعالے نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر
گذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو نسائی مین ابوہریرہ رض سے روایت ہو کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی تزلع قدماہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپ کے
پھٹ جاتے تھے انتہی اٹھائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ وضو مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت
ہو حالانکہ انھون نے خلاف کیا ہو ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑ دیا ہو عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہو کہ روی
ابوداود واحمد من حدیث طلحۃ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یمسح راسہ مرۃ واحدۃ حتی بلغ القذال یعنی روایت کی ابوداود اور احمد نے حدیث
طلحہ بن مصرف سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایک دفعہ یہان تک کہ پونچا مسح آپ کا گدی پر اور شرح معانی الآثار
مین ہو حدثنا ابن مرزوق قال حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال حدثنا ابی وحفص بن غیاث
عن لیث عن طلحۃ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح
مقدم راسہ حتی بلغ القذال من مقدم عنقہ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اول سر کا یہانتک کہ پونچا مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ
حدیث لکھی ہو مسح الرقبۃ امان من الغل یوم القیامۃ یعنی مسح کرنا گردن کا بناہ اور باعث امن ہو طوق
گردن سے قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابونعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہو

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عُنُقَہٗ وُقِیَ الْغُلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ رکھا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین آور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود مرفوع ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہے سو یہ منافی معمول بہ ہونے کے نہین ہے اسواسطے کہ فضائل اعمال مین حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور یہ مسالہ متفق علیہ ہے **انتیسوان مسالہ** غیر مقلدین بظاہر عمل بالحدیث اور اتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث پر بالکل عمل نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہے گو دان نہین یہ وان سے نکالے ہوے تو ہین * کعبے سے ان بتون کو بھی نسبت ہے دور کی * اور یہ نہین جانتے کہ ہم بتقلید نفس خبیث و باظہار دعواے عمل بالحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑ کر اور راہ اخلاص سنت نبوی سے منہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہین آور کس نفسانیت کے کوچۂ تنگ مین اڑے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اٹھاتے ہین خصوصا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوجاتے ہین جو آنحضرت صلعم نے بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات و علامات کو بتایا چنانچہ پہلی حدیث بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین فریب کرنے والے جھوٹے مکار لوگ لائینگے تمہارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تمنے اور نہ تمہارے باپ دادون نے سو بچا ؤ تم اپنے تئین اُنسے اور انکو اپنے سے اسلیے کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تمکو کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علم والون کی صورت بنا کر فریب اور جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بُلاتے ہین اور سلف صالحین اور اگلے بزرگان دین کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین آور ایمہ مجتہدین اور فقہاے متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اُنسے بدعقیدہ کراتے ہین اسی واسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہے وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارۂ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو برا کہین گے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ نمونہ اُسکا کتاب ظفر مبین ہے کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہے اور

انتیسوان مسالہ غیر مقلدین ان احادیث صحیحہ پیشین گوئی کے پورے پورے مصداق ہین اسمین آٹھ حدیثین وارد ہین

[illegible]

غیر مقلدون کا از راہ تعصب نفسانیت کے تمام مقلدین کو مشرک اور کافر کہنا اور تقلید کو شرک اور حرام جاننا اور مذہب کے چارون اماموں کو ضلالت و بدعت سمجھنا اور صحابہ کرام کو تنبلی و تخریج بدعت ضلالہ کا کہنا

تقلید کو شرک اور حرام کہا ہے اور مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے نعوذ باللہ من ذالک
جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۷۰ و ۱۸۱ و ۲۲۸ مین دیکھ لے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند
امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصاً حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور انکی کتاب قول الجمیل کو نہایت
برا لکھا ہے اور اُنپر طعن کیا ہے چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۳۰ و صفحہ ۷۰ سے ۸۳ تک موجود ہے اسی طرح دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور
کے صفحہ ۲۴ مین و کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۷۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۲۲
و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر و دیگر صحابہ کو خاطی لکھا ہے اور حضرت ابو بکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت
عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہے معاذ اللہ منہما
اب اس سے بڑھکے برا کہنے علمائے اگلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث
بھی انھیں غیر مقلدین کی شان مین ہے قال النبی صلعم یخرج فی اخر الزمان قوم احداث الاسنان سفہاء
الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ یقرئن القران لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین
مروق السھم من الرمیۃ الحدیث متفق علیہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی
آخر زمانے مین ایک قوم کم سن کم عقل زبان زد ہوگا انکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نکرینگے
پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا انکے حلق سے نیچے یعنی اُنکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل کرینگے
نکل جائینگے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی مین ہے وقال علیہ السلام
السنتھم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذیاب یعنی زبانین اُنکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر
نرمی اور شیرین کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اُنکے سختی و بیرحمی مین شل بھیڑیون کے
ہونگے کہ جب پورا قابو پا جاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہیں کرتے ہیں اور پانچوین
حدیث وقال علیہ السلام فی صفۃ القوم سیماھم التشمیر الازار یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس قوم کی علامت تشمر الازار یعنی اُن لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت قوم لوط سے ہے پس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین
مین پائی جاتی ہین چھٹی حدیث کہ معجزہ پیغمبر کا ہے بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم
بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور ملک

یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اُنھون نے عرض کیا وَفِی نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے مگر
آپ نے پھر بھی دعاے برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اُنھون نے باصرار واسطے دعاے برکت نجد کے عرض کیا تو
آپ نے تیسری مرتبہ اُسکے حق مین فرمایا ھُنَالِکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ یعنی ملک نجد
مین زلزلے اور فتنے اُٹھینگے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی سو موافق اس خبر مخبر صادق کے
گروہ وہابیہ نے جو پیرو محمد بن عبدالوہاب کے ہین سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم مین بھی
واقع ہی بصلاح و آمادگی محمد بن عبدالوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب آزادی اسلام
کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات
اولیا کو منہدم کر کے مسلمانان اہل تقلید سکنہ حرمین وغیرہما پر حکم جہاد کا دیدیا اور اُنکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور
اُنپر بڑا ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اُنپر فتح پائی اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انکا بالکل استیصال کر دیا چنانچہ مختصر
حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے ردالمحتار حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ باب البغاۃ مین
اسطرح لکھا ہی کَمَا وَقَعَ فِی زَمَانِنَا فِی اَتْبَاعِ عَبْدِالْوَھَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ کَانُوْا
یَنْتَحِلُوْنَ مَذْھَبَ الْحَنَابِلَۃِ لٰکِنَّھُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَھُمْ مُشْرِکُوْنَ
فَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِکَ قَتْلَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَعُلَمَائِھِمْ حَتّٰی کَسَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَوْکَتَھُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَھُمْ
وَظَفِرَ بِھِمْ عَسَاکِرُ الْمُسْلِمِیْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَاَلْفٍ اِنْتَھٰی یعنی جیسا کہ
ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کر کے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب
مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاداً اپنے ہی کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی انکے اعتقاد کے مخالف
ہوتا اسکو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور اُنکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے اُنکی
شوکت کو اور تباہ کر دیا اُنکے شہرون کو اور فتح پائی اُنپر لشکر اسلام نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین غرض کہ آجکل کے غیر مقلد
بھی اسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اُنھین کے پیرو اور معتقد ہین اور محمد بن عبدالوہاب
کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہی جب سے بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان ہند سے
تعرض کرنا شروع کیا اور انکے جابجا نگران اور خبرگیر رہنے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب بدل
ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا
اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہی تقلید ایمہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہی ہمکو اس سے کچھ کام نہین

پابندی مذہب مین آزادی اسلام نہین جس حدیث پر چاہین عمل کرلین حال آنکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین
پابندی خواہش نفس کی ہی جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اُسی کو اپنا معمول بہ ٹھیرایا
دین کو ایک بازیچہ طفلان بنایا جیسا کہ ہم تلفیق کے مسائل مین اوپر بیان کر چکے ہین آور یہ ساتوین حدیث
بھی ان لوگون کی عدم تقلید اور آزادی کی خبر دیتی ہی اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ کَمَثَلِ الشَّاۃِ الْعَائِرَۃِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ تَعِیْرُ اِلٰی ھٰذِہٖ
مَرَّۃً وَاِلٰی ھٰذِہٖ مَرَّۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل اُس بکری کی سی ہی جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہی کبھی اس ریوڑ مین
جا ملتی ہی اور کبھی اُس ریوڑ مین جا گھستی ہی پس یہ حال منافق کا ظاہر ہی کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہی
کبھی رکابی مذہب بن جاتا ہی وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ اُدھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین
طبرانی نے بَابُ مَا جَاءَ فِی الْکَذَّابِیْنَ مین عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہی قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ دَجَّالُوْنَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ
ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیَاتُھُمْ قَالَ یَاْتُوْنَکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا عَلَیْھَا لِیُغَیِّرُوْا بِھَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ
فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ فَاجْتَنِبُوْا وَعَادُوْا یعنی کہا اُنھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہمنے آنحضرت صلعم سے کہ
فرماتے تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلین گے دجال اور قریب زمانہ دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس
آدمیون یا زائد کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اُس فرقہ کذاب کی فرمایا کہ لائینگے وہ نئی
سکھائینگے تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اُس طریق پر نہو گے اور اُسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل
دین اُسکے سبب سے تمہاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو
تم اس قوم کذاب کو تو دور رہو اُنسے اور اُنکو دین کا دشمن جانو اور اُنسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے
لا مذہبون کا حال صاف ظاہر ہی کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین
اور طریق تقلید کو اُنسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اُنکو اہل الراے بناتے ہین فقہ کو عقل کا
ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت اور سست باتین سناتے ہین افسوس ہی ان لوگون کی موٹی سمجھ پر کہ حق تعالی خود
ارباب عقل والے کی تعریف فرماتا ہی اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَاھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی وہی لوگ
ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے ہین مگر عقل والے

انتہی آور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے جھگڑتے ہین گویا
اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین آور طرہ یہ کہ ایۂ اربعہ کی تقلید کو شرک
و بدعت کہین اور خود محمد بن عبدالوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی یمانی کی
تقلید کرین سے یہ ہین باتین اہل حدیث کی تجھے کیونکر انکو بتاؤن مین ✤ تو نہین سمجھتا ہے تقلید کو تجھے کسطرح سے
جتاؤن مین ✤ تیسوان مسئالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین و دیگر بلاد عرب و حجاز و شام و بیت المقدس
مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہتے ہین اور انکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین
جانتے ہین آور وہان کے طریقہ تقلید ایۂ اربعہ اور چارون مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین
سو انھون نے بسبب اس سوءظن کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے
خلاف کیا ہے آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کا کہ حق تعالی نے اور اُسکے رسول مقبول نے ان مقامات متبرکہ کے
رہنے والون کی شان مین کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطور پیشین گوئی اُنکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک
اُنکے طریق حق پر رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالی نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ
یعنی کہدے ای محمد یہان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا
اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
اور فرمایا اللہ تعالی نے اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی مسجد الحرام کے مالک وہی ہین جو پرہیزگار ہین وَعَنِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ
صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
زَهُوْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوے آنحضرت مکے مین در حالیکہ
گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اُن بتون کو لکڑی سے جو ہاتھ مین آپکے
تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے والا ہے یعنی سچے
دین کا غلبہ آیا اور کفر مکے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ
وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک شرقی مین ہے اور ایمان
و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ

اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی ابدال ملکِ شام مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب
انمین کوئی مرجاتا ہی تو اسد تعالی اُسکے قائم مقام کردیتا ہی دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبٰی لِلشَّامِ قُلْنَا
لِاَیِّ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَیْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ
یعنی خوشحالی ہی واسطے اہل شام کے عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے
ہوے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا
اَلْمَدِیْنَةُ تَنْفِی النَّاسَ كَمَا یَنْفِی الْكِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہی کافرون کو جیسے بھٹی
نکال پھینکتی ہی لوہے کے میل کو یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہی اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ اَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ
فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان ناامید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت کرین لوگ اُسکی
جزیرۂ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا رَوَاهُ
التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آئیگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہی اپنے بل کی طرف اور بخاری
مین بروایت ابوہریرہؓ یہ حدیث اصح ہی اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا یعنی
تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہی اپنے بل کی طرف تیہان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ
دین و ایمان کا گھر ہی اور قیامت کے قریب ہر طرف کفر کا غلبہ ہوگا تو آخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے
مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے مسلمانون کو بسبب تقلید ائمۂ اربعہ کے
بددین اور مشرک اور بدعتی کہنا اور اُنکے مسلک اور مذہب کو خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہی کہ صریح آیات
و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہی اسد تعالے نے صحیح ارشاد فرمایا كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ
اِلَّا كَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہی اُنکے منہ سے سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین آور بخاری اور مسلم مین روایت
ابوہریرہ وارد ہی کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْٓءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ
یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والونسے برائی کا قصد کریگا خدا اسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہی آور سوا اسکے
ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہی کہ یہ دینِ خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین
کی بدولت ہمکو پونہچا آور معاذ اسد جب بزعم فاسدان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک اور بے دین
ٹھہر جائین تو دین محمدی کیونکر قابل اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نرہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ
یہ دین حق النبیین قیامت تک باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اسد تعالے نے ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین قائم رہنے والا ہی لیکن بہت لوگ اس کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث وارد ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَزَالُ اَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی اور فرمایا آنحضرت نے لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہونچائیگا اُنکو مخرب اور مخالف اُنکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ اسی حال ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب رہیگا یہانتک کہ آئیگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہی حالانکہ یہ حدیث صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَاَنَّهُمْ لَا يَجْتَمِعُوْنَ عَلَى الضَّلَالَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ یعنی میری امت گمراہی پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ ہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اُس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہو کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انھین مین لاکھون کرورون اولیا واقطاب وابدال وغوث ہوچکے اور ابھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلے گا ۵ ہی شمار اُنکا جو کثرت سے گروہ دین ہون + اُنکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون + اکتیسوان مسالہ ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہی کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہو سکین گے ورنہ

یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام دیتے چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ذکر فی الحال
لامذہبی اور ترک تقلید مین گمراہی اور ضلالت کو ۲۰ برس کے تجربے سے ثابت کیا ہی چنانچہ اُنکی عبارت ہم
پہلے بحث تقلید مین درج کر چکے ہین ہزمانہ سابق مین ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین اس مضمون کا دیا تھا کہ جو شخص اُن اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقۂ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین اُنکی کتب معتبرہ
سے ثابت کر دے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہی اور کیسی تجاہل عارفانہ دھوکے
بازی ہی اور مجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہی باوجودیکہ پرچہ فتوای جامع الشواہد
مین مفتی لبیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اُن عقائد و اعمال کے مان لینے مین گنجایش انکار
کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالۂ ہندسہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھدیا
ہی اور انھین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اُنکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہی پھر
اب اُن مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی عوام ہی اور کتنی بڑی دھوکے
بازی کا یہ کام ہی ~ جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم ✤ مین معتقد فتنۂ محشر نہوا تھا ✤ کیا ناظرین
اُس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار سے (جو درحقیقت اُنکے قائلین پر مینھ کی طرح موسلا دھار لگا تار برستی
ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے ہین) یہ سمجھین گے کہ مفتی لبیب نے جن کتابونکا حوالہ اُس فتوے
مین دیا ہی یہ کفریات اُنمین نہین ہین اور ناحق اُنکے مؤلفین کی طرف منسوب کر دیے ہین نہین نہین
نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے کے سچے ہین تو پہلے اُن کتابون کو
جنکا اُس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اور اگر اُنکی سمجھ مین نہ آئین تو کسی عالم سے دریافت کر لینے
مین ہرگز نہ شرمائین اسی واسطے ہمنے اُس فتوے کو اس کتاب مین چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ
ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اُنکی عسرت پر ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو
ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح ممکن الوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے
خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے
اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدۂ انعام دس روپیہ عوض
فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظۂ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجۂ ذیل ہی

اشتہار

میں مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان لدھیانہ اور جو اُنکے ساتھ طالب علم ہیں جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمٰن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون میں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت میں کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلے میں جسکے لیے پیش کی جائے نص صریح قطعی الدلالت ہو پیش کرین تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس رُوپیے بطور انعام کے دونگا **اولاً** رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے **ثانیاً** آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا **ثالثاً** آنحضرت کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا **رابعاً** آنحضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا **خامساً** آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا **سادساً** ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا **سابعاً** عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا **ثامناً** قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریح مثلاً کوئی شخص ناحق کسی کی جورو کا دعوی کرے کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اُسکو ملجائے تو وہ عورت بسبب ظاہر بھی اُسکی بی بی ہے اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُسکو حلال ہے **تاسعاً** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے تو اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا **عاشراً** تھوڑا آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو ده در دہ سے کرنا **تنبیہ** ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنے کے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجائش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین۔

المشتہر
ابو سعید محمد حسین لاہوری
(مہر: محمد حسین ابو سعید)

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمٰن و موطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدہلوی و مرقات شرح مشکوٰۃ للملا علی القاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبدالحی اللکنوی و شرح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن سنبھلی وغیرہ مین اچھی طرح ثابت ہوگئے ہین اور عموماً جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین بالخصوص اُسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل اولہ کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و استعصار الانتشار

علی اشتہار العشرہ وانتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور وامرتسر ودہلی ولودھیانہ مین چھپکر تمام ممالک پنجاب وہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن وحدیث سے جواب باصواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت کا بالکل ہانی جمع خرچ تھا اور پھر اسپر طرہ یہ کہ فی الحال اُنکے کسی متبع نے اسی اشتہار کو دوبارہ وسہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اُسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا مقلدین نے نہین دیا آوارہ ے تجاہل اور صفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا وہ حال جواب پاکر مکر جانے مین یہ کمال کیون نہوع تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو + اب ہم پوچھتے ہین جبکہ سوالات عشرہ مشتہرہ درمیان مجتہدین ائمہ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹھیرے بلکہ بعض انمین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ وارد ہے مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ خلف الامام قرارت کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل مختار حنفیہ کے ہین اُن سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہے پھر آپ کا ایسے مسائل اجتہادیہ مختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی الہذیان ہے اسکو ادنی علم والا بھی سمجھ لیگا کہ جن مسائل مین ائمہ مجتہدین اور علماے محدثین کا سرے سے اختلاف چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اُنکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اُن مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین دراختلاف مین اتفاق کیسا بھلا اہل سنت جماعت کے بیان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروطہ فریب آمیز کو دخل کہان حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین الله الله کہان یہ اہل سنت وجماعت اور کہان یہ طریقہ مبتدعہ کہ جس سے عبادات واعمال مروجہ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور پھر اُسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے کہ سائل کو خاص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھائین اور آپس کی نااتفاقی سے فتنہ وفساد برپا ہوا اور شر وعناد پیدا ہو سو

جدال ورنج وکینہ اک جگہ کے رہنے والو نہین		بلا غور وتردد ہی بناے خانہ برباد ے

ترجمہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہل حدیث مشتہر دہلی

نہین رہتا ہی لطف زندگی بغض و عداوت مین ۔۔۔ وبال جان و دل ہی فرط غم مین گرچہ ہو شادی

نہ وہ اِنکے یہان آئین نہ یہ اُنکی طرف جائین ۔۔۔ ہوئے خاصے مقید خوب سمجھے قدر آزادی

اور اہل سنت کی کوئی غرض دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک و غیر مسلوک ہی کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون شہادت کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے فائق و یقینیا توقع نجات کے قابل نہین جسکے اصول ظنی اُسلکے کل فردعات بھی ظنی ہین آور جسکے اصول یقینی اُسکے کل فروعات بھی یقینی الحاصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے اصول پر صحت کا ثبوت کسی کے معمول بہ کی نسبت ہوا بھی ہو تو اُسکا کیا نتیجہ آور جبپر یہ دعوی ہے معنی کہ اُسکی صحت مین کسی کو گفتگو نہو حال آنکہ بغیر گفتگو کے صحت کا وجود کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردے کہ جس سے اُنکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہوجائین اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پائین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لامذہبی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھائین آور مزے اُڑائین آور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدۂ انعام طلب کرین ورنہ اُنکو یا اُنکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اُنپر واجب ہی کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے مین فی جواب ہمسے بیس روپیہ انعام لین آور اگر بیس سوالاتِ نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زر خالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی ہرگز نکرینگے

سوالات نمبر (۱)

اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اُٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا دوم آنحضرت صلعم کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم آنحضرت صلعم کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم حدیث قرارت خلف الامام کا بعد نزول آیت اِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ کے مروی ہونا پنجم آنحضرت یا حق تعالی کا ائمۂ اربعہ مین سے کسی کی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب و سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا ہفتم تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرادینا ہشتم ائمۂ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی و زیدی کی

تقلید کرنا نہم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع حقیقی بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوا ے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم اس زمانۂ پر شور و فتن مین ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اُسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم جو حدیثین امام اعظم کو بسند شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اُنکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم علماے حرمین شریفین اور جو لوگ اُنکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو موحد و مومن سمجھنا

سوالات نمبر (۲)

اول کسی لامذہب کے جتے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اُس جتے مین سوراخ بھی ہی اور اُسی سے اُسنے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو دوم کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا هٰذَا حُرٌّ وَهٰذَا وَهٰذَا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا سوم سر منڈانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اُس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین چہارم اندرون چشم واجب کا دھونا فرض ہی یا نہین پنجم جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہو جائین دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک بتصریح نص ارشاد ہو ششم داخل بروت و ناف و سوراخ بند مین پانی پونہچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین ہفتم مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقاے ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہی، ہشتم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسی طرح وطی زن جنیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ و صغیرۂ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین نہم قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی دہم دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جائیگی یا نہین یازدہم کسقدر فصل بعد سے تیمم جائز ہوگا دوازدہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہی یا نہین سیزدہم مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہی بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے چہاردہم جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے پانزدہم عورت و مرد دونون توام پیدا ہوے اُنکے نکاح کی کیا صورت ہی شانزدہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پاخانہ پھرے تو نہی اُسکی بغیر قیاس حدیث مَنْعُ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ کے ارشاد ہو ہفدہم جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈو نسے

انھیں میں یہ سوالات نمبر دوم بھی ہو دے اور انکا بھی جواب دے

گرم کیا گیا ہو اُس سے وضو جائز ہی یا نہین ہژدہم جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین مین گڑا ہوا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کرے نوزدہم جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اُسکا جائز ہی یا نہین بستم جن گھڑون اور شکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اُن برتنون کا جائز ہی یا نہین تنبیہ جب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیہ کریمہ کے مورد مین اُنکو داخل ہونا پڑیگا اَمۡ لَهُمۡ شُرَكَـٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمۡ يَأۡذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ یعنی کیا اُنکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہو انھون نے اُنکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے بتیسوان مسألہ ان غیر مقلدین کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ واحکام مبتدعہ اُنکے موجب کفر اور بعضی مبطل نماز اور بعضی موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اُنکی موجب تطویل ہو بدینوجہ ہم صرف بیان ایک کتاب اعتصام السنة مصنفہ عبد اللہ عرف جھاؤ ساکن مئو کے چند مسائل خلاف شریعت و عقائد مخالف اہل سنت وجماعت بقید ہندسہ صفحات بطریق مشتی نمونہ از خرواری واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کرتے ہین تا پھر کوئی صاحب غیر مقلدین مین سے یہ نہ کہین کہ ہم تو اہل حدیث سے ہین ان مسائل فاسدہ وعقائد غیر مشروعہ کا انتساب ہماری نسبت صحیح نہین ہوسکتا یہ سب بالکل بہتان اور تہمت ہی اور مبنی بر عداوت ونفسانیت حال آنکہ چور کی داڑھی مین تنکا جب آپ ایسے عقائد واعمال سے مبرا ہین تو پھر کیون زبردستی ایسی باتون کے مصداق ہوکر چڑھتے ہین اور بگڑتے ہین ہم تو ڈنکے کی چوٹ جو لوگ کہ ان امور کے قائل ہین خواہ وہ لامذہب بجائین یا غیر مقلد کہلائین یا اہل حدیث سے شرف امتیاز پائین انھین کی کتابون سے بحوالہ عبارات ہندسہ صفحات ثابت کرکے دکھا دیتے ہین یہانتک کہ جھاؤ صاحب کی عبارت جو بالکل ٹوٹی پھوٹی خلاف محاورہ اردو ہی بلا تصرف نقل کرکے بتا دیتے ہین کہ پہلے کسنے چھیڑ نکالی اور کسنے بُرا کہنے کی بنیاد ڈالی ؎ ذرا انصاف سے دیکھین نکالا کسنے شر پہلے ✦ کہ پوچھا یا سفیہون نے فقیہون کو ضرر پہلے ✦ یہ میان جھاؤ صاحب کہ جنکو اردو عبارت لکھنے کی بھی تمیز نہین ہرگز علما اور اہل علم مین شامل ہونے کی لیاقت نہین رکھتے ہین نہ کہ عامل بالحدیث ہوکر اہل حدیث مین شامل ہون اور خون لگاکر شہیدون مین داخل ہون اگرچہ پانچوین سوارون مین اُنکا نام بھی لکھا گیا کہ یہ اعتصام السنة کے مصنف ہین اُسے کیا ہوتا ہی ؎ بوریا باف گرچہ بافندہ ست ✦ نبرندش بکارگاہِ حریر ✦ مگر

مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری مدرس مدرسہ احمدیہ آرہ نے ان میاں جاؤ صاحب کو علماے اہل حدیث
میں داخل کیا ہی اور جابجا اِعْتِصَامُ السُّنَّۃ کی عبارات رکیکہ خلاف شرع و تخطیۂ کابر دین و مطاعن ائمۂ مجتہدین
کو بیجا تاویلوں سے زبردستی بنا بنا کر محمل صحیح پر اُتارا ہی گویا شاہد حق کو باطل کے پردے میں چھپایا ہی لیکن
۵ اگر نہفتہ کنی در میان صد چلیپہ ۔ خبر دزد در نشان می دہد کہ کافورست ۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی کتاب
اِبْرَاءُ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَالْقُرْاٰنِ عَمَّا فِیْ جَامِعِ الشَّوَاھِدِ مِنَ التُّھْمَۃِ وَالْبُھْتَانِ مطبوع سعید المطابع بنارس کے صفحہ ۰ میں میاں جاؤ
صاحب کے مضمونی خطاؤں کو کھینچ تان کے راہ صواب لاکے اور انکو اعتراضات سے بچا کے اُنکی رکیک عبارتوں اور بھونڈی باتوں
کی نسبت لکھا ہی و معہذا ہمارے نزدیک اسمین بھی کچھ شک نہیں ہی کہ مصنف اعتصام السُّنَّۃ سے عبارت مین
بعض بعض جگہون مین ضرور مسامحہ ہوا ہی یعنی عبارت بعض جگہون مین ایسی نامصاف لکھی ہی جسکے معنی سباق سیاق کے لحاظ سے
کرنے پڑتے ہین اُسکو مناسب تھا کہ اسطرح کی باتین بہت صاف عبارت مین لکھتا کہ بلا لحاظ سباق و سیاق کے نفس
عبارت سے مطلب بخوبی ادا ہو جاتا لیکن اُسکی کتاب کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو عبارت
لکھنے کا سلیقہ خوب نہ تھا انتھی کلامہٗ سبحان اللہ کیا انصاف کیا بلکہ انصاف کا خون کرکے دو پہلو کا دو چیز
اُلٹا فیصلہ کیا کہ مطالب بیجا و معانی ناروا کے خطاؤں کو تو بالکل چھوڑ دیا اور لفظون کی رکاکت پر مسامحے کا
اعتراض کیا حالانکہ معاملہ بالعکس تھا خیر اب ہم انھیں کے خطیات مضامین اور مسامحات مفاہیم کو انھیں کے
عبارات سے ثابت کرتے ہین اجماع و قیاس کا انکار کرتا ہی اور اُسکو بوم و قرار کے ساتھ تشبیہ دیتا ہی صفحہ ۳۰ رسالہ
مذکورہ مین لکھتا ہی اول یعنی قرآن شریف اور حدیث روشن تر ہی مانند سورج چوتھے آسمان کے دوپہر مین
اور دوسرا یعنی قیاس اور اجماع مانند اُلّو بھاگنے والے کے ہی انتہی تفاسیر اور جملہ کتب فقہ و اصول فقہ کو داخل
کرنے والین گھر عذاب کے لکھتا ہی صفحہ ۱۰ مین لکھتا ہی اور اسی طرح کافر ہو گئے محبت مذہب بدعیہ مین کٹھیرالیا
اُسکو مولویون نے اور تصنیف کیا واسطے تائید مذہب کے کتابین عقل کی اور وہ کتابین فقہ اور اصول کی
ہین جیسے توضیح اور وقایہ اور تلویح اور ہدایہ یہانتک کہ کہا کلام اللہ اور کلام رسول یقینی ہی اور مضمرات اور نوادر
و نہایہ و محیط و خلاصہ داخل کرین گھر عذاب کے طرف اسواسطے کہ کلام آدمیون کا عقلی ہی انتہی تخطئہ مقلدین
ائمۂ مجتہدین اور تمام اتباع اور معتقدین اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو بہتر فرقون ناری مین شمار
کرتا ہی صفحہ ۹ مین لکھا ہی اور اسی طرح مذاہب اربعہ یعنی حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور غیر اسکا جیسے قادریہ اور
مجددیہ اور نقشبندیہ اور چشتیہ بلا در بدعت ہی نہین ہی سنت اور نسبت کرنا اسکی طرف کھینچ لیجائیگا بہتر مذہب کیطرف

اسواسطے کہ یہ سب زائد ہین ایک پر اسواسطے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب دوزخ مین ہونگے ایک نہین اور وہ ایک مردہی کہ جنگل ہارے ساتھ رسی قرآن صحیح کے اور حدیث صحیح کہتی صحابہ کرام علیہ السلام پر طعن وافترا کرتا ہی حضرت علی مرتضی یا امیر معاویہ یا حضرت صدیقہؓ کو مصداق آیہ کریمہ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ الآیۃ اور حدیث قِتَالُ المُسْلِمِ كُفْرٌ کا ٹھیراتا ہی صفحہ ۶۹ مین لکھتا ہی اس آیت مین برائی ہی رائے شخص کی کہ مقابلہ کرے ساتھ اُسکے کلام رسول مقبول کو اسواسطے کہ بیشک ہر نبی معصوم ہین اور غیر انکے معصوم نہین ہی اور لینا قول اور فعل انکا رحمت کا ہو یا غضب کا سنت ہی واسطے امت انکے کے اور قول و فعل امت کا انکے نہین سنت کسی کے واسطے جیسے جنگ صفین اور جنگ معاویہ اور علی کا اور جنگ جمل اور جنگ علی و عائشہ کا اور قتل عثمان کا اور حسین کا اور گالی عباس کی علی کو اور کینہ فاطمہ کا ابوبکر صدیق کو اور کینہ عمر کا علی کے ساتھ اور سوائے اسکے بہت قصے ہین کہ چاہیے بہت سا و فرمایا اللہ تعالی نے جسنے قتل کیا مومن کو جان بوجھکر پھر بدلا اُسکا جہنم ہی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قتل کرنا مسلمان کا کفر ہی اور گالی دینا اسکا فسق ہی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کینہ زائد تین دن سے بد ہی انتہی بلفظہ نماز تراویح کو بدعت سیئہ عمریہ لکھتا ہی اور حضرت عمرؓ کو مبتدع ضال ناری ٹھیراتا ہی معاذ اللہ من ہذہ الکفریات صفحہ ۹ مین لکھتا ہی اور سوا اسکے اور کرتے ہین بدعت مانند نماز معکوس اور تراویح کے اور نہ پڑھا اُسکو ابوبکرؓ نے اور کہا اُسکو عمرؓ نے بدعت اور نہ پڑھا عثمانؓ و علیؓ نے مگر جیسا کہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعت اعتکاف مین انتہی پھر صفحہ ۹۰ مین لکھتا ہی بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی دوزخ مین ہی یعنی ہر بدعتی دوزخی ہی اور بدعت اُسے کہتے ہین کہ جو زمانہ رسول اللہ مین نہو مصداق اُسکا قول عمر کا ہی تراویح مین نعم البدعۃ ہُو بری بدعت ہی تراویح روایت کیا اُسکو بخاری نے انتہی بلفظہ اور اسی طرح کے بہت سے کلمات کفریات ولغویات رسالہ مذکورہ مین لکھتا ہی صفحہ ۱۹ مین ہی نہ ثابت ہوا استنجا پتھر اور پانی کا واسطے پیشاب مرد اور عورت کے رسول صلعم سے اور تھے ابن عباس ہمیشہ پیشاب کرتے جگہ پیشاب کرنے رسول خدا صلعم کے جب تک جیتے رہے انتہی بلفظہ صفحہ ۲۵ مین ہی اور قول دور کرنے والا قیاس کا یہ کہ پہلے جسنے قیاس کیا ابلیس تھا اور صفحہ ۹۰ مین ہی اور بارہ امام اُنہین سے امام باقر و جعفر و موسی کاظم وغیرہ ہین انکے تابعدارون کو شیعہ کہتے ہین مقابل سنی کے (پھر لکھا) انہین اور اُنہین اتنا فرق ہی بموجب مثل مشہور کے کہ سگ زرد برادر شغال کیونکہ ان دونون مین اب کفر و شرک اور بدعت اور زنا اور غصب وغیرہ کثرت سے ہی نام کو اسلام مین داخل ہین (دیہاتک کہا)

اور یہ سب امام کسی کا مذہب نہ رکھتے تھے سوائے اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ کے پھر ان سب تابعدارون کو چاہیے کہ
یہ بھی کسی کا مذہب نہ رکھین لامذہب ہون بموجب قول سعدی شیرازی کے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیۡنِ مُلُوۡکِھِمۡ سب لوگ اپنے
دین بادشاہون پر ہوویں اور مذہب رکھنا بدعت ہی مصداق اُسکا یہ حدیث صحیح نسائی مین ہی کُلُّ بِدۡعَۃٍ ضَلَالَۃٌ
وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ (صفحہ ۹) مین اور جو یہ آیا ہی کہ بہتر فرقے دوزخ مین جائینگے اور ایک بہشت مین اور وہ جسپر
رسول اللہ صلعم تھے اور اُنکے سب صحابی تھے اور جو ان دونون کے بعد اُسپر قائم رہیگا پھر ان چار مذہبو نمین سے
ایک کو جب لوگے تو ایک ہی بموجب فرمان رسول مقبول کے بہشتی ہو اور باقی دوزخی اور اسی طرح سے شیخ
سید مغل پٹھان کو بھی فرض کر لو اور چشتیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ وغیرہ کو ایسے ہی جان لو آگے صفحہ ۱۲ فصل
چوتھی جمع تقدیم نماز کی گھر مین اور جمع تاخیر نماز کی گھر مین اور دلیل اس بات کی حدیث ابن عباس کے ہو کہ روایت
کیا اُسکو مسلم نے صفحہ ۱۳ جسنے خاص کیا اکٹھا کرنا نمازون کا عرفات مین پس اُس شخص سے خطا ہو خطاؤن سے
اسواسطے کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے اکٹھا کیا نمازون کو سب جگہ انتہت خلاصۃ معیار الاعتصام السنۃ اور نیز تمام
بیان فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب وعدۂ سابقہ درج کیے دیتے ہین تاناظرین کو
ان لوگون کا جھوٹا وعدۂ انعام کرنا اُن مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جائے اور نیز ہر شخص جو اُسکو
ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جائے کہ اس فتوائے جامع الشواہد
کے مفتی لبیب اور فقیہ ادیب نے بتقید ہندسہ صفحہ و نام کتاب اُنکے عقائد و اعمال کو اُنھین کے اقوال سے ثابت
کر کے دکھا دیا بلکہ زبان خود زیان خود کا اُنکو مصداق بنا دیا اور غرض اس سے یہی ہو کہ برادران دینی اسکو دیکھکر ضلالت
اور گمراہی سے بچین اور سلف صالح کا طریقہ جو بالکل طریقۂ سنت نبوی اور عین اتباع شریعت مصطفوی ہی
اختیار کرین اور اُسمین کوئی طعن و اعتراض اہل حدیث پر نہ سمجھین کہ سلف کے اہل حدیث تو اکثر فقہائے مقلدین مین
آجکل کے سفہائے محدث فی الدین پس اگر کوئی صاحب یہ کہین کہ ہم اہل حدیث سے ہین نہ ہمارے یہ عقائد ہین اور نہ ہمارے یہ
اعمال ہماری طرف اُنکا انتساب محض تہمت اور بہتان ہی تو ہم یہ کہینگے کہ یہی ہماری مراد ہو کہ تم ان باتون سے بچو اور دور رہو

	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ	

(۱) علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقۂ غیر مقلدین
بہیأت کذائی داخل ہو اہل سنت و جماعت مین یا خارج ہو انسے مثل دیگر فرق ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو

اُنکے ساتھ مخالطت اور مجالست کرنا اور اُنکو اپنے مساجد مین باوجود خوف فتنہ و فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اُنکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُوْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ

جواب سؤال اول

(۱) یہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین بحیثیت مجموعی نہ باعتبار افرادی ایک ایک یہ ہین ائمہ اربعہ مین سے کسی کی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اُسکو بُرا کہنا) مثل دیگر فرق ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اُنکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اُنھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و ہندسۂ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تاپھر کسی منکر کو اُنکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے اُنکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خدای پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہوانی شاگرد دہلوی نذیر حسین مین مندرج ہی دوم انبیا علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اُسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۳ و ۴ نصر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اُنھون نے خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سب کے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہو گا چہارم کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے حدیث متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سوای ایک دو معجزون کے زیادہ مصداق

نہوے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب
دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی پنجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت
شرعی نہین ہی جیساکہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۱۴۲ کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ مہدی معروف بجا و ساکن مؤمین موجود ہی ششم مجتہد
کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی چنانچہ اُسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹ مین اور اعتصام السنہ
کے صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملامعین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی
کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اُنکی محبت مین بدون ملاقات کے مرگئے
ہین اور نہ پایا اُنھون نے زمانۂ امام کو تو بحکم خدای تعالی قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر اُنسے
مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اُس کتاب کی یہ ہی مَن مَاتَ عَلَی الحُبِّ الصَّادِقِ لِلاِمَامِ المُنتَظَرِ
لِلمَهدِیِّ عَلَیهِ السَّلَامِ وَلَم یُدرِكْ اَوَانَهُ اَذِنَ اللهُ سُبحَانَهُ اَن یُحیِیَهُ فَیَفُوزُ فَوزًا عَظِیمًا فِی حُضُورِهِ
وَهٰذِهٖ رَجعَتُهُ فِی عَهدِهٖ حال آنکہ مسالہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہی چنانچہ امام نووی
شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہی اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا ہی نہ اہل
سنت کا ہشتم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمۃ الزہرا معصوم ہین یعنی اُنسے خطا کا ہونا محال ہی اور
حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوے حضرت علی کی بیعت خلافت مین اور
حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت ؐ
کی عقلی ہی اور عصمت امام مہدیؑ کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اُسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۲ مین مرقوم ہی
حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہی کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اُنکے یہان مقرر ہین اور ہمارے
یہان تو سوای پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیساکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ
کے باب دہم مین لکھتے ہین۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسی را غیر نبی معصوم دانند انتہی نہم اُسی کتاب
دراسات مین حدیث اَصحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّهِمُ اقتَدَیتُم اهتَدَیتُم کو بمقابلہ عصمت اہل بیت کے
موضوع قرار دیا ہی اور حدیث اِقتَدُوا بِالَّذَینِ مِن بَعدِی اَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ سے جواز اقتدای شیخین کا
قائل ہوا ہی اور وجوب واستحباب کو بالکل اُٹھا دیا چنانچہ عبارت عربی اُسکی یہ ہی وَالحَدِیثُ الاَوَّلُ مَوضُوعٌ
وَلَولَا لَکَانَ قَولُهُ اهتَدَیتُم فِیهِ خَاصَّةً مِمَّا یَدُلُّ عَلَی عَدَمِ خَطَائِهِم وَالثَّانِی مِنهُ جَوَازُ

اَلْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا يَقْتَضِيْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا باوجودیکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے
اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہی کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيْ
بِاَسَانِيْدَ مُتَنَوِّعَةٍ يَرْتَقِيْ بِهَا اِلٰى دَرَجَةِ الْحَسَنِ دوسری حدیث اس موقع پر ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے مین نہین جانتا
کہ زندگی میری کتنی ہی پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمرؓ کی چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین فاضل صدر سے مولانا واستاذنا محمد عبدالعلی صاحب نے
اس حدیث کی پوری تخریج اسناد لکھدی ہی اور توثیق رواۃ کردی ہی ثم حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاطمہ زہراؓ کے ساتھ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ
معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۶۹ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہی یازدہم چارون
اماموں کے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ و
مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اُسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۰ مین لکھا ہی اور مولوی
محمد یسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان زیدیا اور رافضی پلید و شیطان
و کافر لکھا ہی اور اسی طرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور
مورخہ ۷ رمضان ۱۲۹۰ ہجری کے صفحہ ۹ و ۱۰ و ۲۳ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک
اور کافر لکھا ہی اور چارون اماموں کے مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نعوذ باللہ منہما اسی طرح
نواب صدیق حسن خان نے فقہ کو جلسازی و مکاری اور فقہاء و مقلدین کو مشرک و بدعتی و دغاباز لکھا ہی چنانچہ صفحہ ۳
و ۳۰ ترجمان وہابیہ مطبوعہ مفید عام آگرہ مین یہ عبارت موجود ہی کہ سرچشمہ سارے جھوٹے حیلون اور مکرون کا اور
کان تمام فریبون اور دغابازیون کی علم فقہ وراے ہی اور مہاجال ان سب خرابیون کا فقہا اور مقلدین کی
بول چال ہی اور ساری خرابی ڈالی ہوئی اُن ملاؤن کی ہی جو دام تقلید مین گرفتار ہین اور نشہ شرک و بدعت
مین سرشار اور تمام عالم کا فساد اور ساری خرابیون کی بنیاد گروہ مقلدین سے ہی اور اُسی کتاب کے صفحہ ۹۲
مین لکھا ہی کہ کثرت نوافل نماز و وظائف اور صدقات طعام وغیرہ واسطے ثواب رسانی اموات کے موافق
طریقہ ہنود کے ہی انتہی اور نیز نواب صاحب نے نصب الذریعہ الی تعدید علوم الشریعہ مطبوع مفید عام آگرہ
۱۳۰۲ھ کے صفحہ ۸۸ مین لکھا ہی کہ علم شرعی عبارت ہی تفسیر و حدیث و فقہ سنت و فرائض سے رہی فقہ مصطلح
سو یہ علوم دنیا سے ہی نہ علوم آخرت سے انتہی بلفظہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ فقہ اور فقہا سے اس شخص کو کسقدر
تعصب ہی کہ فقہ مصطلح کو کہ عبارت ہی حرام و حلال کے مسائل کو کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے استنباط
کرنا اور کتب فقہ سے بلحاظ مالہ وماعلیہ کے فتوی دینا علوم دنیاوی سے شمار کیا سبحانہ مقام عبرت ہی اور

کتنی بڑی جرأت ہی کہ جب انھون نے علماے مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دھڑک مشرک اور کافر لکھدیا تو اب اِنکے کفر والحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس اِن ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتداے عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد ہین امام شافعی رحمۃ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِن هٰذَا القَبِيلِ مُحَمَّدُ بنُ اِسمٰعِيلَ البُخَارِيُّ فَاِنَّهُ مَعدُودٌ فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَن ذَكَرَهُ فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيخُ تَاجُ الدِّينِ السُّبكِيُّ وَقَالَ اِنَّهُ تَفَقَّهَ بِالحُمَيدِيِّ وَالحُمَيدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاستَدَلَّ شَيخُنَا العَلَّامَةُ عَلىٰ اِدخَالِ البُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكرِهِ فِي طَبَقَاتِهِم وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِي ذَكَرنَاهُ شَاهِدٌ لَهُ اِنتَهٰى یعنی جسطرح ابوجعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسی طرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اُنکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور انھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور ہونے اُنکے کے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہمنے اُسکو گواہی دے رہا ہی اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بماجاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَاُولٰئِكَ هُمُ المُتَّقُونَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول مین مندرج ہی حالانکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بماجاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہی اور یہ بالاتفاق تمام علماے اہل سنت کے نزدیک باطل ہی بلکہ متقی کذائی ہونے مین

اتصاف بالحسنات اوراحترازعن السیآت بھی ضرورہو آور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال وایتای زکوۃ واقامت صلوۃ و اداے صوم و حج وایفای عہود ومواثیق وصبرواستقلال بوقت مصیبت وملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سینرد ہم اسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳۰ و ۴۰ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار ورہبان یعنی علماے یہود ونصارے کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہی اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَـتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آتیین یہود ونصاری وکفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اُسکے مومنین ومجتہدین اسلام ٹھیرائے جائین اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ع از برون طعنہ زنی بر بایزید + وز درونت ننگ میدارد یزید + خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ماحرم اللہ مین اپنے احبار ورہبان کا اتباع کیا تو کافر ومشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات ومباحات یقینیۂ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات ومباحات کی کہ جنکی حرمت واباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہی پس درصورت اول مولوی صاحب کو ایمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات ومباحات یقینیۂ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اُنکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل وتحریم مین مشرک وکافر قرار دیے جائین اور بدون اثبات اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی آور درصورت ثانی معاذ اللہ صحابۂ کرام کا مشرک وکافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ انھون نے لفظ اَنۡتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہی بلکہ کافر ہونا خود بدولت ور اُنکے اکابر کا مثل قاضی شوکانی وابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ انھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع ہونے مین ابن تیمیہ وداؤد ظاہری وابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہوسکتی آور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہوگئی اب اسکا کیا جواب کہ کیون ایسی بات کیجیے کہ اُلٹا الزام اسکا اپنے اوپر لیجیے چہاردہم رسالۃ الاحتوا علی مسالۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہی کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اُسکا مکان ہی

آور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اُسکے قدم رکھنے کی جگہ ہی آور ذات خدا کی جہت فوق اور طرفِ علو مین ہی آور اُسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت رتبے کی آور وہ عرش پر رہتا ہی آور اُترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے آور اُسکے لیے دہنا بایان ہاتھ اور قدم اور ہتیلی اور اُنگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلاکیف ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اُن آیات واحادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حاصلہ آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہہ و جہلاء حنابلہ کا ہی آور مخالف ہی اہل توحید وارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ اُستیصال علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اُسکے جواب مین موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالی کے صفات اراده فی التشریع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین اور مُتعمّقین فی الدین کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگون کے دلون مین کجی اور گمراہی ہی سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے اُسکی حقیقت کے حالانکہ حقیقت اُسکی اللہ ہی جانتا ہی تیس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہی کہ آیات واحادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف اور واضح الدلالہ ہین آور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اُنکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اُسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہی اور بلا ضرورت اُسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اُن صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اُسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کرین اور اُسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اُسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہی یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہی یا وجہ بمعنی ذات یا مونہہ کے ہی بلکہ اتنا کہنا کافی ہی کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہی کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان وجوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہی اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہی

آیات متشابہات صفات باری تعالی مین فرقۂ ظاہریہ کا رد اور تحقیق مذہب اہل سنت کی

اور اُسکا نہ موسس ہو اور نہ پابند ہو اور نہ وہ پڑھتا ہی اور نہ اُترتا ہی اگرچہ بے کیفیت سی خاموش دخل ھٰذا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا شَكَّ مِنَ الظَّوَاهِرِيَّةِ وَالْغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمرؓ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمرؓ کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہی چنانچہ عبارت اسکی یہ ہی اَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يُمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اِلَّا طَرِيْقَتُهُمُ الْمُوَافِقَةُ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا اَوْ مَعْلُوْمٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلَاتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت کے سمجھکر اُسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہی حالانکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت ہی جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اور سوائے اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اسمین تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع سنت رسول ربانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو بباعث مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اسواسطے کہ آن حضرت نے نماز تراویح ایک مرتبہ تہائی شب تک پڑھی اور دوسری مرتبہ نصف شب تک پڑھی اور تیسری مرتبہ یہان تک پڑھی کہ وقت صبح کا قریب ہوگیا تھا جیساکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی پس غیر مقلدین اس طرح طول قیام کے ساتھ کہان پڑھتے ہین تاکہ پوری پوری سنت قولی کی تعمیل ہو اور اُسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی و فعلی دونون پر عمل کرتے ہین (یعنی بیس رکعت تو موافق سنت قولی کے ادا کرتے ہین اور آٹھ رکعتین سنت فعلی کی تو بیس کے اندر آگئین) بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہی جو پیرو سنت

نواب بھوپال نے در بارہ تراویح بیس رکعت کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھرایا

کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہے
اور کیسا الٹ پھیر کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اُٹھائی اور مقلد نے
ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اُٹھایا لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا

۵ سو قمار عشق مین شیرین سے کوہکن اور روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا	بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا	کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز

شانزدہم کتاب منحۃ المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
محمد حسین ساکن اچرا ضلع ملتان کے صفحہ ۹ تا ۱۰ مین لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور
مشرک ہے کہ اُسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسی طرح
سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہے حال آنکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہے اور خود
معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہے ہفدہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے جو کوئی اذان مین وقت سننے
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے انگوٹھون کو چوم کے آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جسقدر اس بارے مین
حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اُنپر موجب ضلالت ہے حال آنکہ یہ کہنا بھی بالکل
حماقت اور جہالت ہے ہیجدہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال
اور اعمال امت پر واقف ہونا بدیہی البطلان ہے اور اعتقاد اسپر موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات علم غیب کا
کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہے اور جو بواسطۂ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کیے جاتے ہین سو یہ بھی
غیر متیقن اور غیر مثبت ہے اور قابل اعتبار کے نہین ہے کہ سوائے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے
اسکو نقل نہین کیا بلکہ حدیثین اسکے خلاف پر وارد ہین حال آنکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قبر شریف مین
آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہین جن لوگون کے اعمال صالحہ ہوتے ہین تو آپ خوش
ہوتے ہین اور جنکے اعمال بد ہوتے ہین تو آپ اُنکے حق مین دعا و استغفار فرماتے ہین نوزدہم اسی کتاب
مین صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا ہے کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہین ہے ارواح مفارقہ کو تعلق اور حیات صرف
بقدر مَا يَتَاَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ بِهٖ حاصل ہے اور جو حدیثین کہ شرح الصدور مین دربارۂ اثبات سماع موتیٰ کے وارد ہین وہ قابل
تمسک نہین کہ اکثر حدیثین اُسمین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقۂ رابعہ سے لکھی ہین اور احادیث طبقۂ رابعہ
اس قابل نہین ہین کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات مین قابل سند و متمسک ہون حال آنکہ عقیدۂ اہل سنت اسمین
یہ ہے کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہے اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہے بستم اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۴

تحریر مصنف در بیان فیض روحانی انبیا و اولیا علیہم السلام کے قائل نہین

مین مرقوم ہی کہ ارواح انبیاے کرام و اولیاے عظام سے خلق اللہ پر کسی طرح کا فیض نہین ہی اور افعال اختیاریہ
و غیر اختیاریہ مین استفاضہ اُنسے شرعاً و عقلاً ناجائز بلکہ بدیہی البطلان ہی ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخرے
بیکار اور بیفائدہ ہوجاتی ہی اور ایک ہی وجود شریف حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ
آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانہ صحابہ مین پائے گئے وہ سب بے اصل
معلوم ہوتے ہین ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم و افادہ ہوتا تو آپ کے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل
عبادات و معاملات مین فیما بین صحابہ اختلاف نپڑتا اور نوبت محاربات و منازعات و مشاجرات صحابہ کی نہ آتی اور اسی طرح اختلاف
تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و مفسرین و محدثین کا ہرگز نرہتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباط
مسائل و تتبع روایات احادیث و فقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح
اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بستّ و یکم اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵
مین مرقوم ہی کہ استمداد اہل قبور سے باین طور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمایئے یہ خلاف شرع بلکہ موجب
شرک ہی کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہی اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہی اور نیز واسطے دعای اہل قبور
کے کوئی اثر مترتب نہین ہی پس دعا کرانا انسے لغو ہی انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہی بستّ و دوم
اور اسی صفحہ ۱۳۵ مین لکھا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنہ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد بیت المقدس
کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہی اور بجز ان مقامات کے اور کسی
قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہی کہ خود حدیث صحاح کی موجود ہی کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ
وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی ای اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اسکی
پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن صنم سے عام ہی کہ صورت و غیر صورت دونون پر بولا جاتا ہی اور بھی یہ بات
دریافت ہوئی کہ قبر بھی بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہی اور مصنف ابوبکر بن شیبہ مین مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت
کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اسکو منع کیا اور کہا
کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس طرح بت پرست بتون کے
آگے عرض حال کرتے ہین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جائے ورنہ وہ قبر حد اوثان مین داخل ہوجائیگی اور اجتناب
اُس سے واجب ہوگا اسی واسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ع تو تا کی گور مردان را پرستی + بکر دکار
مردان کن درستی + اِنْتَھَتْ خُلَاصَۃُ مَا فِیْ مُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ ھٰذَا مُھْلِکَۃٌ مِنَ الْاِضْلَالِ لِلْعَوَامِّ

المقلدین آب ان غیر مقلدون کا کیا کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی
کے سبب صنم اکبر قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین زیارت
نبوی پر لعنت فرماتا ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی کے وارد ہو گئی مَنْ حَجَّ
وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِی فَقَدْ جَفَانِی یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی سو اُسنے بے شک مجھپر ظلم کیا جب
اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا
جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے ملعون ہونگے **بست وسوم** ختم پنج آیت وسوم میت و تصافحہ
جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالات ہین چنانچہ یہ مضمون
کتاب تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر
مورخہ سنہ ۱۲۹۰ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **بست وچہارم** اُسی کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال
سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ
و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیۃ
سب شرک اور بدعت ہین اور خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۹ مین بعد انکار در بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت
بڑا استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور اور فسادات
پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الدعاء جسقدر اقسام شرک
کے ہین سب اسی سے پیدا ہوے ہیں اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہی کہ سچ پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات
کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جای عبرت ہی
کہ اس شخص نے بتقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیۂ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان
کی ہین کہ گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لے یا اُسکو توفیق ہدایت دے **بست وپنجم** اُسی کتاب کے صفحہ ۳۴
مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بے اصل اور محض
اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچائے ایسے خیالات واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت
اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی **بست وششم** اُسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت
عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی
بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت مولانا نظام الدین گنجوی کو مشرک لکھدیا ہی کہ انھون نے بہ سبب فرط محبت کے سکندر نامہ مین

یہ بیت بہی ہے ؎ چہ گویم کہ عیسے بموکب رسان ✤ بہار و نیش خضر و موسی دوان ✤ اور لکہا ہی کہ اس فرط
مدح مین دوسرے پیغمبرون کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حال آنکہ اگر غور سے دیکہا جائے تو ایسے سید المرسلین
خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو مین ہونا پیغمبرون کا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی اور نہایت
عزت و تکریم ہمراہیان کا سبب ہی اور احادیث سے ثابت ہی کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب
پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوے اور سبھون نے آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسی طرح آسمانون مین بھی پیغمبرون
نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے ملاقات کی اور اپنی اپنی حد اختیار تک آنحضرتؐ کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو
کوئی توہین پیغمبرون کی نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہی اسمین کیا قباحت
کہ خود حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہی کہ
آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس ایک خارج کی معمولی مثال دیکہو ہم قصوری صاحب سے پوچھتے ہین کہ جب دولہا
برات مین گھوڑے پر سوار ہوکے جاتا ہو اور اُسکے ساتھ ساتھ براتی بڑے بڑے بزرگ مثل باپ اور دادا اور نانا اور چچا
اور اُستاد اور پیر وغیرہ کے پیادہ پا چلتے ہون تو کیا اُس دولہا کے یہ سب بزرگ خدمتگار اور سئیس کہلائینگے اور کیا دولہا
کے ہمرکاب ہونے سے ان بزرگون کی تحقیر اور توہین لازم آئیگی حاشا و کلا ہرگز نہین پس اس شعر کے سبب حضرت
نظامی کو مشرک کہنا قصوری صاحب کی عقل کا قصور ہی اور دماغ مین اُنکے بالکل فتور ہی **لغزشت و ہفتم** اُسی کتاب
کے صفحہ ۴۵ سے صفحہ ۴۶ تک لکہا ہی کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہی مکھی سے لیکے انسان تک اور کافر سے لے مسلمان تک
اسمین کسی کی خصوصیت نہین ہی پس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہی بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہی اور
الہام کسی کا خاصہ نہین انتہی کلامہ دیکہو اب کیا پوچھنا ہی کہ مکھی مچھر اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مؤمن
خواہ فاسق ہو یا فاجر مورد الہام ہی لاحول ولا قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچائے اور کسی مسلمان کو اُنکے دام
وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسائے ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہی اور الہام امور خیر مین
رحمن کی جانب سے ہوتا ہی جیسا کہ علما نے بیان کیا ہی اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ مَعْنًى فِي الْقَلْبِ بِطَرِيْقِ الْفَيْضِ مِنَ
الْخَيْرِ لِيَخْرُجَ الْوَسْوَسَةُ **لغزشت و ہشتم** اُسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکہا ہی کہ سب افعال اور
اقوال آنحضرت صلعم کے تشریعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہی ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہت خلاصۃ کلامہ تیاں تو ملا قصوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی

خوش عقیدہ نہین ہی اور اُنکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہی اور آپ کے بعض قول و فعل کو خلاف شرع اور نامحمود
بناتا ہی اور اُنھین کی امت مین ہوکر اُنھین پر اعتراض جماتا ہی اور نسبت اسکی صحابہ کی طرف لگاتا ہی معاذاللہ
اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا اور دائرہ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا
قرار واقعی لیتا خیر اب ہم مُلا قصوری کے اس قصور سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے
حبیب پر افترا اور اعتراض کرنے والون کو خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اُسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت ﷺ
کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال و اقوال آپکے محمود اور مشروع ہین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپ کے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضای مصلحت وقت کے
عرض حال کرتے تھے اور آپ کو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوای برحق سمجھتے تھے اور کسی نے مخالفت اور عدول
حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا
اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا یعنی نہین
لائق ہی واسطے کسی مومن کے اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اُسکا کوئی کام یہ کہ ہو واسطے اُنکے
اختیار اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ او اُسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا بست و نہم [29] اُسی
کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر شیخ سعدی و حضرت جامی
و حافظ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و منزلت و ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہی کافر بنا دیا اور اُنپر تکفیر کا فتوے
لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین ؎ زینہار از قرین بد زنہار + وَقِنَا رَبَّنَا
عَذَابَ النَّارِ + اور جامی نے زلیخا مین ؎ شد از مشتوجیان گردون صدا دہ + کہ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
اور حافظ نے اپنے دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حورا سرشت + شیوۂ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ داشت +
کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے کیون کر دیا اسواسطے کہ یہ آیتین جس محل
اور مورد پر وارد ہوئی ہین تضمین اُسکے خلاف بیان وارد کیا ہی اس لیے کہ قرین بد کو عذاب نار قرار دیا اور سُبْحَانَ
الَّذِیْٓ الخ کو حق تعالی نے اپنی تعریف میں فرمایا ہی نہ یہ کہ وقت معراج نبوی کے فرشتون سے اسکے پڑھنے
کو کہا ہی اور حافظ نے معشوق کے محل کو جنت اور اپنی آنکھوں کو نہر قرار دیا پس کتنی بڑی تحریف قرآن کی کی
ہی حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہیں ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی اسواسطے کہ یہ پورا مصرعہ سعدی علیہ الرحمہ کی تصنیف سے ہی

غیر مقلدین نے حضرت سعدی و جامی و حافظ کو بوجہ تضمین و اقتباس قرآنی کے کافر بنا دیا

ٹھیرا اور آیت شریف نہونا اسکا قصوری صاحب کو بالکل یاد نہ رہا سچ تو یہ ہی کہ دروغگو را حافظہ نباشد ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق سے نکل گئی صرف
منشای سوء فہمی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ یہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف
یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان پر پونہچے تو ملائکہ نے آپ کا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت
کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی زبان حال سے بطور تسبیح کے ادا کر دیا یا بزبان قال بعینہ پڑھ دیا
جیسے احادیث مین وارد ہی کہ آنحضرت صلعم بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ الخ جو خاص
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق مین وارد ہی بعینہ پڑھا کرتے تھے اور نیز بخاری شریف مین وارد ہی کہ
پہلے آسمان سے اخیر تک فرشتے شب معراج مین مَرْحَبًا بِہٖ وَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ کہتے تھے اور ظاہر ہی کہ یہ کلمہ واسطے اظہار
قدر و منزلت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کے تھا اور جائز ہی کہ یہ خاص تسبیح سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی الخ کی
فرشتون کو لوح محفوظ سے پونہچی ہو کہ اسکے عموم مورد سے بزبان حال یا مقال ہر مخلوق کا تسبیح کرنا ثابت ہی پس
خصوصیت تسبیح آیۂ مذکورہ کی ہرگز سیاق و نظم قرآنی کی خلاف نہین ہوسکتی کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تعالیٰ تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اور علی ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی
جو استعارۂ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے
مضمون باریک سے ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی اسواسطے کہ لفظ شیوہ سے
یہ بات ظاہر ہی کہ حافظ نے اپنے معشوق کے مکان اور اپنی آنکھون کی تشبیہ مضمون آیت سے دی ہی نہ یہ کہ
الفاظ آیت کا مصداق حقیقی مکان اور آنکھون کو بنایا ہو اور کیا عجب کہ مراد معشوق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہون اور نیز قصوری صاحب علم معنی بیان اور فن بدیع بلاغت سے بالکل کورے ہین ورنہ حدیث و قرآن
کے اقتباس کو کفر نہ جانتے اور مقتبس کو کافر نہ کہتے پس اقتباس کے لغوی معنی تو استفاضۂ نور اور روشنی لینے کے
ہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہی نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ اور اصطلاحی معنی قرآن و حدیث کو بدون اشارت کے اپنی
عبارت مین واسطے برکت حاصل کرنے کے لانا اور یہ نظم و نثر مین سلف سے رہا اور بلغا برابر لاتے ہین اور
فیض اٹھاتے ہین اس سے کلام مستحسن سمجھا جاتا ہی ھُوَ عِنْدَ الْبُلَغَآءِ اَنْ یُّضَمِّنَ الْکَلَامَ نَثْرًا کَانَ اَوْ نَظْمًا
شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِیْثِ لَا عَلٰی اَنَّہٗ مِنْہُ اَیْ عَلٰی وَجْہٍ لَا یَکُوْنُ فِیْہِ اِشْعَارٌ بِاَنَّہٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ
اَوِ الْحَدِیْثِ وَھٰذَا احْتِرَازٌ عَمَّا یُقَالُ فِیْ اَثْنَاءِ الْکَلَامِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی کَذَا اَوْ قَالَ النَّبِیُّ صلعم

كذا او في الحديث كذا او نحو ذلك وهو ضربان احدهما ما لم ينقل فيه المقتبس عن معناه الاصلي فمن المنثور قول الحريري فلم يكن الا كلمح البصر او هو اقرب ومن المنظوم قول الآخر

ان كنت ازمعت على هجرنا	من غير ما جرم فصبر جميل
وان تبدلت بنا غيرنا	فحسبنا الله ونعم الوكيل

والثاني ما نقل فيه المقتبس عن معناه الاصلي كقول ابن الرومي

لئن اخطأت في مدحك ما اخطأت في منعي	لقد انزلت حاجاتي بواد غير ذي زرع

اراد بقوله بواد غير ذي زرع جنابا لا خير فيه ولا نفع واريد في القرآن بذلك مكة اذ لا ماء فيها ولا نبات ولا بأس في اللفظ المقتبس ان يقع تغيير يسير للوزن كما في شعر الحافظ المذكور وقع جنات بلا تنوين فلم يتعرض للاقتباس احد من المتقدمين والمتأخرين مع شيوعه في اعصارهم واستعمال الشعراء له قديما وحديثا وقد تعرض له بعض فسئل عنه الشيخ عز الدين بن عبد السلام فاجازه واستدل بما ورد عنه صلى الله عليه وسلم من قوله في الصلوة وغيرها وجهت وجهي الخ وقوله اللهم فالق الاصباح وجاعل الليل سكنا والشمس والقمر حسبانا اقض عني ديني واغنني من الفقر وهذا كله انما يدل على جوازه في مقام المواعظ والثناء والدعاء وفي شرح البديعية لابن حجة الاقتباس ثلثة اقسام مقبول وهو ما كان في الخطب والمواعظ والعهود ومباح وهو ما كان في الغزل والرسائل والقصص ومردود وهو على ضربين احدهما ما نسبه الله تعالى الى نفسه ممن ينقله الى نفسه نعوذ بالله منه والثاني تضمين آية في معنى هزل

اور پھر اسکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو اور مزہ اسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمۂ درر بہیہ مصنفۂ قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷و ۸ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھدیا ہی اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگاکر لکھا ہی کہ سب موحدین بے دھڑک عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ تبع سنت اسپر آنکھ بند کرکے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیون کو

پڑھانے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ۵ مین بھی
مندرج ہی یہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدل کے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال
اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اُسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کُتا یا بلی ڈوب مر سکے جس سے
پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین یا ایک گھڑے مین اسقدر گو
یا موت یا شراب یا کوئی نجس شئی پڑ جائے جس سے اُسکا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلنے پائے یا اُسمین کُتا یا
سور مونہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اُس سے وضو نماز درست ہی اور پینا اُسکا جائز اگرچہ مخالف
ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ
یعنی جب کُتا کسی برتن مین منہ ڈالے تو اُس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا
یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک
ہونے کا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا يَبُولَنَّ
أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ پانی مین پیشاب کرنا درست نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی
ممانعت نہین آئی دوم گو اور موت آدمی کا اور لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت
سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید مین اور سوائے انکے بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول
کتے کا اور گدھے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیے اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور
چربی و خون و منی و شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اُسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ۶ مین اور
فتح المغیث کے صفحہ۵ مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے
شیر خوار کا اور لعاب ہی کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اُسکے
سوا ہی اُسمین خلاف ہی اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جانی جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض
کوئی نقل دوسری نہو انتہی پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہو گیا تو دیگر اشیائے
مذکورہ کے پاک ہونے مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کر دی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضۂ ندیہ
شرح عربی درر بہیہ مطبوعہ کے صفحہ ۹۰ مین نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ
أَنَّ الْأَصْلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ أَنَّهُ طَاهِرٌ اور پھر اُسی کتاب کے صفحہ۱۱ مین دربارۂ پاکی منی کے لکھتے ہیں
وَالْحَقُّ أَنَّ الْأَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِيلُ عَلَى الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُونَ عَلَى الْأَصْلِ

اور پھر صفحہ ۱۲ مین دربارہ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ لَا يَدُلُّ عَلٰى نَجَاسَةٍ ذٰلِكَ فَتَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِيْ دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوْصُ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهُمَا بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِيْلٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ وَاِلَّا بَقِيَ عَلَى الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰى خِلَافَهٗ فَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اور بھی کتاب نہج القبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۸ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اُس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی۔ وشستن منی ازبرای استقذار بودہ است نہ بنابر نجاست وبر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست وکیف کہ اصل درہمہ چیزہا طہارت ست ودر نجاست سگ ولحم خوک خلاف ست وہر خون وازی نجس نیست ودم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی سوم اسی طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گاے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگایا ہی چنانچہ کتاب نہج القبول مطبوعہ مذکور کے صفحہ ۲۵ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کرور ہا روپے کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کرور ہا روپے کے ہون اور سونے اور چاندی کے زیور مین اگرچہ کرور ہا روپے کا ہو زکوٰۃ نہین ہی پس جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون روپے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غرباے اہل اسلام اُس سے فیض پاتے تھے اب تو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازون کو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ چہارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع نہونگی اور اُسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جائیگی چنانچہ یہ مسألہ اسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی اور اسی طرح صفحہ ۲ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقہ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرکے پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا)

حال آنکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے تو پھر نکاح اُس عورت کا اُس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اسکو مجتہد صاحب نے اپنی رای سے حرام کر دیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہونا اور چیزون کا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۲۵ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی گہنا ہو یا ہیجڑا چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور درست ہی

سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ہ ششم اُسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ مین لکھا ہی۔ اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی اور عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نکرے تو پگڑی اور عمامے پر مسح کرنا کافی ہی حال آنکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ ہفتم اسی فتح المغیث کے صفحہ ۲ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اسی کتاب کے صفحہ ۲ مین ہی توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اُسی کتاب کے صفحہ ۱۰ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہو یا اُس سے کوئی فرض ترک ہو یا اُسکا کپڑا نجس ہو یا اُسنے وضو نہ کیا ہو یا وضو اُسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہو گی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان نہ آئیگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اُسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اُنکے غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کمانے پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اُسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم اُسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودھ پلانا بڑی عمر والے کا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اُس دودھ پینے کے بہانے سے اُس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اُسکی چھاتیان چھوئے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم وضو مین بجای پاؤن دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاوای ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ مطبع دھرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۱۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہے چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت اُنکے نزدیک ایسا فعل ہے

یعنی مسح کرنا
پگڑی پر
نامردون اور
ہیجڑون کا
۱۲

کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بی بی سے جماع کرے اور انزال نہو تو اُسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۲۶ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام وصحابۂ کرام واولیای عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ شانزدہم سوتیلی خالہ یعنی جسکا باپ ایک ہو اور مان جدا جدا اُس سے اُسکے بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتوای مہری مولوی عبد القادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اُنکے اُستاد مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی ہفدہم پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اُسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جوخ کے کہ جنمین سور کی چربی پڑنی مشہور ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتوای مہری مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ مین مرقوم ہی اور اس رسالے مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علمای غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہین اور اُسکے چھپوانے مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس امر کی تصریح کردی ہی اب جای انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہدم بنیان اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون کو بمقابلۂ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور انسے ظہور مین آتے ہین بہرحال

فَاِنْ كُنْتَ لَاتَدْرِیْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ	وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اُنکو مساجد مین آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین

اور مخالفِ ملتِ اہل سنت ہین اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہی جیسا کہ حدیث شریف
مین بروایت عقیلی وارد ہی عَنْ اَنَسٍ اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابِیْ وَاَصْهَارِیْ وَسَیَاْتِیْ قَوْمٌ
یَسُبُّوْنَهُمْ وَیَنْتَقِصُوْنَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْهُمْ یعنی
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے
میرے صحابہ کو اور میری سسرال والون کو اور عنقریب آئیگی ایک قوم کہ گالیان دیگی اونکو اور
منقصت چاہیگی اُنکی پس نہ بیٹھو تم اُنکے ساتھ اور نہ پیو تم اُنکے ساتھ اور نہ کھاؤ تم اُنکے ساتھ اور
نہ نکاح کرو تم اُنکے ساتھ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ
فَیُدْهِنُوْنَ کی تفسیر مین فرمایا ہی در حقائق تنزیل مذکور است کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند
کہ مَنْ صَحَّ اِیْمَانُهٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا یُؤَانِسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُهٗ
وَلَا یُؤَاکِلُهٗ وَلَا یُشَارِبُهٗ وَیُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهِ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ مُبْتَدِعًا
سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرَ اِیْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ
یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد و ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشان نشود و ہر کہ با
بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن از وی بر گیرند انتہے اور طحطاوی نے حاشیہ در مختار کی
کتاب الذبائح مین فرمایا ہی وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِیَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ
وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ
فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہے یعنی یہ گروہ نجات
پانے والا جمع ہو آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی
ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہوا سو وہ بدعتی اور دوزخی ہی
اور یہی مضمون اور بہت سے کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورةً اسی قدر قلیل پر استعار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰة کا مرتکب نہو اقتدا کرنا
جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ
بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوائے اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا

جائز نہوئی جیسا کہ فتاوائے عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہو اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یُبْغِضْ لِلْحَنَفِیِّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولی اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ بُرا کہتے ہین بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہو کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اُنکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوے تو جو حکم باغیون کا ہو وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کَمَا فِی الْبَدَائِعِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی بُغَاةٍ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ یعنی اُنکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے صرف اُنکو کفن دے کے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاةِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہو اور بعض محدثین تو اُنکے کفر کے قائل ہوگئے انتہی شامی صفحہ ۳۴۹ جلد ۱ مطبوعہ مصر

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پونہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز و ترک طعن فقہ و فقہا کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھلے پس ہم لوگ تو اس شرط پر راضی ہوگئے مگر اُنھون نے اُسکو نہ مانا اور جابجا ظاہر کیا کہ مقلدین نے اس فیصلے کو جائز نہین رکھا باوجودیکہ اُنھون نے مواہیر اور دستخط کردیے تھے حال آنکہ مضمون اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ کا مخفی رکھا گیا اگر یہ مسائل مقلدین کی بحسب اقرار خود مراعات کرین تو انکے پیچھے نماز پڑھ لینے مین ہمارا کوئی حرج نہین فَهٰذَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ

العبد المحررہ وصی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ الفقیر الی رحمۃ الاحد القاضی شیخ احمد عفا عنہ اللہ الصمد

هوالعلی

اصاب واجاد من اجاب افاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین یوم الزحف الزلازل

هوالمصوب

ایسا شخص بہیات کذائی گروہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہو اور نماز اُسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ

هوالموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اُنکی کتابوں سے لکھے ہین اُنہین سے بعض احکام اُنکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد و انکار ہین کہ اُنہین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموما یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلاشبہہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہی اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اُسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہی اور اگر ایسے شخص کے مسجد میں آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنہ کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہی۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم الشامی

مدرس مدرسہ عربی کانپور

صح الجواب — محمد عبد الحق — مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

الجواب صحیح — احمد علی — امام مسجد حوض

المجیب مصیب — محمد — ابن کریم اللہ

ذلک کذلک — الجواب صحیح — ذلک کذلک — صح الجواب — المجیب مصیب

الجواب بالصواب

صح الجواب

من اجاب اصاب

فی الحقیقۃ اگر ان لوگون کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہین تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — صح الجواب — واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

ھو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہین اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھنا اور ا ونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اُنکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا اور درست ہی - واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی اللدھنوی

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد انکے خلاف اہل سنت و جماعت و سلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک اور بدعتی سمجھتے ہون تو اُنکے پیچھے نماز پڑھنا اور اُنکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنے مساجد مین آنے دینا جائز نہین واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی الفرنجی محلی

مواہیر و دستخط علمای مقام لودھیانہ و دیوبند

تخمیناً مدت ۴۴ سال یعنی ۱۲۶۴ھ سے ۱۳۰۸ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتوای ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہی مولانا اسحٰق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وعظ مین فرمایا کرتے تھے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی ہی جو ہمارا ہی ظاہر مین ایسا کہدیا ہی اسی طرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہی جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہی انکی امامت جائز نہین ہی تفصیل طول رکھتی ہی واللہ اعلم

چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیۂ اہل بدع و ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہی - وما علینا الا البلاغ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القاری

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت و جماعت سے ہی انسے مجالست کرنی
ایسی ہی جیسے کہ اہل ہوا و بدعتیون سے امامت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور
عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین ۔ واللہ اعلم بالصواب

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی غزوۃ خیبر من اکل
من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا رواہ البخاری یعنی
جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ پھٹکے ہماری مسجد کے اور موطا کا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے
مروی ہی کہ ایک عورت مجذوبہ کو طواف مکہ سے مانع آئے ۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور
لوگون کو ایذا نہ دے ۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے یون نقل کی ہی کہ ایک دن ایک واعظ کو مسجد کوفہ مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہی ۔
لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہی لوگون کو گناہون سے روکتا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہی ۔ انسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین ۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو ۔ اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ تحت بیان
آیہ واصبر علی ما یقولون کے لکھا ہی کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہی
اور اشباہ مین لکھا ہی کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اسکی لسانی ہو ۔ فائدہ پس
جب کہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدونکو
جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام
سے بڑھکر ہی اور مساجد مین اسکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اور خداے تعالی مفسدون کو
دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی واللہ لا یحب المفسدین باقی تحقیق اس
مسئلے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہی

موجود ہی واللہُ اَعلَمُ وَعِلمُہٗ اَتَمّ

راقم

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودھیانوی المرقوم سنہ ۱۳۰۰ھ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور اہل سنت ہین تو بدعتی ہونا انکا ظاہر ہی اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہی تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہی جیسے روافض ورخوارج کے ساتھ احتیاط چاہیے حررہٗ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفا اللہ عنہ محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدا ومصلیا۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل سنت وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہی کسواسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی بالکلیان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انہین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہی اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہی قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع

الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقه
فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت
اليوم فى المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان
خارجا من هذه المذاهب الاربعة فى ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهى
وقال فى تفسير الاحمدى قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للائمة الاربعة
انتهى وقال فى الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولى ما خالف للائمة الاربعة فهو مخالف
للاجماع وان كان فيه خلاف غيرهم فقد صرح فى التحرير ان الاجماع قد انعقد على عدم العمل
بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهى قال الفاضل الجليل الفقيه المحدث المفسر الشيخ ولى الله
الدهلوى فى عقد الجيد اعلم ان فى الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفى الاعراض
عنها كلها مفسدة كبيرة قال رسول الله صلعم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فى النار انتهى قال
القاضى ثناء الله فى التفسير المظهرى فان اهل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة على اربعة
مذاهب ولم يبق مذهب فى فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على
بطلان قول يخالف كلهم وقد قال رسول الله صلعم لا تجتمع امتى على الضلالة وقال
الله تعالى وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا انتهى
پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسی کا قول مخالف ائمہ اربعہ کے
ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب
لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق

مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۲ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوے
مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب
اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور
جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج
ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوگی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور
اِنکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب

چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر و فساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب
حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہو قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب
مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیه تمثیله صلی الله علیه وسلم الجلیس الصالح
بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیه فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر
والمروة ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنهی عن مجالسة اهل الشر واهل
البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرته وبطالته ونحو ذلک من الانواع المذمومة انتهی

اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

دور شو از اختلاط یار بد

یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمین بر جان زند
یار بد بر جان و بر ایمان زند

نار خندان باغ را خندان کند
صحبت نیکانت از نیکان کند
صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبتِ طالح ترا طالح کند

پس اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ضالہ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت
سے بہت احتراز کرنا اور بچنا چاہیے فر وامن صحبتہم کما تفرون من الاسد کسواسطے کہ صحبت کو
بڑا اثر ہو حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

نشین با بدان کہ صحبت بد | گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابی بدین بزرگی را | ذرۂ ابر ناپدید کند

جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالہ ہوائیہ
میں ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز ہونا درست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبون کو اپنے مساجد سے نکال دین اور ہر گز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے مسجدون
مین شر و فساد و فتنہ و غنا پیدا ہوتا ہو قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاللهُ
لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار
چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آئے تو اُسے دخول مساجد سے منع کرو
عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم من اکل من هذه الشجرة فلا یقربن مسجدنا
ولا یوذینا بریح الثوم رواه مسلم وعن ابن عمر ان رسول الله صلعم قال من اکل من
هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواه مسلم وعن عمر بن الخطاب قال انکم

ایها الناس تاکلون شجرتین لا اراهما الا خبیثتین هذا البصل و الثوم و لقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحهما من الرجل فی المسجد امر به فاخرج الی البقیع فمن اکلهما فلیمتهما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب نهی من اکل ثوما او بصلا او کراثا او نحوها مماله رائحة کریهة عن حضور المسجد حتی یذهب ذلك الریح و اخراجه من المسجد قوله صلعم من اکل هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد هذا تصریح بنهی من اکل الثوم و نحوه عن دخول کل مسجد و هذا مذهب العلماء کافة انتهی پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف و ایذا پونچے اُسے مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پھر ظاہر ہے کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر و فساد اور فتنہ و عناد پیدا ہوتا ہے اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم و مناسب ہے اہل سنت و جماعت کو کہ ایسے غیر مقلدون کو اپنی مسجدون مین نہ آنے دین اور ایسے مفسد لامذہبون کو اپنے مساجد سے اخراج کرین اور نکالدین والسلام علی من اتبع الهدی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین حرره الفقیر

المفتقر المذنب الراجی الی رحمة اللہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن اللہ بن ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی دہلوی غفر اللہ له و لوالدیه و احسن الیهما و الیه

تحقیق مُفتنین در مسجد هم موجد فتنه است و الفتنة اشد من القتل دال بر اخراج کردن این شرذمه باطله هویداست اوّلاً این فرقهٔ تاولین متشابهات را هم بلکه مثل محکمات میدانند چنانچه در رسالهٔ احتوی علی العرش استوی از نواب بهوپال موجود ست و این همه بدان عقیده باوی متفق اند حال آنکه انصرام تام از متشابهات بکلام عزوجل وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ثابت پس مورد من فسر القران برأیه فلیتبوأ مقعده من النار همین شرذمهٔ مبطله اند ثانیاً منکرین قیاس و اجماع اند بنا بر علیه مجتهدین را بدمیگویند و مقلدین را مشرک میدانند حال آنکه بکتاب اللہ ثابت ست بقوله عزوجل فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

وبحدیث نبوی نیز وھو ھذا مادوی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعث معاذًا الی الیمن
قال کیف تقضی یامعاذُ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ
رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتھدُ برأیی فقال علیہ السلام الحمد اللہ الذی وفق
رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃ لا نکرہ بل حمہ اللہ علیہ
ثالثا کتمان بطلان عقیدۃ خود عند ظھور الحق بل یسکتون عند اھل الحق اذا غلبوا علیھم
خذلھم اللہ تعالی بقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فھو شیطان
اخرس فثبت ان ھذا قوم لا یحصی قبائحھم وخیاناتھم فی الدین نحسب علیھم ضرب النعل من اھل الحق
والکمال الذین استقروا علی ھذہ الضابطتان لا یدخلوا ھذا القوم فی مساجدھم ولا یصاحبوا معھم
ابدا واللہ تعالی علیھم بما کانوا یفعلون۔ کتبہ تراب اقدام اھل الاسلام العبد الضعیف المدعو
بمحمد عبد السلام الکاشمیری وطنا والحنفی مذھبًا والچشتی
النظامی الفخری النیازی مشربًا غفر اللہ لہ
فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ آمین

(مہر: خیبنار عبد السلام ۱۲۸۶)

نحمد اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ ذوی الفیض العمیم

ان لامذہبون کے پیچھے جو جامع الشواہد کے عقائد واعمال کے قائل ہین مقلدین اہل سنت وجماعت کو
نماز پڑھنا نہ چاہیے کہ یہ لوگ مفسدین فی الدین اور سابین سلف صالحین بھی ہین اور انکے عقائد
واعمال جمہور فقہا ومحدثین کے بالکل خلاف ہین اور جو لوگ ایسے نہین ہین بلکہ سب بزرگان دین
اور صوفیہ کاملین کو مانتے ہین اور سب مقلدین کو علی الحق جانتے ہین اُنکی اقتدا کرنے اور اُنکے پیچھے
نماز پڑھنے مین ہمکو کچھ کلام نہین پس جو لوگ مفتی جامع الشواہد کو بے سمجھے بوجھے اور بغیر اُن کتابون
کیطرف رجوع کیے جنکا حوالہ بقید ہندسہ صفحات دیا ہی بُرا بھلا کہتے ہین بلکہ گالیان دیتے ہین ہم اُنکو بھی
اہل سنت جماعت سے خارج جانتے ہین اور لامذہب سمجھتے ہین راست گوئی مین کوئی تعصب
اور نفسانیت نہین ہی دین کی بات مین صاف صاف نہ کہنا تو منافقون کی شان ہی بلکہ اسمین دین کا
نقصان ہی بیان جو دل مین ہی وہی برزبان ہی سمجھے تو ہزارون لامذہبون اور سیکڑون غیر مقلدون سے
کام پڑا اور برسون اور مہینون انسے جھگڑا رہا ہم ہمیشہ انکو صلح کی بات بتاتے رہے اور فساد سے

بچاتے رہے لیکن ادھر یہ راضی ہوگئے اور اُدھر وہی مخالفت کی باتین اور وہی اشکھنڈا اور وہی فساد کی گھاتین

کوئی کوتہ نہ پایا ان تبان سرو بالا مین	جسے دیکھا نظر آیا وہ باون گز کا لنکا مین

چنانچہ اس بیان کی تصدیق اس خط اور اسکے جواب اور واقعہ آرہ سے جو ابھی حال مین ہوا بخوبی ہوجایگی

خط

ازطرف شاہ رحمت اللہ صاحب بخدمت حضرت مولانا صاحب قبلہ غازی پوری دام بالفیض المعنوی الصوری

جناب مستطاب مخدومنا مولانا شاہ محمد امانت اللہ صاحب زاد مجدہم

بعد ہدیۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ملتمس ہون کہ انواع واقسام کی خبرین جو بذریعۂ اخبار کے شائع ہوئی ہین علی الخصوص اخبار زمانہ مین۔ ایسی عجیب تشویش پھیلی ہوئی ہو کہ ہنوز حقیقت واقعہ سے جو لکھنؤ مین بیان جلسۂ ندوۃ العلما تصفیہ بین المقلدین وغیر المقلدین ہوا پورے طور پر آگاہی نہین ہوئی اور نیز آرے مین بھی کیا گذرا کچھ حال معلوم نہوا لہذا برای خدا صحیح صحیح واقعات سے مطلع فرمائیے اور مہر کر دیجیے تاکہ ہم لوگون کو اطمینان ہو اللہ تعالیٰ آپ کو جزاے خیر عطا فرمائے۔ راقم شاہ محمد رحمت اللہ سوداگر ساکن محلہ خدائی پورہ

جواب

بخدمت شریف برادرم محب قلبی مخلص دلی مقبول بارگاہ آگہ شاہ محمد رحمت اللہ صاحب تاجر زاد مجدکم

بعد ہدیۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کے واضح ہو کہ آپ کا خط مسرت نمط آیا حال معلوم ہوا واقعی معاملہ اور طلاپ بمقام لکھنؤ مجمع عام جلسۂ ندوۃ العلما اتفاقیہ بارہ دری قیصر باغ ضرور رہا اس طور پر کہ بعد نماز صبح کے مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی بمقام لکھنؤ ہمارے فرودگاہ پر مع چند علما کے جنمین مولوی سید محمد علی صاحب ناظم جلسہ بھی تھے تشریف لائے اور اپنے عقائد کو مثل ہم لوگون کے بیان کیا اور اُسی مضمون کی ایک تحریر بدستخط مولوی صاحب ممدوح کے پیش ہو کر پڑھی گئی جس سے ہمارا دل بہت خوش ہوا اور ہمنے کہا بارک اللہ جزاکم اللہ۔ اب ہمارے طبیعت آپ سے صاف ہوگئی۔ کیونکہ اصل مخالفت آپ سے عقائد کی وجہ سے تھی ہرگاہ آپ نے مثل اہل سنت وجماعت کے اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا تو صرف آمین بالجہر اور رفع الیدین ایسا امر نہین ہو کہ مسجدون کی آمد ورفت مین تکرار ہو بہتر ہوگا کہ آج دوسرے جلسۂ ندوۃ العلما کا ہزار ہا علام وخواص اور بڑے بڑے علما کا مجمع ہو آپ تشریف لیجا کر اپنا عقیدہ عام طور پر بیان کر دیجیے تاکہ تمام سامعین وحاضرین کی تشفی ہوجائے۔ اور برسون کا جھگڑا مٹجائے۔ مولوی صاحب ممدوح مع ناظم صاحب

د فقیر کے جلسے مین تشریف لائے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے آبدیدہ ہو کر خدا کو گواہ کر کے کہا کہ جو
خیالات عرصے سے میرے دل مین تھے سب کو آج مین نے بطیب خاطر بلا جبر و تعدی نظر انصاف سے
واپس لیکر مین اپنا عقیدہ بیان کرتا ہون آپ لوگ سنیے قیامت کے روز میرے اس عقیدے پر آپ
لوگون کو گواہی دینا ہوگا۔ وہو ہذہ مین خدا تعالی کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہون اور محمد صلعم کو اللہ کا سچا رسول و خاتم
النبیین مانتا ہون اور کل اکابر دین و صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیاء اللہ و علماء مقلدین کو
اپنا پیشوا اور مقتدی جانتا ہون اور انکا سچے دل سے ادب کرتا ہون اور انکی بے ادبی کرنا اور انکی طرف
سے کھنچا رہنا گناہ جانتا ہون اور معجزات انبیا علی نبینا و علیہم الصلوۃ و کرامات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو برحق
سمجھتا ہون اور ہم مقلدین ائمہ دین و اہل حدیث ہر ایک دوسرے کو موحد و مومن کہتے ہین اور کسی مومن
کو مشرک اور بدعتی کہنا سخت گناہ جانتے ہین۔ اور نہ خود کسی مقتدی اور امام کو برا کہتے ہین اور نہ کسی کو
برا کہنا یا برا جاننا جائز رکھتے ہین اور قیامت مین اللہ تعالی کے دیدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
کے امیدوار ہین اور پوری آمنت باللہ پڑھی اور حاضرین کو اسپر گواہ رکھا جب مولوی محمد ابراہیم صاحب فارغ ہوے تو مین کھڑا ہوا اور مین نے باواز
بلند کہا بارک اللہ جزاکم اللہ اسوقت آپ کی تقریر نہایت دلچسپ اور اطمینان بخش ہوئی مرحبا شاباش
ہم لوگون کو آپ لوگون سے نفرت کی وجہ اور کدورت کی علت محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد باطلہ
سے موافقت کرنے کے سبب تھی جس نے صدہا علما کو مکہ معظمہ مین قتل کر ڈالا اور حرم شریف مین خون
کی ندی بہا دی یہ وہ جگہ ہو کہ جسکی شان مین حق تعالی فرماتا ہو وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا حتے کہ کسی
ذی روح اور چیونٹی اور جون کو بھی ستانے اور مارنے کی ممانعت ہو افسوس کہ وہان ان وہابیہ خدا ناترس
نے علماے مقلدین کے قتل کرنے کا حکم لگا دیا جیسا کہ شامی حاشیہ در مختار مین وارد ہو فَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ
قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَعُلَمَائِهِمْ حالانکہ وہ علما تعزیہ پرست نہ تھے قبر پرست نہ تھے پیر پرست نہ تھے
مشرک نہ تھے فاسق نہ تھے فاجر نہ تھے ہان مقلد مذہب تھے تب پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین ہرگز
انکا تبع نہین ہون اور نہ کوئی مجھکو انسے واسطہ ہو غرض کہ جلسہ برخاست ہوا تیسرے روز پھر اس امر مین
گفتگو پیش ہوئی کہ ایسے عقائد والے جیسا کہ مولوی صاحب نے بیان کیا ہو مسجدون مین آئیں جائیں
اتحاد و محبت قائم رکھین چونکہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے دستخطی تحریر مین بعد بیان عقائد صحیحہ یہ
لکھا تھا کہ نماز ایک کی دوسرے کے پیچھے بلا کراہت درست ہو۔ ہمنے کہا اسمین اسقدر اور شرط لگائیے

کہ جو امام ہو مقتدیون کی رعایت وضو و غسل وغیرہ مین ضرور ملحوظ رکھے اور ناظم صاحب و دیگر علماے حاضرین نے
بھی اس شرط کے ساتھ اتفاق فرمایا مگر مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی نے منظور نکیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب
کو بھی اس سے باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک لفظ بھی اگر اس رقعہ مین بڑھے گھٹے گا تو نہ ہماری دستخط نہ ہم صلح مین شریک
یہ کہکر مولوی ابراہیم صاحب وغیرہ کو اس مقام سے اُٹھا کر لیے چلے گئے اسپر علماے حاضرین کو بڑا افسوس ہوا کہ
صلح اور اتحاد کی بنی بنائی بات صرف ایک شخص کی مخالفت سے بگڑ گئی اور اس شخص کو سواے بدنامی رختہ
اندازی و فتنہ پردازی کے کوئی بات حاصل نہوئی گروہی مثل سے شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی +
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد + آخر سب علما کی یہ راے قرار پائی کہ ہر گاہ ہم مقلدین مین باخود ہا اسکا لحاظ کر
بلکہ التزام ہی کہ حنفی جب امام ہو شافعی وغیرہ کی رعایت ضرور ملحوظ رکھے اور شافعی امام ہو تو دوسرے ایمہ
مجتہدین کے مقلدین کی ضرور رعایت کرے گو یہ لوگ نہین مانتے ہین نہ مانین مگر بعض علماے حاضرین کی
یہ راے ٹھیری کہ بلا اس شرط کے مانے ہوے کیونکر انکے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہی یہانتک کہ جلسہ برخاست ہوا اور
نماز اُن لوگون کے پیچھے جائز نہین رکھی گئی دوسرے روز سب لوگ اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے
عنقریب کیفیت لکھنؤ سے چھپ کر آئیگی اُسکے دیکھنے سے اس میرے بیان کی پوری پوری تصدیق آپکو ہو جائیگی

واقعۂ آرہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب میری ملاقات کو غازی پور تشریف لائے اور میری دعوت کر کے آرے لیگئے مین اپنی جماعت
کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کے مکانپر گیا مولوی صاحب کو مع ہم عقائد اہل حدیث کے اپنے ہمراہ لیکر آئی مسجد
مین مختصر وعظ صلح و اتفاق باہمی کا بیان کر کے مولوی صاحب کو جامع مسجد مین لایا مولوی صاحب نے
عمدہ عقائد و مضامین کے ساتھ وعظ فرمایا اثناے وعظ مین چودھری حاجی شجاعت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر آرہ نے
کہا کہ ائمہ مجتہدین کا کچھ تذکرہ فرمائیے مولوی صاحب نے بڑے زور شور سے تعریف ایمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کی
بیان فرمائی اور بعد ختم وعظ کے یون دعا کی۔ اے اللہ ہمکو ایمہ مجتہدین و محدثین کی فرمانبرداری مین زندہ رکھنا
اور اُنکی محبت مین مارنا اور قیامت مین اُنکے تابعدارون مین محشور کرنا۔ تمام حاضرین کو بڑی خوشی ہوئی یہانتک
کہ ایک دوسرے سے ملے اور جوش محبت سے طرفین کے دلونپر ایک عجیب رقت رہی۔ الحمد للہ کہ آرے
مین مصالحت کا رنگ خوب جم گیا عشا کی نماز ہوئی چونکہ مین مسافر تھا قصر کی وجہ سے حافظ عبدالرزاق
صاحب پیش امام جامع مسجد نے نماز پڑھائی باخود ہا کی محبت اور باہمی صلح کا اثر تھا کہ ہم مذہب مولوی

ابراہیم صاحب جو میرے بغل مین تھے نہ زور سے آمین کہی نہ رفع الیدین کیا اور جس نے آمین بالجہر کی بھی تو ایسی خفیف آواز سے کہ اُنکے قریب کے دوچار آدمیون نے سنی اِس سے سب کو بڑی خوشی ہوئی اور نہایت خرمی کے ساتھ ایک دوسرے کو اپنا محب صادق سمجھنے لگا اور آپس مین خیال ازدیاد محبت کا ہو گیا - مگر غازیپور - بنارس - ودیگر بلاد مین ہنوز تصفیے کا عنوان کوئی قائم نہین ہوا اسوجہ سے ہنوز کوئی غیر مقلد مقلدین کی مسجد مین نہین آسکتا اور نہ کوئی مقلد غیر مقلدین کی مسجد مین جا سکتا غازی پور مین فقیر نے خود حافظ عبداللہ صاحب سے (جو سرگروہ غیر مقلدین ہین) کہا کہ صرف جسقدر مولوی ابراہیم صاحب نے جلسۂ ندوۃ العلماء لکھنؤ مین بیان کیا ہی اور آپ نے بھی اُسکو بیان سنا ہی آپ بھی کہدیجیے اور مسجدون مین باہم آمد ورفت رکھیے اور کسی ایک دوسرے کو منع نکیجیے مگر یہ حضرت راضی نہین ہوے اور کہا کہ جسطور پر مولوی ابراہیم نے کہا ہی مین ہرگز نہین کہونگا پھر کیونکر مصالحت ہوتی اور مولوی محمد سعید بنارسی سے بھی بنارس کے لوگون نے کہا کہ جسطور پر مولوی ابراہیم صاحب نے اپنی صفائی کر لی آپ بھی ویسے ہی عقائد کا اظہار کر دیجیے تو مسجدون مین آئیے جائیے مگر اُنھون نے بھی حافظ عبداللہ صاحب کی طرح سے نہ مانا بلکہ اُنسے زیادہ شورش کی اور تمام لوگون مین اپنے انکار کا اشتہار دیا اور مولوی ابراہیم صاحب کو سخت کلامی سے یاد کیا پس بنارس کے لوگون نے بھی جواب دیا کہ آپ لوگ اگر پہلے عقائد پر جمے رہینگے تو ہرگز مساجد احناف مین نہین جا سکتے - چنانچہ غازیپور - بنارس - مرزاپور - وغیرہ وغیرہ مین نہ غیر مقلدین نے عقیدے کی صفائی ظاہر کی اور نہ صلح کی بات ہونے دی خدا رحم فرمائے اور مسلمانون کو باہمی اتفاق کی توفیق دے اور فتنہ وفساد کی باتون سے بچائے افسوس صد افسوس ہی اُن مولویون پر جنکے نزاع مین اصلاح اصلا نہین ہی بلکہ بجھتی ہوئی آگ کو مشتعل کرنا چاہتے ہین اے میرے خدا اتفاق ومحبت امت محمدیہ کو عطا فرما آمین ثم آمین -

حقیر فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فیضی غازیپوری مدظلہم العالی کی اس تحریر حق پذیر نے تو غالیان لامذہب اور متعصبان مذہب کی دروغگوئی وحیلہ جوئی اور ناانصافی وکیدبانی کی ساری قلعی کھولدی بلکہ ان لوگون کی صورت پُرکدورت آئینۂ واقعۂ آرہ مین دکھادی یعنی ہم لوگون کی صلح و راستی اور اُن لوگون کی نفسانیت وکج بحثی صاف صاف بلا اعتساف بتادی سے لامذہبی اب کیا ہی ہر قیدی کی آزادی + بے قیدی مذہب مین ہی دین کی بربادی + کہتے ہو بُرا سب کو اس سخت کلامی کی +

تنے ہی بناؤ الی الوزر علی البادی +

العبد الاواہ ابو محمد سلامۃ اللہ غفر لہ اللہ وعفاہ

من اجاب لقد اصاب

من جاء بالجواب قد فاز فوزا عظیما من الحدیث والکتاب

اسمین کوئی شک نہین کہ حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فصیحی غازیپوری نے موافق منشای اہل اسلام
حسب مقاصد ندوۃ العلما کے آپس مین میل جول اور ایک دوسرے کے پیچھے بلا کراہت نماز پڑھنے کے واسطے یہ سب
کوشش کی تھی اور ان لامذہبون کے ظاہری اقرار کی وجہ سے سب مقلدون نے باواز بلند علی رؤس الاشہاد
کہدیا تھا کہ اب ہمارے انکے پوری صفائی ہوگئی اور کوئی بات رکاوٹ کی باقی نہین رہی اب ہمکو چاہیے
کہ آپس مین مثل برادران حقیقی کے اتحاد و محبت کا برتاؤ رکھین مگر افسوس
کہ بعض متعصب لامذہبون کی مخالفت سے اتحاد کی صورت پیدا نہین ہوئی

مواہیر و دستخط علماے شہر اندور و چھاؤنی

الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ
والحدیث خادم شرع رسول اللہ
قاضی حبیب اللہ اندوری۔

من اجاب اصاب

صح الجواب خادم العلماء
عبد الواحد حال وارد شہر اندور

صح الجواب سید غیاث الدین
ساکن عدن حال وارد اندور

فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے تحریر کیے فی الواقع اہل سنت و جماعت و سلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے - اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہے اور اپنی مسجدون مین انکو ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم - الراقم خیر خواہ مسلمین

قد اطلعت علی هذا الجواب المسطور بتمام ما فيه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقا بالکتاب والسنة والله لا مثل
قد جاء الحق وزهق الباطل آشکر الله علی حسن توفیق
المجیب المصیب واسأله ان یعطیه فی الدارین اکمل النصیب
حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤفقط

اعظم الله اجر من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب اتی بما یشهد به السنة والکتاب فیقبله اولوا الالباب
نمقه تراب اقدام اهل العلم اضعف عباد الله المنان محمد المدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قاله المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاه الله خیر الجزاء
عنا وعن المسلمین امین یا رب العلمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل ان وحین
سطره الراجی غفران الله المستعان محمد فضل الرحمن قاضی دار الفتح اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے انھین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے - درحقیقت خلاف عقیدۂ اہل سنت و جماعت ہین انکو مفسد دین جانکر اسسے مخالطت نکرین - عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفے آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقۂ ضالہ (جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے

مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل و فتاوای باطلۂ غیر مقلدین نقل کیے اور اکثر
اُسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے) مبتدع ہی اور اُسکے حق مین
یہی حکم ہی جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

هذا هو الحق عندی — هذا الجواب بلا ارتیاب — الجواب صحیح — من اجاب لقد اصاب

ذلك كذلك — هذا الجواب بالصواب — ذلك الكتاب لا ريب فيه — قد اصاب من اصاب

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہی۔ رافضی ہو تو عجب نہین
یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہی واللہ اعلم۔
کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ و جماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہی جیسا کہ مجیب مصیب نے ثابت کیا۔
من قال سوی ذلك فقد قال محالا
العبد

الجواب بالسنۃ والكتاب — عابد حسین عفی عنہ — من اجاب جاء بالحق والصواب

واقعی یہ فرقۂ باطلہ جسکے جواب مین علمای دین ہمارے
جو کچھ تحریر فرماتے ہین درست ہے حررہ الراجی
الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

ان حضرات پشمت آب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہی جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے مقابلہ برمحل کیا جائے تھوڑا ہی فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہین اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین رخنہ انداز و مخل و باعث فتنہ و فساد اور انکے عقائد پر مکائد منجر بکفر و زندقہ و الحاد و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد - الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذھن سقیم

واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ کتبہ العبد الاثم ابوالجمیل معین الدین محمد عبدالجلیل صانہ اللہ عن کل ذمیل وزمیل

مہر تلمیذ حضرت مولانا مولوی — محمد عبدالحق خان — محمد عبدالجلیل من — محمد ارشاد حسین سلمہ رب المشرقین

اصاب من اجاب — ضیاء الحق محمد سعید

الجواب صحیح والمجیب مصیب — محمد عبداللہ

ان ھذا الجواب صحیح — فضل الرحمٰن خان محمد

ھوالموفق
ان ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب کتبہ العبد المذنب محمد عبدالقادر — عبدالقادر

ھوالمستعان
فی الحقیقت یہ جواب باصواب معین مقلدین اور حق الیقین ہے
محمد عبدالقادر خان — ولد محمد عبدالجبار خان عبدالقادر خان

ھوالرحمٰن الرحیم
لاشک ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط
حررہ الاثیم محمد عبدالکریم — محمد عبدالکریم

تحریر بےنظیر و تقریر دلپذیر متضمن اثبات وجوب تقلید مع مواہیر علمای مشاہیر نتیجہ خامۂ علامۂ وحید محدث عدیم الندید فقیہ صاحب التنبیہ والتبکیت مولانا وصی احمد حنفی سورتی مدرس مدرسۂ پیلی بھیت

کہاں ہیں وہ شیدائے نقل و درایت	کدھر ہیں وہ اعدائے عقل و درایت
کہاں ہیں وہ اصحاب دعوائے سنت	کدھر ہیں وہ ارباب فتوائے ملت
جو کہتے ہیں تقلید کو شرک و بدعت	اور اہل فقاہت کو اہل سفاہت

ذرا آئین دیکھین بعین بصیرت
کہ تقلید اور فقہ ہی عین سنت

اور اسپر ہی شاہد حدیث اور آیت
کہ تقلید ہرگز نہین شرک و بدعت

ہی تقلید واجب ز روے روایت
دلیل اسکی ہی بس حدیث اور آیت

ہی لامذہبون کی سراسر جہالت
کہ تقلید شخصی کو کہتے ہین بدعت

بھلا اہل تقلید ہون اہل بدعت
یہ قول انکا محمول ہی بر عداوت

عداوت ہی انکی سراسر شرارت
شرارت مین انکے بھری ہی ضلالت

بدی انکی عادت ہی شر انکی خصلت
فریب انکی خصلت ہی کید انکی عادت

ہی مدحت مین انکے گمان مذمت
مذمت مین انکے ہی ایہام مدحت

ایمہ پہ طعن انکی فہم و فراست
فقیہون پہ لعن انکی عقل و کیاست

مقلد ہین سب سالکین ہدایت
مقلد ہین سب عالمین روایت

یہ تقلید واجب ہی از راہ صحت
یہ تقلید ثابت ہی از روی حجت

یہ تقلید مفروض ہی بالبداہت
یہ تقلید مامور ہی بالروایت

یہ تقلید ایمہ کی ہی عین سنت
یہ تقلید ایمان کی ہی علامت

ہی تقلید خضر رہ دین و ملت
ہی تقلید ارشاد پیر طریقت

ہی تقلید اسلام کی عین حجت
ہی تقلید دین نبی پر دلالت

ہی تقلید واجب ز روی روایت
ہی تقلید ثابت ز راہ درایت

ہی تقلید سر منزل راہ سنت
ہی تقلید سرچشمۂ استقامت

ہی تقلید باغ و بہار ہدایت
ہی تقلید نقش و نگار سعادت

ہی تقلید منشاے ضبط شریعت
ہی تقلید فحواے ربط طریقت

ہی تقلید فتح در استخارت
ہی تقلید بال و پر استشارت

ہی تقلید خوکردۂ استکانت
ہی تقلید پروردۂ استمالت

ہی تقلید تعلیم ارباب حجت
ہی تقلید تفہیم اصحاب ملت

ہی تقلید بوے ریاحین خبرت
ہی تقلید گوے گریبان عبرت

ہے تقلید تاجِ سرِ استقامت ہے تقلید پیغمبرِ استجابت

ہے تقلید دُرِّ محیطِ کرامت ہے تقلید نورِ بسیطِ ولایت

ہے تقلید سنت پہ روشن دلالت ہے تقلید مومن کی پاکیزہ خصلت

ہے تقلید تاکیدِ حکمِ رسالت ہے تقلید تائیدِ امرِ ہدایت

ہے تقلید مرقاتِ بامِ درایت ہے تقلید مرآتِ رومی روایت

ہے تقلید برہانِ دین و دیانت ہے تقلید سلطانِ رشد و ہدایت

دلیل روشن[۳] حجت قاطع[۲]

ہے تقلید آئینۂ حسنِ صورت ہے تقلید گنجینۂ نقدِ سیرت

ہے تقلید مفتاحِ بابِ ارادت ہے تقلید مصباحِ تابِ عبادت

ہے تقلید مستاصلِ شرک و بدعت ہے تقلید مستحصلِ دین و ملت

ہے تقلید رسم و رہِ اہلِ سنت ہے تقلید آئینِ اہلِ دیانت

ہے تقلید کالشمس تجلو الانارۃ ہے تقلید کالبدر فی الاستنارۃ

ہے تقلید فرض اور واجب آیت ہے تقلید کی دین میں بس ضرورت

ہے تقلید ریحانِ روحِ ولایت ہے تقلید سرورِ ریاضِ ریاضت

ہے تقلید اسلامیوں کی علامت ہے تقلید ایمانیوں کی شہادت

ہے تقلید معمولِ حاملِ سنت ہے تقلید موصولِ واصل بقربت

ہے تقلید مُسلم کی راہ سلامت ہے تقلید مومن کی ایمانی الفت

وصی بس کر اب مدح کی کیا ہے حاجت کہ اسی نے خود کی ضمیمے میں مدحت

وہ اسی کہ نبراسِ انوارِ وحدت وہ اسی کہ قسطاسِ اسرارِ حکمت

وہ اسی کہ برہم زنِ شرک و بدعت وہ اسی کہ رونق دہ دین و ملت

وہ اسی کہ ہے شمع بزم ذہانت وہ اسی کہ ہے لمع رزم فطانت

وہ اسی کہ کشاف رمز عبارت وہ اسی کہ حلّالِ عقد اشارت

وہ اسی کہ دانائے حکم شریعت وہ اسی کہ بینائے رازِ طریقت

وہ اسی کہ سبّاح دریائے جودت وہ اسی کہ سیّاح بیدائے فطنت

وہ اسی کہ ہے صدرِ ایوانِ خلوت
وہ اسی کہ شمس الضحاے فصاحت
وہ اسی کہ ہے جامع فقہ وسنت
وہ اسی کہ تقلید واجب کی آیت
وہ اسی کہ تقلید کو عینِ سنت
پس اب بھی نہ مانین جو اہل روایت
نہ دیکھین گے آنکھون سے روی حقیقت
ہے ان جاہلون کی جہالت یہ فطرت
نہ مانین گے جب یہ کسی کی نصیحت

وہ اسی کہ ہے بدر رخشانِ جلوت
وہ اسی کہ بدر الدجاے بلاغت
وہ اسی کہ ہے قامع شرک وبدعت
بتادی دکھادی حدیث اور روایت
کیا ثابت از روے برہان وحجت
تو ہرگز نہ پائین گے راہ ہدایت
سنین گے نہ کانون سے رای اصابت
ہے بدنیت انکی بدی انکی طینت
وصی کیا کرے کوئی انکو وصیت

پس حضرت سراپا افاضت مولانا استاذنا مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی مدظلہ العالی علی دآسی علی علی الرؤس الاناسی نے جو اس کتاب کے ضمیمہ تنبیہ الوہابیین مین معرکۃ الآرائی کا علم یعنی حق نویسی کا قلم اٹھایا تو زمانہ قرون ثلاثہ مین تقلید شخصی کے وجوب وفرضیت کو قرآن وحدیث کے نص صریح سے ثابت کردکھایا جزاہ اللہ رب البرایا کہ آج تک کسی نے اس اہم مسألہ تقلید کے وجوب کو سواے عقل ودرایت کے محض نقل وروایت سے اسطرح خطاب شارع مین داخل نہ کیا اور نہ ایسا جواب باصواب منکرین کو دیا جسسے غیر مقلدین بغلین جھانکنے لگے اور بجاے خجالتِ عجزِ جواب کے کھیان ہانکنے لگے اور قطع نظر اسکے ہر جگہ ضمیمے مین یہ التزام کیا کہ مدعیان عمل بالحدیث کو احادیث صحاح کی مخالفت کا صریح الزام دیا جسکے سبب اہل الرائے عامل بالحدیث ٹھیرے اور عامل بالحدیث سکے مدعی مخالف حدیث ہوگئے ؎

جو دیکھا عکسِ دلبر کو وصی نے ساغرِ مُل مین | قضیہ منعکس ہونے کا رنگ آیا نظر گل مین

پس ہم بیان مزید براں واسطے اثبات وجوب تقلید کے علماے حرمین شریفین وغیرہم کا وہ فتوی درج کیے دیتے ہین کہ جب دہلی مین غیر مقلدی کا فتنہ پھیلا تو مولانا نواب قطب الدین خان محدث تلمیذ مولانا محمد اسحق سجادہ نشین حضرت شاہ عبد العزیز رحمہم اللہ تعالی نے ایک رسالہ ثبوت تقلید شخصی مین مدلل بآیات واحادیث واجماع لکھکر زید کو مقلد اور عمرو کو غیر مقلد ٹھیرا کر سنہ ۱۲۹۳ھ مین علماے حرمین شریفین کے پاس بھیجا توسبھون نے بالاتفاق مہرین کردین اور تقریظین لکھدین کہ بموجب قول زید کے ایک امام کی ائمہ اربعہ مین سے

تقلید واجب ہی اور منکر اس تقلید شخصی کا گمراہ اور گمراہ کنندہ خلق اور واجب التعزیر ہی مقلدون کو واجب ہی کہ ایسے شخص سے پرہیز کرین اور اُسکی صحبت سے گریز کرین فَاعْلَمُوْا اَنَّ بَعْضَ عُلَمَاءِ هٰذِهِ الدِّيَارِ لَمَّا رَاٰى تَنَازُعَ زَيْدٍ وَّعَمْرٍو فِيْ اَمْرِ التَّقْلِيْدِ جَمَعَ رِسَالَةً بَيَّنَ فِيْهَا دَعَاوِيْهِمَا وَدَلَائِلَهُمَا الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ وَاسْتَفْتٰى عَنْهَا مِنْ عُلَمَاءِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ مُخْتَصَرُهٗ اَنَّهٗ قَالَ عَمْرٌو اِنَّ التَّقْلِيْدَ غَيْرُ جَائِزٍ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَقَالَ زَيْدٌ اِنَّ التَّقْلِيْدَ جَائِزٌ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَاَجَابَ عَنْ اَدِلَّتِهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْ سُلِّمَ جَوَازُهٗ فَانْحِصَارُهٗ فِي الْمُجْتَهِدِيْنَ بَاطِلٌ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَقَالَ زَيْدٌ اِنَّ انْحِصَارَهٗ فِي الْمُجْتَهِدِيْنَ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَاَجَابَ مِنْ اَدِلَّتِهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْ سُلِّمَ انْحِصَارُهٗ فِي الْمُجْتَهِدِيْنَ فَانْحِصَارُهٗ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ بَاطِلٌ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَقَالَ زَيْدٌ اِنَّ انْحِصَارَهٗ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ ثَابِتٌ بِاِجْمَاعِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَاَجَابَ عَنْ اَدِلَّتِهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْ سُلِّمَ انْحِصَارُهٗ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فَتَعْيِيْنُ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ غَيْرُ وَاجِبٍ وَبَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَقَالَ زَيْدٌ اِنَّ تَعْيِيْنَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ مِنَ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَاجِبٌ لِاِنْتِظَامِ الدِّيْنِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْاِجْمَاعِ وَالْقِيَاسِ بَيَّنَ دَلَائِلَهٗ وَاَجَابَ عَنْ اَدِلَّتِهٖ فَاَفْتُوْا بِتَصْوِيْبِ يَدِهٖ وَاَثْبِتُوْا مَوَاهِيْرَهُمْ

مواهير العرب من مفاتي مكة المعظمة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلَى الصِّرَاطِ مُسْتَقِيْمٍ **اَمَّا بَعْدُ** فَقَدْ تَاَمَّلْتُ هٰذِهِ الرِّسَالَةَ وَمَا جَرٰى بَيْنَ الْمُنَاظِرِيْنَ فِيْ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ فَرَاَيْتُ مَا قَالَهٗ زَيْدٌ هُوَ الصَّوَابُ الَّذِيْ لَا مَحِيْدَ عَنْهُ عِنْدَ اُولِي الْاَلْبَابِ لِاِتِّفَاقِ كَلِمَةِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهٖ مِنْ عُلَمَاءِ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اَنَّ مَنْ لَمْ يَبْلُغْ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ يَلْزَمُهُ التَّقْلِيْدُ وَاَيْنَ الْوَاصِلُ اِلٰى هٰذِهِ الرُّتْبَةِ الْعَلِيَّةِ كَيْفَ وَقَدْ قَالَ مَوْلَانَا الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ الشَّيْخُ قَاسِمُ بْنُ الْحَنَفِيِّ تِلْمِيْذُ الْمُحَقِّقِ الْكَمَالِ بْنِ الْهُمَامِ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْقَرْنِ التَّاسِعِ قَدْ طُوِيَ بِسَاطُ الْاِجْتِهَادِ مُنْذُ دَهْرٍ طَوِيْلٍ لِفَقْدِ شَرَائِطِهٖ فَاِذَا كَانَ هٰذَا فِيْ زَمَنِ الْحَافِظِ الْمَذْكُوْرِ فَمَا بَالُكَ بِهٰذَا الزَّمَانِ الَّذِيْ عَمَّ فِيْهِ الْجَهْلُ وَقَلَّ الْعِرْفَانُ بِالْحَدِيْثِ وَالْقُرْاٰنِ كَمَا هُوَ الْوَاقِعُ الْاٰنَ فِي الدِّيَارِ الْهِنْدِيَّةِ

من بعض الجهلة اللئام الذين هم كالانعام من الطعن في حق العلماء الاربعة الاعلام
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وحسبنا ونعم الوكيل
قاله بفمه وامر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن
ابن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المشرفة فتحا كان الله لهما حامدا ومصليا

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة على سيدنا وعلى اله وصحبه
قد تاملت هذه الرسالة ثم تاملت ما اجاب به مولانا مفتي الاسلام فرأيت
جوابه هو العمدة عند العلماء الاعلام والله الموفق للصواب
واليه المرجع والماب كتبه احمد دحلان مفتي الشافعية بمكة المحمية

احمد دحلان ١٢٦٦

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين والصلوة على رسوله واله وصحبه اما بعد
فلما طالعت هذه الرسالة من اولها الى اخرها طلقا طلقا وجدت الحكم الذي اشتملت
عليه حقا حقا وموافقا للقران الازهر والحديث الابهر والاجماع الاظهر
والقياس الاشهر قلت بصحته وحررت كتبه الفقير احمد المكي مدرس المدرسة السليمانية

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة على من لا نبي بعده اما بعد
فقد اطلعت على هذه الرسالة وتاملت جواب مفتي الاسلام وجدته حقا لا ريب
فيه ولا شك يعتريه كتبه حسين بن
ابراهيم مفتي المالكية ببلد الله المحمية

حسين بن ابراهيم

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين فاطلعت على هذه النبذة اللطيفة
ورأيت ما افتى به مولانا حامل راية الامام الاعظم ابي حنيفة وما كتبه مولانا العلامة مفتي مذهب الامام
الشافعي وما سطره العلامة مفتي المالكية فرأيته هو الحق الصريح وهو مذهبنا
على الراجح الصحيح كتبه الفقير محمد بن عبد الله مفتي الحنابلة بمكة المشرفة

عبد الله محمد بن

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده فالجواب الموافق للصواب هو ما اجاب به
علماء الاسلام مفاتي البلد الحرام والله سبحانه وتعالى
الموفق كتبه السيد محمد الحنفي المدرس بالمسجد الحرام

السيد محمد الحنفي ١٢٦٦

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ فما اجاب بہ معانی الاسلام المحققون الاعلام هو الحق الذی یجب المصیر الیہ والتحقیق الذی ینبغی التعویل علیہ وان هذہ الرسالۃ لما اشتملت علی الادلۃ الواضحۃ والحجج الفاضحۃ اضاءت بها شموس التحقیق واشرقت علیها کواکب التدقیق سلکت صوارم الحجج القطعیۃ علی عقائد الملحدین ورمت شهبها شیاطین المبطلین واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ عبد الرحمن بن عثمان جمال المدرس بالمسجد الحرام

عبد الرحمن ابن عثمان جمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی شرح صدورنا بالاسلام والصلوۃ علی سیدنا وعلی الہ واصحابہ الکرام اما بعد فقد اطلعت علی هذہ الرسالۃ وما اجاب بہ معانی البلد الحرام فوجدتہ الصواب الذی یجب الرجوع الیہ والتحقیق الذی ینبغی التعویل علیہ کتبہ عبد الرحمن بن حامد المکی المدرس

عبد الرحمن ابن حامد

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللهم هدایۃ للصواب ما اجاب بہ هؤلاء العلماء من تایید ما فی هذہ الرسالۃ المؤیدۃ بنور البرهان المؤزرۃ بقواطع الحجج والتبیان هو الحق الذی یجب المصیر الیہ والصواب الذی لا یعول فی المشکلات الا علیہ رسمہ السید عبد الرحمن

عبد الرحمن السید

بسم اللہ الرحمن الرحیم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا والصلوۃ علی من ارسلتہ رحمۃ للعلمین وعلی الہ واصحابہ ایمۃ الدین اما بعد فقد تاملت هذہ الرسالۃ ووقفت علی ما اجاب بہ موالینا العلماء الکرام وایمۃ الدین والاسلام ببلد اللہ الحرام فوجدتہ الحق الذی لا یعول الا علیہ والصحیح الذی لا یحید عنہ الا المیہ کتبہ مصطفی بن محمد احد المدرسین ببلد اللہ الامین

محمد بن مصطفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمدا لک یا من هدیتنا للصواب والصلوۃ علی سیدنا والال والاصحاب اما بعد فانی وجدت هذہ الرسالۃ وما اجاب بہ مفاتی الاسلام فی البلد الحرام هو المعول علیہ فیجب العمل بہ والرجوع الیہ کتبہ الفقیر عمر برکات الشامی

عمر برکات

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی قوی شریعۃ سید المرسلین بالعلماء

الراسخين صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه إلى يوم الدين أما بعد فلما تعكرت
بالذي جرى بالسؤال والجواب في هذه الرسالة ثم تأملت ما أفتى المفتي والمدرسون
بالمسجد الحرام فرأيت جوابهم صوابًا يوافق الحديث ومحكم القرآن
الذي بين فيه الحلال والحرام كتبه عبد الرحمن بن محمد مراد

عبد الرحمن بن محمد مراد

بسم الله الرحمن الرحيم ما أجاب به موالينا الكرام من المفتي والعلماء
العظام المقيمين ببلد الله الحرام هو الحري بالقبول كتبه رحمة الله

رحمت الله

مواهير علماء المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله على قدر الإمكان والصلوة على سيدنا سيد ولد عدنان أما بعد
فأقول إن ما ذكره زيد هو القول السديد والعمل به هو الفعل الحميد
نمقه الفقير محمد مصطفى إلياس مفتي المدينة المنورة

محمد مصطفى الياس

بسم الله الرحمن الرحيم الذي أقوله وأمنت به تعالى إن ما قاله زيد هو الحق المبين ومنهج المؤمنين
والصواب الذي يجب المصير إليه والصراط المستقيم الذي ينبغي المسير عليه
كتبه السيد جعفر بن إسمعيل مفتي الشافعية بالمدينة المنورة

جعفر بن اسمعيل

بسم الله الرحمن الرحيم ما قاله زيد فهو حق والاتباع به أحق حرره السيد محمد جلال الدين القاضي بالمدينة المنورة

محمد جلال الدين — قاضی مدینہ

عبد الجبار — مفتی حنبلیہ

حسین بن حسن بن عبد — مدرس مسجد نبوی

یوسف غزنوی السید — مدرس مدرسہ محمودیہ

ابراهیم بن محمد خیار — مدرس

محمد علی بن الظاهر — مدرس مسجد نبوی

عبد الجلیل افندی — مدرس

عبد الله بن احمد — مدرس

مواهير علماء العجم من مشاهير ديار الهند

ما قاله زيد فهو صحيح وعليه العلماء ووقع إتفاق أهل السنة والجماعة

علیٰ وجوب التزام المذهب الواحد واللہ اعلم بالصواب وإلیه المرجع والمآب حرره

قطب الدین محمد — محمد عبد الرب — ضیاء الدین خواجہ — محمد یوسف دہلوی — محمد مسعود

صح ما قاله زید الفقیه وبطل ما قال عمرو السفیه عند اهل السنة والجماعة

جعفر علی میر محبوب

الذی قاله زید فهو الحق الصریح والذی قاله عمرو فهو الزعم القبیح۔

محمد اکرام اللہ

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰة علیٰ سیدنا اما بعد

فالثبت زید حق الشریعة لیهتدی به عمرو واللہ اعلم وعلمه احکم

محمد ہاشم

ما قاله زید فهو الصواب کما هو مدلول السنة والکتاب وعلیه اهل السنة والجماعة

محمد شاہ

ما حرره المجیب فهو صحیح بناءً علی الروایات المذکورة فی الجواب

محمد علی دہلوی

طلع الحق حق الطلوع وسطع الصدق حق السطوع

محمد حسین فقیر دہلوی

قد انعقد الإجماع بحسب العمل من العلماء الاعلام والفضلاء الکرام والاولیاء العظام وصلحاء اهل الاسلام من المفسرین والمحدثین والفقهاء المتقنین والمجتهدین بل اتفقت الامة المرحومة کافة فی جمیع الاوطان والاقطار والامکنة والامصار والازمنة والاعصار بعد تقرر المذاهب الی هذا الآن علیٰ ان یتبع کل واحد منهم مذهبا معینا بالاحسان حرره

حسین شاہ

لا شک فی امر التقلید قد اتفقت علیه الآراء وتلقاه العلماء

محمد لطف اللہ

ما قاله زید فهو الحق الصریح وما قاله عمرو فهو القول القبیح تمت

محمد عبد الحق

ما قاله زید فهو مقبول العلماء الاعلام وما قاله عمرو فهو غیر مسلم عند الفضلاء العظام

الٰہی بخش

الذی افادہ الواقف علی نکات المعقول والمنقول العریف بغوامض الفروع والاصول الحقق

زید اما هو نفیس عبقری ولطیف بهی وما جرّره عمرو

فکله عمرا ولعله عاطل واجره باطل

نقلیة الواحد منهم اقرب الی الضبط قول زید صواب وصحیح وحق صریح

وابعد عن الخبط

کتبه

مواهیر علماء الفنجاب

ما قاله زید فهو حق مطابق بالکتاب ما قاله زید فهو حقیق بالقبول عند اهل

والسنة واجماع العلماء الراسخین المعقول والمنقول وما ینکره الا الجهول

ما قاله زید فهو المقبول والمعمول عند اهل السنة والجماعة وما قاله عمرو فهو المخالف للمعقول والمنقول

شهدت وختمت علی ان العلماء الذین زینوا هذه الرسالة بعلاماتهم

ومواهیرهم کلهم مع جامع هذه الرسالة علی دین متین

ما قاله زید فهو مدعی زید ثابت

مطابق بالکتاب والسنة عند اهل السنة

والاجماع والقیاس والجماعة

ما قاله زید هو الدین الذی استقر علیه قواعد الاسلام وتقرر علیه اراء علماء الانام والذی قاله عمرو

متمسکا بالکریمة فهو متولد من قلة تبحره فی الاصول وکثرة تجرده عن الحق المعقول

ولنعم ما قال بعض الظرفاء ان القران مال الشیخ یتمسک به الغبی والذکی

ما قاله زيد وجدناه حقاً مطابقاً للمعقول والمنقول موافقاً للفروع والأصول وما قاله عمرو وجدناه مخالفاً للإجماع

ما ادعاه زيد فهو ثابت بآيات قطعية وأحاديث مشهورة وإجماع أمة وقياس صحيح وهو معمول في الأمصار وأكناف العالم وأطرافه فصار مجمعاً عليه من أهل السنة والجماعة قولاً وفعلاً وما قاله عمرو فتسويلات نفسانية وتخيلات فلسفية سببها نقصان في العلم من الأصول والفروع وإعراض عن طريقة الحقة

لا شك أن التزام اتباع الواحد منهم أقرب إلى ضبط الأحوال وأبعد عن تشتت البال

ما قاله زيد من تقليد المعين فهو حق لتوارث الأمة على تقليد المعين

ما قاله زيد فهو أضبط وأصوب

ما قاله زيد فهو ثابت وحق وما قال عمرو فهو غير زائد

ما أفتى به العلماء على ما حرره زيد في المتن فهو صحيح

ما قاله زيد فهو الحق الصريح وما قاله عمرو فهو الباطل الصريح

ما قاله زيد فهو حق

لقد أصاب زيد وكلامه موافق بالسنة والكتاب وإجماع أولي الألباب ومخالفه ضال مضل بلا ارتياب

ماقاله زيد فهو مطابق بكلام الملك الكريم وموافق باحاديث النبي العظيم وما قاله عمرو فهو سبيل الطغيان وطريق البهتان

رحیم بخش ۱۲۹۰

صاحب الدر المختار في الدر المختار والشيخ ابن الهمام في تحرير الاصول وابن حاجب في مختصر الاصول وغيرهم قالوا ان الرجوع عن التقليد بعد العمل ممنوع بالاتفاق وقال صاحب البحر في الرسائل الزينية فوجب على مقلد ابي حنيفة العمل بقوله ولا يجوز له العمل بقول غيره لما نقل الشيخ القاسم في تصحيحه عن جميع الاصوليين انه لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق

حسن شاہ بٹالوی ۱۲۹۰

ماحرره المجيب النجيب في تقليد الامام الواحد من الائمة فهو مطابق بالكتاب والسنة وموافق لاقوال السلف

حافظ محمد حسن کشمیری

هذه الرسالة حجة وبرهان في تصويب قول زيد فمن لم يعمل بها فهو متبع شيطان مريد وكان عمرو ضل واضل حرره

عبد الله حافظ

مواهير علماء الولاية

ماقاله زيد في هذه الرسالة فهو مقبول عند اهل السنة والجماعة

دوست محمد حاجی ۱۲[illegible]ھ

ماقاله زيد فهو المعمول به عند اهل السنة والجماعة

غلام حسن

ما حكم زيد في هذه الرسالة فهو المقبول وهو المعمول عند اهل السنة والجماعة

عبد الغفار ۱۲۸۲ھ

ما قاله زيد فهو مقبول لنا ومعمول لنا واتينا به

محمد عطا ۱۲۶۸

ماقاله زيد في هذه الرسالة فهو صواب وموافق بالكتاب والسنة واجماع الامة والقياس الصحيح وما قاله عمرو فهو خطأ

شهاب الدین ۱۲[illegible]

ماقاله زيد فهو معمول لي ولجميع قضاة زماننا وبوافق اهل السنة والجماعة وختمت عليه ان هذا الكتاب مقبول حرره سعد الدين

سعد الدین قاضی قندهار

ملا عبد الحق مفتی قندهار

محمد سعید مفتی قندهار

غلام محمد امین مفتی

محمد عمر مفتی کابل

فاعلم ان مواهیر علماء الحرمین الشریفین فی ذلک الباب کافیة وسائر المواهیر انما هی لتاکید ذلک المرام لقوله علیه الصلوٰة والسلام ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیة الی جحرها والله اعلم

فتوای مفتیان مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً بثبوت وجوب تقلید شخصی

ما قولکم دام فضلکم فی ان العامی هل یجب علیه فی زماننا هذا تقلید واحد من المجتهدین الاربعة او له ان یقلد من شاء من العلماء وعلی تقدیر وجوب تقلید احد منهم هل یجوز التقلید الشخصی بان یقلد احداً واحداً منهم بالتعیین فی جمیع الفروع ام لا

الجواب

الحمد لله وحده ومن ممد الکون استمد التوفیق والعون انه یجب علی المقلد الذی لم یبلغ درجة الاجتهاد فی زماننا هذا تقلید واحد منهم وان التقلید الشخصی جائز بل مستحسن بل لازم علی القول المشهور عند الحنفیة والشافعیة اما الاول فلان التقلید بغیر هؤلاء الاربعة من المجتهدین وان کان جائزاً عقلاً وشرعاً تقلیدهم لکنه لما لم یثبت تدوین مذهب ذلک الغیر وضبط قواعده واستقرار احکامه وتحریر تلک الاحکام فرعاً فرعاً کما ثبت لمذاهب هؤلاء الاربعة یجب علی المقلد تقلید واحد منهم لان مذاهبهم قد دونت قواعدها قد ضبطت واحکام تلک القواعد قد استقرت وتابعیهم قد حرروها غایة التحریر بحیث لا یوجد حکم الا وهو منصوص اما اجمالا واما تفصیلا قال المحقق ابن الهمام فی اخر تکملة تحریر الاصول نقل امام الحرمین اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل یقلدون من بعدهم الذین تبروا ووضعوا ودونوا وعلی هذا ما ذکره بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الاربعة لانضباط مسائلهم وتقییدها وتخصیص عمومها ولم یدر مثله فی غیرهم لانقراض اتباعهم وهو صحیح انتهی وقال المحقق ابن نجیم فی ذیل القاعدة الاولی من الفن الاول من الاشباه ناقلا عن التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف

للائمة الاربعة انتهى وقال الطحطاوي في حاشيته على الدر في كتاب الذبائح قال
بعض المفسرين فعليكم يا معشر المؤمنين اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة
والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته
في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعة هم
الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب
الاربعة فهو من اهل البدعة والنار انتهى وقال المحقق ابن حجر المكي في الفتح المبين شرح الاربعين
للامام النووي اما في زماننا فقال بعض ائمتنا لا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة الشافعي
ومالك وابي حنيفة واحمد بن حنبل رضوان الله عليهم لان هؤلاء عرفت قواعد مذاهبهم
واستقرت احكامهم وكثر تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحكما حكما فلا يوجد حكم الا
وهو منصوص لهم اجمالا او تفصيلا بخلاف غيرهم فان مذاهبهم لم تحرر ولم تدون كذلك
فلا يعرف لها قواعد يتخرج عليها احكامها فلم يجز تقليدهم فيما حفظ عنهم لانه قد يكون
مشروطا بشروط اخرى وكلوها الى فهوم من قواعدهم فقلت الثقة بما يحفظ عنهم من قيود
او شروط فلم يجز التقليد ح انتهى فظهر مما نقلنا ان العامي يجب عليه في زماننا هذا تقليد
واحد من المجتهدين الاربعة رضوان الله عليهم اجمعين وليس له ان يقلد غيرهم واما الثاني
فلانه اقرب الى الضبط وابعد عن الخبط وفي تركه خوف تلاعب متلاعب بمذاهب المجتهدين
ولزوم مفاسد يتعسر اصلاحها على المصلحين فلذلك اجمع الفحول من علماء اهل السنة
والجماعة سلفا وخلفا في تحرير مذهب من قلدوه وما خلطوا ذلك المذهب بمذهب
غيره واختار المحققون منهم اتباع المقلد لمذهب امامه في كل تفصيل وقال الامام
الغزالي في بحث اركان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر على كل مقلد اتباع مقلده
في كل تفصيل فاذا مخالفة المقلد متفق على كونه منكرا بين المحصلين انتهى وقال
القهستاني في شرح مختصر الوقاية قبيل كتاب الاشربة واعلم ان من جعل الحق متعددا
كالمعتزلة اثبت للعامي الخيار في الاخذ من كل مذهب ما يهواه ومن جعل الحق واحدا
كعلمائنا الزم للعامي اماما واحدا كما في الكشف فلو اخذ من كل مذهب مباحه صار

فليقاتاما كما في شرح الطحاوي انتهى وقال الامام الشعراني في الميزان اما من لم يصل الى شهود عين الشريعة الاولى وجب عليه التقليد بمذهب واحد خوفا من الوقوع في الضلال وعليه عمل الناس اليوم انتهى وقال المحدث الدهلوي ولي الله في عقد الجيد المرجح عند الفقهاء ان العامي المنتسب الى مذهب لا يجوز له مخالفته انتهى ومن قال ان التقليد مطلقا او التقليد الشخصي بدعة وضلالة فهو مبتدع ضال ويلزم على قوله ان السواد الاعظم من الامة المحمدية اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغير المحصورين من الصلحاء الفخام الذين اتفقت كلمة جمهور اهل السنة والجماعة على عظم درجتهم وجلالتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مبتدعين ضالين وماتوا على البدعة الضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة من شذ شذ في النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار بل هذه الشرذمة القليلة يخاف عليهم ان يكونوا مطامع الشيطان وان تخلعوا ربقة الاسلام عن اعناقهم قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية والناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة رواه احمد وقال من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه رواه احمد وابو داؤد والعجب من هؤلاء الجهلة انهم يدعون الناس الى تقليدهم ويمنعون الناس عن تقليد الائمة المجتهدين الذين انعقد الاجماع على كمال علمهم وديانتهم وورعهم وقوة اجتهادهم في استنباط المسائل وغاية سعيهم في امر الدين وفقنا الله واياهم للصواب والله اعلم وعلمه اتم - امر برقمه خادم الشريعة عبد الرحمن بن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما -

وما توفيقي الا بالله عبد الرحمن سراج

محمد رحمت الله

حامدا مصليا مسلما ولقد اجاد مولانا مفتي الاسلام ام مجد برفيما افاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ قَدِ اطَّلَعْتُ عَلٰى مَا حَرَّرَهٗ مُفْتِي الْأَنَامِ بِبَلَدِ اللّٰهِ الْحَرَامِ مِنَ الْجَوَابِ عَنِ السُّؤَالِ عَنْ وُجُوْبِ التَّقْلِيْدِ لِوَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ مِنْ غَيْرِ تَرْدِيْدٍ فَوَجَدْتُهٗ جَوَابًا صَحِيْحًا مُّطَابِقًا لِّمَا هُوَ فِي الْمَذَاهِبِ مَنْصُوْصٌ عَلَيْهِ فَيَجِبُ الرُّجُوْعُ عِنْدَ الْاِخْتِلَافِ إِلَيْهِ وَفِيْهِ كِفَايَةٌ وَّمَقْنَعٌ لِّمَنْ كَانَ يُرْزَقُ مِنَ التَّوْفِيْقِ وَمُسْتَمِعٌ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ ۔ أَمَرَ بِرَقْمِهِ الْمُرْتَجِي مِنْ رَّبِّهِ الْغُفْرَانَ أَحْمَدُ بْنُ زَيْنِ دَحْلَانَ مُفْتِي الشَّافِعِيَّةِ بِمَكَّةَ الْمَحْمِيَّةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَمَشَايِخِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا أَمَّا بَعْدُ فَقَدِ اطَّلَعْتُ عَلٰى هٰذَا السُّؤَالِ وَمَا حَرَّرَهٗ مَوْلَانَا مُفْتِيْ مَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ فِي الْحَالِ فِيْ خُصُوْصِ التَّقْلِيْدِ لِوَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ هُوَ عَيْنُ الصَّوَابِ الْمُوَافِقُ لِنُصُوْصِ الْمَذْهَبِ بِلَا شَكٍّ وَّلَا ارْتِيَابٍ وَحَيْثُ أَنَّهٗ جَوَابٌ صَحِيْحٌ مُّطَابِقٌ لِّلسُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَالشَّرِيْعَةِ النَّبَوِيَّةِ فَيَجِبُ أَنْ يَّكُوْنَ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ وَالْمَرْجِعُ عِنْدَ الْاِشْتِبَاهِ إِلَيْهِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ وَإِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
خَادِمُ الشَّرِيْعَةِ بِبَلَدِ اللّٰهِ الْمَحْمِيَّةِ أَبُوْ بَكْرٍ حَجِّيْ بَسْيُوْنِيْ مُفْتِي الْمَالِكِيَّةِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِهٖ

ترجمہ

کیا فرماتے ہیں علمای مکۂ مکرمہ اس باب میں کہ ہمارے زمانے میں عامی کو ایک مجتہد کی جارا موریمے تقلید واجب ہی یا جسکی چاہے علماسے تقلید کرلے اور درصورتے کہ ایک امام کی تقلید واجب ٹھیری تو کیا تقلید شخصی یعنی ایک ہی امام کی پیروی سب فروع میں جائز ہی یا نہیں بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا

الجواب

ساری حمد وثنا خدای یکتا کے لیے خاص ہی جہان کے مددگار سے توفیق اور مدد کا خواستگار ہون بے شک ہمارے زمانے مین

ایک امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید واجب ہی اُسپر جو درجۂ اجتہاد کو نہ پونہچے اور بتحقیق تقلید شخصی جائز اور پسندیدہ بلکہ
حنفیون اور شافعیون کے نزدیک لازم ہی **پہلی** بات یعنی ایمۂ اربعہ مین سے ایک امام کی تقلید کے وجوب کی دلیل
یہ ہی کہ ہرچند ان چار امامون کے سوا کسی دوسرے مجتہد کی تقلید بھی عقلاً وشرعاً جائز ہی مگر چونکہ سوا ان چار امامون
کے کسی کے مذہب کی تدوین اور قواعد کا ضبط اور حکمون کا استقرار اور سب فروع کی تحریر عمل مین نہین آئی ہی اسلیے
ایک مجتہد کی چار امامون سے تقلید واجب ہی کیونکہ انکے مذاہب بخوبی مدون ہوگئے ہین اور قاعدے مضبوط
اور احکام مقرر ہین اور بھی اُنکے تابعون سے سب مسائل عمدگی سے لکھے گئے ہین یہان تک کہ ہر ہر جزئی خواہ
اجمالاً ہو خواہ تفصیلاً منصوص ہی امام محقق ابن الہمام نے کتاب تحریر الاصول کے تکملے مین امام الحرمین سے نقل کیا ہی کہ
محققین کا اجماع ہی اسپر کہ عام مسلمان صحابۂ کبار کی تقلید سے منع کیے جائین بلکہ تقلید پچھلون کی کرین جنھون نے
امتحان سے مسائل بنائے اور پھر مذاہب مدون کرائے اور اسی بنیاد پر ہی جو بعضے متاخرین نے چار امامون کے سوا کسی اور
کی تقلید کو منع فرمایا ہی اسلیے کہ انھین چار مذہبون مین ضبط اور تقیید اور تخصیص موجود ہی چنانچہ ایسا انتظام کسی اور
مذہب مین نہین ہی کیونکہ اُنکا تابع کوئی نہین رہا اور یہ تصریح متاخرین کی صحیح ہی انتہی اور محقق ابن نجیم مصری نے
بھی اشباہ کے پہلے فن کے پہلے قاعدے مین تحریر سے نقل کیا ہی کہ ان چارون مذہبون کے مخالف پر عمل کرنے مین
اجماعی ممانعت ہی انتہی اور علامہ سید احمد طحطاوی نے حاشیۂ در مختار کے کتاب الذبائح مین بعضے مفسرین سے
نقل کیا ہے کہ سب مسلمانون پر فرقۂ ناجیۂ اہل سنت کا اتباع لازم ہی اسواسطے کہ خدای پاک کی نصرت اور حفظ اور
توفیق اہل سنت کی موافقت مین ہی اور غضب و عذاب الٰہی و رسوائی اہل سنت کی مخالفت مین ہی اور یہ فرقۂ ناجیہ
آج چار مذہبون مین منحصر ہی یعنی حنفی مالکی شافعی حنبلی اور جو شخص ان چار مذہبون سے خارج ہی وہ بدعتی اور
ناری ہی انتہی اور محقق ابن حجر مکی فتح المبین مین جو امام نووی کی اربعین کی شرح ہی لکھتے ہین لیکن ہمارے زمانے
مین پس بعضے ایمۂ دین نے فرمایا ہی کہ چار امامون کے سوا کسی دوسرے کی تقلید ناروا ہی کیونکہ ایمۂ اربعہ کے
مذاہب کے قاعدے مشہور اور احکام مقرر ہین اور اُنکے تابعون نے ہر فرع اور حکم کو لکھدیا ہی کوئی حکم غیر منصوص
نہین خواہ اجمالاً ہو یا تفصیلاً برخلاف دوسرے مذہبون کے کہ وہ ایسے محرر اور مدون نہین نہ انکے قواعد مشہور ہین
جنسے احکام نکالے جائین پس انکے محفوظ احکام مین بھی تقلید روا نہوئی کیونکہ کبھی کوئی بات کسی ایسی شرط سے
مشروط ہی جو انکے قواعد سے مفہوم ہی یعنی صریح مذکور نہین پس قیود اور شروط محفوظ کا بھی اعتبار کم ہوگیا تو انکی
اب تقلید جائز نہوئی انتہی پس ان منقولات سے ظاہر ہی کہ ہمارے زمانہ مین عوام یعنی مجتہدین سے کم رتبے کے

مسلمانون پر واجب ہی کہ ایک امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کرین دوسری بات یعنی تقلید شخصی کا جواز اور لزوم تیس اسلیے کہ وہ بہت مضبوط ہی اور خبط سے بہت دور ہے اور اُسکے ترک مین خوف لہو ولعب کا ہی مجتہدین کے مذہبون سے اور نیز ترک تقلید شخصی مین ایسے فساد لازم آتے ہین جنکی اصلاح کسی اصلاح کنندہ سے غیر ممکن ہی اسی واسطے بڑے بڑے نامی گرامی علمای اہل سنت نے خواہ متقدمین مین سے تھے یا متاخرین سے اپنے امام کے مذہب کے لکھنے مین ایسی کوشش کی کہ وہ دوسرے مذہب سے خلط نہوے اور محققین نے یہی اختیار کیا ہی کہ مقلد کو ہر واقعے مین اپنے امام کی ہی تقلید کرنی چاہیے امام غزالی نے امر معروف اور نہی منکر کے ارکان مین لکھا ہی کہ ہر مقلد پر ہر مسائلے مین اپنے امام کی ہی تقلید لازم ہی اور مخالفت امام کی گناہ ہی انتہی قہستانی نے مختصر الوقایہ کی شرح مین کتاب الاشربہ کے پہلے لکھا ہی جان لو کہ جسنے معتزلہ کی طرح حق کو متعدد قرار دیا اُسنے عام مسلمانون کے لیے ہر مذہب پر عمل کرنیکا اختیار ثابت کیا اور جسنے اہل سنت کے طور پر حق ایک ہی مقرر کیا اُسنے ایک ہی امام کی پیروی کو لازم گردانا جیساکہ کشف مین لکھا ہی پس جسنے ہر مذہب سے اپنے مطلب کے موافق مسئلہ لیا وہ سخت گنہگار ہی جیساکہ شرح طحاوی مین ہی اور امام شعرانی رحمہ نے میزان مین لکھا ہے کہ جو شخص عین شریعت اولے کے شہود تک یعنی رتبۂ اجتہاد تک نہین پہونچا اُسپر ایک ہی مذہب کی تقلید واجب ہی تاکہ گمراہ نہو اور اسی وجوب تقلید شخصی پر مسلمانون کا عمل رہا ہی انتہی اور محدث دہلوی شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ فقہا کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ مقلد مذہب کو اپنے مذہب کی مخالفت ناروا ہی انتہی اور جسنے کہا کہ مطلق تقلید یا تقلید شخصی بدعت اور گمراہی ہی تو وہ خود بدعتی اور گمراہ ہی اور اُسکے قول پر لازم آیا کہ سواد اعظم امت مرحومہ کا گمراہی پر ہے اور لاکھون مقلد مسلمان جنمین بہت علما و اولیا و صلحا داخل ہین اور جنکی عظمت شان اور جلالت برہان وصلاح وتقوی وصلابت دینی پر اکثر اہل سنت متفق الکلمہ شاہد ہین وہ سب کے سب بدعتی اور گمراہ تھے اور بدعت وگمراہی پر رہے پناہ بخدا پھر پناہ بخدا ایسے قول اور قائلین سے حالانکہ بے شک وہ سب ایسے نہ تھے جیساکہ یہ لوگ انپر گمان کرتے ہین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بے شک اللہ تعالی میری امت کو گمراہی پر جمع نکریگا اور خدای پاک کا ہاتھ جماعت پر ہی جو جماعت سے نکلا وہ آگ مین جا پڑا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور بھی فرمایا کہ تم سواد اعظم کی پیروی کرو بے شک جو نکلا اُسنے آگ مین جا پڑا پس لاکھون خواص عوام اہل اسلام مقلدین مذہب گمراہ نہین ہین بلکہ یہ چند شخص منکرین تقلید کہ اُنپر سخت خوف ہی کہ شیطان کے منظور ہوکر اسلام کا قلادہ اپنی گردنون سے اُتار دین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہی جیساکہ بکریون کا بھیڑیا اکیلی اور کنارہ گیر کو پکڑ لیتا ہی اختلاف سے بچو اور جماعت وجمہور سے چلو روایت کیا اس حدیث کو

امام احمد نے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت اسلام سے بالشت بھر نکلا پس بے شک اُسنے قلادہ اسلام کا اپنی گردن سے اُتار دیا روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داود و نسائی اور تعجب ہی اُن ظالمون سے کہ لوگون کو اپنی تقلید کی طرف بلاتے ہین اور ایمہ مجتہدین کی تقلید سے ہٹاتے ہین جنکے کمال علم و دیانت و پرہیزگاری و اجتہاد پر سب کا اجماع ہی اللہ تعالی ہمکو اور انکو نیک توفیق دے اور خدا بہتر جانتا ہے۔ یہ جواب لکھوا دیا عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج مکہ مکرمہ کے مفتی نے اللہ تعالی اُنکی مدد کرے حمد اور درود اور سلام سے ختم کرتا ہون۔

یا اللہ
عبد الرحمن
سراج
توفیقی

محمد رحمت اللہ

مولانا مفتی الاسلام نے بہت عمدہ جواب کا افادہ فرمایا ہی اُنکی بزرگی ہمیشہ رہے

خدای یگانہ کو سب حمد ہی اور خدای سبحانہ کا درود و سلام اُنپر جنکے پیچھے کوئی نبی نہین اما بعد مین نے مطالعہ کیا مکہ شریف کے مفتی الاسلام کے جواب کو جو سوال تقلید یک امام پر ایمہ اربعہ سے تحریر فرمایا ہی پس مین نے اسکو جواب صحیح مطابق مذاہب حقہ کے پایا اختلاف کی حالت میں اس تحریر کی طرف رجوع واجب ہی اور اسمین کفایت و قناعت ہے اسکے لیے جسکو توفیق سے مدد ملی اور خدای پاک کو بہت علم ہی۔ یہ لکھوا دیا احمد بن زین دحلان مکی شافعیون کے مفتی نے حق تعالے اُسکو اور اُسکے والدین اور مشایخ اور دوستون اور سب مسلمانون کو بخشے۔

اللہ
المرتجی من ربہ الغفران
السید احمد دحلان
مفتی الشافعیۃ
بمکۃ المحمیۃ

خدای لاشریک یعنی یگانہ کے لیے ساری حمد و ثنا ہی اور خدا کا درود ہو اُنپر جنکے بعد کوئی نبی نہیں ہی خدایا مجکو علم زیادہ دے اما بعد پس مین مطلع ہوا اس سوال در مکہ معظمہ کے مفتی کے جواب پر جو تقلید شخصی کے ثبوت میں لکھا گیا ہی یہ عین صواب اور بے شک موافق مذہب کی تصریحات کے ہی اور چونکہ یہ جواب صحیح موافق شرع اسلام کے ہی تو اسی پر اعتبار کا دار و مدار ہی اور بوقت اشتباہ اسکی طرف رجوع لازم ہی حق تعالی موفق صواب ہی اور اُسی کی طرف مرجع و مآب ہی

ابو بکر محمد بسیونی مکی مالکیون کے مفتی نے یہ لکھا اللہ تعالے مدد کرے۔

ابو بکر
محمد بسیونی

حمد اور سلام کے بعد علی بن محمد بن حمید مفتی الحنابلہ بمکۃ المکرمۃ

علی ۱۲۸۰
بن محمد بن
حمید

فتوای مفتیان حرمین شریفین بر دکتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

وَبِهٖ نَسْتَعِیْنُ حَامِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَمُصَلِّیًا عَلٰی نَبِیِّهٖ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَمَا قَوْلُکُمْ

دام فضلكم في رجل يقول إن أكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وإن الأئمة
الأربعة رحمهم الله تعالى ليسوا على الحق لا سيما الإمام أبا حنيفة النعمان أقواله مخالفة للقرآن
والحديث وإنه ما تلقى في جميع عمره إلا سبعة عشر حديثا ويزعم أنه مخالف للقرآن والحديث
وشنع عليه تشنيعا فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات
المقلدين وطبعه وأفشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتب الحنفية وسطر أيضا
في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلا إن هذه مخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد
أبا حنيفة تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام أو مشرك واستدل بقوله تعالى اتخذوا
أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله قال كل ذلك مخالف للقرآن والأحاديث الغلاسية وأعرض عن الأحاديث التي
استدل بها الإمام رحمه الله تعالى وأرضاه وهذا لأجل أن يصد الناس العمل بالفقه
بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الإمام ويعير كل من عمل بها من عوام الناس
ويدعوهم ويرغبهم في العمل بالحديث مطلقا سواء كان ناسخا أو منسوخا ضعيفا أو
موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والمنتقى
والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج كل من عمل بهذه الكتب المبجلة
المعظمة عن الإسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله تعالى منه فما حكم هذا الرجل
المصنف بهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه أفتونا مأجورين

الجواب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة إنك أنت الوهاب حكم
هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة أنه ضال مضل ساع في الأرض بالفساد
وقد زين له سوء عمله فهو وأتباعه من حزب الشيطان ألا إن حزب الشيطان هم
الخاسرون ويحسبون أنهم على شيء ألا إنهم هم الكاذبون وقوله من قلد أبا حنيفة
كان مشركا دليل على أنه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف
اتبعوا السواد الأعظم فمن شذ شذ في النار وما يقوله في حق الهداية التي هي هداية
إلى أحكام الإسلام وفيما عطف عليها من المعتبرات التي تشرح صدور أولي الأعلام فهذه

هفوة منه تشير بزندقته نعوذ بالله منها وقد تقرر ان اهانة العلم والعلماء كفر خصوصا
التكلم بالفاحشة في حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد الاجماع خلفا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما في
اذكار النووي حيث انه لم يوجد بعد هذا التاريخ من يستكمل شروط الاجتهاد ومن
ادعاه فدون ذلك خرط القتاد ولاسيما اقدمهم الامام ابوحنيفة النعمان لازالت منهلة
على ضريحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا من الصحابة رضي ومن
جزم بذلك الحافظ الذهبي والحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي صلى الله عليه
وسلم بالخيرية لانه من التابعين بلاشبهة ولا ابن ففي الحديث الشريف مرفوعا
خير امتي القرن الذي بعثت فيه ثم الذين يلونهم الحديث من جامع الحافظ
السيوطي وروى الشيخان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده لو كان الدين معلقا
بالثريا تتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل صحيح يعتمد عليه في الاشارة لابي حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية
الشبراملسي قال ما جزم به شيخنا يعني الحافظ السيوطي من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث
ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس في العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير
من ائمة الدين وكل منهم اقر بفضله واثنى عليه على رؤس الاشهاد بين المسلمين
فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض
ومن شاء فليسخط انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد
عن هذا الرجل الطاعن في ائمة الدين ويجب زجره الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل
الفضيح والكلام في هذا المقام يطول وفيما حررناه كفاية عند ذوي الدين والعقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

المدرس بالحرم الشريف النبوي	مدرس الحنفية في مسجد خير البرية	نمقه الفقير محمد امين بالي الحنفي مفتي المدينة المنورة
حسن الاسكوبي	عبد الرحمن اروالي	محمد

الحمد لله وحده ومن ممد الكون استمد التوفيق والعون الحكم في هذا الرجل انه ضال
مضل اقواله المسطورة بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة
وخصوصا نهيه عن اتباع الكتب المدونة في المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة
من الكتاب والسنة فهي عبارة عن شريعة رسول الله صلى الله عليه وسلم التي من خرج عنها
كان محكوما بكفره فيلزم على قول هذا الضال ان السواد الاعظم من امة محمد صلى الله
عليه وسلم اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء
الكرام وغير المحصورين من الصلحاء العظام الذين اتفقت كلمة جمهور اهل السنة والجماعة
على جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مبتدعين ضالين
وماتوا على ابدعهم والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه
وسلم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في
النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار فيجب على ولاة
الامور ضاعف الله لهم الاجور ردع هذا الضال المضل بشديد
النكال ولو بالقتل نسأل الله التوفيق والهداية لاقوم طريق
والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج
عبد الرحمن بن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما

حامدا ومصليا ومسلما لا شك في ان ذلك الرجل ضال مضل

حامدا ومصليا اصاب من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفي عنه

ترجمہ

اور ہم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہین اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لا کر اور اسکے رسول اور اسکی آل اصحاب پر درود پونہچا کر بعدہ یہ
سوال ہے کہ آپ کیا فرماتے ہین ایسے شخص کے حق مین جو کہتا ہو کہ بالتحقیق اکثر مسائلے فقہ کی کتابون کے قرآن
وحدیث کے برخلاف ہین اور بے شک چارون مجتہد حق پر نہین خصوصاً امام ابو حنیفہ نعمان کے بہت سے اقوال

مخالف قرآن اور حدیث کے ہین اور انکو ساری عمر مین صرف سترہ حدیثین ملین اور یہ امام قرآن وحدیث کے
برخلاف عمل کرتے ہین اور اُس شخص نے امام صاحب کو بہت برائی سے یاد کیا ہو بلکہ اس بارے مین ایک کتاب بنام
الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تیار کرکے اسکو چھپوایا اور پھیلایا ہو اور اس کتاب مین ایک سو مسائلے
فقہ حنفی کے لکھکر کہا کہ یہ سب قرآن وحدیث کے مخالف ہین اور یہ بھی کہا کہ جو کوئی ابوحنیفہ کی تقلید شخصی کریگا تو وہ شخص
حرام کار اور مشرک ہے بدلیل اس آیت شریف کے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی پکڑا
اُنھون نے اپنے علما اور زاہدون کو رب سوا خدا کے پھر کہا اُس شخص نے کہ یہ سب مسائل فقہ کے قرآن اور فلان فلان حدیث
کے مخالف ہین اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جن حدیثون سے سند پکڑی تھی اُنسے روگردانی کی یعنی اُنکو چھوڑ دیا اور
ظاہر نکیا اور یہ سب کوشش اسلیے کی کہ مسلمانون کو علم فقہ پر عمل کرنے سے منحرف کرے اور باز رکھے اور یہ بات سنا تا ہو کہ
فقہ کے مسائلے مردود ہین خاص کر امام اعظم کے مسائل اور عوام الناس کو فقہ پر عمل کرنے سے نفرت دلاتا ہو اور ہر قسم
کی حدیث پر خواہ ناسخ ہو یا منسوخ ضعیف ہو یا موضوع عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو ایسا کرتے کرتے یہان تک نوبت
پونہچادی کہ لوگون نے فقہ حنفی کی معتبر کتابون پر مثل ہدایہ ونقایہ وبحر الرائق وملتقی وفتاوای عالمگیری وکنز اور
اُسکی شرحون ودرمختار اور اُسکے حواشی پر عمل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ شخص ان کتابون پر عمل کرنے والون کو اسلام سے
خارج کرکے مشرکین نام رکھتا ہو اللہ تعالے اِس بُرے کام سے مسلمانون کو اپنی پناہ مین رکھے پس ایسے شخص
اور ایسی کتاب بنانے والے کا اور اس کتاب کے پڑھنے والے اور اسپر عمل کرنیوالے کا کیا حکم ہو فتویٰ دیجیے حق تعالیٰ اجر دیگا

الجواب

ای پروردگار ہمارے دلون کو سچے دین سے منحرف نکر بعد اسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی اور بخش ہمکو اپنی رحمت سے
بے شک تو ہی بخشنے والا ہو حکم اس آدمی موصوف بصفات مذکورہٗ بالا کا یہ ہو کہ وہ خود بھی گمراہ ہو اور لوگون کو بھی
گمراہ کرنیوالا ہو اور زمین مین فساد پھیلانے والا ہو اور بے شک کافی ہو اُسکے لیے اسکا بدعمل پس وہ اور اُسکے تابعدار
شیطان کی جماعت مین داخل ہین خبردار ہو کہ یہ بے شک شیطان کی جماعت زیان کار ہو اور یہ لوگ خیال کرتے ہین
کہ اپنے پاس کوئی دلیل ہو خبردار بے شک وہی جھوٹے ہین اور قول اس شخص کا کہ امام ابوحنیفہ کا مقلد مشرک ہو یہ
دلیل ہو اسکی کہ خود وہ مسلمانون کی جماعت سے خارج ہو اور بے شک حدیث شریف مین آیا ہو کہ نیکوکارون کی
بڑی جماعت کا اتباع کرو پس جو بڑی جماعت سے نکلا وہ دوزخ مین پڑا اور ہدایہ جسمین احکام شرع کی طرف ہدایت ہو
اور باقی معتبر فقہ کی کتابین جنسے علما کے سینے کھلتے ہین ان دینی کتابون کے حق مین اس شخص نے بیہودہ گوئی کی

تو یہ بھی اُسکی بدخصلتی ہی جیسے اسکے زندیق ہونے پر اشارہ ہی اللہ تعالی ان باتون سے پناہ مین رکھے اور بے شک شرع
مین مقرر ہی کہ علم دین اور علما کی توہین کفر ہی خصوصًا چار امامون کے حق مین بُرا کہنا جنپر خدای پاک کی رحمتین نازل ہین اور بیشک
پہلے پچھلے علما کا اجماع ہی اسپر کہ ان چار امامون سے ایک امام کی تقلید واجب ہی کیونکہ چوتھی صدی کے بعد پھر کوئی ایسا مجتہد
نہوگا جیسا کہ اذکار نووی مین لکھا ہی اسلیے کہ اس تاریخ کے بعد ایسا شخص نہین پایا گیا جسمین اجتہاد کی پوری پوری
شرطین پائی جائین اگر کسی نے یونہی دعوی کر دیا تو وہ باطل ہے خصوصًا امام اعظم جنکے مزار پُرانوار پر باران رحمت
برس رہا ہی سب سے پہلے مجتہد مقبول واجب الاطاعۃ ہین اور کیون نہو کہ اُنھون نے صحابہ کا زمانہ پایا اور وہ بے شک
تابعی ہین اور اسپر یقین کرنیوالے امام ذہبی اور امام عسقلانی وغیرہما بہت سے اکابر علما ہین جب امام صاحب تابعین
سے ہین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے موافق بہترین امت سے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہی آپنے
فرمایا کہ میری امت مین بہتر صحابہ ہین پھر تابعین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو امام سیوطی نے اپنی جامع مین
اور صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما مین بروایت ابو ہریرہ آیا ہی کہ آپ نے فرمایا بجدا اگر دین اسلام ثریا سے لٹکا ہوتا
یعنی زمین سے نکلکر ساتوین آسمان پر چلا جاتا تو فارسیون سے ایک مسلمان اُسے اُتار لاتا امام سیوطی نے کہا کہ
اس حدیث صحیح مین امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہی اور اسی پر اعتماد ہی اور حاشیہ شبراملسی مین لکھا ہی کہ شیخ
مشایخ الحدیث امام سیوطی کا یقین کرنا کہ یہ حدیث صحیح امام اعظم کے حق مین ہی بے شک درست ہی کیونکہ فارسیون
سے امام صاحب کے برابر کوئی عالم دیندار نہین ہوا انتہی اور بے شک بہتسے اماماں دین نے امام صاحب کی تقلید کی اور
سبنے آپ کی فضیلت کا اقبال کیا بلکہ صدہا اہل اللہ نے آپکی تعریفین کین جیسا کہ خلف بن ایوب سے جو اماماں دین
اور اولیای کاملین سے تھے روایت ہی کہ بے شک اللہ تعالی کی طرف سے علم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور
آپ سے صحابہ کو ورثہ ملا اور صحابہ سے تابعین کو پھر امام ابوحنیفہ کو علم پہونچا جسکا جی چاہے راضی ہو اور جسکا جی چاہے
ناراض ہو انتہی پس جو شخص چاہے کہ دین کے دائرے سے نہ نکلے تو اُسپر واجب ہی کہ اس شخص یعنی ظفر مبین کے
مصنف سے جو اماماں دین پر طعن کرتا ہی دور رہے یعنی اسکے ساتھ ہم سلام ہم کلام نہو اور اس شخص کو ایسی تعزیر
اور تنبیہ کرنا چاہیے جسکے سبب سے یہ دین مین خلل اندازی سے باز آجائے کلام اس باب مین طویل ہی اور جستہ جستہ ہمنے لکھا ہی جو دانشمندون
کے لیے کافی ہی اور اللہ تعالی درست گو اور ہادی حقیقی ہی ـ فقیر محمد امین بالی حنفی مدینۂ منورہ کے مفتی نے یہ جواب لکھا ـ

محمد امین بالی زاد

مدینۂ منورہ کی مسجد کے امامون سے

عبد الرحمن ازروی

مدینہ شریف کی مسجد کے مدرسون سے

حسن اسکوبی

سب تعریفین خداے یگانہ کے لیے خاص ہین جہان کے پروردگار سے توفیق اور مدد کا خواستگار ہون اس شخص کا حکم یہ ہی کہ بے شک وہ گمراہ ہی اور گمراہ کنندہ اسکی کتاب کے اقوال جو اوپر مذکور ہوے ہین بدعت اور گمراہی ہین بدعتی اور علماے شرع سے خارج ہونے والا ایسی باتین کرتا ہی اور بالخصوص اسکا فقہ کی معتبر کتابون سے روکنا پس بے شک یہ چارون مذہب قرآن اور حدیث سے نکلے ہین اور یہ عین شرع محمدی ہین جو شخص اس سے نکلا کفر مین پڑا اور اُس گمراہ کے قول پر لازم آتا ہی کہ بڑی بھاری جماعت نیکوکاران امت مرحومہ کی گمراہی پر جمع ہوئی اور لاکھون مسلمان (جنمین سے ہزارہا علماے عظام اولیاے کرام اور بے شمار نیکوکار جنکی عظمت شان اور جلالت برہان اور تقوی اور صلابت دینی پر سب اہل سنت بالاتفاق شہادت دیتے ہین) بدعتی گمراہ تھے اور بدعت اور گمراہی کی حالت مین مرے حال آنکہ پناہ بخدا پھر پناہ بخدا ایسے ایمان کے سلب کرنے والے کلمے سے حالانکہ یہ سب کے سب مقلدین گمراہ نہ تھے بلکہ یقینًا ہدایت پر تھے جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بے شک اللہ تعالے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہ کریگا اور خداے پاک کا ہاتھ جماعت پر ہی اور جو جماعت سے نکلا وہ دوزخ مین پڑا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بڑی جماعت نیکوکاران اسلام کا اتباع کرو پس جو شخص جماعت سے نکلا دوزخ مین جا پڑا پس حاکمان اسلام پر اللہ تعالی انکو دوچند اجر عطا کرے واجب ہی کہ اس گمراہ اور گمراہ کنندہ (یعنی مصنف ظفر مبین) کو سخت تعزیر سے دفع کرین اگرچہ قتل سے دفع ہو ہم اللہ تعالی سے درخواست کرتے ہین توفیق اور ہدایت سیدھے راستے کی اور خداے پاک کو بہت علم ہی۔ امر کیا اسکے لکھنے کا خادم شرع عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج حنفی مکہ معظمہ کے مفتی نے۔

(مہر: عبد الرحمن ... توفیقی الا باللہ)

بے شک یہ شخص یعنی مصنف ظفر مبین کا خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہی۔

(مہر: محمد رحمت اللہ)

جواب دینے والا مصیب ہی اور خداے پاک اعلم بالصواب ہی۔

(مہر: محمد عبد الحق)

تقاریظ دلپذیر و عبارات بے نظیر متبتہ مواہیر و دستخط علمای دار العلم و العمل فرنگی محل و لکھنؤ

حامداً و مصلیاً و مسلماً مؤلف ظفر مبین محی الدین نے جسقدر اپنی تالیف مین غلو کرکے حضرات ایمۂ مجتہدین واکابر دین پر لعن طعن ناروا کیا ہی علی الخصوص حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کو احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ کی مخالفت کا بیجا الزام دیا ہی جس سے جملہ مقلدین و غیر مقلدین متنفر ہین اور رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ کی تلاوت کر رہے ہین اُسکے تلافی اور ازالے کے واسطے یہ کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی کافی و وافی ہی اور ہر اعتراض کا جواب شافی ہی کہ مین نے اس کتاب کو اول سے آخر تک جا بجا دیکھا ہی۔

محمد عبد الحی ۱۲۸۹ھ ابو الحسنات

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی۔

حامداً و مصلیاً احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جا بجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کے لیے وافی ہین واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب۔

حررہ عبدہ الاسفل الاثیم خادم العلماء و الفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم۔ من مقام فرنگی محل لکھنؤ۔ ۲۵ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۰۰ھ یوم الخمیس

نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور حسب عقائد اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات مین یہ شخص بھی سیکڑون مین ایک فرد ہی مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم دینیہ بھی ہی بڑی شفقت و محنت کی اللہ جزای خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

فضل اللہ ۱۲۹۰ ذلک

ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ - فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل
عالم باعمل مخزن محاسن خفی و جلی مولوی محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ و عم فیضہ کتاب لاجواب ہے
بلکہ نیر ہدایت و صواب ہے فقیر حقیر نے جا بجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے
فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے
حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلاق ابن مولانا الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنجی محلی

باسمہ سبحانہ یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے الظفر المبین کا جواب لاجواب ہے اسکے
مصنف نے رد اعتراضات میں سعی بلیغ فرمائی ہے اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر
پائی ہے اللہ تعالے مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور معترض کو ہدایت کرے کہ آیندہ ایسے
اعتراضات باطلہ سے بچا رہے آمین حررہ فخر الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد الفرنجی محلی

ہو العلیم یہ کتاب فتح المبین بلاشبہہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہے مضمون اسکا
بلاشک ذریعہ تائید دین ہے مصنف کو خدای تعالے جزائے خیر دے کہ تصنیف
انکی فارق بین الباطل و الحق الیقین ہے - حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ
ابن مولانا و مرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم فی الآفاق علی الاطلاق

ہو الہادی میں نے کتاب فتح المبین کو جا بجا سے دیکھا واقعی اسم بامسمی
ہے جناب باری مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور سنت سنیہ حنفیہ
کو منصور حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

ہو الحق یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدۂ اولی الالباب ہے ظفر مبین کا جواب لاجواب ہے اسکے مصنف نے تردید اعتراضات
بیجا میں کوشش بہت فرمائی ہے فضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہے خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل
اور ثواب جمیل مرحمت فرمائے اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے - آمین
یا رب العالمین - حررہ الراجی رحمۃ رب الفلق - خادم العلماء
اہل الحق المدعو بمحمد لمعان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ
ابن مولانا و مرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنجی محلی

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکہ

جہت مقلدین اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعۂ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و بر جادۂ تقلید خود
پا برجا مانند مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ از
قرآن وحدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث از تسلیم آن چارہ نباشد و
شیرازۂ دفتر تہاتش درہم پاشد و آمد اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ ابو الجیش
محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنجی محلی

محمد مہدی ابو الجیش

لا الہ الا ہو العلی الرب الحکیم۔ نحمدہ ونشکرہ علی ما اصطفی مولانا ومقتدانا نبینا المصطفی بالہدی ودین
الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ
فیہا کتب قیمۃ فی الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنیفیۃ القویۃ والدین الثابت الی یوم الدین یریدون
ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ان الدین عند اللہ الاسلام
ومن یبتغ غیر سبیل الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہم فی الآخرۃ خاسرون ونصلی ونسلم علیہ وعلی
المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء وصحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء وسائر الاحناف
التابعین لہم باحسان سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ہم للدین المتین اربعۃ ارکان خصوصا
علی امامنا ابی حنیفۃ شریفۃ والحنفاء الخلفاء الاعلام منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام
اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل وشمائل نشان مولوی محمد منصور علی خان
سنی المذہب حنفی المشرب مرادآبادی المقام لا زال کاسمہ بعلمہ محمد منصورا علیا علی الخصام نے اندنون بمزید اہتمام کتاب
نایاب مطبوع ارباب الباب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی۔ اور مقامات چیدہ سے
ساعات عدیدہ مین اس خاکسار خادم صغار وکبار کے مطالعے مین درآئی۔ بملاحظۂ تقریرات سنجیدہ وجوابات
پسندیدہ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات مطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت ائمۂ دین خصوص حضرات
بابرکات حنفیۂ عالیشان کثر اللہ الرحمن معاشرہم فی کل مکان وزمان کے ساتھ اسانید صحیحہ وعبارات فصیحہ کے سزاوار
تحسین وثناخوانی معانی ومبانی وبانی کی پائی سلمہ اللہ تعالی وابقاہ والی مدارج الکمال رقاہ ولم یجعل لہ فی الکونین ضیرا
وجزاہ فی الدارین خیرا آمین فآمین رب العالمین حررہ الفقیر الحقیر المقر بالجرم والتقصیر
حامل نعال العلماء العظماء النعمانیہ ومتشبث اذیال الاولیاء الاصفیاء الجیلانیہ ابو الاکرم
محمد اکرم الانصاری النظامی محتدا اللکنوی الفرنجی محلی مولدا تجاوز الرب الاکرم عما اجرم

محمد اکرم ابو الاکرم

بکرمہ الکریم وجعلہ کما کان اہلہ من ورثۃ جنۃ النعیم ابن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العیم الفید الصمیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا

نے بہت قلیل زمانے مین محققانہ جواب ظفر مبین کا دیا ہی اور مکائد غیر مقلدین

کو بعبارات وتقاریر محققین ظاہر و ہویدا کر دیا ہی جزاہ اللہ خیر الجزار

حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنگی محلی غفرہ اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ۔

هو الموفق۔ درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری

ومعنوی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا تقریر

بے نظیر تحریر دلپذیر ہی خصوص فرق ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہی۔ راقم آثم نے جابجا چند

اقوال دیکھے صحیح ودرست پائے خداوند عالم مؤلف کو جزای خیر عطا کرے اور

سائر مستفیدین ومسترشدین کو نفع بخشے۔ نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم

غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

مین نے فتح المبین اور ضمیمے کو جابجا سے دیکھا غیر مقلدین کے اعتراضات نفسانیہ کا اسمین کافی جواب ہی

خداوند عالم مؤلف وصاحب ضمیمہ کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور اس مؤلف

وضمیمہ کو مقبول ومشفع بہ کرے حررہ خادم اولیاء اللہ الباری

محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم الثلاثاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت یہ کتاب مذکور

غیر مقلدین کا پورا جواب ہی

اور ضمیمہ اُسپر نور علی نور۔ حررہ

خادم اولیاء اللہ الباری

محمد عبد الہادی غفرلہ

اللہ ذو الایادی یوم ینادی

المنادی لاہل المدن والبوادی

نحمدہ ونستعینہ مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ رد اعتراضات الظفر المبین مین فتح کامل پائی۔ کیون نہو ایک تو انھین تائید مذہب حق حنفی منظور ہی۔ اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہی۔ دوسرے انکا نام نصرت سے مشتق ہی اور الاسماء تنزل من السماء حق ہی۔ اللہ تعالی انھین اجر عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے آمین ثم آمین حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد الفرنگی محلی

باسمہ سبحانہ۔ الحمد للہ الذی اصطفی مولانا بالھدایۃ والملۃ الحنیفۃ وھدی قلوبنا الی التقلید فی الطریقۃ الشریفۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام وعلی الہ واصحابہ المجتہدین فی شرائع الاسلام اما بعد کیا ہم ہین کیا ہماری زبان ہی۔ کہان خداوند عالم کہان اُسکی شان ہی۔ کیونکر حرف شکر زبان پر لائین کہ پیشگاہ عزیز مین بضاعت مزجات ہی ساپنے کو دیکھین یا اُسکو چھوٹا مونہ بڑی بات ہی۔ کیسی کیسی نعمتون سے ہردم ہمکو سرفرازی ہی۔ کیسی ہماری تنگ چشمی اور کیسی اُسکی بے نیازی ہی۔ اس خاکی کالبد انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کے خلعت خاص سے سرفراز کیا۔ حق وباطل مین فرق دکھایا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کا مژدہ سنایا۔ کیونکر احاطہ نیازمندی سے قدم باہر رکھین۔ اور کس طرح تقلید کو توڑین اور سر عجز اٹھائین۔ کُل اُسکا احسانمند وممنون ہین۔ اُسکے سامنے عاجز وسرنگون ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اُٹھایا۔ ذلیل ہوا اور پچھتایا۔ چنانچہ سابق مین سرکشان خود بین وبدگویان اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا۔ بزعم خود مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا۔ جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکھایا۔ حضرات کبار کو اپنی بدتہذیبی سے نشانہ تیر ملامت بنایا۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا پر طعن ولعن کیا۔ تیرھوین صدی مین لَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا کے مضمون کو بیان کیا۔ چاند پر خاک ڈالی اپنے مونہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسٰی وَلِکُلِّ دَجَّالٍ عِیْسٰی۔ بعونہ تعالی عز شانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد وذو الایادی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت ودیانت سے جواب دیا ہی اور کیسے عمدہ طرز سے مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہی ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی۔ حق تو یہ ہی کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ کی تفسیر کبیر ہی

کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہی - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہی - اور ہر لفظ اُسکا منکرین کے لیے شعلۂ جان سوز ہی - کتاب کیا ہی دستور العمل اہل سنت ہی کہ ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہی - حق تعالی اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدون کے تعصب و نفسانیت کو دور کرے آمین فآمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنجی محلی

ھو الحکیم الحلیم - حامدا للہ المجید الحمید - ومصلیا ومسلما علی رسولہ الوحید - وآلہ الکرماء - واصحابہ الرحماء ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین من الائمۃ والمجتہدین - سیما امامنا الاعظم - ومقدامنا الاکرم قطب دائرۃ الشریعۃ والاحکام - ناظم نظام الملۃ والاسلام - سیدنا ابی حنیفۃ وصاحبیہ واتباعہ المتقین جزاہم اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء الی یوم البقاء اما بعد یہ عجالۂ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک بے بہا در منثور ہی - ہر جملہ اسکا جملۂ مخالفین کی منصوبہ کیونکر نہو کہ فاضل نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف برگزیدہ تصنیف ہی جسقدر بتعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی - معنا مین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہ غایت سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہی - ہر حرف برہان قاطع ضلالت ہی خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرمائے - اور بحرمت آن حضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ مخالفین کو راہ راست پر لائے

اللہم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین برحمتک یا ارحم الراحمین - حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفراللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم مدظلہ الظلیل وفیضہ العمیم الفرنجی محلی اللکھنوی

هو العليم الحكيم ۔ للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ سمحاء حررۃ وبتوضیح اخری فی دفع شبہۃ خلجۃ بتوہم وردہا علماء مخالفۃ اقوال المقلدین للحدیث والاخبار الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ہباءً منثوراً من غیر تعصب واعتساف بل بنظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بہذا فمن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور ولو علی طور سہ وعین الرضٰی عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا +

حررہ العبد الآسی محمد انور علی
عفا اللہ الولی المراد آبادی

محشی کتب صرف ونحو معقول ومنقول
مطبوعہ ومصنف انوار الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فللہ درہ فیما اجتہد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی
المدعو بمحمد عباس علی

مدرس مدرسہ جونپور داماد وبرادرزادہٗ
حضرت مولانا موصوف الصدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ پیداست کہ در دار کون وفساد امری بزرگ تر از اصلاح دین خواستن وباحقاق حق برخاستن نبودہ ہست وبخشایش ایزدی وتوفیق ازلی بجز کسانی کہ خمیر مایۂ شان ہمہ سعادت ہست وزیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت کستی را این دولت سرمد عطا نفرمود پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الائمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیۂ کبری ارزانی داشتند واعلام نصرتش بہ نیروی بازوی ان حزب اللہ ہم الغالبون برافراشتند سکۂ کرامتش بجا رحد تحقیق جاری ونقد وقت مخالفان ہمہ وقت کساد بازاری بتسوید این جواب لاجواب کہ سواد وبیاضش عین صدق وثواب ست وحروف ومعانیش مقاصد دقیقہ واسرار مشکلۂ حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورتی ست جان معنی حکمیہ در وورق ورقش آئینہ ایست پیکر تائید نفوس قدسیہ وبرو وجمعی را کہ بتفسیر آیۂ کریمۂ ان اللہ لا یہدی کید الخائنین بتسویلش بود وبمصداق صحیحۂ یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون پس وپیش مید شہت انشراحی واطمینانی بدست آمد وپای حقیقت بر صراط مستقیم ماثورہ ثبات یافت وتقریرش چنان نقش تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطر باشہ زبان بنحیین نکشاید چہ کند وبراہین عقلیہ ونصوص قطعیہ چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم وتقلید قدم نہ نہد کجا رود وہرچند سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد رستگاری رسید وبحقائق ودقائق

کامگاری مگر محرومان مخالف را نیز تفضیح و تذلیل سدباب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت و توفیق ندامت متوقع ست پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب ومن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ آزانجا کاز کلمہ حق خوشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ امریست ممنوع میگویم سراپا معائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ

۱۲۹۲ فتح محمد تائب

ومجتمعہ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم دعاویش صحیح براہینش قوی جوابش مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

هو العلیم الحکیم۔ الحق کہ این نسخہ نسخہ ایست پرتاثیر بلکہ در دفع مواد فاسدہ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر۔ مصنف علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمی منصور ست بردہفوات و خرافات لوچ و پا در ہوای مؤلف ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدۂ حسد

فاروقی فتح محمد حافظ

لامذہبان کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء فی الدنیا والاخری وشکر سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق واھتداء الوری۔ نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد الفاروقی الحقیر

حامداً ومصلیاً۔ بعد تحمید علام الغیوب وپس توحید ستار العیوب ونعت سید الابرار وآلہ الاطہار واصحابہ الاخیار کے اس احقر العباد واصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو جو غور سے

محمد شمس الدین

دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات ودافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے پایا اللہ تعالی جزای خیر مجیب لبیب کو عطا فرمائے اور ناظرین کو راہ راست تقلید سلف صالحین کی دکھائے حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

هو عالم الغیب۔ اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہای مجتہدین خصوصاً احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اُسنے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن واعتراضات کیے ہین اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بجای خود میان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہی یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے دین کے پردے مین

دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکی دھوکے بازیون کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن کے خوب ہی اُنکی خبر لی۔ اب اُنکو اور اُنکے تابعین کو چون وچرا کی جا نہ رہی خیریت اُنکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسکی تردید مین قلم اُٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم اُٹھائینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر مچلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے

وما علینا الا البلاغ۔ حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی

محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

ہو الفارق بین الخطاء والصواب۔ اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر رسالے کا مضمون موافق قرآن وحدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب واعتساف ہی سچ پوچھیے تو واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرہ مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا تو کیا کہنا کہ اُسکے ہر ہر رسالے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصا اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق پر آئین لامذہبی کو چھوڑ کر مقلد بنجائین حق تعالے اس فرقۂ ظواہر پر مقلدین اہل باطن کا پرتو ڈالے اور انکو راہ رست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے آمین ثم آمین یارب العالمین حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر

تقریظ العالم الیلمعی الفاضل اللوذعی مولانا محمد یوسف الکوٹلی الاسرائیلی

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اَهْلِهَا۔ وَبَعْدُ فَاِنِّیْ وَقَفْتُ عَلٰى رِسَالَةٍ مُعْجِزَةٍ اِلَى اللَّذْكِیِّ الْاَدِیْبِ۔ الْفَهَّامَةِ النَّجِیْبِ۔ ذِی الْاَیَادِیْ۔ الْمَوْلَوِیْ مَنْصُوْرْ عَلِی الْمُرَادَآبَادِیْ مُسَمَّاةٍ بِالْفَتْحِ الْمُبِیْنِ اِلْتَزَمَ فِیْهَا مُؤَلِّفُهَا الذَّبَّ عَنِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ حَیْثُ اُوْرِدَ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ بِمُخَالَفَتِهٖ لِصَرِیْحِ الْاَحَادِیْثِ وَالْاٰیَاتِ الْبَیِّنَاتِ

من بعض السفهاء المغوين الجامعين لبعض الرسائل المغيرة المميزين القشر عن الرطب والغير المدركين المسبب عن السبب۔ ولله دره حيث خاطبهم بما افاد۔ واجابهم فيه فاجاد۔ واتى بمباحث خلت عنها الدفاتر۔ وفرغت عنها الافئدة كابرا عن كابر۔ فلله هي من جنة قطوفها دانية۔ لا يسمع فيها لاغية۔ وحصن مشيدة على الشريعة الغراء رفيع على دعائم الادلة التي لا ياتيها الباطل من بين يديها ولا من خلفها۔ ولا نهض شبه الخصم للقيام لديها فانها متوارية من خوفها۔ سلت منه صوارم الحجج القطعية على عقائد النجديين فرمت بشهبها شياطين من المبطلين۔ وقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين۔ واني ربما كنت اتردد فيما هم فيه مختلفون۔ واتحير في مبحث التقليد الذي تشكك فيه المشككون۔ وافحص دلائل الفريقين۔ اللذين وقعا في البون والبين۔ فحصحص لدي القول به وايقنت حقا ان المذاهب الاربعة الحقة دار فيها الحق وانحصر۔ ولا ينكره الا معاند مريب اشر۔ كيف وانا لسنا بقادرين على ان نستنبط حكما الا وان نعول على ما قالوا ودونوه في اسفارهم۔ ولا نستطيع على افتاء مسالة الا وان نتكل على ما استخرجوا من جزئيات الاحكام في كتبهم۔ فلما اصبحنا على شاطئ العجز بما ترى فيا اسفاه وواحسرتاه على ما فرطنا فيه من ترك تقليدهم والسب عليهم وترجيح انفسنا على نفوسهم المباركة وارواحهم الطيبة فالنجاء النجاء يا قومنا مما انتم فيه منهمكون۔ واستقيموا على الصراط السوي وحذروا انفسكم مما انتم فيه مترددون واعلموا ان في الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة غزيرة وفي طي الكشح عنها مفسدة كبيرة۔ هذا وان عزمت على ان تحقق ذلك المبحث لديك بما هو عليه فعليك باستيعاب مطالعة ضميمة انضمت بتلك الرسالة المنيفة وهي لمولى الاداني والاقاصي العلامة الاجل قدوة الكمل مولانا عبد العلي المدراسي ادامه رب الناس بين الاناسي تجدها شافية لدائك كافية

وافية لرواتك وها انا قد القيت سلاحي ولويت راسي تحت طي جناحي واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔ وانا العبد محمد ايوب الكوئلي الاسرائيلي

اس کتاب کے مضامین نافعہ وبراہین قاطعہ رفع اوہام ومغالطات دفع شکوک شبہات وتنقیح معانی وتوضیح مبانی کو اللہ تعالی ہدایت وحق بینی کا ذریعہ فرمائے وانا العبد المفتقر الی اللہ الغنی محمد المدعو باشرف علی التھانوی الفاروقی الحنفی غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

تقاریر مثبتۂ و دستخط و مواہیر علمائے جونپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمداً لمن بحکمتہ استقامت المخلوقات وصلوٰۃً وسلاماً علی سیدنا محمد اشرف المرسلین بالمعجزات وعلی الہ واصحابہ الطاہرین وازواجہ الطاہرات وبعد فقد سرحت نظری فی ریاض ھذا الکتاب المغنی بشہرتہ عن المدح والاطناب فوجدت مؤلف الضمیمۃ المولی الفاضل الحبیر الراسی مولانا محمد عبد العلی الحنفی المدراسی سالکاً مسلک المحققین اولی الالباب فی بحث تقلید الائمۃ المجتہدین ذوی الآداب فجزاہ اللہ خیر الجزاء انہ الملک الوہاب۔ حررہ العبد الارذل عبدہ عبد الاول عفا عنہ اللہ الاجل۔

بعد حمد خداوند عالم و نعت خشور معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بر سالکان جادۂ رشد و رشاد مخفی و محتجب مبادکہ درین عالم کون و فساد منکران تقلید را با اہل تقلید تبغض و عناد دست و تنفر و تضاد

داد داد از دست ایشان داد داد
ان فی تقلید اہل الاجتہاد
یارب اندر عالم کون و فساد
کزدم لامذہبان پر عناد
بہر دفعش آسی روشن سواد
با نصوص آی کردش استناد
در ضمیمہ طرح ضمنش خوش نہاد
بخت چون دیدم ضمیمہ شاد شاد
پس دعای خیرش آوردم بیاد
کاین فساد و این عناد و این تضاد
جاء حفظ الدین من وجہ السّداد
خانۂ لامذہبی برباد باد
فتنہائے شیخ نجدی روی داد
داد تعقلید از دلائل خوب داد
ہم بر اخبار صحیحش اعتماد
قرۂ تحقیق بر نامش فتاد
دستخط کردم بران ہم مہر و صاد
عذہ ثبتہ اللہ ہمی یا رب العباد

قالہ بفمہ و رقمہ بقلمہ خادم الاطباء والحافظین محمد قیام الدین عفا عنہ رب العالمین

حررہ الفقیر کلا شیم محمد اعظم — العبد الاواہ ہدایت اللہ — مہر العبد محمد حسن عفا عنہ اللہ المہیمن

تقاریر مثبتہ دستخط و مواہیر علمای نحریر و فضلای مشاہیر شہر کانپور

ہو الفتاح العلیم۔ الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوٰۃ والسلام علی
من لا نبی بعدہ **اما بعد** اس کتاب لاجواب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو
خاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق وصحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی سلالی نصوص آیات قرآنیہ
و احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
کا جلوہ دکھایا ترفع جدال والزام الدالخصام بوجہ حسن کیا جواب باصواب دندان شکن دیا دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اسکو
آئینہ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا فی الواقع یہ قول منصور ہی اسمین کلام حق مسطور ہی
حق سبحانہ وتعالے اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بےنظیر متکلم نحریر والا مناقب
مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الہادی کو جزائے خیر عطا فرمائے
اور آفات دارین سے بچائے جعلہ اللہ تعالی کاسمہ منصوراً وکان سعیہ مشکوراً
کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

ہو الملہم بالصواب۔ حقیقت یہ ہی کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار
سے ساقط ہو گئی اور اسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین
فتح المبین کا ڈنکا بجا لا مذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا
ایسا ہتھیار پایا ہی کہ جسکے مقابلے مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون وچرا کی
تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر مونہ کی کھائیگا۔ حق تعالی اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون

کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر ومنصور رکھے اور
ان لا مذہبون کے زور وفریب سے ہر وقت ہمکو دور رکھے
آمین یا رب العالمین۔ حررہ العبد المذنب محمد یعقوب
تجاوز عن عملہ المعیوب علام الغیوب وستار العیوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ علی آلائہ ومصلیاً ومسلماً علی افضل رسلہ وخاتم انبیائہ **بعد ازین**
نہفتہ مباد کہ درین وقت کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جہالت نشان حرفی چند از ترجمۂ اردوے مشکوۃ شریف

دغیر آن دریافته خود را درصاد علما گرفته اند وطعن وتشنیع براکابر مجتهدین وسب وشتم علمای ربانیین را ذریعهٔ
شهرت خود فهمیده درین راه پرخار کورانه رفته اند واز جهل مرکب و سوء ادب که درجبلت این طائفه مخمر ست
علم بعض احادیث را محیط جمله احادیث دانسته اگر کدامی مسائلهٔ فقهی را خلاف حدیثی در نظر خود می پندارند
علی الاطلاق مخالف کتاب وسنت انگاشته بر مجتهدان دین زبان سب وشتم می کشایند آزان جمله شخصی ست
که کتابی در همچنین طعن وتشنیع ائمهٔ دین موسوم بالظفر المبین فی مغالطات المقلدین بعرض تحریر درآورده
بے علمی خود را براہل علم آشکارا گردانید واز کمال تعصب ونفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن
بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مبالات نکرده خود را از کجا تا کجا رسانید اگرچه
این همه گریزی وبے راه روی او بهر تغلیط عامیان وبعرض انحراف جماعتی از تقلید مجتهدان بود لیکن
ازان جهت که خدائے تعالی برائے هر مبطلے محقے وبرای هر شوریده سرے سرکوبے مقرر فرموده ست وحید عصر
عالم مفیض حاضر وبادی مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعله الله مؤیدا بالایادی وکاسمه منصوا علی الاعادی
کمرهمت برردهفوات او بربسته رشتهٔ تالیف این کتاب شهادت نصاب را بانامل تحقیق برکشود وبصیقل
قلم هدایت رقم زنگ تلمیع در نگ ترصیع ازآئینهٔ الحق یعلو ولا یعلی برزدود فصار کیده فی نحره
دامن المومنون من ضره وشره بارك الله فی علم هذا المؤلف وعیشته وذاته یده وآیده
بتحقیق الحقائق فی رد الباطل وطرده هذا وانا العبد الراجی
شفاعة النبی الامی التهامی محمد عبد الله بن الحاج السید آل احمد
الحسینی الواسطی البلجرامی رزقهما الله النعیم المقیم وجعل مآلهما الی دار النعیم

هو الحق المبین - اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوٰة علی افضل الرسل وعلی آله واصحابه هداة
السبل اس احقر خادم الطلبہ نے ان ایام مین جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یہ کتاب لاجواب سراسر صواب ہی مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہی پسندیدهٔ
اولی الالباب ہی - قابل ہدیۂ احباب ہی - رعایت قواعد اصول وفروع مین دلیل نایاب ہی نظر عاقل مین

مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم وسباب ہی جسکے نزدیک ایمۂ ہدے کو بُرا کہنا ثواب ہی قابل عتاب اور مستحق عقاب ہی۔ کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جائے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل معتود علیہ بالاماثل برگزیدہ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ ربہ العلی ہی

خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسۂ فیض عام کانپور

الٰہی بخش

هو الملهم للصواب۔ مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ و ندان شکن جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب فرقے کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب ومتانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا

محمد علی عفی عنہ

کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔

تقاریظ بلاغت مضمون و تقاریر فصاحت مشحون علمای بریلی و بدایون و سنبھل

هو حافظ دین الاسلام۔ بعد حمد و صلوۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ مین اختلاف ایمۂ صحابہ و علما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرادیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا ہی پس منجملہ ایمۂ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجائیگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال و حرام کو بدل دینا اور برای نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلّم جمہور ایمۂ دین ہی اسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث و اقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کردی ہی خاص کر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی فتح المبین ہی جابجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ وتعالے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لائے

محمد عبد القادر بن مولانا محمد فضل رسول

کتبہ محمد عبد القادر بدایونی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہی اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیۂ مندرجہ
اس کتاب کے درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید آور کیون نہو مصنف کتاب مولوی منصور علی خان صاحب
مراد آبادی حفظہ اللہ تعالی عن شرور الاعادی سے مین خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب
طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت
فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد سے بعزیمت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مراد آباد بعض کتب
معقول بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت انکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت انکی
پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیالہ و وقادہ و قوتِ مدرکہ جیدہ و نقادہ تھی اگرچہ حنفیہ
کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل بر اجوبۂ دندان شکن تصنیف ہو گئی ہین بندے کو مزید حاجت
کچھ تحریر کی نہین ہی تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون
کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ائمہ خصوصا رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفۂ
کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث
کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوۃ مصابیح و ترمذی یا انکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ
مذہب شافعی و مالک وغیرہما ہین اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغور
و فکر خالص انتقال کرنا انکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھ مناسبت بلکہ اجنبیت
محضہ علاوہ ازان وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم جو کچھ انمین کسی قدر اہل علم بھی تھے وہ اسقدر
غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق کہ موارد انصاف
و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بمراحل بعید آسپر یہ اور باعث جرأت و جسارت کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ
مثل شروح عینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوۃ از جانب حنفیہ معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار
و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان اذہان قاصرین مین
یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک حنفی مبنی بر مجرد رای و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہی اور اگر کہین کوئی
حدیث مطابق بھی انکے آگئی تو وہ ضعیف ہی کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور
اسی وجہ سے انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس و شبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے

اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اُس سے قطع نظر کر کے صرف اسقدر عرض
پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلہ خلافیہ وغیر خلافیہ مین نصوص قرآنی واحادیث بکمال صحت
و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد بن حنبل کی جو مبنی بر ظواہر احادیث و آثار ہی
بمذہب امام الائمہ اکثر مسائل مین اول دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھہ خیر
ان سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بیدست و پا کو مسائل اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی
چارہ نہین ہی اسی طرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی
یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان ایک پلے کا بنظر امعانی و عمیق در جملہ نصوص متعلقۂ مسائلہ بامراعات
جمیع اطراف و جوانب مراتب و مدارج از روی یقین و جزم و مراتب مختلفۂ ظن واسناد و متن از روی رجال
واضطراب و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت وغیر ذلک حصۂ اُنھین ائمۂ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متناسبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین باکمال افراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان صرف کر گئے
اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آرا و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس و آلاف برکات و انوار قرب
عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید و تفضیل دین محمدی اُنکی ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمایئے کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ
الباری معدود ہی اُسکے رجال احادیث مین بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دار قطنی وغیرہ مشہور و مشہود
ہان یہ کہیے کہ رجحان اُسمین بجانب توثیق و تعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید
بھی ملجائے تو عمل اُسپر اُسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی راجح یا
مساوی موجود نہو ناسخ و منسوخ کے علم کی یہ کیفیت کہ جسقدر اہتمام و اعتناے شان اس بارے مین بلکہ عامۂ
ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ و جہود جمیلہ جزیلہ اسمین صرف کیے گئے ہین اُسکا
عشر عشیر بھی دوسری شی مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے نسخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتمام تفصیل بحث و تفتیش
کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات و تعیین ناسخ و منسوخ مین بکثرت واقع ہوے وہ کسی قدر
مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی
شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم اور اگر کچھ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسی قدر
صالح و سزاوار تنقیح و تنقید تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اُس سے طبیعت کو سکون و طمانینت

حاصل ہوجائے اگرچہ بطور قطع وجزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے معاملات
تو شاید کچھ نکل بھی آئیں اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہی مگر معارض نقلی کے مفقود ہونے کا علم
ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہی کہ غالبا یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین کا حصہ تھا اسوقت
مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق ان سے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورای امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر
باتم طریق حاوی و قابض ہونا اُسکا محال عادی نظر آتا ہی اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہی کہ جو مشاہدہ
عین شریعت غرای حنیفہ سے اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بنمط سرایت و حلول فی مواد الشریعۃ
معلوم کر کے اُسکے انہار و بحور کے سیلان و روانگی با احاطۂ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف کلی
حاصل کیا جاتا ہی جو مخصوص و موہوب اُنھین ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا یہ مضمون خبر
اُس منبع اور اس نمط روانگی و طرز سیلان و جریان کے مخالف ہو چنانچہ موضوعیت حدیث بھی بعض جگہ
اُن مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اُن
ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اُسمین سے حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی
عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت
و دلالت و اقتضا یا عموم و اطلاق یا خصوص و تقیید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض
نقلی کی یہ ہی کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح ما بین محققین بخاری یا مسلم مکتوب و مسطور
نہو خواہ رجال اسناد اُسکے رجال الصحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون
مگر وہ حدیث اُنکی قوت ضبط و عدالت سے واصل بدرجۂ صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اُسوقت ہوسکتی ہی کہ
قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی
کہ مضمون خبر کی وہ حدیث معارض واقع ہو کہ گو بوجہ رواۃ سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے
اُسمین ضعف ناشی ہوا ہو مگر زمانۂ مجتہد مستدل تک کے رواۃ مین ضعف پھیلا نہو اور وہ استدلال اُسکا
بسبب وجوہ تام ہو اور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ میں اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانۂ ما بعد امام
طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی شرح سفر السعادۃ
میں تحریر فرماتے ہیں بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اُس حدیث کو ضعیف کہتے ہین نہ بروات ما بعد
و نہ بروات ما قبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے معارضات کا علم بدون حافظہ و تعمق کامل

جمیع احادیث مرویہ صحاح وسنن ومسانید ومستدرکات ومصنفات ومعاجم ودیگر اصناف تصانیف
حدیث علے وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل ۔ ین ہو سکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تحقیق کو
اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاے معاینۂ صورت چہ جای عبور و مطالعہ باقی احاطہ واستیعاب اور اسپر غور
کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان یہ اسباب مہیا بھی ہون تو حصر جمیع کتب اُس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور
بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیثیت لاینفک
عنہ شئی مکتوب و مدون ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلا امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جا انمین غیر مدون
ہی پھر ہماری عقل بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلۂ مقدمہ کر دینے پر کس طرح قادر ہو سکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی
اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال وتعامل وعملدر آمد صحابہ یا مذہب
راوی کے صراحۃ مخالف ہو یا روایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام وحدود با عدم علم
خلفاء راشدین ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ واحکام ضروریہ کے غیر مشہور ومستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور سوا اسکے
اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم
یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسۂ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات اور ہر معارض کے
جمیع انحا و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت یا اس سے کچھ قبل کسی سے
ہو سکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پر ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علے معناہ غیر محتمل تاویل وتخصیص ہو اور غالبا
اگر احادیث معارضہ ومخالفۂ حنفیہ کہین نکل بھی آئیمن تو تاویلات کثیرہ ومعانی جمہ کے محتمل اور تخصیصات بسیار
واحتمالات بے شمار انمین راہ پائے ہوے کہ اگر مضامین محتملۂ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر
متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کرکے معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہی بلکہ
اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف ولا کثرۃ الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونیکے بنظر تطبیق بین الحدیثین
معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیلیے جائمین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت
ظاہر بعروض ضرورت کہہ سکتے ہو یہ کل مضمون عجالۂ وقت بالبداہۃ بر بنای لزوم عقلی ونقلی تقلید بہر کیفیکہ
باشد متعلق بجملہ مسائل قیاسیہ واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے
اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح بانصاف کو بعد مطالعۂ موطای محمد ومعانی الآثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد
ومسانید امام اعظم ومرقات ولمعات وفتح البیان ومواہب الرحمن وبرہان وعقود الجواہر وشرح عینی بر بخاری

وہدایہ و شرح صغانی بر بخاری و فتح القدیر و شرح عینی بر معانی الآثار و ادلۂ کاملہ و دیگر مؤیدات حنفیہ کے بیام
واضح و ہویدا و پیدا نصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ و احادیث
و نصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح و قوی و صحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ و غیر خلافیہ پر موجود ہین بلکہ
بمطالعہ شرح فتح القدیر ہی عجب نہین کہ بعد عبور و استیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت بے ساختہ برعکس
مشہور بیکہ اُٹھے کہ امام شافعی رح اصحاب الرائے مین سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر مین سے جیساکہ
شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہین بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ در بارۂ اتباع حدیث ضعیف
و مرسل و منقطع وغیرہ و ترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابی و تابعی مشہور الاخبار بزمانۂ
صحابہ مطالعہ کیے جائین تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہدینا کچھ بعید نہوگا باقی تحقیق و تفصیل عامۂ مسائل حنفیہ
بر بنای نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بصریح الکفایہ علی شرح الوقایہ
اور اُسکے مقدمے اور شرح مسند امام بروایت خصفکی مسمی بہ تنسیق النظام
فی مسند الامام مین مذکور ہین جسکو منظور و مطمح نظر ہو اُنکا مطالعہ کرے
العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ ذی المنن المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ
ما جناہ فی السر و العلن السنبھلی مسکنا و الاسرائیلی نسبا و الحنفی مذہبا

ہم سب جناب مولانا حافظ محمد حسن صاحب سنبھلی بالمجد العلی و الفخر الجلی کے بلا خلاف موافق اور متفق ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حمدا لک یا من عمت نعماؤہ و خصت آلاؤہ و جودہ واجب فقد بعد
و صلوۃ و سلاما علی خاتم الانبیاء و آلہ الاصفیاء و صحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ
العظیم و بعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن
ضخیم و لم لا صنفہ العالم الامجد و الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی
المراد آبادی رحمہ اللہ رب الرحمن الرحیم و انی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ و اوسطہ الی الختام
فوجدتہ موافقا للسنۃ و الکتاب الکریم و لا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموما و روح روح

ابی حنیفہ نصوصًا جزاہ اللہ تعالیٰ وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین لیوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفیۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم۔ وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ محسن الرجاء ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابوبکر علی وجہ اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری الجشتی النظامی المذاق کان لہ الھادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی الوالد مولای الماجد ذی العز والجاہ الحافظ علی اسد اللہ الحاج الرئیس القادری المجیدی الصدیقی المجمری الارشدی الیہ ایونی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وزاد فی فضلہ

الجسیم۔ یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ھجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم

ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید عنایت احمد النقوی ابن السید مطیع احمد بلیونی

عبدہٗ اعجاز احمد نوشہرہ تحصیل شیخوپورہ عفی عنہ

غضب ہی جودت طبع مصنف + لکھون کیا مدحتِ سحر البیانی + جو ہوتی نیلگون نقون یہ تحریر تو کہتا مین کتابِ آسمانی + سبحان اللہ مضامین ہین یا گلدستہ ریاحین۔ طبع کی روانی ہی یا جادو بیانی۔ جو مضمون ہی یکتا ہی۔ جو طرز ہی وہ نرالا ہی۔ ہر جواب لاجواب۔ ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض

تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد۔ جسمین طعن و تشنیع کا پورا پورا انسداد الٰہی یہ اعجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو۔ کج فہمون کے حق مین کھٹکتا ہوا خار ہو

حامدًا و مصلیًا۔ فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی جو اسکے مطالب کو نمانے دونون جہان مین خراب ہی۔ یہ تحقیق و تدقیق بن پڑنا ابو حنیفہ کوفی صوفی کی کرامت ہی۔ جو اسپر بھی نہ سمجھے اسکی بیان دربردہ اور وہان ظاہر اشامت ہی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہون۔ خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون۔ ان غیر مقلدون کی طرف سے

خصوصاً نہایت مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ در حقیقت ممیت الدین ہی جو زبان درازیان اور دریدہ دہنیان نسبت ائمۂ مجتہدین اور علمای مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا جواب باصواب بدلائل احادیث و آیات قرآن اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب کے ساتھ بحوالہ کتب سنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھوں مین ہدایت کا نور آیا ان لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہین ہی انہین سے دشمن مقلدین و دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق بئس القرین ہی مسلمانون کی صفوف مقلدین سے کدورت لاحول ولا قوۃ جہان تقلید کو چھوڑا لامذہب ہو گئے ۔ ادھر کے نہ ادھر کے درمیان مین مذبذب ہو گئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوے پرانے فیشن کو چھوڑ کر نئی روشنی والون مین شامل ہوے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن طعن کی بوچھار ہی حضرات صوفیہ پر زٹل قافیون کی بھرمار ہی یہ مجرد خیال و امکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہی کہ مصادیق و افراد اس معنی کے علیگڑھ و دہلی و لکھنؤ و حیدرآباد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آئے اللّٰہم انصر من نصر دین محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم و اجعلنا منہم آمین یا رب العالمین

الجواب بالصواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی ھذا النبی المجتبی و الحبیب المرتجی و آلہ و اصحابہ اہل الحق و النقی و علماء امتہ و مجتہدی ملتہ و المقلدین لہم باحسان دائماً ابداً حضرت حق تبارک و تعالی نے اپنی رحمت کاملہ و نعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم پر قرآن عظیم و ذکر حکیم نازل فرمایا تبیاناً لکل شیء جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہی مگر اسکے ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہی اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ کہا و نہین کہی تو سب کے لیے ہین پر انکی سمجھ انہین کو ہی جو علم والے ہین الرَّحْمٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا اسی جہت سے سوال ضرور ہی ہر فہم قاصر اسکے ادراک سے معذور ہی فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ذکر والون سے

پوچھو اگر تمھین خبر نہو ۝ وکل العلم فی القرآن لکن ٭ تقاصر عنہ افہام الرجال
اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیٔ ہی حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہجاتی اسی لیے ارشاد
فرماتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری
مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین
کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اُسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہی یا منع کرنے کو تو بولے مین
نہین جانتا ہمنے جو خدا کی کتاب مین پایا اُسکی پیروی کی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ
والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا قرآن اور اسکے ساتھ اُسکا مثل یعنی حدیث الحدیث
اخرجہ الدارمی وابوداؤد وابن ماجۃ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان
اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع ای عزیز اسی گمراہی کی شامت ہی کہ وہ
پیٹ بھرا بے فکرا اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہی جب اُسے یہ حدیث پہنچے کہتا ہی ہم یہ حکم قرآن مین نہین پاتے
قاتلھم اللہ انّٰی یؤفکون ۝ جان ای برادر ایسا ہی ہوتا تو معاذ اللہ حضرت حق سبحانہ وتعالی کا یہ ارشاد
ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتھوا جو تمھین رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے
باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر
مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور روے شریعت غرا
وبیضا سے نقاب وحجاب کو اُٹھایا فصلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی الہ قدر جمالہ وجلالہ وفضلہ
وکمالہ یہان تک تو صحابۂ کرام وائمہ مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایسا
نہ فرماتے تو ان ارکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ثاقب وفکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسیلیے ارشاد ہوا یعلمہم الکتاب والحکمۃ یہ نبی اُنھین کتاب وحکمت سکھاتا ہی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی غیر فقہا وصحابۂ کرام کے حق
مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اجلۂ
ائمہ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث

گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ
من سنۃ اہل المدینۃ خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت کی قدیم روش حدیث سے بہتر ہو سیدنا
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اُنکے خلاف پر
حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجہل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین معلوم ہین مگر عمل تو
اُنکے خلاف پر ہو چکا ہی محمد بن ابی بکر بن حزم سے جب اُنکے بھائی کہتے لم لم تقض بحدیث کذا تمنے فلان
حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس علیہ مین نے لوگون کو اُسپر نہ پایا کل ذالک نقلہ
الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اُسکے وجوب مین کسی طرح کا
کلام نہ رہا اور کیونکر نہو گی حالانکہ ہر شخص نہ جمیع ادلہ شرع وحفظ آیات واحادیث واحکام وغور کامل وفحص بالغ
وتامل صادق ومراعات وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمیز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی ومواضع اجماع
وانواع حدیث ونقد رجال وادراک مورد ومقتضی واسباب نزول وطرق تعلیل سے متصف نہ اُسپر غیر مجتہد کو قدرت
میسر پھر کیا یہ مرضی ہی کہ ان مدہوشون کی طرح ہر جاہل بے تمیز خربے لجام وشتر بے مہار کردیا جائے آہ عزیزو
تم کیا اور تمہاری بساط کتنی بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فلم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقۃ نپانا
سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر ہوئی
ارشاد فرمایا قتلوہ قتلہم اللہ الا سالوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اُنھون نے اُسے
قتل کرد الا اللہ انھین قتل کرے کیون نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہی رواہ ابوداؤد
عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما العظمۃ للہ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا ورسول کا کلام سمجھنا
کچھ مشکل نہین نہ اُسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو آن پڑھون کے سمجھانے کو اُترا ہی ای غافلو اگر یہی مانتے ہو
تو کیا حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا سیدنا عبداللہ بن عباس وحضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم
کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کما رواہ البخاری والامام احمد محض عبث وتحصیل حاصل وشبیہ بالھزل
تھا نہین نہین جبرًا ماننا پڑیگا کہ بے شک خدا ورسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہی اور بے شک اُسکے لیے
علم غزیر وسامان کثیر درکار ہی لہذا حضرت حق تعالی وتقدس کی رحمت عامہ ورافت تامہ نے کہ اس امت
مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بنہایت فور متوجہ ہی ان اکابر دین وعمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت
مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کردیا حکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل

اپنے دوش ہمت پر اٹھایا فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر الجزاء وھنّاھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء آمین آب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذا باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اسی کے مکنونات وخبیات کو منصۂ ظہور مین لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح ومقبول ٹھہرا اسی طرح اُن آبای امت و خدام شریعت مظاہر علیہ انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم کے ارشادات بھی مُظہر احکام خدا ورسول ہین نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالی تو انھین سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن وحدیث پر حرف رکھنا ہے علے الخصوص حضرات مطہرہ ایمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ انھین جو حسن قبول وتلقی امت بالاقتدا سے بہرہ وافی ملا وہ انپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یہان تک کہ صدہا سال سے فرقہ ناجیہ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہے کما اثر العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خودی پسند بے قید وبند جوان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد وطینت فساد ادنی تشنیع کرکے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرے یہ سب ایمہ رشد وہدے ہین اور ان سب کے پیرو سالکان راہ خدا جزاھم اللہ عنا خیر الجزاء علمای دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات ایمہ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبھم واتباعھم بالیقین تمام اولیای باقیین سے افضل واکمل ہین قال سیدی عبد الوھاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان اکابر الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامھم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین پھر ایسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے قال ربنا تبارک وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اُس سے لڑائی کا اعلان کر دونگا۔ اُف ری ہمت اُن لوگون کی اور بل بے جگرے اُن بہادرون کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو تیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع اولیائک آمین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت فرمائے کہ انھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرماکر قلوب مؤمنین کو شفا اور صدور منکرین کو زیادت غیظ وشقا بخشی فرحم اللہ من شغف واستشفے واغنی وکفی والسلام علی من اتبع الھدی۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المغتاق الیہ المتوکل علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری

البرکاتی البریلوی اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ وبمثلہ
لکل مؤمن ومؤمنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

محمد نقی علی خان ۱۲۸۹ — احمد رضا خان ولد مولوی

عبارات مثبتہ بمواہیر و دستخط علمای دیوبند و سہارنپور و منگلور

بلمہ سبحانہ بعد حمد وصلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہی کہ بعض جا
پر تو بہت ہی محمد لکھا ہی اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا بہرحال
مضمون اسکا رد ہفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہی اور
واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی۔

رشید احمد گنگوہی ۱۲۸۹

ہم سب مدرسین مدرسۂ دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہین اور تصدیق کرتے ہین فقط

محمد یعقوب ۱۲۹۴ — محمد محمود ۱۲۹۶ — احمد اسمٰعیل — رحیم بخش — محمود حسن ۱۲۹۷

حامداً ومصلیاً مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالی نے جوابات مین طریق
انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کر دیا ہی اور حق کو باطل سے جدا فرما دیا۔ جزاہ اللہ عنا
خیر الجزا اور اس فرقے نے ایمۂ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل آجکل کے نیم ملایان خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ
اُنسے بھی کم کہ اُنکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہی استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری
مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن انھون نے فقہا کے ذیل مین کہین
بھی اپنے استاد کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ انکا
نام فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین لیا جائے تو اور کس شمار مین ہین پس
اصل یہ ہی کہ جسکو نور عقل وفہم سے ازل مین حصہ نہین ملا وہ مجتہدین کے
مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور فقط

رحم الٰہی منگلوری ۱۲۹۲

ثنا محمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + کتاب ظفر مبین ایک زمانے مین
نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اسکے دیکھے گئے بجز طعن وتشنیع ایمۂ سلف کے اسکے مؤلف کا
مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا اور اتنی جہان تک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی اُسی قدر اپنے مقصد کے

اداکرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من شرور انفسنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب
نظر نہین آتا۔ اللہ تعالی مصنف علام کو جزای خیر عطا فرمائے
اور اس نسخے کو مقبول خاص و عام کرے۔ حررہ خلیل الرحمن
ابن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

محمد خلیل الرحمن

محمد حبیب الرحمن

تقاریظ مثبتہ مواہیر و دستخط علمای کاملین شہر مرادآباد و علیگڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد الذی
قال من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین اما بعد فقد طالعت ہذا الکتاب المسمی
بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیہ فوجدتہ حقا صحیحا وصدقا
نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالی مسلک ارباب التحقیق
وابطل مکائدہم ومطاعنہم بتقریر انیق علی الاصول الراسخۃ للامام الطمطام القمقام الذی ھو
سراج الامۃ نبی اٰخر الزمان الشیخ المشہور بابی حنیفۃ النعمان
جزاہ اللہ عنہا وعن جمیع المسلمین۔ حررہ العبد المفتقر
الی رحمۃ اللہ الغنی ابو المکارم الدعو محمد قاسم علی المرادآبادی

حامدا و مصلیا و مسلما۔ بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جاسے بامعان نظر و غور کامل دیکھا
تو الفاظ و عبارات بنہایت درست اور جوابات اُسکے اعلے درجے کے نہایت چست پائے تیح تو یہ ہی کہ یہ کتاب
اپنی نوع مین لاجواب ہی مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ و سلام کے ساتھ عمدہ
تطبیق دی ہی اور ہر ہر مسأئلے کا ماخذ کتاب و سنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہی اور بڑی خوبی اس کتاب
کی یہ ہی کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا ہذا مناظرات باہمی تعصب و تعند سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی
تحریرات مین افراط و تفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہی مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ محدث فقیہ مولانا
مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل اللہ سعیہ مشکورا ولا زال ھو کاسمہ مظفرا و منصورا
کا کمال انصاف ہی اور غایت تہذیب کہ باینہمہ گستاخی و شوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب و عناد سے
مالامال ہی اور بہ نشۂ تعصب اُس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازیاں کرکے
اپنے کو موردِ لعنت بنایا ہی۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد

ہدایت بنیاد وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا کے عمل کیا اور بطور جزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ
مِثْلُهَا کے بھی انکے حق مین کچھ لکھنے سے اپنی زبان و قلم کو روکا بالجملہ یہ کتاب از جملہ مغتنمات ہی و داخل
باقیات الصالحات - اللہ تعالے مؤلف کتاب کو جزائے خیر اور برادران
اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے - کتبہ بعت لمہ خادم الطلبہ احقر الزمن
احمد حسن الحسینی الامروہوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ جمیعا - فقط

حامداً ومصلیاً - فی الواقع یہ کتاب لاجواب روشن فتح مبین ہے
کتبہ احقر العباد اسمہ یحیی غفر اللہ لہ ولوالدیہ

حامداً ومصلیا - اما بعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی
سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی الاستقامۃ والسداد وبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب
وویلا لمن لم یتخذہ خلیلا وواحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا وجزی اللہ عنا المصنف
جزاء موفورا ویجعل سعیہ مشکورا نمقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ
الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق - فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب دام فیوضہم غیر مقلدین
کے رد مین ایسی تالیف ہوئی ہی کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی
افراط و تفریط سے خالی ہی حق و انصاف سے مالامال ہی عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہی کہ مؤلف دام فیوضہم نے
تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہی یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہی
کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہی اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ
وارنا الباطل باطلا کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا النسخۃ السامی
بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ما ھو کافی

لدفع اوہام الزائغین وشاف لاثبات ماھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل مالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

مدرس مدرسہ علیگرھ از ارشد تلامذہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم

عبارات مستندہ مثبتہ مواہیر ودستخط علمای اعلام وفضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعۃ کے اوسکو صحیح پایا فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا وتکلم بے جا باقی نہ رہی جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء - فقط - العبد الراقم

حامدا ومصلیا ومسلما - فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے تحقیق اسکی قرین حق گوئی وانصاف ہی - اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہی - نمقہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان وھدی واوضح لہ بینات من الفرقان والھدی وجعل مساعیھم فی اخذ ناصیتھم الیہ مشتی فیوفق من یشاء لما یحبہ ویرضی فیعطیہ الفہم والذکا والفقہ فی الدین والتقی ویشرح صدرہ ویسرہ للیسری ویضل من یشاء ان یھوی ویذلہ فی الدنیا ویخزیہ فی الاخری فیجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ویسرہ للعسری والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ والوری افضل من ادلی الیھم ربھم وعلمھم شدید القوی من اطاعہ فقد اطاع اللہ ونجا ومن عصاہ فقد تاہ وھو وضل وغوی وآلہ واصحابہ الذین ھم شموس براقع الترفع والعلاو اقمار ظلام الاھوی ونجوم الدجی

وعلی من تبعہم باحسان الدی من المجتہدین وایمۃ الدین الذین لہم الدرجات العلی
اتاہم بہم من لدنہ ذکری لاسیما الاربعۃ الذین فاح من انوار ریاضہم القدس نفحات
الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفہم وشذی وظہر انوار مقباس حقائقہم وتجلی
فضاء فضاء الخلق الی المنتہی وابرزوا کنوز الدقائق الاسنی فلاح فلاح العالمین واسعف من
امن بہم بان قلدہم باعیانہم فقد استمسک بالعروۃ الوثقی ومن اظلم واطغی فاعرض
عنہم وابی فلعلہ باخع نفسہ علی اثار من اتبع ہواہ بما سعی وتقحم فی الاخسرین اعمالا
الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا **وبعد** فان عادۃ
اللہ قد جرت وسنۃ اللہ قد مضت فی حفظ دینہ وشرع امینہ فی کل زمان ومکان من
بدء طلوع ذکائہ الی الان ان یبعث الحق علی عقبی المبطل الزاہق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغہ
فاذا ہو زاہق کما قال العلامۃ ابن عابدین علی قول الدر ولا یخلو الوجود عمن یمیز ہذا
حقیقۃ لا ظنا جزم بذلک اخذا مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ
من امتی ظاہرین علی الحق وذلک لانہ سبحانہ وتعالی محافظ لما اوحی الی عبدہ ما اوحی وہو
متم نورہ ولو کرہ الکافرون کرہا فما اراد احد ممن مضی ان یطفئ نورہ الا وقد اذلہ اللہ واخزی
وما نہض فرد من اتی ترید ان یلبس الحق بالباطل الا ونکسہ اللہ واذری نکانہا کلمۃ سبقت
من ربنا الذی لہ الاسماء الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی
فلذا بعث ہذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانہ واشباہہ فی کل
فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی لذی اعنی المولوی منصور علی خان المرادابادی
صاحب ہذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوۃ المضلین وزبدۃ المفسدین
من الفرقۃ النجدیۃ المفتنۃ الحادثۃ الشائعۃ الذائعۃ فی زماننا شیوع السعی فی ذبوع
الذوی وتقد رأینا کتابہ ہذا وخطابہ الابہی مع ذلک الکفل الاعزل الغمر الفدم المافوق
الخب الاعشی فوجدناہ قد اتی فی مباحثہ ببیان شاف وبرہان کاف وتبیان اوفی
فللہ درہ حیث سلک مسالک الاقتصاد فی اماطۃ الاذی عن طریق الحق وسبیل السوی
فمن صدق بہ وارتضی وتسلمہ وتصدی فقد اذعن للحق المتلقی واہتدی وتقلص

عن شوب اللظی و اتقی وصدق بالحسنی فکما من استکبر واستغنی و ادبر وتولی وسعی فی خلافه
وتلهی فقد اعتدی وطغی وتعدی وعتی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی طائفة ودعهم

الله وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة
اعمی فقنا الله سبحانه وتعالی وسائر اخواننا المینال به
القربی من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله
علی سیدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعین ابدا ابدا

باسمہ سبحانہ
ان هذا الجواب
حق صحیح صریح
والمجیب نجیح - فقط

المجیب مصیب

حامدا ومصلیا
اصاب من اجاب
فجزاه الله خیر الجزاء
عنی وعن سائر النظراء

تقاریر مستندہ وعبارات مصدقہ علمای مشاہیر وفضلای نحریر شہر دہلی

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید المرسلین وعلی اله المجتبین واصحابه المنتخبین واتباعه
المنتصرین وانصاره المجتهدین اما بعد فیقول الصدیقی الحنفی محمد شاه اوصله
الله سبحانه وتعالی الی مرضاه لما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام
بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبیاء کما فی حدیث رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجة
والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه
وان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان رواه مسلم وغیره من المحدثین وکان حکم الزمان

لان الزمان السابق خير من اللاحق بحكم حديث خير امتى قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم الحديث متفق عليه حتى صار ترجمته هكذا كل يوم ، بتر بحكم حديث قال عليه الصلوة
والسلام لا ياتى عليكم الزمان الا الذى بعده شر منه حتى تلقوا ربكم رواه البخارى حتى كان اخر
الزمان اشد الاشد حيث خرج طلاب الدنيا بالدين والدجاجلة الكذاب فيخترعون فى صور المشايخ
والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة كما فى مجمع البحار فى بحث الدجال بحكم حديث
فانه قال عليه السلام يخرج فى اخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس
جلود الضان من اللين السنتهم احلى من السكر وقلوبهم قلوب الذياب رواه الترمذى وقال
عليه السلام يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم بالاحاديث بما لم تسمعوا انتم
ولا اباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم رواه مسلم وكان حال السفلة وعادة الجهلة
اغترارهم بالامور المحدثة واسراعهم الى قبول الاقوال الباطلة عند العلماء العظام والفضلاء الكرام
كما صرح به مسلم صاحب الصحيح حيث قال فى صدر الصحيح لما تخوفنا من عواقب الشرور واغترار
الجهلة لمحدثات الامور واسراعهم الى اعتقاد خطأ المخطئين والاقوال الساقطة عند العلماء رأينا
الكشف عن فساد قوله ورد مقالته بقدر ما يليق بها من الرد اجدى على الانام واحمد للعاقبة
ان شاء الله تعالى انتهى قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قديما وحديثا مشمرين لنصرة
الدين والشرع المتين بالقدح والجرح والرد بالجد على اهل البدع والاهواء واهل الزيغ والاغواء
بالدلائل الواضحة والبراهين الساطعة من الادلة الاربعة الكتاب والسنة
والاجماع والقياس كالائمة الاربعة فلم يزالوا هكذا وهكذا حتى قام جامع المعقول
والمنقول حاوى الفروع والاصول سالك مسالك المتقدمين هالك لسالك المبتدعين
المولوى محمد منصور على خان المرادابادى ادامه الله ذو المنن والايادى فصنف كتابا فى كشف
مكائد غير المقلدين فسماه بالفتح المبين فى كشف مكائد غير المقلدين فلما رأيته فى
المواضع المتفرقة والمقامات المنتشرة فوجدته كتابا مستطابا
جعل الله تعالى سعى صنفه ومعينه سعيا مشكورا واجرا موفورا واخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة على سيد المرسلين

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد مین نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا بہت عمدہ کتاب ہی اور خوب ہی جواب باصواب ہی کیون نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوای غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہیری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا تھا اور جسکو سواے اردو کتابین دیکھنے کا اور کچھ لیاقت نہین نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ انکے دلائل سے واقف اور پھر احادیث مین اپنی عادت تقدیمانہ کے موافق دغابازی و حیلہ سازی بلکہ محض بے ایمانی سے اعتراض جانے کو آندھی) قابل جواب و لائق خطاب نہ تھا مگر بحکم

ع چو باسفلہ گوئی بنرم و خوشی ✤ فزون گردش کبر و گردن کشی ✤ مصنف موصوف نے اس کتاب مین اُسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ لوگ اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے آئمہ اللہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ جنکی عبداللہ بن مبارک و وکیع جیسے یحیی بن معین وغیرہم ائمہ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم و کثرت قبول پر انکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جس نے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہی یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوۃ نہ دینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی و عباس و فاطمہ زہرا رض و ابوبکر صدیق کو مصداق سباب المؤمن فسوق و قتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیای کرام و صحابہ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کیطرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی

عصمت کا منکر ہونا وغیر ذالک من القبائح التی لا یحسن ذکرھا فی ھذا المقام) برا کہے اور ایمۂ کرام اور اُنکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث و اقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو شرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اُڑائین) مشرک وتارک احادیث و قرآن قرار دین اور اپنی اس ہماے الحادی ونفس الدخالی کو عامل بالحدیث بنائین چہ خوب ۔ از صحن خانہ تا طلب بام ازان من ٭ وز سقف خانہ تا بہ ثریا ازان تو ٭ کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک وابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی شئ رواہ ابوداؤد یعنی انس سے روایت ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اُنکی باتین اچھی اور کام بُرے ہونگے قرآن پڑھینگے لیکن اُنکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہان تک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے نہونگے ۔ خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون ۔ حررہ ابو محمد عبد الحق الدھلوی ۔ مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی

عبد اللطیف المجددی ۱۲۹۸

محبوب الرحمن مجددی ۱۲۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو کیا	لکھون مین نعت کیا میرا ہی رتبا

امابعد یہ خاکسار ابوادریس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہار نفوری بھائی مسلمانون کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہی کہ یہ فتنہ لامذہبون نے جو چند سال سے اُٹھایا ہی یہ ہمرنگ اُس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمانؓ شہید ہوے اور قاتل اُنکے جہنم مین گئے اُس فتنے کا سردار ابو مسلم عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنہ کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا پس اس فتنے کے سردار

لالانت رام صاحبزادے لالہ کوڑی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے مسلمان ہوے کہ اسلام اور مسلمانون
مین فتنہ ڈالین جیسے عبداللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمانؓ سے باغی کیا
اور سب کو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل اور لائق خلافت کے حضرت علیؓ تھے نہ کہ حضرت عثمانؓ آن لالہ صاحب نے
بھی عمل بالحدیث کے پردے مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کرا کے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب
رسول اللہ چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب کے
اس یہودی کے دھوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت انصار اور مہاجرین کے مشورے
سے ہوئی اور حضرت علیؓ نے بھی خود انسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس یہودی کے بہکانے مین آئین ایسے
ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا آج کل کے تو نہین زمانۂ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت
مین چلے آتے ہین بلکہ زمانۂ حضرت صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورۂ پیغمبر ہوا کرتے تھے
پیغمبر صلعم بحکم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کے انھین سے مشورہ لیتے تھے اردو سیر کی کتابون مین اگر ملاحظہ کیا جائے
تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم مشورہ فقہاے
صحابہ سے لیتے تھے یا غیر فقہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان تھے جیسے اس یہودی اور اسکی قوم نے
حضرت عثمانؓ کے فضائل جو دربار نبوت سے عطا ہوے تھے فراموش کرکے کان لم یکن کردیے تھے ویسے ہی
اس ہندو قوم نومسلم نے معنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات و احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھالکر
بھلا دیے کما قال اللہ تعالی فما لهؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا وقال رسول اللہ صلعم
فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اُس یہودی نے بعض اچھے اچھے لوگ
مسلمانون مین سے مکر و فریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے ویسا ہی اس قوم ہنود نے بعض علماے اسلام کو
کہ جنکی خلقت ارض ملین سے ہے اور درحقیقت وہ مقلد مال و جاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگا لیا اور جیسے
اس قوم یہود نومسلم نے ایک دم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ یہودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے
کو جاری کیا۔ اور بعض انکے اس کام پر مسلط ہوے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہے حضرت عثمان کو قتل کرنا
اجر عظیم ہے سو وہ انسے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ نے قتل کرایا
انھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہؓ کو طالب قصاص خون خلیفۂ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا
ناک مین دم کرایا بعض اس کام پر مامور ہوے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس

جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی
کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اُنھون نے قصہ ہی پورا کیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ٥
ایسا ہی اس قوم ہنود نو مسلم نے عقائد ہنودیہ کفریہ ایک دم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے
دلون سے شان و وقعت دین اسلام اُٹھانی شروع کی بعض اسپر آمادہ ہوے کہ اُنھون نے مسلمانون کے دلون سے
شان فقاہت کہ عبارت کامل سمجھ سے ہو اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلیٰ درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اُٹھا دی
یہان تک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنت فاروقی ہی اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہا ہی بعض
اہل اسلام کے دلون سے اُٹھادی کہ اُنھون نے اُسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس
رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف
کراکر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا
کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہو گئے ہم تمکو فقط قرآن شریف
کے معانی بتاتے ہین کہ اُس سے قیامت مین پوچھ ہی اور مضمون يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا
کو قطعاً فراموش کیا بعض نے انھین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اولو العزم علمای امت کی مذمت (جیسے
ائمہ اربعہ اور اتباع اُنکے کہ اُنھون نے جد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان و مال کو سب قربان کیا اور
اُنکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئیں اور وہ مقبول کافہ انام وجملہ اہل اسلام ہوے)
اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اُنھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی
کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ ان دنون ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرچند بن دیوانچند صاحب
کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اُسمین لکھا ہی کہ امام اعظم نے سو مسئلے
حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ نجانا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اُنکی تقلید بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورون فضلا
و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہی حتی کہ اس جماعت نو مسلم کے پیشواؤن نے بھی اُنکی تقلید اپنی بڑی عزت
سمجھکر قبول کی ہی لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا
کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اُنکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہی اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اُنکی
شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قَالَ مَا مُنَادَسَيِّدُنَا الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ

اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو آمیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلاء مین
لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازے پر پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی آور چار سو تینتالیس فقہای محدثین
مقلدین کے محاسن اور مناقب اُسی کتاب مین اُنھون نے لکھے ہین آور اُنھون نے اپنی کتاب تقصار مین
تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھہ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نو مسلم اگر انکو دیکھکر ایمان
لائے تو اپنی غلط فہمی بھول جائے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین
اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اُنھون نے جواب اُسکا اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان
مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہو لالہ صاحب نے یہ دھوکا
کیسا دیا کہ امام صاحب کے سو مسائل مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے معتقدون
کی مہرین اس کتاب پر کرالینی تھین کہ انکا بھی مافی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدہ دلی ظہور مین آتا اب
معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین ہے ؎

نہین ہو معتقد انکا اگر حاسد تو کیا غم ہو	ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ نجانا کہ عنایت الٰہی
سے ڈنکا انکے مذہب کا از شرق تا غرب اسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہو جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر
ہو کہ یہان حنفی مذہب کے علما ٹڈی دل ہین دیکھو تو کیسی انکی زراعت زمین لامذہبی کی خاک اُڑاتے ہین اور
انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی کیسی ہزیمت المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ
کم جانا آجتک جواب اُسکا نصیب نہین ہوا آور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری
ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان ہو کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو مونہہ نہ دکھاتے اور اس
ظفر المبین کے جواب جو چند در چند ہوے ملاحظہ مین گذرے ہی ہونگے آب یہ فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہو
قبول کیجیے خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا اپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور چھیڑ چھاڑ
شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہو دلیرانہ جبین بر جبین شدہ لا نامیدان استغاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ؎

جاسکتا کوئی اُس بُت خود کام تک نہین	جائے اگر تو کام نہو کچھ نہ پوچھ تو ہو
دو چار گالیان ہی ہین خط مین لکھ کے بھیج	گرچہ دعا سلام نہو کچھ نہ پوچھ تو ہو

چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس فرقہ نامبارک کو ارسال

کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے وہ گالیان مجھے لکھین کہ اُسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اُنکی تحریر سے قطعاً معلوم ہوگیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہی مگر خرچی پہ چلانا خوب ہی ایسا ہی جواب اس کتاب کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب اس فرقۂ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہی اہل مجلس اُٹھے جاتے ہین جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہی باد مخالف کے جھونکے بیحد چل رہے ہین اُسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسی کو کچھ بن نہ آتی تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا مونہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقۂ ناعاقبت اندیش نے وہ تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بنگئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہون سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کرگئی حسد کا بازار گرم ہوا کہ ایک کو ایک دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ الغرض یہ ایسی کتاب ہی کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہی ۵

کتابے ذی کرخشندہ ذکائے — کہ ذرہ ذرہ ازوی پر ضیائے

دہد فتح المبین را ہم بقائے — مصنف را دہد روزی فراوان

خدا منصور دارد مثل نامش — براعدائش بود نازل بلائے

بقلب منکر تقلید نعمان — زتاثیر کلامش باد جائے

بحق احمد و اصحاب و آلش — بود مقبول یارب این دعائے

زخلاق جہان عرض من این ست

زراحت روح در کیان ہم رضائے

محمد عبد الرب

مہر مولانا ناظر حسن صاحب دیوبندی مدرس مدرسۂ سنہری مسجد حال نزیل شہر دہلی۔

محمد ناظر حسن

محمد عبد الحکیم

جاء الجواب بالصواب

عبد الرزاق ۱۲۸۷ الحنفی

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام بسلی بھیت

الحمد للّٰه الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمدٍ صاحب القراٰن صلی اللّٰه علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ وسلم الی ما تعاقب الملوان ووفقنا التقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعفِ اسلام ہی کہ دینداری برائے نام ہی اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہی جدھر دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہی علم و عمل نایاب ہی جہالت کا ہر طرف

فتح باب ہی لعن وطعن کا بازار گرم ہی نہ کسی کو خدا کا خوف ہی نہ رسول سے شرم عجب دور ہی طرفہ طور ہی
زمانۂ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اُسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ
گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علمای معتبرین اور اولیای کاملین پیدا ہوے اور سبھون نے
اتفاق کیا کہ دین حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہی چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا
اسی طرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبۂ قربت وولایت
کو پایا لیکن اس تیرھوین صدی مین کہ آخر القرون ہی چند سال سے فرقۂ وہابیۂ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان
طریقہ نکالا ہی کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اُسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین
حضرات ایمۂ اربعہ اور اُنکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اُنکے مسائل کو مخالف قرآن وحدیث
کے بتاتے ہین اُنکے کذب وافترا سے شریعت مین فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگون کے دلون مین عقائد
فاسدہ اُنکے گھر کر گئے بے شبہہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق
نے بطور پیشین گوئی کے يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ فرمایا چنانچہ مصدق اس
حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لُب لباب موسوم بظفر مبین نتیجۂ عداوت و
کین تصنیف محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین اور مفسد بالیقین ہی دیکھنے مین آئی جسسے مسلمانان مقلدین
خصوصًا عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف
پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جُہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے
کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا یہان کیا خوب مضمون برجستہ حسب حال اُنکے زبان قلم پر آیا ہے ؎

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ	کہتے ہین ایمہ کو بُرا شام وپگاہ
شیطان ہین بہکاتے ہین ہر مومن کو	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه

غرض کہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا سے فاضل جلیل علامۂ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل
مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان
مناظرہ مین نیزۂ قلم کو اٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ کا نتیجہ پایا حتی کہ مولانا منصور نے تمام عالم مین فتح ونصرت
کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین مین بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا

وصی احمد سنی سورتی

جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی

نحمدہ ونستعینہ ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو کامیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہے سب قوی اور صحیح اور مجمع بہا ہیں اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع و قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب

عبد اللطیف ۱۲۹۰ھ

نظر نہیں پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانیوالے کو جزای خیر دے اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی

تقاریر بے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور و امرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی ۔ وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی ۔ لعمری لقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین ۔ والمہین والمتین ۔ وثبتہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا ۔ ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم

محمد الدین

ہداۃ الشریعۃ الغراء ۔ جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی ۔ نمقہ الفقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

باسمہ سبحانہ ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر مبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ انداز مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل

خلیفہ حمید اللہ

حنفیہ را بر اقوال ظاہریہ کہ از کوچۂ تحقیق محض نابلد اند بزبان اردو وا نمودہ اند ۔ حررہ خادم شریعۃ رسول اللہ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین سنہ ۱۳۰۰ھ ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پہنچی اور دوسرے روز باعث عجلت وقت کے واپس دیگئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی لیکن تاہم بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ

مشتے نمونہ خروار ہوتا ہی اسلیے میری رائے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ منداور
ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہی حررہ الفقیر البگوی نور احمد امام مسجد بادشاہی لاہور

حامدًا ومصلیًا- امابعد فقد رایت ھذا الکتاب من اولہ الی اٰخرہ فوجدتہ
مطابقًا بالقراٰن والحدیث والاجماع والقیاس- سعی المصنف فیہ سعیًا کثیرًا
وادی حق الردِ تحدیثا وتفسیرًا اجزاہ اللہ عنا وعن سائر
المسلمین خیرالجزاء- فقیر محمد الحنفی الجھلمی ثم اللاھوری

باسمہ سبحانہ نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقًا لاھل السنۃ والجماعۃ
جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجورًا وعند الناس مشکورًا- آلعبہ الاثیم
فقیر برھان الدین والمولوی عبدالرحیم- امام مسجد گمٹی بازار

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا- کتاب لاجواب کاسر رؤس طغقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور
اسم بامسمی ہی رد مجموعہ مفتریات اعدای دین ھداھم اللہ القوی المتین جسکا نام برای نام ظفر المبین
ہی میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبون کے فرقہ
طاغیہ باغیہ گندم نمای جوفروش کی قلعی کھولتی ہی اور حق نمائی مین آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہی اعدای
حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی قلع وقمع مین سیف صارم کا کام دیتی ہی خداوند تعالی عزاسمہ حضرت مصنف
علام کو جزاے خیر عطا فرمائے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا + اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا
کیا ہی بھانڈا پھوڑا + واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہی + اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر دندناتے ہوے
دل کھولکر بے دھڑک یہ کہین جاءَ الحقُ وَزَھقَ الباطِلُ اِنَّ الباطِلَ کانَ زَھُوقًا اور بیچارے
لامذہب غریق دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہوکر کہین یالیتنی کنتُ تُرابًا اگر ابھی لامذہب
باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا شیوہ ناصواب ہی باز
نہ آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب ہی- ع جواب جاہلان باشد خموشی + ع

اگرنہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمہ آفتاب راچہ گناہ	

والسلام علی من اتبع الھدی- حررہ الراجی رحمۃ ربہ الباری
ابو البشیر عبدالعلی العادی- مفتی ومدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

تقاریظ مثبتۂ مواہیر و دستخط علمای مشاہیر آرا و ہوگلی و کلکتہ

الحمد للہ الذی لولاہ ما اھتدینا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل الیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا وعلی الہ واصحابہ الذین ھم معتقدانا وعلی الائمۃ المجتھدین ھم وسیلتنا فی القرب ولاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمۃ للعالمین اما بعد میگوید کمینہ است کمترین اہل سنت بندۂ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجالہ الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذہبا والحدثی مشربا والصدیقی العلوی نسبا وبواسطہ وبواسطتین الحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء اللہ تعالی کہ چون مژدۂ قبول اسلام مولوی محی الدین وامثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدی ست تاہم مردمان در زمرۂ اسلام داخل میشوند وبجماعت مومنین رغبت میکنند در مسرت وشکر این بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفۂ ایشان گردید مسرتم برنج وغم انجامید وزمانی متحیر ماندم کہ آلہی این چہ معاملہ است آیا این نومسلمان در پردۂ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام ارادہ کردہ یا چہ مطلوب ایشان ست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب گو ہر چند باسلام گرویدہ اند لیکن ہنوز ادب کہ سر آمد اخلاق یا یان ست از کسی نیاموختہ اند بل بگوش جان ہم نشنیدہ اند

ہر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود		حافظا علم ادب ورز کہ در حضرت شاہ

نتیجۂ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ واز جادۂ ادب پا بیرون نہادہ وبا اکراد خود مؤدب ست از مقلدان این کتاب مؤلف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست کہ از دیدن این کتاب نتیجۂ بد نہ بر داشتہ باشد بجمیع معاندین دین را دستاویزیست خوش وبے او بان را تمسکے ست خوب و در حق حنفیان تبرائیست کہ بران جان بازیہا وجنگ کردن ضرورت افتادہ ست خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور وفساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق وتباغض بحدے پیدا گردید کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار موجب موافقت وتحابب باخودہا خواہد شد بخلاف آن ذریعۂ تفارق

دو وسیلۂ تباغض فیمابین گشتہ | تو برای وصل کردن آمدی | نی برای فصل کردن آمدی

نعوذ باللہ من ذلک تالیف این کتاب بلائی ست ومطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان

دور تر دارد و از فضل خود ایشان را مؤدب سازد | از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم شد از فضل رب | بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہر چند این فقیر ازین وادی در گذشتہ است کہ میانِ غوغای طلبہ در آید و بمیدان لا ونعم و جنگ و جدال

با منکرین پرواز د دوستان تکلیف این معنی بسیار رسید ہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این

اشرار نیز در انجا بسمع ما رانمی خراشد بلکہ شخصی این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس در

دل من چنان ریختند کہ نزدم و نزد احبابم بفضلہ تعالیٰ اکثر کتب حدیث موجود ست جوابی کافی تحریر کنم

و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آن را نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ حنفیان نہ آنچنان ست

کہ کدامی مسائلہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسائلہ حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی ست ثابت و آیتی ست محکم کسے

آنرا می فہمد و کسے بے ادب آنرا بگوش نمی آرد و تہدرین تردد و جمع کتب و استنباط بودم کہ ناگاہ رسالہ

جواب ورد این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہاے آنرا دیدم جواب شافی دریافتم پروردگار

در اعانت مؤلفش بموجب وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ باشد بر تمام اہل اسلام

عموماً و بر حنفیان خصوصاً ادای شکر مؤلف ضرورست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند آنچہ من نوشتے

بطرز دگر می شدے لیکن این کتاب ہم قابل استناد و لائق اعتماد ست اہل سنت را باید کہ

برین کتاب عمل نمایند و از مطالعۂ ظفر المبین احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم المحدثین

والرجال محمد علی اکرم تغمدہ اللہ واساتذہ و والدیہ برحمتہ و مغفرتہ

(مہر: محمد علی اکرم)

من اجاب لقد اصاب

(مہر: سید حنفی علی) (مہر: نصیر الدین علی) (مہر) مہر مولانا سید نور النبی (مہر: سید نور النبی)

الحمد للہ الذی کفی وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہٗ وعلی الہ

الطیبین واصحابہ الطاہرین وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقبولین کلہم اجمعین

اما بعد فقد اطلعت ما حررہ من المضامین فی ہذا الکتاب الفتح المبین فی کشف

مکائد غیر المقلدین + فی جواب الظفر المبین + فی رد مغالطات المقلدین + فوجدته احسن
التصنیفات المصنفین + واجمل التالیفات المؤلفین + وحسبته حاویا علی تحقیقات
المذاهب + وجامعا علی تدقیقات المآرب + ورأیته موافقا لما هو فی الشریعة لاهل السنة
والجماعة منصوصا علیه + فینبغی لنا الرجوع عند اختلاف الرواة الیه + فهذا بفضله تعالی
لقلع ضلالة الاشقیاء کاف + ولنفع هدایة الاتقیاء واف + فلا شک ان المؤلف قد اجاد
فیما اراد + وسلک سبیل السداد والرشاد + وکلما اجاب فاصاب + فکان سعیه مشکورا +
فلذا صار کاسمه علی المخالفین منصورا + فبخ الفوه اللامذهبون فی کل واد یهیمون + لما
لم یبق لهم من الجواب + فبغیظهم یموتون + فیا ایها اللامذهبون موتوا بغیظکم + ولا تلوموا
غیرکم + فانکم مفسدون فی الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تعلمون + فتوبوا الی
بارئکم واستغفروه من ذنوبکم فتنجوا + ولا تهلکوا + لان الشریعة عبارة عن هذه المذاهب
الاربعة فحسب وهی فیها قد انحصرت + فان هذه المذاهب قد دونت + وقواعدها قد ضبطت +
واصولها بالنصوص قد انطبقت + وبفضله تعالی احکامها فی کل البلاد جرت + وفروعها
فی جمیع الجهات انتشرت + فبحار هدایتها فی قلوب المسلمین تموجت + ودررها المکنونة فی صدور
المؤمنین قد استقرت + فنفوس المقلدین بضوئها انجلت + فرأت بها امارات + وحصلت
بها ما حصلت + وعرفت بها ما عرفت + فلذلک تری ان الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة
والجماعة فیها قد اجتمعت + لان الشریعة من غیر هذه المذاهب فی الدنیا ما وجدت + واطاعة
احکام الشریعة للناس قد فرضت + فان لم تحتسب هذه المذاهب الاربعة الشریعة معتبرة
فالشریعة عن الدنیا عدمت + لان ما سواها من المذاهب لیست کمثلها فی ضبط القواعد
والاصول + وفی ربط العلة والمعلول بل کلها قد اندرست وفی بعض کتبها التی بقیت
اقوال المعاندین فیها قد دخلت + فتغیرت ما تغیرت + فکیف تکون هی الشریعة التی من الشارع
شرعت + فما اعتبرت احکامها المنتشرة فیها وما حسبت + فلا محالة ان هذه المذاهب
الاربعة لاجراء الاحکام الشریعة قد بقیت + لانها من التغیرات قد حفظت لما من الدلائل
التی قد ذکرت + والاختلافات التی بین المذاهب نظرت + فهی رحمة للعالمین من خالق

الثقلين خلقت۔ فمن كان خارجا عن المذاهب الاربعة في هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان۔ كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي وقال يد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار۔ وقد قال الله تعالى ومن يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا فكما يجب علينا الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم نفهم حكمته فكذلك يجب علينا الايمان والتصديق بكلام الايمة الاربعة وان لم نفهم علته۔ فان قلت هذا شرك قلت لا۔ لانهم كانوا من اولي الامر واهل الذكر المعروفين المقبولين وقد اوجب الله تعالى علينا اتباعهم بقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم۔ فان الله تعالى قد عطف اولي الامر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في الحكم مساويان۔ فاين الشرك في هذا الكلام سقيم ان هذا الا بفهمك السقيم وامرنا ان نسألهم عما لا نعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ وهدانا ان نرد المسائل اليهم ونثق باستنباطهم بقوله وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ واخبرنا ان الايمة منا يهدوننا بقوله وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا۔ فكيف لا يجب اتباعهم علينا۔ وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاءت به الانبياء مع اختلاف شرائعهم۔ فكذلك لا يجوز الطعن فيما استنبطه الايمة المجتهدون بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لانهم ما استدلوا وما استنبطوا الا بالحديث ومن الحديث بالقران ومن القران۔ اما ان لم يجدوا فيهما وفي اقضية الصحابة رضي عنهم الرب المستعان۔ حكما من الاحكام او ركنا من الاركان۔ فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلة والبرهان۔ فصار هذا القياس اصلا رابعا لنا بنص الحديث والقران۔ اما القران۔ فاعتبروا يا اولي الابصار۔ وغير ذلك من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب لمطالعة الاخوان۔ واما الحديث فعن ابن عباس قال اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اختي نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم قال فاقض دين الله وهو احق بالقضاء اخرجه البخاري وعن ابن مسعود ما راه المومنون حسنا فهو عند الله حسن۔ وغير ذلك من الاحاديث التي جمعتها في التذكرة۔ فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان۔ فهذه الايمة الاربعة هم العلماء الذين

قیل فی شانہم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فاولئک ھم الامناء للشارع علی شریعتہ من بعدہ فلا اعتراض علیہم فیما بینوہ للخلق واستنبطوہ من الشریعۃ لاسیما الامام الاعظم رح فلا یجوز لاحد الاعتراض علیہ لکونہ من اجل الائمۃ واقدمہم تدوینا للمذہب واقربہم مسندًا الی الرسول صلعم ومشاھدًا لفعل الصحابۃ واکابر التابعین رضی اللہ عنہم اجمعین وکیف یجوز لامثالنا الاعتراض علیہ اقد اجمع السلف والخلف علی جلالتہ وعلمہ وفضلہ وورعہ وزھدہ وعفتہ وعصمتہ وسخاوتہ وعبادتہ وکثرۃ مراقبتہ للہ تعالیٰ وخوفہ منہ فمن قال غیر ذلک فہو من جملۃ الجاھلین المتعصبین المنکرین علی ائمۃ الھدی المقبولین بفہمہ السقیم واعتقادہ الذی بقلبہ المقیم بل یجب علی کل مکلف ان یشکر اللہ تعالیٰ علی ایجادہ مثل الامام ابی حنیفۃ رح فی الدنیا۔ الوترکیف بذل الجہد وسعی الامام الاعظم فی استنباط احکام الشریعۃ الغراء وضبط ارکان الطریقۃ البیضاء واماطۃ الاذی فی سبیل المعرفۃ العلیاء الوترکیف استحکم بہ الشرع المبین واھتدی بہ الخلائق کلہم۔ فانہ بوبہ مبوبا وفصلہ مفصلا۔ وھذبہ مہذبا۔ ورتبہ مرتبا۔ ونقحہ تنقیحا۔ وعللہ تعلیلا۔ ومیزہ تمیزا۔ ویسرہ تیسیرا۔ اتعرف مثلہ من الائمۃ فی الدنیا۔ فلا تجدن نظیرہ فیہا۔ فاذا عرفت انہ افضلہم فلا تنس فضلہ واعمل بقولہ تعالیٰ ولا تنسوا الفضل بینکم واذا عرفت انہ احسنہم فلا تشغل عنہ واعمل بقولہ تعالیٰ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ۔ فظہر من ھنا ان من انکر مسائل الامام المستنبطۃ من الکتاب والسنۃ واقضیۃ الصحابۃ رض فہو کافر۔ لانہ انکر الشریعۃ وکل من انکر الشریعۃ فہو کافر۔ فمنکر المسائل کافر۔ وکذلک من لعن اوطعن فی الامام الھمام فہو لیس بمومن لانہ طعن اولعن المومن الذی ھو اکمل المومنین واجلہم واحسنہم فی الدین۔ وکل من طعن اولعن المومن فہو لیس بمومن۔ فطاعن الامام اولاعنہ اوفاحشہ لیس بمومن۔ کیف لا وقد قال رسول اللہ صلعم لیس المومن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی کذا فی التیسیر۔ وایضا قال لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الا ارتدت الیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک۔ اخرجہ البخاری۔ وکذلک من سب الامام فہو فاسق۔ لانہ سب المسلم۔ وکل من سب المسلم فہو فاسق۔ فمن سب الامام فہو فاسق۔ کیف لا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر اخرجه الخمسة کذا فی التیسیر، وقد قال الله تعالیٰ الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا وکذلک من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وکل من ضار مؤمنا فهو ملعون، فمن ضار الامام فلا شک انه ملعون، کیف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من ضار مؤمنا او مکر به اخرجه الترمذی کذا فی التیسیر، وقد قال الله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، وکذلک من لم یوقر الامام فهو خارج عن اهل الاسلام لانه لم یوقر کبیرنا الامام الهمام وکل من لم یوقر کبیرنا فهو لیس من اهل الاسلام فمن لم یوقر الامام فهو لیس من اهل الاسلام کیف لا وقد قال النبی صلعم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا اخرجه الترمذی فلذلک وقر الامام الشافعی رحمه عنه زیارة قبره فی البغداد، فارضاهما الله تعالیٰ عن العباد وهکذا کلها فی کتابی التذکرة فما یقال لهری چند بن دیوان چند المؤلف للظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین، الذی اسلم خدعا للمسلمین کما اسلم عبد الله بن سبا خدعا للمؤمنین، فاستفت عن نفسک ولا تستفت عن غیرک، فهو کفایة لک، الم تر کیف هذی بشناعة الامام فیه فقال تارة ان الامام ما تلقی من احادیث الرسول الا سبعة عشر حدیثا، وشنع علیه تشنیعا فاحشا، تقلید المتأخرین المتعصبین المعاندین، فیا عجبا مع ذلک ینکر التقلید لامام المجتهدین وقال تارة ان الامام قد خالف الحدیث والقرآن فی مسائل فلان وفلان وعنهما بالبیان واحتج علیه بالاحادیث التی وافقت لما تهواه نفسه من الصحاح واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح مفیر المقلدین الصالحین رحمه عامل لفقه للائمة المجتهدین المقبولین وقال تارة ان الامام قد خالف فی هذه المسألة الفلانیة حدیث الصحیحین، لیعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحیحین قد کانا قبل الامام ارضاه الله تعالیٰ عن جمیع المؤمنین المقلدین، فلعله لا یعلم هو نفسه ولا معلمه بفتح اللام ان صاحبی الصحاح بالنسبة الی الامام کطالب العلم، لا بل کاحاد الرعیة من السلطان الاعظم، کیف لا وقد قال الامام سفیان الثوری انا بمقابلة ابی حنیفة کالعصفور عند الباز، وایضا قال مخاطبا لابی حنیفة رحمه

انت سید العلماء؛ الا تعلمان ان المسلم الشافعی تلمیذ البخاری۔ والبخاری تلمیذ للامام احمد بن حنبل رح واحمد تلمیذ للامام الشافعی رح۔ والشافعی تلمیذ للامام محمد رح۔ ومحمد تلمیذ للامام الاعظم رحمہم اللہ تعالیٰ کلہم اجمعین۔ فاعرف منازلہم ومدارجہم، واحفظ مناقبہم ودرجاتہم، فلا تقل ان دلة الامام ضعیفة، ولا تبادر الیہ بالفاظ قبیحة، تقلیدا للمتعصبین، فتحشر مع الخاسرین؛ اما الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الی ما بعدھا، لکنہا لا عبرة بہا بمقابلة الاحادیث التی استدل بہا الامام الہمام قبلہا، لکونہ اقربہم الی الرسول، فلذالک تلقت الامة الاستدلال بالقبول؛ فلا ینبغی لاحد ان یطعن فی الامام الہمام بروایات الصحاح التی بعد المأتین وثلثة مائة دونت فلا شک ان فیہا اقوال المعاندین المتعصبین والمنافقین قد دخلت؛ فلذالک قال ابن حجر فی نخبة الفکران الخبر اما یکون لہ طرق بلا عدد معین او مع عدد حصر بما فوق الاثنین او بہما او بواحد فالاول ہو المتواتر وہو المفید للعلم الیقینی بشروطہ والثانی ہو المشہور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمہ والرابع الغریب وکلہا سوی الاول احاد فیہا المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی البحث عن احوال رواتہا دون الاول الخ، الا تعلمان اسمعیل بن علیة الذی قال للقرآن مخلوق واہلک بحکمہ تلمیذہ الخلیفة المامون خلقا کثیرا وجما غفیرا، وابوبکر بن شیبة الذی وضع فی کتابہ بابا للرد علی الامام ابی حنیفة واخوہ عثمان بن شیبة وغیرہم الرواة للبخاری قد کانوا متعصبین ومنکرین علی الامام الہمام؛ فالحقیة او الصداقة من الرواة النازلین من الامام بالتعصب فی بدء اول الزمان والایام۔ قد فقدت، لان الآیة السابقون السابقون اولئک المقربون الخ والاحادیث خیر القرون قرنی۔ الی۔ ثم یجیٔ قوم تسبق شہادة احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اخرجہ البخاری، وفی روایة اوصیکم باصحابی۔ الی۔ ثم یفشوا الکذب۔ وفی روایة ثم یظہر الکذب وغیر ذلک التی فی التذکرة کتبت، فی فقہ انہا قد سبقت، بل علی کذب الرواة النازلین قد شہدت؛ فاین الاعتماد علی جمیع روایات الصحاح وکیف یرد بہا الاحادیث التی استدل بہا الامام الصاحب للصلاح؛ ولا شک ان اعتبار الروایات باعتبار الرواة واعتبارہم باعتبار قرب زمانہم الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مع قوة عدالتہم و عمانہم

وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من الله تعالی ولا شك انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربهم سنة الی الرسول صلعم واقدمهم تدوینا للمذهب واکملهم ایمانا + واجملهم اسلاما + واعلمهم علما - وافضلهم فضلا - واورعهم ورعا - واحسنهم دینا فانصعت فی قلبك واستفت عن نفسك + اتعرف مثله فی هذه الامور المتعرفة من رواة الصحاح النازلین عنه فی الدرجة البعیدة التی قد شهد تسکننه الاحادیث المذکورة فیتعین لنا العمل بالاحادیث التی استدل بها الامام ولو ضعفها المتاخرون تقلیدا لاکثر المعاندین لذلك الامام الهمام + اولروبتهم التغیرات فیها لبعد الزمان وتداول الایام + ولو لم یوجدن کلها فی الصحاح لما قال صاحبوها ترکنا الاکثر من الاحادیث الصحاح + فتامل فی هذا الکلام فانه ادق الدقائق + واحسن الحقائق + قد زلت فیه اقدام اکثر الخلائق فلقد نبهتکم علیه یا ایها الاخوان - بنصرة الله المستعان + فان خضتم وتدبرتم ایها الخلان فتجدوا کلها فی کتب اهل الکشف والعرفان + والله اعلم بالصدق والصواب والیه المرجع والمآب + هذا ما کتبه الحقیر الفقیر المفتقر الی ربه الکبیر + خادم المقلدین محمد عبد القادر غفرله ولوالدیه رب العالمین - المدرس الاول للمدرسة المحسنیة فی بلدة الهجلی صانها عن الآفات هو الحلی

باسمه سبحانه - فما کتب مولانا المنصور علی من الدلیل والبرهان الجلی کاف لجواب غیر المقلدین الذین رأیهم غیر متین + وینبغی ان یقال انه ذو الفقار علی لقطع براهین البنانیة + ومماحی لادلتهم الواهیة + وجعل الله المنصور منصورا علی المفسدین بمقتضی اقوال القائلین + لکل من اسمه نصیب + وهذا الشیء لیس بعجیب + الراقم غلام سلمان العباسی عفا الله عنه الدیه سوم مدرس مدرسه محسنیه هوگلی

نحمده ونستعینه - اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من اهل السنة والجماعة علی صحة التقلید ووجوبه احتیاطا لسد باب الفساد فی الارکان الاسلامیة + وتالیفا القلوب المسلمین فی الامور الشرعیة + فلاشک ان القول ببطلانه قول یخرب بناء الاصول الاسلامیة + ویفرق بین صلحاء الامة المصطفویة + قد اجاد مصنف هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض الله بالفساد فی الدنیا والدین والمریدین باطفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحو النهار بالافتراء علی سادات الائمة المرحومین فجزاه الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء فی الدنیا والاخرة امین + هذه بنمقه عبد العلی الاسلام ابادی عفی عنه

لله در المجیب الفاضل اللبیب + قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین لادنیا لهم ولادین - وبئس لقوم قد ظهروا فی زماننا - وهم یشتمون ائمة دیننا - ویقولون ان الائمة المجتهدین قد اهدموا بناء الاسلام والدین + بارایهم الباطلة + واقیستهم الفاسدة + واظهروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی - واضل الناس لامثالهم فیه المثانی - والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق - وانهم علی الباطل ونحن علی الحق + لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریه + وهم یعملون باراء ابی حنیفة + هیهات هیهات هذ الرکاکة رأیهم - ومن قلة بضاعتهم - اما فهموا ان الائمة ارکان الاسلام وما کان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرک امامنا الاعظم صحابیا عدة ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبهة - وقد بلغ فی العلم والعمل درجة القصوی واجتهد من القرآن والحدیث من المبتدا الی المنتهی - والاستنباط والقیاس کله مستنبط من کلام الله - ومن حدیث خیر البریة - وکان فی خیر القرون الامام ابوحنیفة - وفی الزهد والورع کان عدیم المثال بلاشک وشبهة + وکیف یکون اتباع الائمة من ضلال من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر منهم + وما اتخذوا سبیل الشر والکید مثلهم الا ایها الاخوان ان کیدهم ککید الشیطان + لاینبغی للعاقل ان یقع فی شرکهم - لا ... ه ما انجا کل

من وقع فی فخہم دامارأیتم انہم سلکوا الطریق التلمی الحرام واخذوا الطریق الفجرۃ اللئام ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلۃ - ویلزمون الحنفیۃ من براھینہم الباطلۃ -
وربما یستدلون بدلائل الشافعیۃ - لیغلبوا علی المقلدین لابی حنیفۃ فظہر الان ان
غیر المقلدین - دابہم غیر متین وہم مضل ومضل - وما سلموا من الخلل والزلل فنعم ما قال
القائل المرء یقیس علی نفسہ فنسبوا الضلال الی الحنفی دون غیرہ لله در المصنف لا فض
فوہ فانہ کلما اجاب قد اصاب واجاد بما اراد فہذا
نعم الکتاب - وحبذا الخطاب لمطالعۃ اولی الالباب -
نمقہ محمد اشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیہ ہوگلی

صحح الجواب

ہیہات ہیہات ان متوھبۃ الزمان قد زوروا القول تزویرا وضلوا واضلوا کثیرا
وعتوا عتوا کبیرا مع انہم لا یفقہون الا قلیلا وتاھبوا لھدم دعائم الدین وتشمروا
لاستیصال قوائم الیقین فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون وتشبثوا
بدلائل رکیکۃ وتمسکوا ببراھین ضعیفۃ فمثلہم کمثل العنکبوت وان اوھن
البیوت لبیت العنکبوت وعموا وصموا عن حجج بینۃ وعمھوا وغووا عن فجاج واضحۃ
فہم رکبوا متن عمیاء وخبطوا خبط عشواء ان اولیاؤھم الا الطاغوت یخرجونہم من
النور الی الظلمات فیا لیت شعری کیف تبادروا الی التشنیع والطعن علی الامام الھمام
القمقام اسوۃ الائمۃ الکرام قدوۃ الانام نبراس الملۃ الحنیفیۃ البیضاء ذی الاخلاق
السنیۃ والسناء قامع البدعۃ محی السنۃ سراج الامۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ وعلی
الہ واصحابہ اجمعین وسلم للہ در المجیب ما اجود ما اجاب - لقد جاء الحق وزھق الباطل
ان الباطل کان زھوقا اللہم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبیین
والصدیقین والشہداء والصالحین ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا
وتوفنا مع الابرار بحرمۃ النعلین الشریفین المعظمین لحبیبک ورسولک خاتم
النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اجمعین
امین ثم امین نمقہ اکبر علی عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ

من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + المحيى لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالى فمثله كمثل كلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث ۔ فلله در المجيب العالم النحرير حيث افصح بمبسوط الجواب غاية الافصاح + وشغله عن النباح + من اجاب فقد اصاب

اللهم لا تجعلنا مع القوم الظلمين وادخلنا في عبادك الصالحين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

لقد جاء المجيب النحرير فيما افاد + واتى بما يفحم من ادعى فى الارض الفساد + وبالغ فى اشاعة الخير واحياء الدين + وسعى سعيا كاملا فى ازالة الشكوك عن قلوب المفسدين + فيجعل الله سعيه الجميل مشكورا + وابقى ذكره فى بطون الصحائف مرقوما ومسطورا + وهدى جماعة المخاصمين الى سبيل الرشاد وصانهم عما يقتضيه البغى والعناد + انه هو الموفق والمعين + فى كل ساعة وحين + وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين حرره العبد الاواه

محمد محمود الله غفر الله ذنوبه وستر عيوبه + مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

تقاریظ مثبتہ دستخط ومواہیر علمای مشاہیر حیدرآباد دکن ومدراس

الحمد اجوبہ در کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولوی صاحب جامع معقول ومنقول کشاف دقائق فروع واصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وابقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح وخلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم وواجب دانند اگر نام این کتاب دافع التلبیس یا ہدایۃ المضلین نہادہ شود بجاست۔

بسم الله الرحمن الرحيم وبعد فقد رأيت هذا الكتاب كله من اوله الى اخره ووجدته صحيحا كامل الجواب لا ريب فيه وختمت عليه على صحته اعنى كتاب الفتح المبين فى كشف مكائد غير المقلدين لمولانا ذو الفضل والكمال

مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المقلدین لمذهب الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنہ خیر الجزاء - وانا الفقیر الضعیف خادم نعال العلماء العاملین والصوفیین الکاملین محمد اکبر علی عفا اللہ عنہ - فقط

قد اصاب من اجاب

خلف الرشید وولی عہد مولوی محمد ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد الحمد والصلوة فقد تشرفت بمطالعة هذا الکتاب المؤید من اللہ فی کل باب تنزهت فی ریاض مبانیه وجدائق معانیه فیا له من کتاب فائق النظیر کاشف المعضلات بحسن التقریر ولما رأیته یحمی حمی المذهب الحنفی ویذب عن خالک المشرب الصافی الهنی ویاتی باجوبة مفحمة للخصوم دافعة لما یعتریهم من الاوهام الزعوم قلت انا فیه مرتجلا ۵ وناهیک هذا السفر فی دفع ریبة یهیجها اهل الهواء بخبثهم فقط حرره المتمسک بفضل اللہ الرحمن خادم شرع رسالت پناهی المخاطب بعمدة العلما محبوب نواز الدوله آصف جاهی مفتی الزمان مسیح الدینخان بهادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد لمن خلق کل شئ ثم هدی وجعل حسب استعداد کل قوم نبیا مرشدا واتم النبوة عند کمال استعدادهم علی سید النبیین خیر الوری علیه صلوة اللہ تعالی لا تحصی وعلی من تبعه من اصحابه الکرام والتابعین وتابعیهم سیما الائمة الاعلام المجتهدین المشار الیهم بحیث بلغوا عنی فرب مبلغ افقه مما بلغ وبعد فاقول ان ضمیمة فتح المبین فی رد الظفر المبین الماخوذ من الظفرة فی عین الیقین فی باب ابطال امر التقلید بین له فی التفقه مسلک سدید مع البراهین القادعة رؤس قوام عمین

فائقا علی سائر ما صنف فی هذا الرد باثبات امر التقلید بالاسنة كالآلات التی منقولاتها اقوی
و معقولاتها اجلی مشحون من الفوائد كل منها درة بیضاء هذا الكتاب مشكوة فیها النور
بل برج فیه الذكاء اضاءت ما اظلم لیل الجهل فی الصدور و ارشدت السالكین الی
المأمول بعد ما غووا جهلا و غوی الا من كان اعمی فهو فی الآخرة اعمی یا قوم هذا هو الحق
الذی فیه یمترون و لا یخوضون فی ما بلغ الیهم من المرسلین فاسألوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون بل یتعاظمون انفسهم بتحقیر العلماء الاولین ما لهم لا یعلمون السابقون
السابقون اولئك هم المقربون و هو البرهان علی فضیلة من صنفه مروة للاخوان الذین
هم الی طریق الحق مهتدون اعنی الفاضل الراسی مولانا محمد عبد العلی المدراسی
صانه الله عن شر الجنة و الاناسی و انا المعترف بذنبه الخفی
و الجلی ابو الفتح محمد نور علی عفا الله الولی

لك الحمد كما حمدت علی ذاتك یا خالق الظلمة و النور و صل علی من لا نظیر له فی
الازمنة و الدهور و علی اصحابه الذین ظهر الحق بهم بعد الفتور خصوصا الذین بذلوا
مهجهم فی الاجتهاد تسهیلا للناس سبیل الرشاد و بعد فان هذه الضمیمة للفتح المبین
فی رد الظفر المبین الموسومة بتنبیه الوهابیین طبعت لتائید المقلدین اید هم الله
رب العلمین فی كل حین حین ضاقت علیهم الارض بما رحبت من فتنة الدجالین الذین
یستاصلون الاسلام فی زی المسلمین قالوا نحن نعمل بالقرآن و الحدیث و یریدون
بالقرآن ما یقارن قلوبهم و تقتضیه عقولهم و بالحدیث البدعة و الاهواء الحدیث
یفتون بحرمة التقلید الذی هو طریق رشید للعاملین ثم صنف رئیسهم الذی هو راس
الشیاطین كتابا سماه الظفر المبین تشبیها له باظفار البنان التی تخرط الابدان
بین فی هذا المجموع اثبات الحق من امر التقلید لیقینیات من التمسكات بالمعقولات
و المنقولات لم یظفر به احد من باقی الرادین للظفر المبین ثم ما تفوه به فیه علی
طریق انیق یلیق ان یقال للمتفوه فأت بمثله ان كنت من الصادقین فلما
اطلعت علی فوائده قلت متحیرا ما لی اجد بحرا یتموج منه امواج السبك بلا راجح

الطل فی وادی الدجی مع کثرۃ ما فیہ من الجھل اطلالا ما ھو ھل ھو سراب
فکیف یزیل من الیہ اھتدی ام سحر فکیف یزیل الضلال والغوی بل ھو
الحق راسیا یذوب منہ اشد القلوب قساھیہات ھیہات لمن لا یتفقہہ
ولا یکتسب فہو للجھل المرکب مرتکب فانظروا انہ نذیر مبین الہاما من
الحق بالیقین علی عبدہ لہ ان یجلب ذیل الافتخار علی فرق کمال الصواب منادیا ان اللہ

یحق الحق ویبطل الباطل وعندہ ام الکتاب مولانا المولوی محمد عبد العلی
المدراسی سلمہ ربہ لاناسی وانا الفقیر الی
اللہ الغنی الصمد قاضی محمد تجاوز عن ذنبہ الاحد

صح ما قال القاضی فی حق ھذہ الضمیمۃ للفتح المبین الموسومۃ بتنبیہ الوھابیین

کالاجتہا لمسطورۃ
فہذا الکتاب لاریب
فیہا ولا ارتیاب

باسمہ العلی الاعلی کتاب فتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین مع ضمیمہ تنبیہ الوہابیین وفتوای جامع الشواہد
کے ابتداء سے چارسو اکسٹھ ۴۶۱ صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے میں
آئی الحق یہ کتاب دلائل قویہ وبراہین جلیہ سے مظفر ومنصور ہے اور
شک وشبہہ واعتراض سے دور ہے جزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف
الفاضل خیر الجزاء۔ مورخہ ۱۶۔ ربیع الثانی
سنہ ۱۳۰۲ ہجری۔ حررہ الراجی
رحمۃ ربہ المنان طرازش خان

صح الجواب

محمود بن قاضی الملک
بدر الدولہ کان اللہ لہما

الجواب صحیح والمجیب مصیب
احمد بن قاضی الملک

سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے جلای چشم و تصفیہ
قلب حاصل ہوتا ہے۔ محمد اکرام غفر اللہ لہ و لوالدیہ

الحق کہ این نسخہ فتح المبین علی الخصوص ضمیمہ تنبیہ الوہابیین نسخہ ایست پرتاثیر بل در
دفع مواد فاسدہ فہم ناقص منکران تقلید مذاہب حقہ بمنزلہ
اکسیر جزی اللہ تعالی مصنفیہما احسن الجزاء فی الدنیا والاخری وشکر
لاحقاق الحق واہتداء الوری حررہ الراجی رحمۃ الودود محمد محمود عفا عنہ العفو

واقعی یہ جواب لاجواب
باصواب ہے۔ محمد عبد الکریم
عفی عنہ وعن اسلافہ

قد اصاب من
اجاب محمد شہاب الدین
عفی عنہ

صح الجواب
سید علی رضا البیض
کان اللہ لہ

ابو المحامد سلطان
محمود الحنفی بن مولانا
غلام قادر الفاروقی
عفی عنہما وعن اسلافہما

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت
کے صحیح ہے۔
علی موسی رضا
عفی عنہ

من اجاب لقد اصاب

المجیب مصیب

ھذا الجواب موافق للحدیث والکتاب

تحریر بے نظیر و تقریر دلپذیر از علامۂ نحریر و کلامۂ سفیر امام الادبا مقدام الخطباء جامع علوم عقلی و نقلی مولانا قاضی محمد فاروق صاحب چیاکوٹی مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ

من آفات هذا الزمان أن الناس كثر بينهم الشغب والمكافحة باللسان حتى يؤدي
في بعض المواقع الطراد بالرمح والسنان حتى فصم التنافر والتباغض حبال المودة بين
الإخوان وذلك لأن المعنيين قد اقتحموا تنور الدين وشتتوا بحيلهم شمل المسلمين بأن
أوقدوا بينهم نار العناد فأكثروا فيهم الفساد وأمالوا كثيرا منهم عن المحجة القويمة
وطريق السداد ومما احتال أولئكم المعنيون أن أروا كثيرا من المؤمنين أن تقليد
الكاملين البارعين ولو كانوا من المجتهدين الباذلين جهدهم في إعلاء كلمة الله ليس
من الأمور التي لا بد منها لكل من سلك منهج الإسلام ورام تلقي الحق والإستيقان
بما جاء به النبي عليه السلام ولما كانت الناس مولعين بأن تسرح أعناقهم إلى مسارح
أهوائهم ليتمتعوا بما أعجبهم ويرفضوا ما شانهم رفضوا التأسي بهداة الملل وأساة العلل
حتى حرموا بركاتهم وعدموا نفائس أنفاسهم ومحاسن ملكاتهم ولعمري أن هذا
لضلال مبين ومفسدة في الدين لم يأب أحد من العقلاء التأسي بمن هو أفضل منه ممن
أرباب الآراء في مسائل فيه شيء من الدقة والخفاء وليت شعري من يدريهم بأن
التقليد ليس إلا نوع من الاعتماد وحسن الظن على الكامل الماهر الصدوق الأمين
في مسائل علم برع فيه ذلك وبلغ نهايته وهذا الأمر لا يختص بعلم من العلوم بل
يعم العلوم كلها فإن مسائل كل علم على مراتب مختلفة بعضها واضح لا يتطرق إليه الغلط
لأحد ممن نظر فيه وبعضها يتطرق الغلط إليه كثيرا لمن لم يحسنه تعلما والناس في
مهارة الفنون أيضا على مراتب فمنهم من رتب باجتهاده المسائل ونصب لثبوتها
الدلائل حتى أتم الفن وكمل وهم أهل الاجتهاد وغيرهم أوثق الأداء في ذا الـ
ومنهم من وقف على مسائل الفن ودلائله لكنهم لم يبلغوا رتبة الاجتهاد

مَن يجمع المسائل ولا يعرف الدلائل ويعتمد في صحتها على الفئة الاولى او الثانية
فمن لم يرزق الوقوف على مسائل علم بدلائله كيف يمتنع منه ما لم يعتمد على ماهر
كامل وهذا الاعتماد كما يجري في الصرف والنحو والحساب والطب فانه يأخذ
امور الاعراب من النحوي من لا مهارة له في علم النحو وامر العلاج يطلب من
الطبيب كذلك في الفقه فان من لا يعلم الفقه لا بد له ان يعتمد على الفقهاء المهرة
الموثوقين بالفقاهة كابي حنيفة والشافعي مثلا واذا سمعت هذا فنقول ان التقليد
في الاعمال الواجبة واجب لا محيص عنه فان العمل موقوف على العلم به والعلم
بشرائطه ولا يتيسر هذا الامر لفاقد المهارة الا بالتقليد فالتقليد ههنا مقدمة
الواجب ومقدمة الواجب واجبة فالتقليد واجب ويظهر بما تلونا اليك ان
الاوامر الواردة في النصوص مثل اقيموا الصلوة واتوا الزكوة كما اوجبت الوضوء
واخراج الماء من البير كذلك اوجبت التقليد وهذا المقام يقتضي بسطا في الكلام
ان اشتهيته فعليك بالمراجعة الى ضميمة منيفة في هذا المرام افادها الفاضل
الخبير الراسي مولى الاداني والاقاصي مولانا محمد عبد العلي المدراسي ادام
ظله رب الاناسي فانه اظهر ما هو الحق فيها ودمغ العاطل وبين ما هو الصواب
وازهق الباطل كيف لا وكلامه في بحث وجوب التقليد وضرورته مبسوط كثير
السؤال والجواب وطويل الذيول والاذناب باسنة لال النصوص الصريحة على وجه
حسن قبول القريحة واخر دعوانا ان الحمد لله رب
العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله
اجمعين - ذبره عبده محمد فاروق الچریاکوٹی

جاء الفاروق الكامل فارقا بين الحق والباطل

(ترجمہ) اس زمانے میں یہ آفت بپا ہوئی ہے کہ لوگوں میں جھگڑے اور بدزبانیاں پھیل گئی ہیں

جسکی وجہ سے لڑائی اور جنگ وجدال تک نوبت پہونچ گئی اور تباغض وتحاسد مسلمان بھائیون مین شائع
ہوگیا۔ اور اس بغض وعناد نے خلت باہمی کی رسیون کو کاٹ ڈالا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ دین مین مفسدین
نے دخل دیا۔ اور اپنے حیلون سے مسلمانون کی بندھی ہوئی جماعت کو متفرق اور پریشان کر ڈالا۔ اور
اُنمین عداوت کی آگ بھڑکا دی۔ اور فساد کو بڑھا دیا۔ اور بہت سے لوگون کو سیدھے راستے سے
ڈگا دیا۔ منجملہ اُنکے حیلون کے ایک حیلہ یہ ہی کہ وہ یہ بات کہتے ہین کہ مجتہدین کی تقلید مسلمان کے لیے
کچھ ضرور نہین ہی۔ اور یہ تو ظاہر ہی کہ عموماً لوگون کی طبیعتین آزادی پسند واقع ہوئی ہین لہذا انکی خواہش
طبعی یہ ہی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو یہ سنتے ہی اُنھون نے اپنے بزرگون کی اطاعت کو قطعاً
چھوڑ دیا آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فتوحات دین کے برکات سے محروم ہوگئے اور نفائس فیوض سے بے بہرہ۔ اور
مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ کھلی ہوئی گمراہی ہی اور دین مین بہت بڑا مفسدہ۔ آج تک کسی اہل عقل
ودانش نے اپنے بڑون کی اتباع اور پیروی کو نہین چھوڑا۔ اور جن مسائل کو اشکال اور دقت کی
وجہ سے وہ نہ جان سکے ضرور اپنے سے زیادہ جاننے والے سے دریافت کر لیا۔ اور اسی پر برابر عمل
جاری رکھا۔ اور مین سخت حیران ہون کیا اُنھین اتنا نہین معلوم کہ تقلید تو صرف اسکا نام ہی کہ
جس علم وفن مین جو شخص زیادہ ماہر ہو اُس مین اُسپر وثوق کر لینا کہ یہ علم اس شخص کو خوب آتا ہی
اور اُسی کے کہنے کے موافق عمل کرنا۔ اب خواہ وہ علم صرف ہو خواہ علم نحو خواہ علم حساب خواہ علم طب
خواہ علم فقہ۔ مثلاً جو شخص مسائل نحو یہ سے ناواقف ہی وہ اپنی تشفی نحوی سے کریگا اور جو مریض ہی
وہ طبیب سے نسخہ لکھوائیگا اور اگر اپنی رائے پر چلیگا ہلاک ہو جائیگا اسلیے کہ مریض کی رائے بھی مریض
ہوتی ہی۔ جب سب علوم کی یہی حالت ٹھیری تو جس شخص کو اتنا ملکہ نہو کہ مسائل کو دلائل سے مطابق کر سکے
اُسکو بھی حکم کے معلوم کرنے مین ایک بڑے ماہر فقیہ سے اُسکا پوچھ لینا بہت ضروری ہی ورنہ گمراہی کا خوف ہی
پس حاصل کلام یہ ہی کہ تقلید ایک ایسی چیز ٹھیری کہ جسکی ہر علم مین ضرورت ہی خصوصاً علم دین مین جس پر
مدار کار اسلام کا ہی اسمین آزادی اختیار کرنے سے دین مین بڑے بڑے رخنے پڑجاتے ہین اور بدون احتیاط کے
کسی مسئلے پر عمل نہین ہو سکتا پس خلاصہ کلام یہ قرار پایا کہ تقلید واجب ہی کیونکہ تقلید مقدمہ واجب ہی
اور مقدمہ واجب واجب ہوتا ہی اور یہ اصول سے ثابت ہی اور علاوہ اسکے جو دلائل وجوب تقلید کو ثابت کرتے ہیں
اس کتاب تکملہ تنبیہ الوہابیین مین بتفصیل موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف کو جزا خیر دے

صورة ما كتبه على هذا الكتاب العالم الفاضل المستطاب مقتدى الشيخ والشاب مجمع المكارم والآداب مولانا شاه امانت الله الفصيحي الحنفي الغازيفوري في ابنه ذو المجد المعنوي والصوري مولانا محمد ابو الخير القادري مد ظلهما العالي ما تعاقبت الايام والليالي

الحمد لله رب العالمين والصلوة على شفيع المذنبين واله وصحبه اجمعين اما بعد فلما سرحت نظري وغايرت بصري في ضميمة الفتح المبين من اولها الى اخرها طلقا طلقا وجدت ما فيها من اثبات وجوب التقليد حقا حقا وموافقا للقران الازهر وفي الحديث الابهر والاجماع الاظهر والقياس الاشهر فان هذه الرسالة العجيبة والمقالة الغريبة قليلة المباني وكثيرة المعاني وفي الظاهر مختصرة صغرى وفي الباطن مطولة كبرى تحصرت عن ادراك دقائق حقائقها اذهان النبلاء وتحيرت في مدارك حقائق دقائقها وجدان النبهاء تمت بتأييد المقلدين كلماتها ودلت على اثبات التقليد اياتها تنحل بها مشكلات الفقه والاحكام وتنكشف بها على الطلبة معضلات شريعة الاسلام سطورها عقود الجمان وحروفها نقود الفيضان كيف لا ومؤلفها اسوة المحققين زبدة المدققين قسطاس نظام العلم والايقان نبراس صراط اليقين والايمان الفاضل الراسخ العالم المدراسي مولانا محمد عبد العلي الآسي مد الله تعالى ظلال فيوضه على فروق الخلق ورؤس الاناس حرره العبد الضعيف الفقير محمد امانت الله الفصيحي الغازيفوري تجاوز الله عن ذنبه المعنوي والصوري

ربنا لا تؤا...
عفي عنه
محمد امانت الله فصيحي
۱۳۰۹

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

تمام دنیا کے مقلد مسلمانوں کو علی العموم اور ہندوستان کے حنفی اہل اسلام کو علی الخصوص مژدہ جان بخش دل افزا خوشخبری روح پرور عشرت انتما کے ساتھ مبارکباد ہو جو کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ یہ کتاب جواب پسندیدہ رشتاب کہ جس کی شیرینی میں غیرت حلاوت انگبین ہر آیت کی روشنی میں رشک ضیای ماہ مبین یعنی تنبیہ الوہابیین منکران تقلید کے رد میں بھگانیوالی تلوار ہے بلکہ جگانیوالی للکار ہے

واضح ہو کہ ظفر المبین مین اور بہی حضرت کی کارروائی ہے ۵ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری مین ؎ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری
مین ✦ کیونکہ شیخ محی الدین تو مسلم تو اس قابل نہ تھے کہ اہل علم انکی تالیف کیجواب در پے ہوتے وہ بیچارہ تو اردو خوان
کتب فروش تھا میزان منشعب بھی پڑھا نہ تھا اور فقہ سے تو محض بے بہرہ ورنہ ظفر المبین مطبوعہ ۹۷ء کے صفحہ ۱۰۷ مین بجاے
عقود و فسوخ کے عقود و فسوق قاف سے نہ لکھتا اگر کاتب کی غلطی ہوتی تو غلطنامہ مین داخل کرتا بلکہ طبع بار دوم ۹۰ء
کے صفحہ ۲۴۳ مین بھی یہی فسوق بالقاف لکھدیا اور پھر دوبارہ بھی غلطنامہ مین داخل نکیا داخل کیا خاک کرتے کہ
انکو اسکے سمجھنے کی تمیز ہی نہ تھی وہی مثل کہ ؎ خود غلط انشا غلط املا غلط ✦ چونکہ وہ تالیف در پردہ اور صاحبون
کی تھی اور بہت علامت شیخ موصوف بنایا گیا اسلیے اصل مین جواب بجواب نکاہی پس اب مخاطب وہی صاحب ہین جو
در پردہ ٹٹی شکار مین شکار کھیل چکے اور ہمارے اس دعوے پر انکے گروہ کے پیشوا صاحب اشاعۃ السنہ شاہد عادل ہین
چنانچہ انھونے پرچہ اشاعۃ السنہ جلد چہاردہم نمبر ۱۲ ضمن مباحثہ بٹالہ مولوی محمد حسن صاحب امروہوی مرزائی کی
نسبت یہ دعوی کیا ہے کہ وہ منشی آدمی ہین اور تصنیف کرنے سے مولوی ہونیکا استحقاق انکو حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ
ایسے کام وہ بھی کرتے ہین کہ جو باالاتفاق مولوی نہین ہین چنانچہ عبارت اشاعۃ السنہ کی بعینہ نقل کیجاتی ہے جو صفحہ ۲۵۵
پرچہ مذکور مین موجود ہے وہی ہذہ - لہذا وہ اب ہمارے خیال مین مولوی (عالم) کہلانے کے مستحق نہین ہین
صرف منشی کہلانیکا حق رکھتے ہین کیونکہ اردو فارسی یا کسی دوسرے شخص یا تراجم کی مدد سے عربی کتابون
کی فہرستین دیکھکر انسے مضامین اور مسائل نکال لیتے ہین اور انکو غلط یا صحیح عبارت سمجھنے اور انشا پردازی
پر بالکل قدرت نہین اور یہ امر شاید کسی کے نزدیک محل نزاع نہو گا کہ اس طور پر کتابین دیکھکر کچھ لکھ لینا
علما (مولویون) سے مخصوص نہین ہے یہ کام وہ لوگ بھی کرتے ہین جو اتنا نہین جانتے کہ علم یا مولوی کیا
لفظ ہے - اسم ہے یا فعل اور اسکے لغوی معنی کیا ہین اور اصطلاحی کیا - اسکی تمثیل مین ایسے بہت اشخاص
کو ہم پیش کر سکتے ہین جنکو ہمارے مہربان منشی صاحب بھی مولوی نہ کہینگے اور معہذا وہ صاحب تصانیف
ہین از انجملہ ایک شخص شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور ہین جو بڑے بڑے ضخیم کتب ظفر المبین اور
جامع المبین وغیرہ ہمارے شاگردون غلام حسین لاہوری اور اردو تراجم کی مدد سے تصنیف کرکے تمام
ن شائع کر گئے ہین اور ان تصانیف کو دیکھکر پنجاب سے باہر اور دور کے بلاد ہندوستان
مدراس بمبئی - برہما - آسام - رنگون وغیرہ کے لوگ انکو مولوی اور عالم سمجھتے ہین
یقت وہ بیچارے میزان منشعب بھی پڑھے نہ تھے اور ماضی مضارع کے معنی نہ جانتے تھے

کہ لامذہبون نے سنتے ہی سوای گردن جھکانے کے چارا نہ دیکھا اور جواب دینے کا یارا نہ دیکھا کہ ہر حرف اسکا اثبات مدعا مین دلیل ساطع ہی اور ہر لفظ اسکا الزام خصم مین برہان قاطع تحقیق مسائل شرعیہ تدقیق دلائل فرعیہ تائید دین تقویت مقلدین احقاق حق و ابطال باطل اثبات مطلب رد ایراد لاطائل مذہب مختار حنفیہ کی ترجیح دفع نقض و جرح کی تنقیح اقوال متناقضہ مین تطبیق امور متباینہ مین وجہ توفیق مطلب کی تائید اعتراض کی تردید الزام کا دفع تعارض کا نفع سوال کا جواب جواب کا صواب جعلیون کی پردہ دری فریبیون کی جنگ زرگری مقلدون کا انصاف لامذہبون کا اعتساف اسلام کی خوبی ایمان کی محبوبی فساد کی اصلاح اتفاق کی صلاح اہل حدیث حال کا احداث فی الدین اہل تقلید سلف کا مسلک شرع متین سفہا کی ناحق کوشی فقہا کی حق نیوشی سب کچھ بحر زخار کو اس کتاب کے مختصر کوزے مین حضرت فاضل مدراسی **مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی** نے بھر دیا اور غیر مقلدین کے اعتراضات رد تقلید کو کعصف ماکول کر دیا دین حنفی مین تقلید حنفی کی ضرورتین بتا دین اور ترک تقلید مین فساد دین کی صورتین دکھا دین سچ پوچھیے تو ہم مقلدون کو دشمن تقلید کی فوج پر غالب آنیکے واسطے ایک ہتھیار عنایت فرمایا بلکہ جہاز تقلید کے ڈوبتے ہوون کا بیڑا پار لگایا جزاہ خیر العطایا و دب البرایا پس عموماً سب برادران تقلید اور خصوصاً ہمارے تمام حنفی بھائیون کو ضرور چاہیے کہ ہر ایک اس گوہر شب چراغ کی جیتی جاگتی روشنی سے اپنے اپنے گھرون کو روشن اور منور رکھے جس سے غیر مقلدی کی ظلمت اور لامذہبی کی کدورت بالکل دور ہو جائے اور مثل روز روشن کے ہر ایک مقلد کا سینۂ بے کینہ تقلید ائمہ مجتہدین کے پرتو انوار ہدایت آثار سے پر نور ہو جائے اور ساری بے قیدی مذہب کی تیرگی کافور ہو جائے بلکہ اس سے ہر گھر کا چراغ ایمانی مثل شعلہ طور ہو جائے اور پھر کبھی کسی سوء عقیدت فقہ و فقہا کی تاریکی اس کتاب آفتاب جہانتاب کے سامنے اپنا کالا منہ نہ دکھائے آمین یا مجیب الداعین

ذبرہ العبد الفقیر الی رحمۃ اللہ العفو القدیر محمد ابو الخیر المصیبح القادری الحنفی النعمانی عفی عنہ

ابو الخیر ۱۳۱۰

حسبی اللہ — محب علی ۱۲۹۹ — نور الدین ۱۳۰۲ — عماد الحق — ابو الحسن ۱۳۰۲

ماشاء اللہ جناب مولانا و اولانا مقتدانا شاہ محمد ابو الخیر صاحب سجادہ نشین غازی پوری نے عجیب انداز سے سچے مضمون کی تقریظ لکھی ہی اور داد تحقیق مولف ضمیمہ کی دی ہی کہ ہر فقرہ فصاحت کا بحر زخار ہی اور ہر مضمون در مکنون شاہوار ہی اللہ بس باقی ہوس

اور اس امر کو آپ بھی جانتے اور مانتے ہونگے نہین جانتے تو لاہور اور امرتسر کے لوگون سے معلوم کر سکتے ہین اور خود بلاغ المبین کے شمولہ اور ملحقہ تقریظ مولوی ابو عبداللہ غلام علی قصوری مرحوم کو دیکھ سکتے ہین اسمین مولوی صاحب مرحوم بمقام تعریف کتاب ہین اس امر کو جتا چکے ہین انتہی کلامہ پس مؤلف ظفر المبین کی جہالت دریافت کرنے کے واسطے یہ مختصر تحریر کافی وبس ہی باقی سب ہوس ہی۔ حررہ الفقیر الحقیر محمد امیر عفا عنہ اللہ القدیر

تحریر خامۂ علامۂ نحریر مولانا جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندپوری

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا و علی آلہ اہل الہدی والتقے ظاہر ہو کہ عاجز نے بھی اسی کتاب ناصواب مجموعۂ اوہام شیاطین ظفر المبین کے جواب مین ایک کتاب مبسوط بنام نصرۃ المجتہدین تصنیف کی ہی جو شائقین کی کثرت خریداری سے دوبارہ چھپی ہی اور یہ فتح المبین بھی جابجا سے میرے مطالعہ مین آئی خوب ہی جواب دندان شکن ہی اور اثبات تقلید مین اسکا ضمیمہ تو غیر مقلدی کا بیخ کن چونکہ یہ کتاب مجمع فوائد حسنہ مالا مال بحور عوائد مستحسنہ کے لحاظ سے بے مثل و بی مثال اور اپنی گرانمایگی اور بلند پایگی کے شواہد حقہ صادقہ کو کدعوی الشئ بالبینات والبراھین الناطقۃ باوضح الآیات اپنے ساتھ لیے ہوے ہی اسلیے مین اسکی توصیف اور اسکے ضمیمے کی تعریف مین زیادہ خامہ فرسائی ضروری نہین سمجھتا ہون ناظرین خود دیکھ لینگے کہ اسمین ہر ایک نے اپنے خامۂ خارا شگاف کی نیزہ بازی اور اپنے مخالفین بئس القرین کی زہرہ گدازی مین کیسی قدر اندازی سے کام لیا ہی کہ اہل وفاق کیا اہل نفاق مین بھی اپنا نام کر دیا ہی بلکہ دشمنان امام صاحب کے منہ مین خاک اسکات کو بھر دیا ہی پس اب اس کتاب سے پوری امید کیجاتی ہی کہ یہ ان خودسران سر در ہوا کے تعصبات کو جنکے دماغ مین نخوت و کبر اکابر کی فاسد ہوا بھری ہوئی ہی دھوئین کیطرح اڑا دیگی اور جنکی آنکھین لمعات تقلید سے خیرہ اور جنکے قلوب زنگ ریب سے تیرہ ہو رہے ہین انکو اپنے صیقل تعلیم سے جلا دیگی کالمنور علی شاھق الطور چمکا دے حق یہ ہی کہ ایسے زمانۂ شر القرون مین جن اہم مسائل کی ضرورت تھی انکی بجا آوری مین صاحب فتح المبین و صاحب ضمیمہ کو ایک حد تک کامیابی ضرور ہوئی کہ اکثر متعصب لا مذہبون اور شدید مذہبین کے قلوب قاسیہ سے تقلید امام ہمام و فقہ و فقہا کی بدظنی دور ہوئی اگر اب بھی یہ لوگ حق ظاہر ہو جانیکے بعد باطل پر اڑے رہینگے تو چاہ ضلالت مین پڑے رہینگے۔ العبد الراجی رحمۃ الصمد وکیل احمد عفا عنہ الاحد

الحمد للہ رب العالمین کہ یہ کتاب فتح المبین مع تنبیہ الوہابیین ہم حنفی بھائیون کے واسطے حدیث و فقہ کا ماخذ ہی اور اصول مسائل کا فتاوی۔ حررہ الفقیر الحقیر محمد حبیب الحق الپھلواروی ثم العظیم آبادی

محمد حبیب الحق ۱۹

بے شک یہ کتاب مستطاب غفیون کے واسطے نہایت کارآمد اور ضروری ہی ہر مقلد کو چاہیے کہ ایک ایک نسخہ اسکا اپنے پاس رکھے جس سے ہمیشہ لامذہبون پر فتحیاب رہے اور انکے پھندے مین نہ پھنسے اور ان بادلیل مسائل کے عقیدت جازم سے قدم نہ ڈگے حق تعالی اسکے مؤلف کو جزاے خیر عنایت کرے۔ حررہ المحتاج الی اللہ محمد عبد اللہ سلمہ اللہ وعفاہ

محمد عبد اللہ

تقریر لپذیر جناب مولانا مقتدانا محمد اشرف علی صاحب صدر مدرس جامع العلوم کانپور

بعد الحمد والصلوۃ ضمیمہ فتح المبین مین مسائل اثبات تقلید کا اس عاجز کے مطالعہ مین آیا جسکی تقریر پسندیدہ ہر صغیر و کبیر کو مفصل و مدلل و کافی و وافی پایا + جزی اللہ تعالی المصنف جزاء تاما + وجعل نفعہ شاملا عاما + چونکہ اجمال بعد التفصیل کا اقرب الی الضبط ہونا مسلم و معلوم ہی + اسلیے اس مقام پر ایک مختصر تقریر ضرورت تقلید مین بطور فذلکہ کے مرقوم ہی وھو ھذا \ احکام شرعیہ عملیہ دو قسم پر ہین منصوص و غیر منصوص اور منصوص کی دو نوع متعارض و غیر متعارض اور متعارض کی دو قسم معلوم التقدیم والتاخیر غیر معلوم التقدیم والتاخیر پس احکام منصوصہ غیر متعارضہ یا متعارضہ معلومۃ التقدیم والتاخیر مین نہ قیاس جائز نہ کسی کے قیاس کا اتباع جائز۔ لقولہ تعالی وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ولقولہ تعالی اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ اس ظن سے مراد وہی ظن ہی جو مقابل نص کے ہو اور احکام غیر منصوصہ یا منصوصہ متعارضہ غیر معلومۃ التقدیم والتاخیر مین یا تو کچھ عمل نکریگا یا کچھ کریگا اگر کچھ نہ کیا تو مخالفت نص اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی۔ اور اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا۔ کی لازم آیگی اگر کچھ کیا تو بدون علم یا تعیین کسی جانب کے عمل ممکن نہوگا۔ پس علم یا تعیین حکم نص سے تو ہو نہین سکتی لعدم النص فی الاول وللتعارض من غیر علم بالتقدیم والتاخیر فی الثانی ضرور علم یا تعیین قیاس سے ہوگی۔ پس یا قیاس ہر شخص کا شرعا معتبر ہی کہ جو کسی کی سمجھ مین آئے یا بعض کا معتبر ہی بعض کا نہین۔ کل کا تو نہین سکتا لقولہ تعالی وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ پس بعض کا معتبر ہوگا بعض کا نہوگا جسکا معتبر ہی اسکو مجتہد و مستنبط

کہتے ہین اور جسکا معتبر نہین اُسکو مقلد کہتے ہین پس مقلد پر ضرور ہوا کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے
لقولہ تعالی وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ اب جاننا چاہیے کہ ایمۂ اربعہ کے تاریخی حالات سے
بالقطع معلوم ہی کہ وہ تحت عموم مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ داخل ہین پس اُنکا اتباع بھی ضروری ہوا۔ رہی یہ بات
کہ مجتہد تو بہت سے گذرے ہین کسی دوسرے کی تقلید کیون نہ کیجائے اسکا جواب یہ ہی کہ اتباع
سبیل کے لیے علم سبیل ضروری ہی اور ظاہر ہی کہ بجز ایمۂ اربعہ کے کسی مجتہد کی سبیل تفصیل جزئیات
و فروع معلوم نہین۔ پس کیونکر کسی کا اتباع ممکن ہی پس انحصار مذاہب اربعہ مین ثابت
ہوا۔ رہی یہ بات کہ ان چارون مین سے ایک ہی کی تقلید کیون ہوا وسکی وجہ یہ ہی کہ
مسائل دو قسم کے ہین متفق علیہا مختلف فیہا مسائل متفق علیہا مین تو سب کا اتباع ہوگا
مسائل مختلف فیہا مین سب کا تو ہو نہین سکتا بعض کا ہوگا بعض کا نہوگا پس ضرور ہی کہ کوئی
وجہ ترجیح کی ہو سو حق تعالی نے اتباع کو انابۃ الی اللہ پر معلق فرمایا ہی جس امام کی انابت زائد
معلوم ہوگی اُسکا اتباع کیا جائیگا اب تحقیق زیادہ انابت کی یا تفصیلا کیجائیگی یا اجمالا۔ تفصیلا
یہ کہ ہر فرع و جزئی مختلف فیہ مین دیکھا جائے کہ حق کس کی جانب ہی اجمالا یہ کہ ہر امام کے مجموعۂ حالات
و کیفیات پر نظر کیجائے کہ غالبًا کون حق پر ہوگا اور کس کی انابت زائد ہی صورت اولے مین
علاوہ حرج اور تکلیف مالا یطاق کے مقلد مقلد نہ رہا بلکہ اپنی تحقیق کا متبع ہوا نہ دوسرے کی
سبیل کا وہو خلاف المفروض پس صورت ثانیہ متعین ہوئی کسی کو امام ابو حنیفہ رح پر اونکے
مجموعۂ حالات سے یہ غالب ظن و اعتقاد راجح ہوا کہ یہ منیب و مصیب ہین۔ کسی کو امام شافعی رح
پر کسی کو امام مالک رح پر کسی کو امام احمد بن حنبل رح پر۔ اسیلیے ہر ایک نے ایک ایک کا اتباع
اختیار کیا۔ اور جب ایک کے اتباع کا بوجہ علم بالانابۃ اجمالًا التزام کیا گیا اب بعض جزئیات
مین بلا کسی وجہ قوی یا ضرورت شدیدہ کے اُسکی مخالفت مین شق اول عود کریگی وقد ثبت
بطلانہ۔ پس بحمد اللہ تقریر بالا سے وجوب تقلید مطلقا و تقلید ایمۂ اربعہ خصوصًا و انحصار فی المذاہب
الاربعہ و وجوب تقلید شخصی و بطلان تلفیق کالشمس فی کبد السماء
واضح ہوگیا و دونہ خرط القتاد و الکلام فیہ طویل و فیما ذکرناہ کفایۃ
لطالب الرشاد انشاء اللہ تعالے و اللہ تعالے اعلم و علمہ اتم۔

تقریظ ما قل و دل علامۂ اجل مولانا حافظ شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی عم فیضہم

بعد الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ علی النبی لا نبی بعدہٗ میں نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا بے شک مخالفین حنفیہ کے رد شبہات کے لیے ایک کافی ذریعہ ہی اور منکرین ائمہ مجتہدین کے دفع توہمات کے واسطے ایک عمدہ وسیلہ ہی واللہ اعلم نمقہ محمد حسین المحب اللٰہی الٰہ ابادی غفر لہ اللہ

قد تشرفت بمطالعۃ هذا الکتاب المستطاب فرأیت ان مؤلفه الفاضل الکامل قد میز القشر من اللباب واتی فیه بما افحم به اهل الزند قة والارتیاب جعل المولی سبحانه سعی مؤلفه العلامۃ مشکوراً وجزاه یوم الجزاء من فضله جزاء موفوراً کتبه الحقیر فرحت اللہ

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ علی عبادہ الذین اصطفی - جہان بڑے بڑے عالمون اور فاضلون نے اس کتاب پر تقریظین لکھین اور مہرین کردین وہان ایک مجھ ایسے طالب العلم کم فہم کی تحریر کا کیا اعتبار اور کیا شمار لیکن جہان گل ہی وہان خار ہی اور جہان گنج ہی وہان مار ہی ظلمت سے نور اور نور سے ظلمت کا ظہور لہٰذا اُن لوگون کی عبارت اگر بمنزلۂ عقد لآل ہی تو یہ خزف ریزہ و سفال ہی اگر وہ کمال ہی تو اس نقصان کا شامل حال ہی سہ اُحِبُّ الصّالحین ولستُ منهم + لعلّ اللہ یرزقنی صلاحا + پس ایک مدت ممتد سے میرا خار خلجان دامنگیر اطمینان تھا کہ جب تقلید شخصی کے واجب ہونے کا ثبوت کسی نص صریح الدلالت سے نہین ملتا تو تارکِ تقلید کا گنہگار ہونا کیونکر نکلتا ہی مگر مؤلف ضمیمۂ تنبیہ الجاہلین پر سہ ہزار آفرین صد ہزار آفرین + کہ درکارہا کرد کار این چنین + یعنی جب اُنھون نے تقلید شخصی کے وجوب کو نص صریح سے ثابت کر دکھایا تو اب قول فقہا کا آثم ہونا تارک تقلید پر بخوبی صادق آیا جیسا کہ صاحب بحر الرائق نے رسالۂ ترصیع کے کتاب الاحسان مین جاوی سے نقل کیا ہی واما الذی لم یکن من اهل الاجتهاد فانتقل من مذهب الی مذهب من غیر دلیل فهو المذموم الآثم المستوجب للتادیب والتعزیر لارتکابه المنکر فی الدین

تقاریظ و دستخط و مواہیر علمای مشاہیر گجرات و سورت و بمبئی وغیرہ زید فضلہم

حامدًا و مصلیًا مین نے اس کتاب فتح المبین کو جابجا دیکھا اسکے مصنف عمدۃ العلما مولانا محمد منصور علیخان صاحب سلمہ الواہب نے وہابیان لامذہب ظاہری المشرب بلکہ مذبذب کے رکیک اعتراضون کا قرآن و حدیث سے خوب ہی جواب باصواب دیا اور حنفیہ کے مسائل کو سنت و کتاب سے ثابت کیا علے الخصوص مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی زبدۃ الفقہاء والمحدثین مصنف ضمیمہ تنبیہ الوہابیین نے تو قرآن و حدیث سے مسالہ وجوب تقلید کو ایسا ثابت کیا اور مدعیان عمل بالحدیث کو مخالف حدیث کا ایسا الزام دیا کہ آجتک کسی سے ایسا مشکل کام معرض ظہور مین نہین آیا جزاہما اللہ رب البرایا و وقاہما عن جمیع الآفات و البلایا

حررہ الفقیر محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ ما جناہ و وفقہ لما یحبہ و یرضاہ

مہر مولانا محمد صالح صاحب — مہر مولانا محمد عمر صاحب — مہر مولانا مرید غوث صاحب — مہر مولانا سید زین الدین صاحب

اس کتاب مین ہر ایک جواب موافق مضمون حدیث و کتاب ہے لہذا لامذہبون کو چاہیے کہ اپنی لامذہبی سے توبہ کر کے حقیت تقلید کی راہ راست پر آئین اور حق کی طرف موجائین تا کہ دنیا مین نیکنامی اور آخرت مین اجر جزیل پائین نمقہ العبد الاثم محمود بن ملا محمد ہاشم السورتی عفی عنہ

مہر مولانا فتح الدین صاحب — مہر مولانا محمد عبد القادر صاحب — مہر مولانا ابو الفتح صاحب — مہر مولانا عبد القیوم صاحب

یہ کتاب مستطاب قرآن و حدیث کے دلائل سے مالامال ہے اور لامذہبون کا حملہ رد کرنے کے واسطے مذہب والون کی ڈھال ہے۔ کتبہ خادم العلما محمد کاظم عفی عنہ

ہم نے اس کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا تو سبحان اللہ کیا کہنا کہ تحقیق سے پر ہے بلکہ دریای تدقیق کا بے بہا در ہے

حقیر فقیر سراپا تقصیر سید عبد القادر بن سید حسن عفی عنہ

نمقہ الحقیر الفقیر الی اللہ الصمد شیر احمد القادری

چونکہ اس کتاب مستطاب پر بڑے بڑے اکابر دین اور علمای کاملین نے مہرین کر دین اور تقریظین لکھین کہ ہر ایک جواب اسکا باصواب ہی بلکہ موافق حدیث و کتاب ہی لہٰذا اب کوئی منکر اسکی حقیت سے انکار کرے تو وہی مثل کہ آفتاب پر خاک ڈالنا ہی اور جان بوجھ کر حق بات کو ٹالنا ہی غرض کہ صدہا عالمون نے اس کتاب کے معتبر ہونے پر اتفاق کیا ہی تو کسی معاند بد اندیشہ و حاسد فساد اندیشہ کے نفاق و انکار سے کیا ہو سکتا ہی پس یہ کتاب باصواب اور اسکا ضمیمہ لاجواب دفع مطاعن معاندین و قمع مظان مخالفین کے لیے کافی ہی اور قلوب قاسیہ کے واسطے شافی حق تعالے مؤلف فتح المبین و مصنف ضمیمہ تنبیہ الوہابیین کو تمام مقلدین حنفیہ کی طرف سے جزای خیر عنایت فرماوے اور ان دونون کتابون کی برکت سے منکرون اور گمراہون کو راہ راست پر لاوے اور انکو زمانی اور مکانی اور زمینی اور آسمانی ہر آفت سے بچاوے آمین۔ کتبہ سید عالم معروف عبد الحق ہزاروی مقیم کٹھور ضلع سورت

واقعی یہ کتاب فتح المبین مع ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین غیر مقلدون کے رد کے لیے محققانہ جواب ہی اور ہر ایک مسائل اسکا بر طبق سنت و کتاب ہی یہ طائفہ محدثہ عجب گروہ مبتدعہ ہی کہ انکی بدعت معتزلہ و خوارج و روافض کی بدعت کا مجموعہ ہی بلکہ اس سے بھی اسکا درجہ بڑھا ہوا ہی اور انکا مذہب تعصب نفسانی سے بھرا ہوا ہی یہ اپنے زعم باطل مین تمام مقلدون کو کافر اور مشرک جانتے ہین اگر کوئی لامذہب صاحب کہین کہ یہ بالکل جھوٹ اور ہم لوگون پر بہتان اور سراسر اتہام ہی تو ہم ابھی ڈنکے کی چوٹ اس دعوے کو دلیل و برہان سے ثابت کرکے دکھا دیتے ہین کہ خواہ مخواہ سلف صالحین کے خلاف مقلدون کے مقابلے مین انکا اپنے تئین محمدی اور موحد کہنا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ تمام اہل تقلید غیر محمدی یعنی کافر اور غیر موحد یعنی مشرک ہین معاذ اللہ منہ

کہ لو رانی ست باد نجان و باد نجان ست بورانی		پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی

اور نیز دوسری تحقیق نسبت محمدی کی جو علامۂ آسی فاضل مدراسی نے ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کے صفحہ ۳۶۹ مین بیان فرمائی ہی سچ پوچھیے تو آئینۂ حقیقت مین وجہ تلقب محمدی کی صورت دکھائی ہی تا مقلدین ہوشیار ہو جائین اور ان غیر مقلدین کے دام فریب مین نہ آئین پس اس کتاب کی برکت سے یقین ہی کہ بہت سے مبتلای مرض ترک تقلید شفایاب ہوان و ما ذلک علی اللہ بعزیز حررہ الفقیر ہدایت اللہ العمری

محمدی اور موحد صاف لفظون میں مقلدون کو کافر اور مشرک کہنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ مُذِلِّ المُفسِدِینَ وَمُضِلِّ المُعَانِدِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ المُنذِرِینَ لِاَعدَاءِ الدِّینِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ **اما بعد** مقام عبرت ہی کہ ابتو بیہودہ گو ہرزہ سرا اور محض نافہم جاہلون کے ہاتھ مین قلم آگیا ہی جو چاہتے ہین لکھتے ہین چھپواتے ہین تبرا اور لعن او طعن ایمۂ دین وجملہ علمای سابقین ولاحقین پر اپنا پیشہ اور شیوہ قرار دیا ہی انکے منہ پر لگام دینے والا کوئی نہین کہ ایسے سرکش نالایق حیوانون کو آداب و تہذیب کے چابک سے درست کرے چنانچہ ان دنون ایک رسالہ دیکھنے مین آیا نام اُسکا ملاحظہ فرمائیے کہ رسالہ دار شتر بے مہار نے کیا رکھا ہی **فؤس المحققین علی رؤس المقلدین** افسوس یہ بھی نہ سمجھا کہ کیسے بڑے بڑے ایمۂ دین اور بزرگان محققین مقلد گذرے ہین سب کے سرون پر کیسی بے ادبی کے تبر لگائے جاتین مگر بے دین بے شرمون کو ڈر ہی کسکا ہی جو خوف کھائین یہ رسالہ چند چیزون کا مجموعہ ہی ایک یہ کہ ان علما نامدار و فضلای کبار پر لعن وطعن اور گالی اور دشنام دہی کرنا جنکے روبرو صاحب رسالہ کے پیر مغان اور گرو گھنٹال اگر دس برس زانوی ادب تہ کرین تو آدمی بنجائین دوسرے جملہ مقامات پر ہٹ دھرمی اور بدظنی اور کج فہمی اور جہالت اسقدر ظاہر کرنا جسپر عوام لوگ بھی مضحکہ کرین تیسرے افترا و دروغ و بہتان بندی مین جوش بے حیائی سے کل دجالین وکذابین پر سبقت لیجانا جرأت و بے حیائی اس مجلس کی قابل تماشا ہی کہ مولوی **عبد القادر** صاحب بدایونی کو اسلام سے خارج کیا یعنی باتفاق علمای لکھنؤ و دہلی و پنجاب و مصر و شام و روم و عراق و حرمین شریفین کا فر قرار دیا یہ اسکا انتقام لیا ہی کہ انھون نے

ذکر توبہ نامہ مطبوعۂ مطبع میریۂ مکۂ معظمہ

اور اُنکے والد نے اس طائفۂ بے ادب کے تمام سرگروہون کی قلعی کھولدی ہی اور انکی کل جنایتون پر ایکجہان کو متنبہ کردیا اور باشندگان ہند و مصر و شام و روم و حرمین انھین کے ذریعہ سے ان شیاطین کی شیطنت پر مطلع ہوے آن بیچارے کو تو دائرۂ اسلام سے خارج کرتا ہی اور اُس توبہ نامہ کی خبر نہین جسے ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۳ھ مین کس سخت مواخذہ سے شریف مکہ نے اس طائفۂ فاحشہ کے دوسر گروہ سے توبہ کراکر مکۂ معظمہ کے مطبع میریہ مین چھپوادیا اور طائفۂ خبیثۂ وہابیہ کو سخت گمراہون مین شامل کیا پھر مولوی حافظ علی احمد صاحب و مولوی عنایت احمد صاحب وغیرہما کو اطفال خردسال مین داخل کیا جنکے دودھ کے دانت نہین ٹوٹے اگر انکی کم سنی اور نابالغی فرض بھی کیجائے تو صاحب علم و فضل ہونیکے کیا منافی ہی پھر باقیون کو بیران نابالغ مین شامل کیا اس پیری و نابالغی کا اصل مصداق تو وہ ہونا چاہیے جو باوجود ریاست نوابی و ہمہ ہا علاج اور ہزار ہا چرچے کھانیکے بیکار اور محض ناہنجار رہے اور نتیجہ کے اظہار سے عاجز و مستحق شمار کیا جائے اور در باب علم و درس و تصنیف سوائے گھاس کاٹنے کے اور نقل لا یعقل کا گٹھا سر پر اُٹھانے کے دوسرا پیشہ نہ جانتا ہو اور فہم سے معطل اس مرتبہ پر ہو کہ بالآخر اسی نالایقی مین معزول ہو کر مسلوب الخطاب ہو جائے اور پھر رد تقلید دین اور سب و شتم ایمۂ مجتہدین سے باز نہ آئے اور حضرت مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کے مقابلہ مین شکست فاش پائے اور مناظرے مین مُنہ کی کھائے اس جسارت و دلیری کو ملاحظہ کیجیے کہ صاحب رسالہ نے حضرت مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کی نسبت لکھدیا کہ علوم دین سے مطلقا مس نہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✠ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✠

مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی و مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی کے علم وفضل کا ذکر

وہ محققانہ علوم دینیہ حدیث و فقہ کی تصانیف جناب مولانا کی جو مطبوع ہو چکین یا عنقریب طبع ہونیوالی ہین اُنھین سے کمال تبحر علوم دینیہ کا اُنکے ہر ذی علم پر ظاہر ہی مثل معتصر الفرائض و نصیب الفرائض و فوز دلائل الفرائض و شرح خلاصۂ کیدانی مسمی بعلق شمسی و راجوبہ راضیہ سوالات امام رازی و حاشیہ ہدایہ و حواشی اصول شاشی و شرح مسند امام ابو حنیفہ و حواشی شرح عقائد نسفی و تصحیح الحکایہ علی شرح الوقایہ و حواشی بر حواشی شرح وقایہ وغیرہ تصانیف بکثرت موجود اور روزمرہ کی تدریس حدیث و فقہ مشہود پھر ایک جھوٹا اور بے سروپا قصہ اپنی طرف سے بناکر حاشیہ پر چڑھادیا جسمین علمای لکھنؤ پر افترا کیا اور جناب مولانا رئیس المحققین حضرت مولوی عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ الواہب کی نسبت بکثرت بے ادبیان کین اور تقیہ اور دب سانا اُنکی طرف منسوب کردیا استغنا بالکف و وطی بہیمہ کے جواب مین ساکت قرار دیا یہ نہ دیکھا کہ فتح المبین مین

اُسکے مؤلف نے اُن مسائل کے جواب مین چار پایان لامذہب کو مناظرہ کی چارپائی پر ڈالکر کیسا کھوندا اور اس طائفہ نابکار پُرادبار کو بزور سلاح و اوزار فحول نظار کسطرح روندا۔ ایسا بے فہم و بے شعور اور رسالہ تصنیف کرنا ضرور کہ صحت الفاظ کی تمیز بھی نہین جنکو مبتدی اطفال بھی جانتے ہین استفاری بجاے معدری اور تلاشی کا تلاشی اور فحامہ بجای حطی اور وعدہ حطمی بجای وعدہ حتمی اور اسی طرح بکثرت اغلاط سے سیاہ کیا ہے جسکے مناسب حال یہ کسی کا شعر مجکو یاد آیا ہے

حای حطی سے گدہا لکھا ہے ہوسے حمار	اس حماقت پہ طلبگار ہے ڈبلومہ کا
سین سے صبر تمر صاد سے تے سے اسرار	طفل نادان ہے معصوم ہے معصومہ کا

گو اس لایعقل سخت جاہل کا جواب ٹھیک تو بحکم ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست کے یہی تھا کہ ضلع جگت پھکڑ سے کوئی دشنام کا دقیقہ فروگذاشت نکیا جاتا یا اگر تہذیب و مروت و انسانیت کو دخل دیا جاتا تو سکوت و ترک جواب مناسب تھا کہ نباح الکلاب کا کہا نسک جواب ہے مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند مہ را چہ جرم خاصیت سگ ہمی بود مگر کیا کیا جائے کہ اِدہر عوام کو بھی گمراہی سے بچانا منظور ہے اور اُدہر ان کتون سے دامن چھڑانا بھی پُرضرور۔ بنابراس ضرورت کے اس رسالہ کے لغویات و بہتانات و مقامات کج فہمی کی قلعی کھولنے کے واسطے یہ دو چار حرف ناظرین کی خدمات عالیہ مین پیش کرتا ہون کج فہمی فتح المبین کی عبارتین نقل کرتا ہے اس بارے مین کہ مؤلف وجوب تقلید مجتہد معین کا قائل نہین ہے حالانکہ یہ مضمون کسی عبارت سے نہین نکلتا اگر اس لفظ سے سمجھا ہے کہ معیوب نہین تو غلط فہمی ہے یہ قول وجوب کے خلاف نہین باقی رہا وہم خلاف اوسکو اس آیت سے دور کرلے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا اور اگر اس سے نکلتا ہے کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص قطعی وارد نہونے کا مؤلف قائل ہے تو یہ بھی ناسمجھی ہے اسواسطے کہ اولاً قید قطعی کو نہ سمجھا کہ اسکی نفی سے فرضیت قطعیہ کی نفی ہوگی نہ وجوب کی اور نہ فرضیت علیہ کی اور ثانیاً وجوب کے واسطے نص کا ہونا ضرور نہین البتہ وجوب بالسمع کے واسطے ضرور ہے اور وجوب بالعقل کے لیے ضرور نہین کہ مقامات ضرورات مین ضرورت خود سبب وجوب ہو جاتی ہے چنانچہ اس طرف اصل کلی اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ بھی مشیر ہے اور اگر اس سے سمجھا ہے کہ امام صاحب کی تقلید نے جمیع المسائل کے حنفیہ مؤلف منکر ہین پس تقلید شخصی واجب نہوئی تو یہ بھی کوتہ اندیشی ہے اسواسطے کہ معنی وجوب تقلید شخصی کے یہ نہین ہین کہ اُسکے کل اقوال کی تقلید کیجائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اوسکے اصول اجتہادیہ اور طرز و انداز و روش استخراج کی پیروی کیجائے گو فروع مین باعتبار اختلاف ماخذ و مبانی نہ باعتبار مسالک موضوعہ

ناظرین کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری ہے

نفی وجوب قطعی سے نفی وجوب تقلید کا سمجھنا کج فہمی ہے

وطرق سلوک کا اختلاف پیدا ہوا اسی وجہ سے صاحبین وکرخی وطحاوی کو حنفیہ مین شمار کیا جاتا ہی گو امام صاحب کے بعض بعض مسائل مین مخالف بھی ہون اور باعتبار معنی اول کے جو بیان مراد نہین ہین مؤلف نے یہ لکھا کہ حنفیہ تقلید شخصی کو واجب نہین جانتے اور جو شخص کما ینبغی واقف سنت ہوگا وہ مجتہد ضرور ہوگا اسواسطے کہ وقوف تمام کما حقہ بغیر اجتہاد متصور نہین تو اوسکو جب وہ مجتہد ہو حنفی و شافعی بننا کچھ ضرور نہین اس سے انکار تقلید شخصی نہین نکلتا جیسا صاحب رسالہ سمجھا ہی اور صد افسوس اسکی فہم پر کہ مؤلف نے خود اس مضمون کی شرح کردی ہی اور اگر اس شرح سے بھی وجوب تقلید کا مسئلہ نہ سمجھ مین آئے تو ضمیمہ تنبیہ الوہابیین کو دیکھکر سمجھ لے کہ اسمین پہلا مسئلہ معرکۃ الآرا وجوب تقلید کا ایسی شرح و بسط کے ساتھ مرقوم ہی کہ اطفال مقلدین کو بھی معلوم ہی **بہتان و کج فہمی و ہذیان** مُنہ اٹھا کر بک دیا کہ مولوی عبد القادر صاحب بدایونی نے بوارق مین حنفیہ کو ضال و گمراہ اور فقہ و کتب فقہیہ کو ضلالت و گمراہی قرار دیا ہی ع

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا + بوارق مولوی عبد القادر کی تصنیف ہی یا اُنکے والد بزرگوار کی شیخ نجدی کی اولاد مولوی فضل رسول صاحب کو شیخ نجدی بتانے لگی اور والد یا باپ یا مربی کہتے ہوے شرم آئی جن خوارج و معتزلہ نے فروع فقہیہ مین طریقہ حنفی اختیار کیا ہی اُنکے اس حنفی الفروع ہونے سے اصل حنفیہ ہونا اُنکا لازم نہین آتا جیسے روافض کہ اُنکے محض دعوائے اتباع مرتضی سے اصل مرتضوی اور شیعۂ علی ہونا اُنکا لازم نہین آتا حنفیہ ہونے کے لیے اعظم شروط و اول ارکان اتفاق اصول عقائد ہی ان گمراہون کے دعوای حنفیت سے امام صاحب یا اُنکے اجلۂ اصحاب پر کچھ دھبا نہین جیسے جناب مرتضی پر دعاوی ملعونۂ عبد اللہ بن سبا سے نہ کچھ الزام آور نہ اعتزال و ضلال واصل بن عطا و عمرو بن عبید سے حسن البصری پر کچھ نقص و اتہام اور اندراج خوارج و معتزلہ کا حنفیہ مین بھی کوئی باعث قصور حنفیہ کا نہین یہ مکائد خوارج و معتزلہ سے ہی جیسا کہ یہی امر مکائد روافض سے بھی ہی جو تحفہ مین مذکور ہی اس سے وہ سنی قرار نہین پا سکتے ہان بوجہ اختلاط کیدی تمیز کرنا واقفین کا کام ہی اگر اُن روافض پر کید کو گمراہ کہا جائے تو اُس سے سنیون کا گمراہ سمجھ لینا ایسے ہی شخص کا کام ہی جو مثل صاحب رسالہ کج فہمی کا پرکالہ ہو اور صاحب درمختار و صاحب اشباہ کے تنزل مرتبہ سے بمقابلہ اعاظم فقہاے سابق کے کچھ تضلیل و گمراہی اُن دونون شخصون کی سمجھ لینا اسی پیر نابالغ کا کام ہی ع برین فہم و دانش بباید گریست + **بہتان و کج فہمی**

مدینۂ طیبہ کا حرم ہونا مسئلۂ اختلافی و اجتہادی ہی اور کسی مذہب سے مخصوص نہین جیسے اختلاف تفاضل کلمۂ دینیہ

ف وجوب تقلید کے مسئلے مین صاحب تنویر الحق کا دھوکا دینا

ف حنفیہ کے ضال و گمراہ ہونے مین صاحب تنویر الحق کا جھوٹا بیان

اور بیان کے مسائل سے کچھ اسکو تعلق نہین جو اسکو لے بیٹھے اگر کسی نے حرم ہونا اور دوسرے نے نہ حرم ہونا
اختیار کیا تو اس سے کیا ہوتا ہی نہ یہ کوئی امر باعث گمراہی و شقاوت ہی اور نہ مولوی عبد القادر منکر پر
مقتضے اجرای حکم ضلالت چہ جاے حکم کفر فاسکت یا ایہا الغمر **دروغ بافی اور ناسمجھی** بے محابا
لکھدیا کہ کل فقہا قبر پختہ بنانے کو منع کرتے ہین اور برہان کا حوالہ دیا جسمین مشہور معمولی لفظ کراہت کا مذکور ہی
وہ بھی اُسکے متن مین اور شرح مین وہ دلیل لکھی ہی جس سے کراہت تنزیہی سمجھی جائے نہ تحریمی یعنی زینت سے
بچنا جیسے مردہ عورت کے بالون مین کنگھی کرنے پر حکم کراہت لکھتے ہین حالانکہ وہ تنزیہی ہی اور علت کراہت
وہی زینت سے بچنا پھر دیکھیے یہ دلیری دروغ گویم بر روی تو کہ اتفاق فقہا کا لکھدیا حالانکہ یہ مسئلہ اختلافی ہی
اور مختار اہل تحقیق یہی ہی کہ ترک اولی ہی نہ حرام نہ مستحب اور شروح رد المحتار ملقب بشامی مین مذکور ہی
تیسرا افترا مولوی عبد القادر پر یہ کہ وہ واجبات سے جانتے ہین حالانکہ وہ مسنون بھی نہین کہتے چہ جاے
واجب اور چادر چڑھانے کو فرض و واجب نہین سمجھتے چہ جای آنکہ منکر پر حکم کفر جاری کرین بلکہ مسنون بھی
نہین قرار دیتے ہان یہ سہی کہ اُسکو شرک و کفر بھی نہین قرار دیتے اسواسطے کہ ہر شئی ممکن یا ہر فعل اختیاری
اُنکے یہان شرک و کفر نہین ہی یہ شخص مفتری دُم دجال ہی اور مسیلمہ کذاب اُسکا گرو گھنٹال ہی عجب نہین
کہ اسکا پیر مرشد ہو جائے **سخن سازی و افترا پردازی** فقہای حنفیہ کی طرف جوش مالیخولیا
مین سماع موتی کا انکار منسوب کر دیا حالانکہ محققین نے پوست کندہ تحقیق فرما دی ہی کہ یہ اشتباہ و مغالطہ
مسئلہ یمین کی جہت سے واقع ہوا کہ اگر ضرب یا تکلم کی قسم کھائی اور بعد مرنے کے کلام کیا یا مارا تو حانث نہوگا
حالانکہ ایمان کا مدار عرف پر ہی اور عرف مین احساس و ادراک دالم مردہ معروف و مشہور نہین ہی نہ یہ کہ
سماع موتی کا انکار ہی اور انکار ممکن ہی کسطرح ہی کہ اسمین احادیث صحیحہ وارد ہین بلکہ ادراک و سماع موتے
مین احادیث متواترہ ہین جنکا ثبوت بھی یقینی بلکہ بدیہی اور مدلول بھی یقینی یعنی قطعی الدلالۃ غیر قابل التاویل
ہی اور اسمین حافظ سیوطی کا رسالہ مستقل ہی اور چند رسائل مین ضمنا مذکور ہی پس جو مقر سماع موتے ہو
اُسکو حماقت شعار قرار دینا کس درجہ کی حماقت شعاری ہی باقی منکر سماع کو مولوی عبد القادر کب کافر قرار
دیتے ہین یہ مفتری نامعتبر جھوٹون کا افسر ہی اور پھر اس سفاہت پر ڈبلومہ کامیابی کا طلبگار و زعمہ
کزعم الشیخ و فہمہ کفہم الحمار فانعکست الندامۃ وانقلبت ریح الملامۃ اور
مولفین و مقرظین مین ان ابواب تقلید و فروع تقلید مین ہرگز اختلاف نہین ہی نہ ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہین

فائدہ [illegible]

فائدہ مولوی صاحب [illegible] افترا

بے ایمانی اور لامذہبی تو معاذ اللہ انھیں طوائف نجیسۃ العِلّۃ فاقدۃ الحلّۃ راقصۃ الاذیار تحت الظلّۃ منفعلۃ اللّذ ماذ غلب العِلّۃ کا حصہ ہی **کج فہمی ودشنام** اس بے حیا کے حصہ مین شرم آئی ہی نہیں غضب ہی کہ مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم استاذ مولوی محمد قاسم صاحب کو جو اس جزو زمان میں خازن جواہر اخبار و ناقد نقود آثار تھے کچھ ملا بنا تا ہی | وَکَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِیْحًا |

| وَآفَتُہُ مِنَ الْفَھْمِ السَّقِیْمِ | انکے قول کو مولوی رحم الٰہی نقل کرتے ہین خود نہ سمجھا اور اعتراض کرنے

پر تیار ہو گیا انکا مطلب یہ تھوڑا ہی ہی کہ بخاری فقہا سے نہیں بلکہ غرض یہ ہی کہ ان مدارج میں ایمۂ مجتہدین سے کم درجہ پر ہین جنکا اہتمام بالشان جامع ترمذی مین کیا گیا ہی جیسے مالک و شافعی و احمد و اسحٰق و ابن مبارک وغیرہم اور یہ ایمہ اور جو انکے مماثل و مساوی ہوں یا زائد ہوں جیسے امام اعظم وہ امام بخاری پر ترجیح رکھتے ہین اور امام بخاری کو انکے استاذ امام احمد پر در باب فقہ ترجیح دینا یا مبالغہ ہی یا خلاف واقع علانیہ امام احمد کا رجحان تفقہ بلکہ فقہ و اجتہاد میں بدرجہا زائد ہونا امام بخاری پر مثل آفتاب کے روشن ہی اور وہ ایمۂ مدوّنۃ المذاہب سے ہیں بلکہ یہ بھی قریب بداہت ہی کہ فن حدیث و رجال میں بھی وہ امام بخاری پر بہت فائق تھے امام بخاری انکے ایک خرمن خوشہ چین و زلہ ربا ہین اور وہ امام بخاری کے امام و پیشوا ہیں ہاں امام شافعی کو البتہ انپر تفقہ مین ترجیح ہی نہ فن حدیث و رجال مین اور ہمارے امام اعظم کو تفقہ میں امام شافعی اور انکے استاذ امام مالک بلکہ جملہ فقہای وقت پر ترجیح ہی انکی گرد کو تفقہ فی الدین میں پہونچنا باعث فخر ایمہ ہی **ناسمجھی** مولوی عبد الرب صاحب کے قول کو خود نہ سمجھا اور انکو مثل روافض اور انکے قول کو تبرا قرار دیا حالانکہ سفہای صحابہ سے انکی مراد غیر علمای صحابہ ہیں جو طویل الصحبۃ نہ تھے مثلاً اعراب و بادیہ نشینان جنکو سوائے کلمۂ توحید کے تفاصیل فرائض کی بھی تکمیل کا اتفاق نہ ہوا تھا اور نماز روزہ حج زکوٰۃ پوچھ کر چلے جاتے تھے اور اکثر اپنی معاش و تدابیر کار میں مصروف و مشغول رہتے تھے اور زیادہ فرصت تفقہ کی نہ پاتے تھے باقی فضل صحابیت یہ اور چیز ہی اور فضل تفقہ دوسری چیز دیکھو امام ابو حنیفہ نے اوزاعی کے روبرو علقمہ کو ابن عمر سے فقہ مین زائد یا مساوی قرار دیا حالانکہ ابن عمر خود فقہای صحابہ میں ہیں اور علقمہ تابعی **افترا و کج فہمی** امام صاحب پر بہتان کیا کہ انکے نزدیک ہر بدعت ضلالت ہی یعنی بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو بدعت ہی سیئہ ہی اسکے واسطے تصحیح نقل ضرور ہی انکی عبارت بسند صحیح پیش کرنا صاحب رسالہ کے ذمے پر ہی اول تو عبارت ہی نہ ملیگی بالفرض محال اگر ملی بھی تو سند صحیح درکار ہوگی اگر سند بھی مل گئی تو شاید

غایت درجہ ایسی ہی ہو جیسے یہ بزرگوار لوگ کہ اُٹھتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر بدعت
ضلالت وسیئہ ہی کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہی کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ جب آنحضرت کے نزدیک یہ ہوا
تو پھر امام صاحب کا کیا ذکر اور جیسے کہدیتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جلہ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا
کہ آنحضرت کی چھہ امثال عالم مین متحقق و موجود ہین بھلا کیون صاحب نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ کا کیا مطلب ہی
کیا آنحضرت کا عرف و زبان و محاورہ اور تھا اور حضرت عمر کا اور آنحضرت عرف شرعی لیو لتے تھے اور حضرت عمر
لغت خالص اور خیر کوئی بدعت شرعیہ بدعت حسنہ نہ سہی پھر اس سے تمکو نفع کیا یہ تو نزاع لفظی ہو گئی محفل
مولود و مجلس ذکر شہادت بروایات صحیحہ کو ہم اس تقدیر پر بدعت شرعیہ ہی نہ کہینگے جیسے مدارس و اعرابات
قرآنی و اوقاف فرقانی و تصانیف کتب اور عدد تراویح کو تم بدعت شرعیہ نہ کہو گے بالجملہ بدعت ضلالت
و بدعت سیئہ وہی ہی جو مخالف شرع کے ہو اور اُسی کو کلیۃً ناجائز و گمراہی بھی فرمایا ہی اب سلف نے بھی
اور امام اعظم نے بھی اگر فرمایا ہو تو اسکا یہی مطلب ہو گا نہ وہ بدعت جو مخالف شرع نہو گو منصوص المشروعیۃ بھی
نہو اور مخالف و مغایر مین جو فرق ہی وہ خود ہر صاحب فہم پر ظاہر ہی پھر اگر امام صاحب کا قول بدین تصریح
فرض بھی کر لیا جائے تو اس ہمارے مذہب سے کیا اُنکی تقلید مین فرق آتا ہی اور امام صاحب کا عمل تو صدہا
بدعت حسنہ پر تھا اور بکثرت اُنکے اقوال مین موجود ہی فقہ اکبر کے اکثر مباحث بدعت حسنہ ہی ہو سکتے ہین
اور اکثر فقہ لطیف و دقیق کی موشگافیان اسی قبیل مین داخل ہین علاوہ ازان وجوب تقلید شخصی کے
معنی ہم پہلے بیان کر چکے جسکا مقتضی یہ نہین ہی کہ ہر قول کی پابندی و تقلید لازم ہو باقی تعزیہ اور عَلَم اور
شدون وغیرہ کو کوئی بدعت حسنہ نہین کہتا چہ جائیکہ مولوی عبد الرب صاحب رسالہ دار باذلت و بے وقار
کو مضامین کتاب کی طرف توجہ ہوئی پھر اسمین صدہا سخن سازیان و حیلہ بازیان و افترا پردازیان
و سقط اندازیان و وقاحت شعاریان و حماقت دثاریان جنکے واسطے ایک دفتر عظیم چاہیے ان اوراق
مین انکا کوئی حصہ معقول معتد بہ سما نہین سکتا مگر بطور مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ ہر مقام کے متعلق
جسکی تعبیر رسالہ دار فوج بے دین لاشی حاکم رعایای رمہ نے بلفظ انجملہ کی ہی کچھ کچھ خبر گیری کر دیجائے تاکہ
ناظرین کو اسکی جسارت و جرأت و بے حیائی کا کچھ نمونہ معلوم ہو جائے ازانجملہ اول مین لکھتا ہی کہ صاحب
ظفر مبین کو بے تہذیبی سے متہم کیا ہی اور طاعن ایمہ قرار دیا ہی حالانکہ یہ جھوٹ ہی وہ بزرگان دین کو مورد طعن
نہین ٹھیراتا بلکہ مسائل کی خطا کا اظہار منظور ہی کہ وہ بے اصل ہین وہ بھی اسطور پر کہ ایمہ کے مقلدین نے

فاضل بدعت ضلالت و نعمت البدعۃ کا بیان

صاحب تنویر کی انشا اور ترکیب نحوی کا بیان

اُنکے نام لگا دیے ہین ورنہ ایمہ بری الذمہ ہین آسی ضمن مین اس مدعی تبحر علوم نے ایک عبارت اُردو لکھی ہی جسکی ترکیب نحوی قابل تماشا ہی وہ عبارت یہ ہی بلکہ غرض اظہار مسائل مذکورۂ کتاب ظفر المبین سے یہ ہی کہ ہر مجتہد سے (قطع نظر اسکے کہ خطای اجتہادی صادر ہوتی ہی) بہت سے وہ مسائل جو صریح مخالف کتاب وسنت انکے مقلدین نے ایمہ کے نام سے کتب فقہیہ مین درج کردیے ہین انسے تمام مسلمان متنبہ ہوجاوین الخ عبارت مابین الخطین تو ایک طائفۂ معترضہ ہی بعد حذف اسکی عبارت ملاحظہ کے قابل ہی یعنی مجتہد سے بہت سے وہ مسائل جو صریح مخالف کتاب وسنت انکے مقلدین نے ایمہ کے نام سے کتب فقہیہ مین درج کردیے ہین الخ ان مہملات کو تصور کیا جاے از روی ترکیب کس درجہ اہمال پر ہین جسکا سوق عبارت اُردو مین یہ نقشہ ہو جو جامی مسائل اصول صرف ونحو وجو جامی تبحر جملہ علوم دینیہ وعقلیہ وہ کسکے خطاب کے قابل ہی اس طفل دبستان کی دم کو یون لکھنا نہ آیا کہ قطع نظر اسکے کہ ہر مجتہد سے خطای اجتہادی صادر ہوتی ہی بہت سے وہ مسائل جو صریح مخالف کتاب وسنت ہین مقلدین نے اپنے ایمہ کے نام سے الخ تقدیم وتاخیر سے جو خبط ہو جاتا ہی اسکی بھی اس مرتبۂ عقل ہیولانی کے رضیع کو خبر وتمیز نہین خیر اب مطلب پر آئیے اور سنیے **اولا** یہ کہ ہر مجتہد سے خطا کا صادر ہونا ضرور نہین ہان ممکن ہی اور مطلق مجتہد کے افراد مین دو قسمین موجود ہین مصیب ومخطی مگر ہر فرد مین ضرور نہین کہ مخطی ومصیب دونون ہون جیسے ہر فرد افراد انسان مین ضرور نہین کہ سیاہ وسفید دونون ہون اور **ثانیا** یہ کہ یہ مسائل فقہیہ وہ ہین جو ماخوذ ہین اُن کتب سے جو اصحاب وتلامذۂ ایمہ نے اپنے کتب مین تحریر کیے ہین پھر یہ الزام صریح مخالفت قرآن وحدیث کا یا ایمہ پر بالآخر لگیگا یا تلامذۂ ایمہ پر مثل محمد بن الحسن وحسن بن زیاد کے اور یہ تلامذہ واصحاب بھی ایمہ ومجتہد ہین بہر کیف اصل مقصود ومآل کار آپ صاحبون کے مطاعن کا یہی ٹھیرا کہ ایمہ ومجتہدین مطلق یا مجتہدین منتسب ومجتہدین فی المذہب کو جو کل بزرگان دین ہین مطعون کیا جائے اور اتہام ارتکاب صریح مخالفت قرآن وحدیث سے اشارۃً بے دین کہا جائے اور اصول ستہ امام محمد کی مثلا خود متواتر ہین محتاج سند نہین اور نہ سہی اور یہ مسائل فقہیہ بھی مروی بسند آحاد سہی پھر آپ ہی از راہ عنایت یہ قول امام صاحب کا اُتر کوا قولی الخ جو آپنے نقل کیا بسند صحیح ثابت کر دیجیے از خدا با امام ہمام اور **ثالثا** یہ کہ ع

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد ٭ دیکھو یہ بیہودہ سرا دشمن ایمہ دوسرا اسقدر تو تبری وبرات ذمہ کی لوٹی ظاہر کرتا ہی اور خود کس درجہ امام ابو یوسف صاحب کے درپی اہانت وتوہین ودراز لسان

اجتہاد اور مسائل فقہیہ کا بیان

وتحقیر مکان ہو گیا اور اثبات حکایات وایراد تربیات پر کمر باندھی تا اپنے اصول مذہب کی بنیاد دین گو منہدم
ہو جائین مگر امام ابو یوسف صاحب شاگرد امام صاحب کی تحقیر و تذلیل ہاتھہ سے نہ جائے اور اُنکی برائی تمام
جہان مین پھیلے اور فریبی ودغاباز بلکہ منفذ قانون فریب ودغا انکو قرار دین اور اسی واسطے آیات و
احادیث مذمت دغا و فریب کی جھڑ کیان ایسے امام ثانی لاثانی کے حق مین تصور کین اب بھی اپنے دعوے
شرم و حیا پر خاک نہین ڈالتے اور اپنی اس وقاحت اور روبہ بازیون اور فریب سازیون کو نہین سنبھالتے
یہان صاحب فتح المبین کے دعوے پر مبینہ کو خود صاحب رسالہ نے قائم کردیا بلکہ حقیت دعوے کا معاینہ
ومشاہدہ کرادیا جھوٹی دبی زبان سے اپنے بچاؤ کے واسطے یہ کہدیتے ہین کہ یہ طعن والزام مخالفات صریحہ
کتاب وسنت کا ہم مقلدین واتباع ایمہ پر رکھتے ہین کہ انھون نے اُن مسائل سے اپنے ایمہ کو خود بدنام کیا
نہ خود ایمہ پر ہم یہ مطاعن والزامات لگاتے ہین حالانکہ یہ مفسد فی الدین سراپا حقد وکین اسقدر حیا نہین کرتے
کہ دروغ گویم برروی تو برابر ایمہ کو مطاعن بیجا والزامات ناروا مین لپیٹتے اور سانتے چلے جاتے ہین اور
خاص انھین ایمہ مجتہدین مطلق کو یہ لوگ مخالف صریح قرآن وحدیث صحیح قرار دیتے ہین اور ان الفاظ
سے ملحد و بے ایمان و زنادیق مراد لیتے ہین جیسا کہ کبھی کبھی بلفظ احبار و رہبان یاد کرتے ہین مسالہ
نفاذ حکم قاضی من الظاہر والباطن مین مخالفت صریحہ کا الزام کس پر قائم کیا اتباع ومقلدین ابو حنیفہ
پر کہ انھون نے یہ اختیار کیا اور امام پر یہ تہمت وبہتان اٹھایا یا خود حضرت امام رحمہ اللہ پر جسکے واسطے
عبارت نووی بھی نقل کی کہ ابو حنیفہ اسکے قائل ہین اور معارض سنت کسکو قرار دیا اور تشفی خاطر اور دل کا
غبار نکالنے کے واسطے تعزیر کس پر لگائی جاتی تھی نام تو برائے نام صدر انجمن اور مہر والون کا لے دیا اور
اصل صدر انجمن تو مراد ومقصود کیونکہ اصل مخالف ومعارض تو انکو تحریر کر چکا اب فرمائیے کونسا مرحلہ تحقیر و
اہانت کا اسنے بحق امام الایمہ چھوڑ دیا اور صاحب فتح المبین نے کیا بے تہذیبی کی جو ہری چند اصل نام
مؤلف ظفر مبین کا لکھدیا اور جب صاحب فتح کے نزدیک وہ برائے نام مسلمان ہوا تو وہ اصل نام ہی مسمی بہ
ٹھیک آیا اصل غرض یہ ہی کہ کمال حلیۂ ایمان وجمال زیور اسلام سے اسکو اتصاف ہوا گو نفس طبعیت ایمان
کا حصول ہو بھی گیا ہو اور جب کہ اہل اسلام مین اکثر رواج وعرف یہی تھا کہ غلام محی الدین نام رکھتے مین
نہ محی الدین اسواسطے کہ لقب حضرت عبد القادر جیلانی کا ہی اور اپنے آپ کو انکے اتباع مین سے اور انکو نسل آقا
کے شمار کرتے ہین بطور تفاؤل تو لفظ غلام کا اضافہ مناسب ہوا اور خیال ہوا کہ سہو کاتب سے ساقط ہو گیا ہی

یا بدین نظر کہ رویداد موجود موجب حکم علامی کی ہی باقی اس بے شعور سراپا قصور کو اسقدر بھی تمیز نہین کہ آیت
اپنے موافق لکھتا ہون یا خصم کی دلیل ناحق کریمہ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ درج کر بیٹھا ؎
بعد مدت کے پھنسا آکے پرانا چنڈول | لگی جنگل کی ہوا دم کا ہلانا گیا بھول | لفظ اسم پر فریفتہ ہو کر
لکھ گیا یہ نہ سمجھا کہ یہ خود اس کھتری کی مذمت ہو جائیگی کہ بعد ایمان نافرمان بنا اور نام فسق و بغی ایسہ کا نشان
لیا اور دوم مین لکھتا ہی کہ جب یہ اعتراضات مصنف ابن ابی شیبہ کے ہین تو صاحب ظفر و موحدین
پر کیا الزام تنقیص امام اور اُن اعتراضات کی دھجیان اُڑانا بے ایمانی ہی اسواسطے کہ وہ قرآن و حدیث
کی دھجیان اُڑاتا ہی شاید اسی وجہ سے حنفیہ فلاح یاب نہین ہوتے اور مصداق وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ
وَالْمَسْكَنَةُ کے رہتے ہین آور نیز صاحب ظفر اور بھی صدہا مسائل اسکے سوا لکھنے والا ہی راقم کہتا ہی اولاً
ابن ابی شیبہ مین اور ان اذناب کلاب ذات الانیاب مین جو اپنے آپ کو محدثین کہلواتے ہین مگر واقع
مین بالتخفیف ہین زمین و آسمان کا فرق ہی صاحب مصنف کی یہ خطا بلاشک ہی لیکن خطاے اجتہادی
ہی اور اگر نہ بھی سہی تب بھی یہ ایک منازعۂ عالمانہ و مناظرۂ فاضلانہ ہی نہ مشاتمۂ جاہلانہ و مکابرۂ معاندانہ
منظور نظر حق کوشی و صدق نیوشی ہی نہ سراسر حق پوشی و باد فروشی تمہاری طرح نہ کہین جہالت شعاری ہی
نہ رذالت دثاری تعصب و قساوت نہین جوش بغض و عداوت نہین اہل انصاف اب ذرا اسی جگہ ملاحظہ
سو ترع کر لین فرماتے ہین کہ اُنھون نے اُنکی قلعی کھولی ہی اور لتاڑ بتائی ہی کیون صاحب کسکی قلعی کھولی
اور کسکو لتاڑ بتائی اسوقت مقلدین و اتباع کہان تھے یہ قلعی تو قلعی امام ابو حنیفہ کی ہوئی اور اُنھین کو
لتاڑ بتانا ہوا تسبیح فرمایئے حضرت اب بھی آپ کو یہی دعوی ہی کہ ہمکو امام سے سوء ظن و کدورت قلبی نہین ہی
ابن ابی شیبہ کے زمانے سے پہلے تو یا امام تھے یا اُنکے خاص تلامذہ بلا واسطہ علاوہ ازان اسمین اگر ذکر ہی
تو خاص امام صاحب کا ہی پھر یہ الفاظ بحق امام علما تو علما اصحاب فہم و ارباب تہذیب کی بھی شان نہین ہی
اور یہ دعوی مساوات ابن ابی شیبہ کا آور ثانیاً اگر صاحب مصنف بھی مورد الزام ہو جائین تو محذور و محال کیا ہی
عصمت تو صحابہ کے حق مین بھی ثابت نہین اور ناقل پر بھی ضرور الزام ہی جب وہ اسکی صحت کا مدعی و ملتزم
ہو بلکہ وہ اشد مورد الزام ہی کہ باوجود کھل جانے نقصان الزام و شناعت طعن کے پھر باعتقاد صحت نقل کیا
وَهُهُنَا الْأَمْرُ كَذَلِكَ علاوہ ازان یہ اُسوقت ہی جب ناقل نے بحیثیت نقل وارد کیا ہو اور یہان تو نقل
نہین اگر ہو تو سرقہ یا انتحال ہو یا مسخ و نسخ بوجہ نافہمی آور ثالثاً معلوم نہین کہ یہ لامذہب مارج کم فہمی مین

لامذہبون کو امام صاحب کیساتھ بدظنی و سوء عقیدت

کونسا پاس حاصل کیے ہوے ہین شاید بذریعۂ ڈاکٹر ہسپتال بیماران جہال کے سند حاصل کر چکے ہونگے دھجیان اڑانے کا یہ مطلب ہوا کہ قرآن وحدیث کی ساداسد دھجیان اڑا ئین واہ واہ یہ تو طفل شیرخوار بھی نہ سمجھیگا مکتب مین معلم سے سمجھ لینا کہ اسکا مطلب یہ ہی کہ حدیث وقرآن کا مطلب ومضمون واضح کر دیا ہی جس سے صاف معلوم ہوجاتا ہی کہ مذہب حنفی اسکے خلاف نہین یا اُنکے معارض احادیث وآیات پیش کر دیے ہین اور بضرورت رفع تعارض اُنمین تاویل کر دی ہی اور حقیقت حال یہی ہی کہ محدثین ظاہرین مثل روافرش کے ہین اور ایمۂ مجتہدین وفقہا مثل عطار ذی ہوش جیسا کہ خود ان لوگون کے امام صاحب دراسات نے امام بخاری کو سادہ فراج وظاہر بین اور بعید از ممارست دقائق عقلیہ قرار دیا ہی پس ابن ابی شیبہ نے ظاہر اخبار ونصوص کا خیال کیا اور حنفیہ اونکی تہ ومغز ولب لباب کو پہونچ گئے اور کل نصوص متعارضہ وغیر متعارضہ کا نتیجہ بدقت نظر نکال لیا جس کارروائی کا ان لوگون کو فہم بھی دشوار ہی باقی رہی فلاح دنیوی یا ذلت ورسوائی حنفیہ کی جسکے واسطے آیۂ ضُرِبَتْ الخ کی تلاوت ہوئی اذا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ کچھ تو آنکھ اُٹھا کر دیکھا ہوتا روی زمین کے اہل اسلام مین سے حنفیہ دو ثلث سے کم نہونگے اگر ہونگے تو نصف سے بہر حال زائد ہونگے پھر سلطنت ومملکت وفرمانروائی انکی حجاز وعراق وحرمین وروم وشام ومصر وغیرہ پر خود ظاہر ہی ہند کی ریاستہای اسلامیہ بھی اکثر حنفیہ ہی سے آباد ہین اور تمام بلاد ہند کے شریف وامیر ووجیہ ووضیع حنفیہ ہی سے بھرے ہوے ہین اور ہمیشہ منازعات تحریری وتقریری وزبانی وسنانی مین بالخصوص نامردان لامذہب پر غالب ومنصور رہتے ہین اور مصداق اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ - خیر یہ صدمۂ اول ہی ابھی صبر کرو ع ابھی تو پہلی ہی منزل ہے سوچتے کیا ہو ✤ مقام دور ہی اسکا چلے چلو تو سہی ✤ اور سوم مین یہ وظیفہ پڑھتا ہی کہ صاحب فتح نے اسناد کو بے اصل کر دیا اور ناجائز اور بدعت سیئہ ٹھیرایا حالانکہ وہ دین اسلام کا ایک رکن اعظم ہی اور لکھتا ہی کہ مطلقا خیال نکیا کہ ہم کیا بک رہے ہین آپ عجیب کہتا ہی اولاً تو اعتبار اسناد کا مؤلف فتح کو اور ہمکو کب انکار ہی مگر اس اعتبار کے مقامات پھر اُن مقامات کے مدارج ومراتب ہین ع گر فرق مراتب نکنی زندیقی ✤ اعتبار اسناد کے مقامات اخبار نبویہ وآثار صحابہ ہین اور احادیث مین بھی جو اسناد علی التوالی والاتصال یا لاعلی الاتصال معتبر ہی اسکے بھی مراتب ہین احکام حلال وحرام وفرائض وواجبات واصول شرعیہ وغیرہ مین مزید احتیاط ملحوظ ہی جسکے واسطے تکمیل شرط صحت علے وجہ الکمال مرعی ہی اور جرح راوی اور علل حدیث اسمین مؤثر فی النقض ہی اور کبھی ایمۂ حفاظ کی

تصحیح وتحسین یا تمسک واحتجاج بالحدیث بھی جاری مجرای اسناد موجود مستقیم شمار کیا جاتا ہی بنا بر اعتماد
ووثوق کامل بر تحقیق وتفحص تام اُن ایمہ ثقات واعلام اثبات کے خیال فرمائیے کہ مثلاً شیخ نووی نے شرح مسلم
مین لکھدیا کہ یہ مذہب عمر وعلی وابن عمر وابن مسعود کا ہی یا جمہور صحابہ وتابعین کا ہی یا جمہور سلف وخلف کا ہی
یا اس قسم کی عبارات مثلاً ترمذی یا اور کسی معتمد نے لکھین اور اسناد درج نکی تو تمکو کس طرح یقین یا ظن
غالب اسکا ہو گیا کہ یہ قول ان خلفا کا ہی یا جمہور صحابہ یا اکثر مسلمین وجمہور ایمہ کا ہی سوا اسکے کہ بھروسا اور تکیہ
کیا جائے ان بزرگواران ثقات کے صدق منطقات پر اور اگر ہر جگہ اسناد طلب کیجائیگی تو خیال کر لیجیے کہ
مذہب لامذہبی کی بالکل دھجیان اوڑ جائینگی اور احادیث فضائل اعمال یا مناقب یا قصص وامثال و
مواعظ وغیرہا کی اسانید مین مساہلہ کیا جاتا ہی احادیث ضعیفۃ الاسناد بھی اسکے واسطے کافی ہوتی ہین باقی
رہا انتساب روایات واقوال بہ نسبت ایمہ سلف اسمین کچھ سلسلہ وار اسناد علے التوالی ضرور نہین مشایخ
کرام وایمہ اعلام کا انتساب بوجہ انکی امانت ودیانت کے کافی ہی اور ثانیاً اگر تمکو یہ دعوے ہی کہ ہمارے پاس
ہر کتاب دین کی اسناد صحیح تا مصنف کتاب موجود ہی تو آپ ایک سلسلۂ حسنہ رجال ثقات کا از خود تا مصنف
ہر کتاب تحریر کیجیے کل کتابین اگر نہ سہی تو دو چار ہی کتب سہی مثلاً تفسیر حسینی تا ملا کاشفی اور تفسیر نیشاپوری
واشراف ابن المنذر ووجیز ووسیط غزالی اور ثالثاً یہ بیہودہ سراد شمن عقل وفہم اسقدر نہین سمجھتا کہ امر
متواتر کو اسناد سے کیا تعلق اور سند کو وصف تواتر سے کیا علاقہ فسق بلکہ کفر تک بھی تو مانع تواتر نہین اگر
فہم ودانش نہ تھی نرا کاٹ کا اُلّو تھا اور نکیر کا فقیر تو نخبہ وشرح نخبہ کی عبارت ہی کسی سے پڑھوا کر سمجھ لی ہوتی
کہ حدیث متواتر کو اسناد سے کیا تعلق ہی اور یہ قرآن مین بھی اسناد قائم کر رہا ہی اور اسی طرح ترتیب سُوَر وتراویح
وغیرہ مین اور رابعاً اس کج فہم کی نافہمی قابل تماشا ہی اعتبار اسناد کی دلیل آیت کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا الآیۃ اور قول بخاری قَوْلُ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا الخ لکھتا ہی
یہ سمجھ بوجھ کا منتہی ہی یہ ادلۂ قطعیہ قویہ ہوسے وجوب اعتبار اسناد کے سبحان اللہ میان کلام وجوب سلسلۂ
اتصالیہ صحیحہ کے اعتبار مین ہی نہ مطلق خبر مین جو بلا تسلسل ہو اور نہ مطلق سلسلہ مین گو منقطعہ ہو اور نہ خبر
فساق وفجار مین بلکہ خبر علمای اخیار وایمہ ومشایخ کبار مین اور خامساً وجوب وجود اسناد صحیح کا ثبوت
ان ادلہ سے کس تقریب سے ہوا اور سادساً یہ آیت تمہارے مشایخ کے مسلک کے ظاہراً مخالف ہی مگر تمکو اسکی
تمیز کہان فقط دلیل پیش کرنے سے کام ہی آیۂ کریمہ سے خبر فاسق مین توقف کرنا اور تفتیش وتحقیق واقعی کرنا

انتساب روایات مین سلسلۂ اسناد ضروری نہین

ثابت ہوتا ہی اور تمہارے مرشدین سب خبر فاسق کو مردود سمجھتے ہین نہ موقوف اور سابعا بحکم مفہوم مخالف جسپر تمہارا ابھی ایمان ہی یہ نکلتا ہی کہ خبر غیر فاسق کی مقبول و معمول بہ بلکہ قابل جزم ہونی چاہیے حالانکہ تمہارے شیوخ مطلقا یہ امر منظور نکرینگے مثلاً اگر غیر فاسق حافظ و ضابط مغفل ہو یا متہم ببدعت ہو تو بحکم مفہوم آیت خبر اسکی قبول ہونی چاہیے اور بحکم تمہارے تقلید ائمہ کی نامقبول اور ثامنا کلام و سخن تو ایسے مقام مین ہی کہ جب مصنف کتاب نے مسائل یا روایات کو کسی امام عالی قدر کی طرف منسوب کیا تو آیا ان روایات مین اسناد کے سلسلۂ صحیحہ متصلہ کی ضرورت ہی اور معنعن یا بنمط تحدیث سلسلۂ رجال درکار ہی یا نہین مثلاً صاحب ہدایہ نے کسی روایت یا مسئلے کی نسبت امام اعظم یا محمد کی طرف کردی اور اسناد درج نکی تو اب یہان اُس روایت یا مسئلے کی اسناد بیان کرنا ضروری ہی یا نہین اور آیت کریمہ کو اس محل متنازع فیہ سے کچھ تعلق نہین اسواسطے کہ یہ خبر فاسق نہین بلکہ خبر امام عدل ثقہ ہی باقی وجوب تسلسل و تواصل سے اس آیت مین مطلقا تعرض نہین علاوہ ازان اشتہار و شہرت روایت و تداول السنہ و شیوع تام و تدوین فی الکتب خود اسانید متصلہ سے فائق ہی مگر نہ ہر تداول و ہر اشتہار بلکہ وہ جسکو اعلام کرام مقبول و قابل حجت سمجھین نہ شہرت عوام اور تاسعا اس تعلیق بخاری وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا الخ وغیرہ سے کلیۃً ہر امر دین قولی و فعلی و فرعی و اصلی مین وجوب اعتبار اسناد اصطلاحی سلسلہ بند علی الشروط المعتبرہ کسطرح ثابت ہو سکتا ہی میرے کیا کسی عاقل بالغ بلکہ نابالغ کے بھی خیال مین نہین آسکتا کہ اس لفظ تعلیق اور اس جملہ کو ضروریہ کلیہ مقیدہ مشروطہ متفرعہ علی الاصطلاحی مین کچھ بھی قرابت یا آشنائی یا کوئی علاقہ بعیدہ مس و مساس کا بھی ہی یہ تو وہی مثل ہی کہ ٹوٹے گھٹنا پھوٹے خیر آباد۔ مجکو اسپر ایک قصہ مختصر یاد آیا کہ کسی شخص نے ایک صاحب علم سے پوچھا کہ قنوت کا وتر مین کھڑے ہو کر پڑھنا کہان سے ثابت ہی تو انھون نے فرمایا قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ سے آتی مؤلف فتح نے اسناد کو بدعت سیئہ اُسکے حق مین کہا ہی جو اسکو مدار کار ہر امر مین سمجھے اور جو ذرا رعایت مین قصور کرے اُسکے واسطے ابد الآباد جہنم سمجھے اسکے واسطے بدعت سیئہ بلکہ اکبر الکبائر ہونے مین کیا شبہہ ہی جیسے کوئی نماز چاشت کو فرض سمجھ لے ان فریبیون کے ایک یہ بھی داؤگھات ہین کہ آدھی عبارت ادھر کچا مضمون لکھکر عوام کو اُس سے متنفر کردیتے ہین لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر انکا عمل ہی فریب و دغا و بہتان و افترا و دروغ برملا و کج فہمی نا سزا انکی مین سرشت اور قوام طبیع ہی اور انکار سند سے جو تعصّو مقلدین تحریر کیا وہ ایک عجیب سودائے عجیب طبعی

سند صحیح کی تحقیق

ومالیخولیای لایعقل ہی کہ صدہا ہزار ہا مسائل بے سند وغیر مستند انکی کتب مین ہین انکار سند اور ناچیز کردینے سے
سند کے یہ مطلب ہی کہ عوام انکو عموماً بلا غل وغش مان لین اور بدل بلا طلب سند قبول کرین مین پوچھتا ہون
کہ اچھا اگر سند سلسلہ وار مسائل کی تحریر کیجائے اور صاحب مذہب مثلاً امام اعظم تک سند صحیح پونہچا بھی دیجائے
تو لامذہبون کو کیا نفع انکو تو سند و عدم سند دونو شقین میزان طعن مین برابر ہین خود ہی کہ چکے ابن ابی شیبہ
نے قلعی کھولی اور تار تار بتائی پھر سند لیکے کیا کروگے یا سند مسالہ سے یہ مراد ہی کہ تا برسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
پونہچائی جائے اگر یہ مراد ہی تو یہ عجیب خبطہی جیسے یہ کہا جائے کہ سلسلہ سند تفسیر فتح العزیز تا بعلی مرتضے پونہچایا جائے
یا یہ مجانین ومخادعین اپنی دیوانگی وخلل دماغ سے یا ازروی فریب ودغا لفظ سند بولتے ہین اور کہین سلسلۂ
رجال وروات مراد لیتے ہین اور کہین دلیل وبرہان اور یہان مسائل بے سند وغیر مستند سے مراد وہ ہین جنپر
دلائل سمعیہ یعنی احادیث صحیحہ قائم نہون اور چہارم مین درباب خمر صاحب فتح پر چار اعتراض کیے ہین ایک
فہم مطلب شعر متنبی پر کہ ترکیب غلط سمجھکر مطلب غلط کردیا اور دوسرے یہ کہ متنبی اُن شعرا سے نہین جو قابل تمسک
واحتجاج ہون بلکہ اعتبار دربارۂ زبان قدیم شعرای جاہلیت کا ہی اور تیسرے یہ کہ بعد تسلیم مفید مدعا نہین اور چوتھے
یہ کہ اگر ہو تو بھی ساقط الاعتبار ہی بمقابلۂ صرائح قرآن واحادیث صحیحہ وتفاسیر معتبرہ مین کہتا ہون کہ اول کا
جواب یہ ہی کہ جو ترکیب مؤلف فتح نے سمجھی ہے اُسکے امتناع پر برہان قائم کیجیے هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِيْنَ علاوہ ازان یہ بھی پایۂ ثبوت کو پونہچانا ضرور ہی کہ خولہ بنی تغلب سے تھی اور دوم کا جواب یہ ہی
کہ متنبی کی زبان والفاظ معتبر ہین اور قابل تمسک گو شعرای جاہلیت کے برابر نہون استیناس کے مرتبے سے
تو کسی طرح نازل وکم درجہ نہین ہی اور یہان مقام اعتبار واستشہاد کا ہی نہ تمسک واحتجاج کا اور سوم کا جواب یہ ہی
کہ تم خود بے شعور اور نشۂ بیخودی مین چور مصداق الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ یہ نہ سمجھے کہ اُسنے
خمر کی اصل عنب کو ٹھیرایا تو معلوم ہوا کہ خمر ما خوذ اسی عنب سے ہی ورنہ ذکر عنب کی کیا خصوصیت تھی اور چہارم کا جواب
خود صاحب فتح نے مفصلاً ومشرحاً تحریر کیا ہی اور قاضی پانی پتی کی رای جو تفسیر مظہری سے نقل کی جو امام اعظم سے
دس گیارہ سو برس بعد گذرے ہین امام صاحب پر حجت نہین ہوسکتی شیخ عبد الحق سے تو یہ پوچھا جاتا ہی کہ اتنی
مدت بعد کہان سے الہام ہوا اور مولوی احمد علی بارہ سو برس بعد ہجرت سے گذرے اسوجہ سے انکا قول نامقبول
ہوا لیکن قاضی صاحب بالکل ان مطالبون ومواخذون سے بچ گئے اور یون ہی قضا کرگئے اور قضا کو ادا اور
فرع کو اصل اور مجاز کو حقیقت درحقیقت کرکے مرگئے ایسا تو بے لوث وبے لاگ چھوڑنا اچھا نہین اور نہ سہی دکالۃ

ہماری ہی طرف سے کچھ تو دھبا لگا دینا چاہیے حالانکہ شیخ صاحب کے تو ادلہ و قرائن بکثرت موجود ہین اور قاضی صاحب
کا اعتماد تو اُنھین وجوہ مردودہ پر ہی جنکا حنفیہ رد کر چکے ہین صاحب فتح نے مفصلا و مبسوطا ان خیالات کا جواب
دیا ہی اور اس اطلاق خمر کو مجاز مستحدث قرار دیا ہی اور اسکی تجویز کے قرائن و امارات بکثرت ہین مگر جو بات مردودہ
کو بارہا اعادہ کرنا اور لوٹ لوٹ کے وہی بے تال سُر کا راگ گانا ان غیر مقلدون کا شیوہ بلکہ داخل طبیعت ہی بغیر اسکے
انسے رہا نہین جاتا اگر ذرا ضبط کرین تو کچھ اور خبط کرین یا پیدا مرگ مفاجات سے ربط کرین اور اگر زیادہ تحقیق منظور
ہو تو حضرت مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کا حاشیہ ہدایہ مطالعہ کیا جائے جو مطبع اودھ اخبار مین طبع ہو کر شائع ہو گیا
اُسمین اکثر معارک خلافیہ مین غیر مقلدون کی بیخ و بن اُکھاڑ کر پھینک دی ہی اور مباحث حدیث کے عجیب تحقیقات
و تنقیحات ہین جو مناسب انکی وسعت نظر و تبحر علوم کے ہین لامذہبون کے تو اُسکو دیکھکر ہوش اُڑ جائینگے اور پتے
پھٹ جائینگے اور پھر ایک۔ اور ہی عالم نظر آئیگا ناظرین کی زبان پر ہوگا کہ یہ کیا سمان بندھا ہی اور [illegible] مین
درباب حدیث نفاذ قضا فی الظاہر والباطن صاحب فتح کی دشمنی سے مولوی احمد علی صاحب علیہ الرحمہ کو بھی
ماخوذ کرتا ہی کہ جب وہ بارہ سو برس بعد گذرے ہین تو تخصیص حدیث بالاموال اسقدر مدت کے بعد کسطرح ہو سکتی ہی
(برین عقل و دانش بباید گریست) پھر لکھتا ہی کہ حدیث عام ہی تخصیص اُسمین نہین ہو سکتی اور ڈرتا ہی
اس امر سے کہ اگر کسی مقلد نے غیر مقلد کی زوجہ پر جھوٹا دعوی اور جھوٹی گواہی دلوا کر قاضی کا حکم لیلیا اور
نصیب اعدا اُس سے خلوت صحیحہ بھی ہوئی تو کس قدر جوتیون مین دال بٹیگی اور نابکار کے سوا کس کس باپ بھائی چچا بھتیجے کی اسمین ناک
کٹیگی اور کیسی تفضیح اور فضیحتی ہوگی اس خوف کے مارے یہ عام عام گا رہا ہی اور عام کا ہی ثمرہ دکھا رہا ہی ارے کمبخت امام اعظم کے پیرو مریدان
اور بہت جست و چالاک اور معارضہ و مبارزہ مین خصوصا بحمایت و نصرت امام الائمہ بالکل بے باک ہین ایسے
بڑے امام پر یہ برے خیال نہ باندھ اور ایسی ناقص تہمتین نہ لگا آخر تھوڑی بے ادبیون کا نتیجہ اور سزا اپنے
گرو گھنٹال صاحب جاہ و مال کے حق مین دیکھ چکا پھر بھی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کو بے حیائی سے
مقلدین والیہ کے حق مین پڑھے جاتا ہی یہان بھی وہی مردود باتین لوٹ لوٹ کے بک دی ہین جنکا قمع المبین
مین استیصال کر دیا گیا ہی اسواسطے کہ اولا سیاق حدیث اور الفاظ حدیث مثل مِنْ حَقِّ أَخِيهِ اور فَأَقْطَعُ لَهُ
قِطْعَةً مِنَ النَّارِ وغیرہ خود قرائن جلیہ ہین اسپر کہ یہ حدیث متعلق بالمال ہی اور ثانیا خود حدیث اسپر
شاہد ہی کہ یہ امر متعلق اُس معاملے سے ہی جو مبنی بر گفتگو و مباحثہ ہو نہ اُس سے جو بنا بر بینہ شہادت
ہو اور ثالثا عموم علے وجہ التمام اسکا باقی نہین رہ سکتا ورنہ مخالفت جمہور لازم آئیگی کہ آپ سے کلام مین خطا

سرزد نہین ہوئی اور اگر فرض کیا جاسکے تو اُسپر از جانب الٰہی متنبہ بطریق وحی کردیا ضرور ہی جیسے اساریٰ بدر
مین اور قصہ نابینا مین جو سورۂ عبس مین ہی ہان تبلیغ احکام الٰہیہ مین تو خطا سرزد ہو ہی نہین سکتی اور جنکے
جو ذکر کیا یہ احکام فیما بین العباد و معاملات مین ہی پھر اگر بالفرض خطا کے صادر ہونیکا خیال و تصور تھا تو اُسمین کچھ
حرج و گزند نہین اور نہ احتیاج اس نصیحت کی اسواسطے کہ حقیقت حال تو آپ کو منکشف ہو ہی جاتی اُسی وقت
انتزاع ممکن ہوتا اور رد ابنا جب نووی وغیرہ محدثین بھی اسکو غیر اجتہاد کے ساتھ مخصوص کرتے ہین تو حنفیہ
کی تخصیص پر کیا الزام اگر الزام ہوگا تو اسی قدر کہ سیاق و قرائن خصوص اسحال کے حنفیہ کا ساتھ دیتے ہین
اور غیر اجتہاد کا خصوص تنہا اکیلا ہی بلا بینہ آب دیکھو صاحب رسالہ کی نافہمی کیسی علانیہ مثل آفتاب کے روشن
ہوگئی اور غیب کی خبر کا قائل کون ہی جو مفت مجذوب کی سی بڑ ملہ رہا ہی اور اسپر یہ طرہ و تنزل کہ اگر آپکو بذریعہ
وحی خیر خبر ہوجانا مسلم بھی سہی تو یہ قاضیان زمانہ کیا کرینگے انپر تو وحی والہام نہین اترتا یہ ناسمجھی اور دعوے
جواب دہی کا کلام تو اسمین ہی کہ جب یہ اطلاع و خبر و تنبہ ضروری تھا تو مضمون حدیث کیا قرار پایا اور فلا یاخذنہ
کے کیا معنی ہوے اُسکو اختیار اخذ ہی کب ہیگا اور خامسًا جب حضرت علی کا قول اسکے مخالف ہی تو جمع و توفیق
واجب ہی ورنہ یہ بھی ایک مجروحیت و معلولیت حدیث کی علامت و نشانی ہی گو صحیح السند ہو کہ متعلق بلکہ شدید
التعلق بخلفای راشدین ہوا دوسرے وہ اُسپر مطلع نہون یا اُسپر عملدرآمد نکرین اور احکام فصل قضایا و فصل خصومات
واجراے حدود و قصاص و نظم و نسق شرائع و بند و بست دین و شرع و سیاست عباد وغیرہ امور متعلق بلکہ شدید التلبس
بالخلفا مین انپر منکشف و ظاہر کردینا بہ نسبت دوسرون کے زیادہ ضروری ہی اور اسی طرح حدیث غیر مشہور فیما یعم بہ
البلوی مقبول نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ امور علل خفیہ و قوادح باطنہ مین درباب معلولیت حدیث خصوصًا
حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کہ فصل قضایا مین معروف تھے اور قَضِيَّةٌ وَلَا أَبَا حَسَنٍ لَهَا کی مثل انپر صادق
آتی تھی اور خود عہد نبوت مین عمدہ مفتی و قاضی کثیر الافتا والقضا رہے اور أَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ کا تمغا و خطاب
پایا علاوہ ازان اسی خلیفۂ راشد خاتم الخلفا کے حق مین اَللّٰهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ اور اَلْقُرْآنُ مَعَ
عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وارد ہوا اور یہ حضرت مرتضیٰ صاحب مناقب جمہ ہین اور اخیشن فی ذات اللہ اور
اَشَدُّ الْإِتِّبَاعِ لِلْأَثَرِ النَّبَوِيِّ پھر عموما حدیث عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي الخ بھی جو حدیث صحیح ہی وجوب اتباع کے
واسطے کافی ہی اور وجوب تطبیق و جمع سے بھی کیا کم درجہ انکار ہیگا اب فرمایئے کہ یہ تخصیص ہماری خانہ ساز
بات ہی یا خانۂ نبوت و اہل بیت نبوی مین پختہ ہوکر برآمد ہوئی ہی اور بدنام اب کسکو سمجھتے ہو حنفیہ کو

قاضی ہونا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

یا امام اہل بیت رسالت کو نعوذ باللہ منہا اور صاحب فتح نے کیا ذعا کی جو یہ کہا کہ جمہور کی مخالفت لازم آئیگی بلکہ
یہ صحیح ہی کہ جمہور عام نہیں کہتے تخصیص کے قائل ہین یہ صاحب فتح نے کب کہا ہی کہ جمہور تخصیص بالمال کے قائل
ہین تاکہ تم لوگ جھوٹون کے بادشاہ اور دغابازون کے مہتر اور مفتریون کے سر دفتر اُنکو جھوٹا سمجھو باقی عدم جواز
نودی مخالط مغلطات کثیرہ کا دامن پکڑا کہ اُنھون نے قول امام صاحب کو مخالف حدیث و مخالف اجماع من قبلہ
اور مخالف قاعدۂ اتفاقیہ قرار دیا یہ سب لغو اور بیہودہ سرائی ہی زعم مخالفت حدیث کی قلعی تو خود کھل گئی اور
یہ بالکل جھوٹ بہتان ہی کہ ابو حنیفہ سے پہلے کل ایمۂ تابعین اور جملہ صحابہ کا اسپر اتفاق و اجماع تھا حالانکہ حضرت
علی کا قول تم خود سن چکے کیا وہ صحابی نہ تھے یا مجتہد نہ تھے ایا غیا مین سے تھے اسکے سوا امام صاحب کے ساتھ
بہت ایمہ موجود ہین باقی یہ کہ قاعدۂ اتفاقیہ کے خلاف ہی کہ بضع و فرج مین احتیاط بہ نسبت مال کے زیادہ چاہیے
اسکا جواب اولا یہ ہی کہ یہان احتیاط کے خلاف کیا ہوا امام صاحب کا مذہب تو یہ ہی کہ یہ حکم قاضی انشای عقد
ہوگیا اور مال مین یہ صورت ممکن نہین اور ثانیا یہ کہ بضع و فرج مین تو کبھی ایک گواہ بھی کافی سمجھا جاتا ہی بخلاف
مال کے جیسے ولادت مین و زوال بکارت مین اور ثالثا اگر اس تمہاری احتیاط پر عملدرآمد ہو تو جھگڑا اور زیادہ
بڑھیگا اور حکم قاضی واسطے قطع خصومت کے ہوتا ہی نہ واسطے پیدا کرنے خصومت کے وہ بھی کیسی سلسلہ بند کہ
مدعی یا مدعیہ کو مثلا پھر دعوے ومطالبۂ وطی ہوگا دوسرا خواہ مرد ہو یا عورت وطی سے انکار کریگا بنا بر تمہارے
فتوے کے پھر منازعہ اور زیادہ بڑھیگا اسکے آگے تعزیر صدر انجمن و تعزیر مہر کنندگان کا ذکر کر کے کنایۃً و اشارۃً
کیا امام صاحب کی طرف و العیاذ باللہ یہ لوگ کیا ظلا مین ستمگر منصور دوانقی و مروان بن معاویہ وغیرہما سے کچھ
کم ہین ہان قابو نہین پاتے ہین اور نہ امام کو پاتے ہین ورنہ منصور کے ناصر اور مروان کے تابع فرمان تو اب بھی
ہین اور مروانی سرشت خود انکی عمدہ صفت ہی اور اس جرح سے یہ کل رجال برائے نام معلول ہین اور سب کے سب
منفعل و نا مقبول اور ششم مین قصۂ احیاء العلوم کے در پئے اثبات ہوا ہی صرف اس خبث طینت سے کہ امام
ابو یوسف کے دامن پر دھبا لگائے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✤ میلش اندر طعنۂ
پاکان برد ✤ اسی وبال اور پھٹکار مین ایک بڑے رئیس سرکار آ گئے اور امام ابو حنیفہ اور انکے
مقلدین کے بغض مین اپنے بخت و قسمت کی دھجیان اُڑا گئے مؤلف فتح نے تو اسقدر کہا کہ
بلا سند قابل حجت نہین صاحب رسالہ نے بے محابا بے دیکھے بھالے کہدیا کہ بے محابا
موضوع کہدیا حالانکہ اسکی نسبت لفظ موضوع نہین ہی اسی قدر ہی کہ بلا سند قابل حجت نہین

جواب قاعدۂ اتفاقیہ

مین کہتا ہون کہ مع سند بھی قابل حجت نہین بلکہ مع سند صحیح بھی قابل حجت نہین قابل مردودیت ہی ہمکو ایسی
رطب یابس گھاس پھوس پر کیا وثوق ہو جب اسانید و رجال و اخبار و آثار کے اور تمھارے امام رئیس النقاد
اکرام ابن حبان بستی ابو حاتم اپنے ثقات مین بسند نقل فرماتے ہین امام ابو یوسف سے بہ نسبت امام اعظم کے کہ
اُسکا ہم لیکر کیا کرین وہ بھی ہو کر مر گیا بھلا صاحب کیا عقل حکم کرتی ہی کہ امام ابو یوسف کی زبان سے حضرت امام
کی شان مین ایسے کلمات نکلے ہونگے پھر ان قصون کو لیکر کوئی کیا کرے سوا اسکے کہ انکے ہی مونھ پر مارے اور ان
حماقت شعارون کے سرون پر جبر شعر الاتمام والرمی مین لگاتار موسلا دھار آسمانی پھٹکار کو اُتارے پھر صاحب فتح
پر چار اعتراض کیے اوّل یہ کہ طلب سند تمکو نامناسب ہی کہ منکر سند ہو اور دوم یہ کہ احیاء العلوم کی یہ حکایت معروف السند
ہی اور بلفظ قد صح مسطور ہی اور تاریخ ابن خلکان مین بھی مرقوم ہی اور سوم یہ کہ امام غزالی کا قول تمھارے
واسطے مستند ہی کہ بکثرت سند لاتے ہو یہان مضر جھکا انکار کیا اور چہارم یہ کہ مقلد اس حیلے کو جائز جانتے ہین
گو تعصب طالب حدیث خلاف ہین حالانکہ قرآن و حدیث مذمت دغا و فریب و مخادعت سے مالامال ہین
اوّل کا جواب گذر چکا کہ ہمکو اعتبار سند سے انکار نہین اُسکے مقامات بھی ہم لکھ چکے اور غزالی کا تعصب بحق حنفیہ
خود معروف و مشہور ہی چنانچہ منخول انکی تصنیف خود اسکی شاہد عدل ہی پس اہل خلاف کے اقوال ایسے
ابواب مین مقبول نہین ہوتے بالخصوص اُنکے جنکو سیو آثار اور اُنکے مبادی و مبانی کی تصحیح سے تعرض نہین اور عموماً
تسوید اوراق اور رطب و یابس افسانون کے جمع پر آمادگی و میل خاطر ہی بیہقی سے محقق و محدث کامل و ناقد فاضل کو
دیکھو کیا داہیات نقول و روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ عند الفحول بر تعصب مین کمر بستگی پیدا کی جنکی
قلعی خود شافعیہ نے بھی کھول دی مثلاً امام محمد کا بعد ابو یوسف کے قاضی ہو کر ہارون رشید کو اشارہ کرنا کہ
امام شافعی کو قتل کر دے اسی طرح کے اور بہت سے خبط بے ربط افسانون سے کتب مالامال ہین اور دوم کا جواب
یہ ہی کہ یہ قصہ معروف السند تو کیا امام سے غیر معروف السند بھی نہین اور غزالی یا امام الحرمین کا قد صح کہدینا
کوئی چیز اہل خبرت حدیث کے نزدیک نہین ہی یہ امر ادنی مطالعہ تلخیص الحبیر و کلام ابن الصلاح علی الوسیط سے
ظاہر ہی باقی رہے مؤرخ وہ خود حاطب اللیل ہوتے ہین ہان تعجب تو یہ ہی کہ یہ غیر مقلدین اہل حدیث اپنا لقب
رکھا اس بلا سند قصہ واہیہ کو قابل حجت سمجھتے ہین باوجودیکہ سند کو فرض بلکہ مدار ایمان خیال کرتے ہین
اور یہان بقصد تحقیر و اہانت امام سب ہضم تمام محدث کا قول تو کچھ کچھ غیر حدیث مین قبول بھی کر لیتے ہین لیکن
قول غزالی کا کبھی قبول کرنا تو خواب مین بھی نہین دیکھا اب یہ سفاہت و جہالت کسکی ہوئی اور سوم کا جواب ہی کہ

ف ہیچم کا افترا بیکار بہ نسبت امام ابو یوسف

ف صاحب ذکر کے چار اعتراض کا جواب

ف تعصب غزالی بحق حنفیہ

ف غیر مقلدین اہل حدیث کا بہتان ہونا تلخیص الحبیر فقرہ دوم

ع ہر سخن وقتی وہر نکتہ مقامی دارد ÷ جو جو امور متعلق بامام غزالی ہین اور جنمین اُنکو منصب امامت
وکمال حاصل ہی جیسے مباحث سلوک وتفقہ وغیرہ اُن مقامات مین اُنسے تمسک بلاریب جائز ہی ہان
ابواب مین جنمین وہ توجہ بلیغ نہین فرماتے جیسے احادیث وآثار کے صحت وسقم سند مین خذ ما صفا ودع
ما کدر نہ یہ کہ حاطب اللیل فرمانہ ریاست کے خمار ونشے مین مدہوش ہو کر کشف الظنون وغیرہ سے جو جاہا
صحیح غلط نقل کر ڈالا آگے پیچھے کی خبر کچھ نہ ہی کہ کیا کیا ہو گیا علاوہ ازان اگر اس باب مین امامت بھی
مسلم ہوتی تو معاینہ منازعہ عالمانہ وبروز حالات تعصب انکے کبھی اُسپر آمادہ نکرنے دیتے کہ اُنکی تحریر حکایت
مسلم کیجائے اور چہارم کا جواب یہ ہی کہ خود صاحب فتح نے لکھدیا کہ اسپر حنفیہ کا ہرگز عمل نہین پھر یہ کہان سے
درستی تحریر کی عبارت نقل کرو اور احادیث وآیات تو خوب اس مسئلے کے مخالف نقل کین اسی سمجھ بوجھ
اور عقل پر ورق کالے کرنے کو فرض واجب سمجھے تھے حیلہ سقوط زکوۃ تمام فریب ودغا ومخادعت کا ہی
جسپر آیات واحادیث مذہب پڑھنے پر تیار ہوے حیلہ اور چیز ہی اور خداع وفریب اور چیز ہی یہ کسی
استاد سے سمجھ لینا اچھا بھائی ایک ہی سہی تو ان عمومات نصوص مذمت سے اس خصوص کی مذمت ثابت
نہوگی جیسی عمومات نصوص ذم کذب سے ہر کذب کی ذم ثابت نہین ہی اور بہتسے اقسام کذب جائز
بلکہ واجب ہین بھلا صاحب اس آیت کی بھی تو تلاوت فرمائیے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ
وَلَا تَحْنَثْ الآیہ یہ بھی آیا کوئی تعلیم حیلہ ہی تھی یا اور کوئی چیز تھی مگر بنظر اصلاح نہ بنظر افساد سو نیت
خالص چاہیے اور حدیث مین بھی اُس بیمار پر جسپر حکم حد تھا آپنے ایک شمراخ مار دینے کا حکم فرما دیا تھا کہ
ایک ہی مرتبہ صورت صدا ہو جائے اور تلقینات مجالس قضایای حدود زنا وسرقہ خود مشہور ہین اور
بعض مقامات مین زیر باری زائد سے طرق سبکدوشی پیدا کرنا اور نیت خالص رکھنا کیا مضایقہ کی بات ہی
مال صبی مین جو حدیث مین حکم تجارت وارد ہوا تو سبب ودلیل بھی ارشاد فرمائی گئی کیلا تاکلہ الصدقۃ
کہ کہین رکھے رکھے زکوۃ اُسکو نہ چٹ کر جائے اور ہفتم مین قصہ قفال مروزی کے درپے اثبات ہو گیا
واسطے اہانت وتحقیر مذہب حنفی کے حالانکہ ان سبکے پیر مرشد مربی جد الاشیاخ صاحب جاہ ومال امیر
بھوپال خود پوست کندہ لکھ چکے کہ یہ افسانہ گڑھا ہوا رافض کا ہی اور تبصرہ کا حوالہ بھی دیدیا اور منھلہ الصافین
مجلسی مین تحریر ہونا بھی نقل کر دیا اور ملا علی قاری کا انکار شدید بھی رقم فرمایا اور پھر بھی ان چیلون کو
گرو کی راستی سخن کا یقین نہ آیا اور کیون آتا حنفیہ کے مقابلے مین تو ان لامذہبون کو بے بنیاد دروغ بافیون کا

اثبات اور مثبتین روایات صحیحہ واحادیث واخبار قویہ کی تکذیب اصل مقصود ہوتی ہی اولاً کہدیا کہ کشف الالتباس
نواب کی کوئی کتاب نہین نہ اُسکا پتا از شرق تا غرب اور ثانیاً یہ قصہ امام رازی وغزالی وجماعت کثیر محققین
نقل کرتے ہین اُسکو موضوع کہنا تواتر کا انکار اور حماقت کا اظہار ہی یہ حماقت وانکار تواتر جو یہ مفتری مؤلف
فتح بلکہ مثل علامہ ملا علی قاری ودیگر اکابر امیہ ومشایخ حنفیہ کی طرف منسوب کرتا ہی اسکی نسبت نواب صاحب کی
طرف بھی ہوئی اور ایک دو عالم کے نقل کرنے سے جنھون نے بے تحقیق نقل کردیا اور غشاوہ تعصب مذہبی مین کچھ نظر
نہ آیا یا فریب نقل رافضی مین آگئے اور مغرور ہوگئے استغناء نہین کرسکتے آخر وہ لوگ بشر تھے اور خطای اجتہادی سے
تو معصوم بھی محفوظ نہین رہتے مگر اس ایک دو نقل سے تواتر ہوجانا عجیب ہذیان ہی ملا علی قاری تو اس حکایت کو
ہذیان وظاہر البطلان کہتے تھے مگر یہ اس ہذیان کا جدا مجدد ہی صدہا موضوع احادیث تو صدہا کتب مین مصنفین بے تحقیق
نقل کردیتے ہین اور تمیز بھی نہین ہوتی حالانکہ جو اہتمام شان درباب حدیث ہی اُسکا قصص وحکایات مین کوئی حصہ
قائم نہین ہوسکتا تصوف وسلوک وفقہ کی کتب کو دیکھیے کسقدر ایسی احادیث کی نقل کی کثرت ایک طبقہ مین
ہوگی اور پھر نقل درنقل برابر متسلسل ہوتی گئی ہوگی پھر وہ احادیث متواترہ ٹھیرینگی نہ موضوع اور اُنکا انکار مثل
انکار قرآن سمجھنا چاہیے اور یہان تو شاید ایک دو کی نقل ملیگی جسمین الحاقیت کا احتمال قوی اور خود ملا قاری
نے بھی احتمال امام الحرمین کے حق مین قائم کیا ہی اسکے علاوہ اسنار عصبیت سے مغشو ہونا اور بھی سقوط اعتبار
کو قوی کرتا ہی پھر ادھر ایک دو نقل کے مقابلے مین صدہا اکابر علما کا انکار موجود اور نواب صاحب کا قول اگرچہ صاحب فتح
کے نزدیک حجت نہین تو بے وقوف وہ اتنا جانکے نقل کرتے ہین وہ تو الزاماً نقل کرتے ہین تم صاحبون کے نزدیک تو حجت
تو ہو بلکہ فوق النص ہی لَا تَاٴْنَفُ مِنْكَ وَاِنْ كَانَ اَجْدَعَ علاوہ ازان وہ بھی تو نقل کرتے ہین وہ خود دیکھ لو صحیح
ہی یا نہین نواب اُسکو صحیح ومختار اپنا سمجھتے ہین بڑی مصیبت تو یہ پڑگئی کہ یہ لوگ دربارۂ امور دین محض لا یعقل
وبہائم سیرت ہین اور خود اپنے آپ کو بہائم بنانا فرض سمجھتے ہین بدین غرض کہ دین مین عقل ودانش معطل ہی
اس سے ہرگز کام لینا نچاہیے یہ نا سمجھ بے شعور محدثین ظاہر پرست ہی کو دیکھتے کہ موضوعیت حدیث کے
اثبات کے طرق بکثرت بیان کرتے ہین منجملہ اُنکے ایک رکاکت الفاظ اور ایک سخافت معانی اور ایک عدم احتمال
وقوع یا استبعاد قوی وغیرہ امور ہین اور اس قصہ مین یہ امور اس کثرت سے موجود ہین کہ طلبہ وصبیان بھی سنکر
ہی کہینگے کہ قفال کوئی عالم یا امام تھا یا کوئی جاہل لا یعقل لہذا مین کہتا ہون کہ اس قصہ کے گڑھے ہوئے ہونے
کے براہین تو یہ بکثرت اسی قصہ مین موجود ہین وہ قصہ گویا سراپا اپنا مکذب ہی اور یہ بھی ایک کرامت امام کی ہی

قصہ قفال کی وضعی ہونیکے الفاظ و قرائن

اول یہ ہے کہ لکھا ہے وَالسُّنَنُ وَالْآدَابُ وَالْفَرَائِضُ عَلٰی وَجْہِ الْکَمَالِ وَالتَّمَامِ مِمَّا لَا یُجَوِّزُ الشَّافِعِیُّ
الصَّلٰوۃَ دُوْنَہَا حالانکہ بدون سنن وآداب کے بھی نماز جائز ہے اور یہان موقع سنن وآداب کب تھا یہ تو وہ
موقع تھا کہ اکتفا صرف فرائض پر کیا جاتا جو مدار نفس جواز کا ہے نہ مناسبات کمال وآرائش جمال **دوم** یہ ہے کہ
حسب موقع مذکور طہارت مسبغہ ادا نہین ہو سکتی بلکہ واجب یہ تھا کہ ایک بال کے مسح پر اکتفا کیا جاتا اور کلی اور
ناک مین پانی ڈالنا ترک کیا جاتا **سوم** یہ کہ کتے کی جلد مدبوغ کا عند الضرورۃ استعمال روا ہے نہ ہر طرح حنفیہ کے نزدیک
چہارم یہ کہ ایک ربع ثوب نجاست مین سن جاتا ملبوس مین ہے نہ مفروش مین اور وہ بھی نجاست خفیفہ مین
نہ غلیظہ مین یہان تصریح نہین پھر اگر بول ماکول تھا تو اُستاد شافعی کے نزدیک وہ خود طاہر ہے کل سن جاتا بھی
مضر نہ تھا **پنجم** یہ کہ نبیذ تمر سے وضو اگر درست ہے تو جب کہ پانی نہو اور بادشاہ کے روبرو یہ کیا ممکن اور اس وضو سے
نماز پڑھنا بعض کے نزدیک تو کفر ہے اور فسق مین کلام نہین **ششم** یہ کہ بغیر نیت کے نماز امام صاحب بلکہ کل
حنفیہ کے نزدیک فاسد پس یہ نماز مذہب ابو حنیفہ کی نہو گی بلکہ اُسی شیطان لقال کی ہوئی یا اُسکی ذریات و فضلات
کی **ہفتم** یہ کہ دو برگ سبز ترجمۂ مُدْهَامَّتَانِ کا قرار دینا بالکل جہالت ہے کیا نقال کا نام قفال اس وجہ سے
رکھا گیا کہ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کا مصداق ہو جائے یہ آیت مین صفت جنتین کی ہے نہ برگ کی اور ادہیام کے
معنی سیاہ ہونیکے ہین یا سبز ہونیکے بہر حال تعین معنی سبزی اور مقدر کو ملفوظ کر دینا ترجمہ مین وہ بھی خلاف
ماسبق اور مقصود کے کسطرح عالم سے سرزد ہو سکتا ہے پھر یہ نماز بوجہ تحریف قرآن یا ترجمۂ قرآن کے نماز ابلیسی
ہوئی اُسی بھنڈیلے کی اور اکیلے اس ابلیلے کی نہ امام کے کسی چیلے کی علاوہ ازان قول وہی لیا جاتا ہے جسپر قیام
وثبات ہوا ہو اور مختار اخیر ہو اور مرجوع الیہ قول امام کا یہی ہے جو صاحبین کا کہ قادر کو فارسی مین قرات جائز نہین
تو اس قفل ساز حیلہ پرداز کینہ توز شامت اندوز کو یہی منظور تھا کہ ہنسی و استہزا نماز کا کرون اور شریعت کا
ٹھٹھا بناؤن اور اسی پر عمل درآمد کیا کہ ؎ ابتو آرام سے گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے +
ہشتم یہ کہ بغیر رکوع کسی حنفی کے نزدیک نماز صحیح نہین چہ جائے امام ابو حنیفہ بلکہ کوئی بازاری عامی بھی نہین کہہ سکتا
ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد + آفتاب پر خاک ڈالنا ایسے بے حمیت و بے حیاؤن کا کام ہے
نہم یہ کہ تشہد اخیر بالاتفاق حنفیون کے نزدیک فرض ہے بغیر اسکے نماز کسطرح جائز ہوگی ان امور کے ساتھ کسی طرح
امام کے نزدیک نماز صحیح نہین ہو سکتی پھر کسطرح کتب حنفیہ کو کوئی شخص عاقل بالغ گو کسی قدر نابلد و کم فہم ہو دیکھکر
کہہ سکتا ہے کہ یہ نماز مذہب ابو حنیفہ کی ہے **دہم** یہ کہ حکم عدل اور ہیچ ہونیکے واسطے وہی نصرانی مردود کافر قطعی

رہگیا تھا کوئی دوسرا عالم کسی مذہب کا نہین مل سکتا تھا نہ مالکی نہ حنبلی نہ ظاہری اچھا نہ سہی رافضی معتزلی
خارجی بھی میسر نہ تھا جو کافر کا قول مردود مفتی بہ قرار دیا گیا اور ہشتم مین قصہای ہارون رشید کے
دربار اثبات ہو گیا اور یہ محض حضرت امام ابو یوسف صاحب کی استحقار شان و استخفاف منزلت و مکان کے
واسطے پھر دعوی بے حیائی یہی کہ ہمکو طعن اکابر دین پر منظور نہین اور صاحب فتح نے جو اسکو بطور الزام
و تبکیت و افہام و تسکیت بحوالۂ نواب صاحب سرگروہ قوم اُن سب کو مردود کر دیا تو اسپر دو اعتراض کیے
ایک یہ کہ نواب تمھارے واسطے حجت نہین (ای بندۂ شقاوت آگنہ تیرے اور تیرے گھرانے کے واسطے تو
حجت قویہ صلبیہ ہی) دوسرا یہ کہ نواب کا کلام مفید تمکو نہین اور نہ تقریب تمام بل بے جرأت و دلیری و وقاحت
یہ کہتے ہوے شرم نہ آئی نواب تو صاف کہتے ہین یہ حکایت محض بے اصل ہو اور یہ بھی صاف کہتے ہین کہ اصل
نقل صحیح معلوم نہین کیونکہ اسکو معلقا کہتے ہین اور اشتباہات و احتمالات طعن اُنکی راے مین بکثرت ہین پھر صفت
عبارت تاریخ الخلفا نقل کر دی کیا کسی نے دیکھی نہ تھی کیا اس سے کچھ معتبر ہونا روایت کا ثابت ہو گیا طیوریات کی
وغیرہ کتابین گو اُنمین آثار و روایات بسند مذکور ہیں تاہم وہ مجموعہ رطب و یابس کے مجموعہ ہین کہ صحیح
و قابل اعتماد اُنمین شاذ و نادر سمجھنا چاہیے یہ کتب سیر و مغازی سے بھی نازکتر چیزین ہین پھر اگر سہی تو امام
ابو یوسف صاحب نے حدیث و قرآن مین کسکا خلاف کیا کیا مجرد قول محتمل صدق و کذب کا نہین ہوتا پس
شک و اشتباہ سے جزم سابق زائل نہین ہو سکتا حرمت قطعی کہان سے پیدا ہو گئی یہ لوگ ملوک ایسے تورع و تقوی
و تحرز شبہات کے پابند نہین ہوتے حرمات قطعیہ و کبائر سے بچنا بھی مغتنم ہی باقی دفع استبرا کے لیے حیلہ بتلا دینے
مین بفرض صحت روایت کیا محذور اور کیا حرام شرعی لازم آیا اور کسکی اسمین حق تلفی ہی صورت مسلہ جب بدل جائیگی
تو جواب بھی دوسرا ہوگا اور صلات سلاطین خصوصا امرا المؤمنین کے قبول مین گو برائے نام بنام افتا منسوب ہون
کیا حرج ہی علاوہ انان رزق قاضی و مفتی تو خود بذمۂ امام امیر المؤمنین ہی جو چاہے اپنی رای سے دے روزینہ
خود امام حسن نے امیر معاویہ سے لاکھون کا اپنے نام ٹھیرایا تھا اور اُسکی طلب بھی فرمایا کرتے تھے امام ابو یوسف کی
کیا خطا ہی یہان نقل عبارت تاریخ الخلفا جسمین صاحب رسالہ کی علم عربیت کا کمال و مہارت بشہادات عادلہ
مبرہن ہی طلبۂ صرف و نحو کو ضرور ملاحظہ کرنی چاہیے اور نہم مین صاحب فتح پر بہت غضب و غصہ کیا ہی اس سے
کہ محدثین و نقاد رجال پر طعن کیا ہی کہ ضعف و صحت حدیث و توثیق و جرح رجال اپنے اختیار و قابو مین کھا ہی
جو چاہا سو کیا اور بیچارے فقہا پر مفت کا الزام کہ ضعیف حدیثون پر انکا عمل ہی اسپر خوب شور و غوغا مچایا کہ بزرگان دین

[illegible]

دایرۂ شرع پر طعن ہی اور یہ بات مردود و بدیہی البطلان ہی اور اکابر پر افترا و بہتان ہی یہ علمای حنفیہ کا نقشہ ہی مثلا
ابن الہمام محمد بن اسحٰق کو ثقہ کہتے ہین اور پھر حنفیہ مسائلہٴ قراءت فاتحہ خلف الامام مین ابن اسحٰق کو مجروح قرار
دیتے ہین اور یہ مبلغ علم در بارۂ حدیث کہ کہین مولوی احمد علی کے قول پر عمل اور کہین شیخ عبدالحق کی تقلید سراپا
خلل اور کہین دھوکا اور فریب دیدینا جیسا صاحب ہدایہ نے ارتکاب کیا کہ حدیث قلتین کی تضعیف ابو داؤد کی
طرف نسبت کردی اور حدیث حرمت مسکر کی یحیی بن معین کی طرف اور دونو بلا پر کی اڑا دین مین کہتا ہون اولا
تم کودک مردک طفل شیرخوار نابلد از جملہ فنون آثار و اخباران معارک علوم نقد کو کیا جانو اور کیا سمجھو ابھی تمھارے دودھ
کے دانت بھی نہین ٹوٹے بلکہ ابھی ان جہان سے دودھ پینے کے نشان ہونٹون سے نہین چھوٹے گو تم باہر نکل آئے
گندے گے گندے اور جھوٹے کے جھوٹے ابھی ایک مدت کسی استاد کی کفش برداری کی ہوتی اور ایک زمانہ مدید تک
خدمت فن رجال اپنے ذمے لی ہوتی تو زبان کھولی ہوتی اور بولی بولی ہوتی بے تکم چرغنا کسی کو پسند نہ آئیگا کسی
دانشور سے پوچھ لینا کہ اس فن مین گروہ قصا مین کون طائفہ ہی اور فرقۂ حطا مین کون قوم ہی اور یہ شیر باچال
کا لشکر کس کمپو مین رہتا ہی اور ستم ظلامت و سب ملامت اور غلیظ پلید دشنام و کینہ و بغض سینہ و شق بطن
و قتل و قتال ضعیفہ کا دریای زخار کسطرف بہتا ہی اگر اس فن کی ایک ایک صنف کا ایک ایک نمونہ لکھا جائے تو ایک ایک
دفتر سے کم نہ چاہیے یہان مختصرًا ایک دو مثالین لکھتا ہون انقطاع کے زور و جوش پر آئے تو وہ بھی منقطع اور وہ بھی
منقطع اور اسکو بھی سماع نہین اُسکو بھی سماع نہین حبیب بن ابی ثابت کو عروہ سے سماع نہین اور خلاس کو علی مرتضے
سے سماع نہین اور حسن بصری کو حضرت علی سے اتصال در روایت و سماع مطلقا نہین پھر ایسے امور پر صدہا ہزارہا متفق
ہوتے جڑتے ملتے چلے جاتے ہین اور واقع وحق کی طرف نظر نہین خیالات پر بنای کار حبیب کو ابن عمر وغیرہ صحابہ
تک سے سماع ہو اور عروہ سے نہ بعض خلاس خود حضرت علی کا کوتوال مدت کا ہو اور عمار تک سے سماع اسکو ہو
اور حضرت علی کی اُسکو صورت نصیب نہو اور حسن بصری کو اسواسطے مطلق وصل و اتصال و ملاقات و وصال نہو
کہ سلسلۂ قادریہ چشتیہ سہروردیہ وغیرہ کل برباد ہو کر خاک مین ملجائین اور جھوٹ بہتان کے پیوند انکے جیون مین
سلجائین اور رشتۂ متصلہ ٹوٹ جائے اور ابلیس اسکو آکر لوٹ جائے بھلا شہادت عثمانی تک جب حسن کی عمر چودہ
برس کی ہو اور دونون صاحب مسجد مدینہ مین پنج وقتہ نماز با جماعت پڑھین اور حسن ساحریص علم دکمال علی مرتضی
سے شفیق و معلم کامل پھر اُنسے تنفر کرکے تعارف تک نہ پیدا کرے اور ام سلمہ ام المومنین و فدای خانہ مرتضوی کے
گھر مین پرورش پاکر جوان ہوجائے خیر سب در گور جس مین کٹ جائے جڑ سے ناک اور آفتاب پر بھی خاک

مگر مسند ابو یعلیٰ کی روایت تو جمہور کے وفاق و ازدحام کی جڑ کاٹنے کو کافی تھی اُسکی پروا کچھ رکھنا اسقدر مدتون تک کسکا کام ہی پھر جب کینہ وری و سینہ دری کی دیگ جوش مارگئی تو دیکھیے کیسا اُبال آتا ہی ایک کہتا ہی کہ ابو حنیفہ جہمی مرجی دوسرا کہتا ہی قدری معتزلی تھا کوئی کہتا ہی بدعتی مرجیہ تھا کوئی کہتا ہی اچھا نہ تھا حدیث مین خطاکار تھا بھول چوک اُسکا شعار تھا اغلاط بھر دینا نشان و اطوار تھا کوئی کہتا ہی دشمن دین و مبغض السنۃ تھا کوئی کہتا ہی مخالف و عدو احادیث تھا اور یہی اصحاب الرای اعدا السنۃ ہین کوئی کہتا ہی محمد بن حسن کذاب تھا اور یوسف ابن خالد سمتی اور حسن بن زیاد کے کذاب و دجال ہونے پر تو بکثرت شہادتین لمبی لمبی ریش والون کی گذر گئین اور اسی طرح اُستاد حارثی اور حکم بلخی وغیرہما کے مقدمات سب فیصل ہو گئے اور بحابا خطۂ قوانین نقاد سب ہو ہمس ہو کر داخل دفتر ہو گئے اب بھلا کوئی انمین سے کسی کا نام تو لینے پائے تعزیر نقادان سے ہزار پاپوش کی پاداش سر پہ آئے کہ یہ لوگ محکمۂ محتسبی سے مجرم بدمعاش قرار پا چکے اب انکا نام شرفا مین نہ لینا محمد بن اسحٰق نے موطا کی بیطاری کا دعوی کیا دجال قرار پا گئے فاطمہ بنت المنذر سے روایت کرنے کا اظہار کیا کذاب و دجال کے دادا بن گئے پھر کیا ہی جو آتا ہی شوہر فاطمہ ہشام کے قدم بہ قدم جھوٹا ہی کذاب ہی دجال ہی مفتری ہی حالانکہ ممکن ہی کہ اُس بیچارے نے بچپن مین سنا ہو یا جانی مین اور پردہ موجود ہو بڑی داڑیون کا حال بھول گئے عائشہ و اسما کا کہ صدہا ہزار مردانسے روایت کرتے ہین جو فاطمہ سے لاکھون درجہ برتر تھین پھر بیچارہ یہ تو جھوٹا ٹھیرا اور اپنا جھوٹ گا ذخوروا اسکی کچھ سزا نہین جو کہدیا کہ فاطمہ کا جب میرے پاس زفاف ہوا تو نو برس کی تھین تو کسطرح ممکن ہوا فاطمہ جب نو برس کی تھین تو ہشام صاحب مان کے پیٹ مین بھی نہ تھے تیرہ برس تو وہ تسے خود بڑی ہین دوسرے کو جھوٹا کذاب بتاتے ہو پھر ابو حنیفہ پر بخاری تک نے مونہ کھولا اور کیا کھون یہی کہون کہ سچ ہی سچ بولا جسپر اُنھین کے مرید اور چیلے صاحب دراسات و پیشواے اہل ضلالات نے کمر باندھکر اور شکنجۂ تکذیب و تجہیل مین کھینچکر خوب خبر لیلی پس اس عجیب نادر ہی سرکار نے بخاری کے مبلغ علم و منتہای فہم کی قلعی کھولدی اور خوب لتاڑ بتلا کر رغم انف کی بولی بولدی کَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؎

جنون مین دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے		پڑی ہی آبلون مین پھوٹ اور ایکا ہی خارون مین

یہ طرح طرح کی جوتی پیزار تو ہوئی ہی اور جوتیون مین دال بٹی ہی آب آگے چلیے متاخرین مین حافظ ذہبی رد کھے متشدد اور متعنت خود مشہور ہین پھر اُن تک نے ابن حبان کو قصاب کہا اور جروح ابن حبان کو خسف و حشف و حشو قرار دیا اور لکھدیا کہ لَا يَدْرِىْ مَا يَخْرُجُ مِنْ رَّاسِهٖ یہ ابو حاتم بستی عمدہ نقاد سے گذرے تھے جو برا سے کیٹھی

حد سے گذر رے تھے آور سینیے عبد الکریم ابو امیہ محسودی کے جرم مین گرفتار ہوکر دار پر چڑھے اور یہ شخص عہد سلف تابعین مین بیدار مغز فقیہ متبحر فاضل کامل رئیس الفقہاء والمحدثین ہی جسکے دونون امام یعنی مالک و ابو حنیفہ شاگرد و خوشہ چین و زلہ ربا ہین ادھر تبحر و کمال کی محسودیت اُدھر ابو حنیفہ کی صحبت و اُستادیت دونون چیزین اُنکو لے مرین اور تیسری ایک کتاب حسن السمت تہذیب اوتا دیبا تصنیف کر نا متمم کمال محسودیت ہو گیا بیدادی کی داد پا گئے پھر تو ضعیفی و متروکی و مجروحی و کذابی کے میدان و مضمار مین شل ہو گئے ایک حدیث ابو بکر یوچھی پھر خود بھی روایت کی متہم ہو گئے اہل حل و عقد برہم ہو گئے زمرۂ ثقات سے نکال باہر کیا یہ فہم منتظمین صناعت کی افسوسناک حالت ہی یہ لوگ قابل رحم ہین پھر جو آیا بھیڑ چال ضعیف متروک غیر ثقہ خیر اسون وغیرہ جو منہ مین آیا کہتا ہوا چلا گیا جمود تقلید نا سزا با وجود دیکہ ہون خود علماء و کملا اور مجتہد و عمدۂ فضلا صاحب قدرت و دستگاہ الخفین کا حصہ سمجھنا چاہیے پھر تقلید عامی بمسائل فروع جای ملامت و صد سرزنش و غرامت اور سینیے عبد الملک بن ابی سلیمان عمدۂ ایمۂ اعلام ثقات مین بجرد روایت شفعۂ جار بر طبق حنفیہ مجروح سخت ہو گئے پھر ایک صنف اس علم نقد کی بھیڑ چال ہی جسکی دو ایک مثالین گذر چکین اور در بارہ ایک راوی کے ابن مبارک سے پوچھا کہ کیون ترک کیا کہا ثوری و شعبہ نے ترک کیا اور جرح کی مین نے بھی ترک کیا ان قصون کو جمود تقلید اور عمہ و عمی اور بے باکی و بے پروائی و عدم مداخلت عقل و فہم اور استرخامی بدن و عدم تحقیق کی کہان تک لکھون پھر ایک صنف اس فن نقد کی سب و شتم و تغلیظ کلام اور سرزنش و ملام مین طاق ہی وہ باتین جن سے طوائف اور بھٹیاریان بھی منہ چھپا لین اور شرما جائین جو اس محکمہ مجسٹریٹی اور مزاجر سپرنڈنٹی مین بیچارہ بے گناہ مجرمون پر پھینکے جاتے ہین یہ لوگ حراست پولیس مین جو جو کچھ تکالیف و آلام اُٹھاتے ہین وہ اُنکی ارواح ہی کو خبر ہوگی یہان ایک مثال پر اکتفا کرتا ہون میناز جال مین سے ایک شخص ہین جنکے بارے مین ایک صاحب جنرل میجر بہادر فرماتے ہین مَنْ مِینَا الْمَاصْ بَظْرِ اُمِّہٖ کیا عمدہ نفیس ملذذ محرک جلہ سنایا کرتی آجائے یہ مسلم کہ تم صاحبونکے واسطے بضرورت غیبت جائز ہی مگر مخمصہ کے عالم مین سور کے گوشت کو اسی قدر کھانا چاہیے کہ رمق روح باقی رہجائے غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کی قید کا بھی لحاظ ضرور ہی غضب ہی کہ اسقدر پیٹ بھر کر کھایا جائے کہ تخمہ ہو جائے اور چار روز تک دست بند نہون اور سنڈاس بھر جائے پھر اس فرقۂ نقاد مین بعض خود متعصب و ناصبی و دشمن خاندان نبوی ہین جیسے جوزجانی یا خود سخت مجروح و مطرود ہین جیسے ابو الفتح ازدی باقی مزید بسط حالات نقاد کا مولانا کے حاشیہ مین موجود ہی اگر اور زیادہ مطلوب ہو تو مقدمۂ اصح الحمایہ و مقدمۂ مسند شریف مین دیکھلو اور نیز یہ حماقت

عجیب اپنی ظاہر کی کہ ابن ہمام ابن اسحٰق کو ثقہ کہتے ہین اور قراءت فاتحہ مین حنفیہ اُنکو مجروح کہتے ہین ع
چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا آن حنفیہ مین ابن ہمام کب داخل ہین وہ اس باب مین بھی تضعیف نہین کرتے
اور جواب اور دیتے ہین ہان دوسرے حنفیہ الزاما علے اہل الظاہر والشافعیۃ انکے جرح نقل کرتے ہین بدین نمط کہ
تمھاری زبان بند ہی تمکو جاے سخن نہین ہی اسواسطے کہ تمھارے اعلے طبقے کے پیشوا اوایہ مالک وذہیب وقطان
وسلیمان وہشام وغیرہم تکذیب کرتے ہین اور احمد وابن معین ونسائی ودارقطنی وابوحاتم وغیرہم نے ضعیف قرار
دیا اور بسند قول مولوی احمد علی یا شیخ دہلوی بمضمون حدیث بیان کیا ضعیف کو صحیح اور صحیح کو ضعیف نہین کیا اور
صاحب ہدایہ پر کیا اعتراض ہی درباب حدیث تو اگر ایک ایک امام حدیث مثل نووی کے اغلاط وخطا یا جمع کرین تو ایک
دفتر ہوجائے ابن حجر وغیرہ کی تصانیف معاینہ کرو پھر نووی کے اغلاط احادیث واسانید شمار کرو اور فقہا کا تو کیا ذکر
ہی شافعیہ ہی کے امام الحرمین وغزالی ورافعی کو دیکھو جسکا ایک نمونہ تخریجات رافعی سے پیش نظر ہوجاتا ہی اور یہان
تو بعض نے ابوداود طیالسی کا احتمال بھی قائم کیا ہی اور یہ بھی کہ شاید سوای سنن کے اور کتاب مین خود سجستانی نے
تضعیف کی ہو عدم علم سے علم عدم لازم نہین اور حدیث مسکر مین خود حافظ علاؤ الدین ترکمانی نے یہ نقل بیان
کی ہی حال آنکہ وہ علم خلاف کا بڑا عالم متبحر ہی اور قطع نظر ان سب باتون کے علے سبیل التنزل یہ کہ خطائی اجتہادی
مجتہد مطلق سے بھی بکثرت ہوتی ہی باقی بزرگون پر طعن کرنا خود اولا تمنے شروع کیا ہی پھر ہمسے مجبورًا خاندان خلاف
کے تارو پود ظاہر کرانے ہو وَالْبَادِیُ اَظْلَمُ وَجَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا اور دہم مین صاحب فتح نے
یہ اعتراض کیا کہ چارون مذہب کے حق ہونے سے چارون مصلون کی اباحت وجواز کو کیا تعلق حقیت مذاہب اور
چیز ہی اور حقیت اُسکی جو بنام مذاہب فرض کی جائے دوسری چیز ہی علاوہ ازان اگر فرض کیا جائے تو یہ اجتہاد ہی
تمکو لائق نہین تم مقلد ہو اور تمھارے علما اسکی مذمت اپنے کتب مین لکھ چلے منجملہ اُسکے عبارت کسی کی نقل نہ کی ہان
شاہ عبد العزیز کی تفسیر کی عبارت نقل کی جس سے بدعت ہونا اس تقسیم کا ثابت ہوا اور مذمت ترجیحات لایعنی کی برآمد
ہوئی سواسمین کلام کسکو ہی بدعت ہی لیکن حسنہ اور ترجیح جہت کوئی چیز نہین فضول ولایعنی گفتگو بے فائدہ
خود منع ہی درباب اصول دین علاوہ ازان یہ منع بھی منع تنزیہی ہی نہ تحریمی باقی رہی مناسبت بین الدعوی
والدلیل سو تمھاری نافہمی حدسے گذر گئی اب تمکو سبق پڑھانا پڑا کہ جب حق دائر ہوا انھین چار مذہب مین بدین نظر کہ
امت ناجیہ یہی گروہ اہل سنت ہی جو محصور ہوا ان چار مین اور جب ان چارون مذہب کے اراکین واساطین ایک
امر پر متفق ہوجائین تو پھر وہ حق سے خارج نہین رہ سکتا ورنہ ضلالت امت مرحومہ وفرقۂ ناجیہ لازم آ جائیگی

اور دوران حق کا مضمون بھی باطل ہو جائیگا اور لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ کے خلاف واقع ہوگا لہذا اسکی حقیت
ثابت ہوئی اور اگر حصر اہل سنت ان چارون مین نہ فرض لیا جائے تو بھی سواد اعظم وجمہور کا اسطرف ہونا
اتباع کے واسطے کافی ہی اور یہ اجتہاد نہین ہی بلکہ تعریف جزئیات ہر ضابطۂ کلیہ سے تم خود نا سمجھ محض اور یازدہم
مین یہ حماقت ظاہر کی ہی کہ صاحب فتح نے خود یہ تمہید قائم کی کہ جب محدثین باوجود حدیث کے صحیح ہونے کے اسکو
غیر معمول بہ قرار دیتے ہین اور عمل نہین کرتے اور ضعیف پر عمل کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ ثبوت صحت کو عمل لازم نہین
اسپر یہ بنا کی کہ پھر مقلدین پر کیا اعتراض ہی جو باوجود حدیث صحیح ہونے کے امام کے قول پر عمل کرتے ہین اس بنیاد
قوی اور بنای مستحکم کے واسطے یہ بدرقہ اور ظاہر کر دیا کہ حماقت اور تکبر سے خالی نہین **سے** در میرو زیر الخ
اور تکبر سے مراد یہ ہی کہ بلا ضرورت خواہ مخواہ اپنے آپ کو مجتہد بنانا اور بخاری اور مشکوٰۃ کا نام مخرج غیر صحیح
سے ادا کرنا اور حماقت یہ کہ خلاف طریقہ معمولہ جاریہ محدثین بھی کرنا اور غیر مقدور چیز کے اتمام والنصرام پر آمادہ
و کمر بستہ ہونا اور بغیر وسائل دربار مین پہونچ جانا خود حماقت بھی ہی اور تکبر بھی مگر لامذہبون کو کیا حیا و شرم
اور کیا باک پھر اس حماقت پر یہ اعتراض غث ہو اور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کرکے کہ صحیح حدیث کو بمقابلہ قول
ایمہ ترک کرنا کسی کا مذہب نہین اختراعی بات ہی اور باعث بربادی عاقبت اور امام صاحب تو ضعیف حدیث کو
بھی قیاس پر مقدم کرتے ہین اور صحیح حدیث کو اپنا مذہب فرماتے ہین اور صحابہ کے اقوال بر سر وچشم لیتے ہین اور
طرفین کے نزدیک تو ظاہر حدیث پر عمل واجب ہی تم یہ قید کہان سے لگاتے ہو کہ نہین جب تک اقوال ایمہ معلوم نہون بھلا
صاحب بعد وفات نبویہ صحابہ وتابعین کیسے احادیث پر عمل کرتے تھے اور اقوال ایمہ کیون نہین تلاش کرتے تھے وہ
تو خود ایمہ تھے اور خود وسائل بلکہ قریب تر وسیلہ انکو وسیلے کی کیا ضرورت تھی جو بی بوسیلت الخ پڑھنے سے تبرکتا ہے
اور اصل جواب اولا یہ ہی کہ عمل حدیث کے واسطے صرف یہی کافی نہین ہی کہ صحت وعدم نسخ وتاویل پائی جائے بلکہ
عدم معارضات عقلیہ ونقلیہ بھی ضرور ہی ذرا تقریظ حضرت مولانا محمد حسن سنبھلی کو جو اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۹ مین
واقع ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا مگر سمجھ مین کسکی آئے علم تو علم عقل بھی کہان سے مانگتے پھرین اور ثانیا عدم منسوخیت
اور عدم تاویل کا علم تم بیچارہ بے بضاعت کو کہان سے ہو گیا اور عدم علم وعلم عدم کا فرق تو کبھی تمہارے اجداد
نے بھی نہین سمجھا اور ثالثا یہ کہ قیاس مین یہان کب کلام ہی جو حدیث ضعیف کو اسپر مقدم بیان کرتے ہو یہان کلام
قول امام مین ہی کیا ہر کلام امام کا قیاس ہی ہوتا ہی تمکو کیا معلوم ہو گیا کہ وہ کسی نص کا مضمون نہین ہی امام کو
پہونچی ہو تمکو نہ ملی ہو یہ ممکن ہوا کہ ہزارہا تمکو ملجائین امام کو نہ ملین اور یہ ممکن نہوا کہ انکو ایک بھی ملجائے جو تمکو نہ ملی ہو

اور در آیا یہ کہ عمل در آمد اور تقدیم و تاخیر اور ضعیف پر کیا عمل کرنا بلکہ صحیح پر بھی مجتہد کا کام ہی ہان امام صاحب تقدیم دیکر
عمل کر سکتے تھے جب تم بھی امام کی سواری کی گرد آنکھون سے دیکھ لیتا تو کچھ مُنہ کھولنا اور خاشا یہ کہ تقلید صحابہ
اور اُنکے اعمال و اقوال کو تلاش کرنا اور علدرآمد انکا نکالنا اور اُسپر عمل کرنا اور حدیث صحیح پر عمل کرنے مین بھی اسکا
ملاحظہ رکھنا تو ہمارا ہی حصہ ہی جیسا کہ صاحب فتح نے لکھا ہی تمنے جو نقلاً عن الامام اپنے واسطے مفید جانکر لکھا یہ
از حد گذشتہ حماقت ہی اُس طرح کی جیسے ہم سابق مین لکھ چکے ہین کہ خصم کے دلائل و مفید مطالب اپنے واسطے بے سمجھے
یہ طائفہ رقص و سکر مین زبان سے نکال جاتا ہی تم بے ادب مجسم حماقت حدیث مرفوع جہان دیکھتے ہو تو جامے
مین کب سماتے ہو ہان چوہے کی طرح ہلدی کی دکان البتہ لگاتے ہو اور علدرآمد صحابہ کو تو کچھ خیال مین ہی نہین لاتے
یہی قول ہوتا ہی بجوسے نمی ارزم بلکہ خلفای راشدین کو جو چاہتے ہو کہہ بیٹھتے ہو اور سا دو شا یہ کہ اقوال اپنہ معلوم
ہونے کی قید آج کل کچھ بے دست و پا کو کیا بلکہ مجتہدین مطلق والیہ کے حق مین بھی لازم ہی تا کہ خلاف اجماع سے تحرز
رہے ایسا نہو جائے کہ اجماع اگر حدیث کے خلاف ہو تو عمل بالحدیث سے مخالفت اجماع لازم آسے اور خود یہ اجماع
دلیل منسوخیت یا ضعف یا مؤول ہونے حدیث کا ہوگا اور مابعد وفات نبوی کون سے اجماع بکثرت واقع
ہوگئے جنکا دریافت ضرور تھا اور اگر کچھ اجماع ہوے تو خود بوجہ قرب زمانہ معروف و مشہور تھے علاوہ ازان
کثرت اختلافات نہ تھے اور نہ تدوین مذہب پس تکلیف تقلید خود غیر متصور تھی علاوہ ازان وہ لوگ دو قسم
تھے یا عوام یا خواص فقہا سو عوام تو مسائل خود علما و فقہا سے پوچھتے تھے اور احادیث کا پہونچنا اور طلب کرنا اُس عصر
مین بطریق تفقہ ہوتا تھا نہ بطور تلفظ جیسے قاری و حافظ قرآن عہد نبوی مین وہ ہوتے تھے جو قرآن کو مع علم
قرآن کے یاد کرتے تھے اور تفاسیر آیات بوجہ کمال حاصل کر لیتے تھے نہ مثل مابعد زمانہ کے حفاظ قرآن کے کہ وہ حافظ
نظم قرآن ہین نہ عالم قرآن اسی واسطے اقرأ ہونے کو اعلم ہونا لازم تھا پس جن حضرات کو احادیث پونہچے اور اُنھون
نے بطلب و مشقت حاصل کیے وہ متفقہ بھی ہو گئے گو کسی مرتبے کے ہون اور خود نفوس بھی اُس عہد قرب نبوی کے
ایسے قدسیہ و صافیہ درخشان تھے کہ اخبار و نصوص کے پہونچنے سے بہت جلد ادراک کامل اور تفقہ فی الدین
ہوجاتا تھا اسی وجہ سے دیکھو اُس زمانہ کی کثرت مجتہدین کو باوجود عدم رواج علوم عقلیہ و فلسفہ و عدم تدوین علوم
اصول و عقائد و معانی و بیان وغیرہ کے اور ان زمانون کے فقدان اجتہاد کو کہ بطور شذ و ذ و ندرت بھی بعد سن
چار سو کے نرہا اور اُن ازمنہ مین جو فرقۂ فقہا تھا وہ خود مواضع اجماعیہ سے واقف تھا تا کہ اجتہادات وغیرہ سے
مخالفت اتفاق سے پرہیز رہے اور دوازدہم مین جو صاحب فتح نے بطور نمونہ و تمثیل و بغرض تفہیم کے

پہلے لوگ عوام تھے یا خواص فقہا

اقرأ ہونے مین اعلم ہونے کی قید

قصۂ حضرت موسی و خضر کو درج کیا بدین طور کہ یہ معاملہ فیما بین محدثین و فقہای حنفیہ مشابہ معاملۂ حضرت موسی و خضر
کے ہی کہ حضرت موسے نے ظاہر مبنی پر عمل فرمایا اور حضرت خضر چونکہ واقف حقیقت واقعیہ اور عالم کنہ وقائع
تھے اُنکا عملدر آمد اُسی پر رہا اور بنظر ظاہر مبنی کے جو شبہات و مواخذات حضرت موسٰی کے انپر تھے وہ اُنپر وارد نہوسے
اسی طرح عموماً محدثین کا عملدر آمد ظواہر مفاہیم نصوص و اخبار پر ہی لیکن اپنی محنت شاقہ و اذہان ثاقبہ سے
بفضل و الطاف خفیہ ربانی کنہ حقیقت پر وقوف حاصل کر لینا اور واقعی اصل مقاصد پر اطلاع پالینا بدقت نظر
و تعمق فکر انھیں حضرات فقہای حنفیہ کا حصہ تھا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ دیکھو تمھارا یہی
پیر مغان صاحب دراسات امام ابو حنیفہ اور امام بخاری کے درمیان کیا فرق بیان کرتا ہی امام صاحب کو تو علوم عقل
و نقل کا ایک جبل از جبال اللہ الشامخہ قرار دیتا ہی اور امام بخاری کو ممارست علوم دقیقہ و ثواقب و فائق نظر سے
محروم اور ظاہر پرست اور نصوص کے اوپر اوپر کا مزہ چکھنے والا اور تہ کو نہ پہونچنے والا جیسا کہ حضرت امام صاحب
کا حصہ تھا قرار دیتا ہی تم لوگون کو اُسکی تقلید جا مدلازم و فرض ہی گو تقلید ایمہ اربعہ حرام و ناجائز بلکہ سخت بدعت
و شرک ہو آسپر اعتراض تو صاحب رسالہ کو کچھ بن نہ پڑا ناحق یہی ایک بے تکی ہانک لگا دی کہ اس تشبیہ مین
حنفیہ کو مثل خضر کے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل حضرت موسیٰ کے قرار دیا ہی مطلب ہی کہ بڑی
گستاخی کی ہین کہتا ہون کہ ع برین عقل و دانش بباید گریست + دعوی تو تبحر علوم کا اور فہم کا یہ حال
ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا این ست + ارکان تشبیہ کی بھی خبر نہین کہ کیا ہین آنحضرت کے احادیث تو
مثل وقائع خضر یہ کے ہوئے اور حنفیہ مثل خضر اور محدثین یا اصحاب الظواہر مثل حضرت موسٰی کے ہم پھر بھی کہینگے جو
اس تشبیہ مین بھی مقصود تھا کہ ظاہر پرستی اور ظواہر تراجم کو لے لینا بہت آسان و سہل ہی اور حقائق کو پہونچنا و کنہ
مقصد کو بدقت و مشقت نکالنا اُسی کا کام ہی جو اُسکا اہل ہی۔ ہر مرد و ہر کارے ع ہر کسی را بہر کارے ساختند الخ
اور سیز دہم مین مسالۂ نکاح محرمات چھیڑ کر عجیب خبط کا عالم بنایا ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی کو برا
کہا ہی اور بڑی تشنیع و تفضیح کرنی چاہی ہی کہ اُنکو اتنی مدت بعد کہان سے الہام ہوا کہ وہ مرتد تھا حالانکہ
نہ کسی صحابی یا تابعی نے کہا نہ اہل مذہب نے یہ تاویل کی سوائے شیخ صاحب کے اور دوسری حماقت اس شخص
کی دیکھو کر حدیث مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ لکھکر منہ اُٹھا کر کہدیا کہ لو تم کہتے تھے نکاح کا
ذکر ہی وطی کا ذکر نہین ہی پس اسنے کس قدر قدح مسکر چڑھایا ہی جسکا خمار قیامت تک اُترتا نہین معلوم ہوتا
کیا یہ حدیث اس واقعہ کی مفسر ہی یا متعلق ہی اتحاد حکم سے اتحاد سبب بھی کیا لازم ہی ورنہ ارتداد و قتل مومن

ایک چیز ہو جائین اور اگر یہان وطی کا ذکر ہی تو نکاح کا ذکر کہان ہی یہ خبر مافیہ النزاع ومحل سخن سے تعلق ہی
نہین رکھتی اور یہ لفظ مَن تو اُس مرتد کو شامل ہی نہین ہی کیونکہ اُسکی وطی کہان ثابت ہی جو اس مبتدا کے
افراد مین شامل ہو بیہودہ خواہ مخواہ عام بتلا رہا ہی حالانکہ ما و مَن محتمل عموم ہین نہ محکم فی العموم اب اس کج فہم
کے جواب سنیے اول یہ کہ قصہ مین نکاح کا ذکر اور وطی کا کہین پتا اور نشان نہین پھر مجرد فعل نکاح پر تو یہ سزا
کسی مذہب مین مقرر نہین اور نہ نصوص کہین اسطرف مشیر پھر بغیر تاویل شیخ کے چارہ ہی کیا ہی یا وہی حدیث
مَن وَقَعَ عَلیٰ ذَاتِ مَحرَمٍ الخ اسکا قرینہ ہی کہ اس شخص نا کہ نے اپنی زوجۂ پدر سے وطی بھی کر لی تھی مگر
اُسکا نام تو ہی نہین نہ ذکر نکاح ہی پھر عموما ٹھیرائی مگر یہ بھی کہنا پڑیگا کہ اسی کے افراد مین جملہ ناکحین آگئے
پھر ہر ناکح پر وطی بھی لازم ہو گئی تو معلوم ہوا نکاح اسی کا نام انکے مذہب مین ہی کہ بوقت ایجاب و قبول ضرور
دخول بھی ہو تا جائے یہ شرط صحت نکاح ہی یا مقوم و رکن عقد یعنی قولین و بدلین دونون مین ارتباط ہو کر
انعقاد اجتماعی ہوتا ہی اور مبادی الکلیہ و حسیہ دونون کی مجامعت سے حسب ایجاب ذکری مادۂ قابلہ کے قبول سے
بانفراج باطنی مستقر المقام ہو جائے اور علاقۂ رحمیہ خلطیہ سے نصاب مجمع البحرین پورا ہو جائے تب عقد صحیح
متحقق ہوتا ہی قاضی حوائج و موجب ثمرات و نتائج ورنہ روکھی سوکھی باتین کیا نتیجہ و اثر پیدا کرینگی بلا برکات
حرکات کے اور بدون قبالے کے رجسٹری شدہ اور داخل خارج ہمینیکے دوم یہ کہ اس حدیث مین مال لوٹ لینے
کا بھی حکم ہی یہ حکم مسلمان پر جاری ہو نہین سکتا کیونکہ عصمت مالی کا کوئی رافع نہین پایا گیا یہ شان مال حربی
و مال مرتد کی ہی کہ اُنکا مال البتہ غنیمت و فئی ہو جاتا ہی پھر بدون تاویل ارتداد کونسی صورت استقامت حکم
سے قائم ہو سکتی ہی اصول دین کے موافق اور سوم یہ کہ اس بارے مین احادیث متواترہ وارد ہو چکے کہ آدمی
مسلم کا خون مباح نہین ہی مگر تین خصلتون مین سے ایک کی وجہ سے زنائی محصن و قتل نفس معصوم و مفارقت
جماعت یعنی ارتداد پھر یہان تین مین سے کونسی خصلت متحقق تھی وطی تو ثابت نہین ہوئی فعل نکاح عین زنا نہین ہی
بہرحال ارتداد متعین ہوا پھر اگر حدیث مین مثلاً یہ وارد ہو کہ آنحضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور شیخ صاحب یہ لکھین
کہ بعد زوال پڑھی ہوگی نہ قبل زوال تو تم یہی کہوگے کہ شیخ صاحب کے لکھنے سے یہ بات کس طرح ثابت ہو گئی کہ بعد
زوال ہی پڑھی تھی نہ قبل زوال شیخ صاحب کو اتنی مدت کے بعد الہام ہوا تھا یہ نہ کسی صحابی و تابعی کے قول سے
ظاہر ہی نہ کسی اہل مذہب نے یہ تاویل کی یہ اپنے عموم پر رہیگا اور چہارم یہ کہ جب حدیث اِدرَءُوا الحُدُودَ بِالشُّبُہاتِ
مسلم رکھی گئی اور جو معنی صاحب فتح نے باتباع علمای سلف بیان کیے وہ غیر مسلم تو کچھ اپنے ہی شعور و درک سے

مُنہ بولے ہوتے یا سر کھپیلے ہوتے کہ اسکے یہ معنی ہین اور — لم و لا نسلم ندا نند اخنند + سے تو کام چلتا نہین اور پنجم
یہ کہ شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو آج تک تو کسی عالم نے کیا بلکہ صاحب شعور نے بھی جھوٹا اور دروغگو نہین بتلایا اور نہ یہ
گستاخی کوئی زبان پر لایا جانے بوجھے لا مذہبون مین بھی صاف یہ جرأت نہین ہوئی تھی جہ جای آنکہ تمام جہان اور
سب آدمیون کے نزدیک انکو جھوٹا بتا سکے یہ ہمت اسی بے ادب کو ہوئی اور ششم یہ کہ ایک دلیل ظاہر تصدیق
شیخ رحمہ اللہ کی یہ بھی ہو کہ اگر یہ حکم قتل بنا بر نفی اسلام و مفارقت جماعت و حراب دینی نہوتا بلکہ بمجرد اقامت
ہوتا تو عقد لوا کی کیا حاجت تھی جو روایت ابن ماجہ مین مذکور ہو شیخ صاحب نے جو غرابت حدیث کا جھگڑا اٹھا دیا
تو لا مذہبون نے اپنی ناک کٹانے کو سر جھکا دیا اور شرم نہ آئی کہ ایسے عالم متبحر و محدث بے نظیر صوفی صافی حقانی والای
نبوی و آل نبوی کو جو مجمع علیہ پیشوا اہل سنت ہند کے ہین اور تخم حدیث ہند مین بو کر کیسا سرسبز گلستان خبر
و بوستان اثر بنا دیا تھا نے جھوٹا اور دروغ باف و مفتری بنا دیا اور ہفتم یہ کہ اچھا ہم نے سب وجوہ سے قطع نظر
کی اور حضرت شیخ کے کلام و توجیہ کی استناد بھی نہ سہی جس کو تمہارے مُنہ مین آتا ہی بکنے لگتے ہو ذرا آپ ہی
بیان تو فرمائین کہ حد قتل کا کیا ثبوت ہو کہ یہ حکم صرف بنا بر حد تھا نہ بنا بر سیاست یہ نہ کسی حدیث سے ثابت
نہ کسی صحابی و تابعی کے قول سے ظاہر جسکا اتباع ضروری ہو پھر محتمل کا مستدل قرار دینا محض مبتذل کا کام ہی
اور ہشتم یہ کہ اگر مدار عموم لفظ پر ہو تو بیان قصہ مین کوئی لفظ عام نہین اور اگر بلا دلیل جمیع افراد ناکح محارم پر یا
واطی محارم پر حکم حد جاری کرتے ہو تو پھر یہ خلاف جملہ سلف صالح ہی کہ وہ قید علم حرمت کی لگاتے ہین چنانچہ
یہ قید کہان موجود ہی اور نہم یہ کہ اگر ایسے ہی عموم نا فہمی پر مدار ہی تو زانی محصن کے بحکم نص قرآنی سو درے مار دو
اور واطی امۃ الابن کے سر پر بھی سو کوڑے اتار دو اور سیزدہم مین مسائل ہشتم تا دوازدہم کو چھیڑ کر صاحب
فتح نے جو حدیث و آیت انکے مخالف طلب کی تھی اسکے جواب مین مُنہ اٹھا کر بک دیا کہ ان مسائل کا بطلان
شرعاً ایسا واضح ہو کہ ہرگز کسی عاقل کے نزدیک محتاج دلیل نہین اسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ بطلان ضروریات
دین سے ہی پس لازم ہی کہ اسکا منکر اجماعاً کافر ہو پس فرقۂ حنفیہ مین ابو حنیفہ سے لیکر مولوی اسحٰق دہلوی یعنی
میان صاحب تک کی تکفیر تو ہو گئی بلکہ مولوی نذیر حسین کی بھی جو فروع مین حنفی ہونے کا اقرار کرتے ہین تب تو
اچھے خاصے مکہ معظمہ سے حنفی بن آئے بلکہ رجسٹری شدہ حنفی ہو گئے چاہے ذنابات انکی حنفیت کو ضلالت
کہے جائین باقی بنا بر مسائل مذکورہ ہمہ تو مالکیہ مین امام مالک سے لیکر اور شافعیہ مین امام شافعی سے اور حنابلہ
مین امام احمد محدث و پیر مرشد و استاذ و شیخ بخاری و مسلم سے لیکر آخر مقلدین ثلثہ تک کی تکفیر لازم ہی بنا بر

روایات مفتی بہا اُنکے مذاہب کے مگر ان لامذہبون کو کیا غم و اندیشہ ہی کہ محدثین کے گھر کی کمائی جنکا پیشہ ہی
بلکہ ظاہر پرستون کی پیروی کا فخر کرنا انکا رگ وریشہ ہی اور پھر انھین کے شیوخ و اساتذہ وایمہ پیشوا کو
جب تک کافر مردود نہ کہین تو اس صیغہ کا مبلغ معلوم کسطرح ہضم ہو اور نمک حلالی کی کسطرح نظم ونسق ہو کیا اب
بھی یہ لوگ اسکے مصداق نہو ے کہ مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلاً جب اُنکو کوئی نص نہ ملی اور ٹال
نہ گلی تو شوق لعنت کی رگ پھڑکی اور نس دھڑکی زکین اُٹھائے ہوے اور مُنہ کی کھائے ہوے مطرود و مغلوب کا
چڑیا کے یہی حال ہوا کرتا ہی کہ یا لعن و تکفیر پر کمر بستہ یا سب و دشنام کا پل شکستہ پھر کہتا ہی کہ یہ بھی وہی مسائل
ہین جنکو مولوی صاحب نے کہا تھا یون ہی ٹالدینگے بھلا مفتری بے حیا کچھ تو ہٹ دھرمی مین کمی کی ہوتی
جناب مولوی صاحب نے تو ان مسائل کی خوب تحقیق اپنے متعدد حواشی و مستقل رسائل مین کر دی ہی وہ
کیا ٹالنے کو فرماتے اُنکے تو غلامان غلام بھی تمکو بغیر ٹال کے ٹال دینگے اور پھر تمھاری عاجزی پر وہی ٹال
تمھارے باطن خبیث سے نکالدینگے یہ بے وقوف تیرہ درون خیرہ بیرون اسقدر نہین سمجھتے کہ یہ مسائل دقیق
اجتہادات سے مربوط ہین نصوص سے صراحۃً انکو تعلق ہی کیا ہی اور کونسے نصوص ہین جو علے وجہ الخصوص
یا علے وجہ العموم ہی سہی انسے متعلق ہین اگر تم اپنے دعوے کے سچے اور بات کے پکے ہو تو ایک دو نص لکھدوگے
ورنہ ترکی تمام اور مات کا نام تو ہو ہی چکا مسالہ ہشتم و نہم متعلق تحقیق معنی جماع ہی اور بعد تحقیق متعلق تحقیق تو
گو مسالۂ اسمنا بالکف مین فتوے و عملدر آمد عدم فساد پر نہین ہی مگر تم معنی جماع کا تحقق اُسمین ثابت بھی
نہین کر سکتے اسواسطے کہ محل مشتہی یہان موجود ہی نہین نہ حقیقۃً نہ حکماً یہ باب تو لازم ہی متعدی سمجھنا اسکا
تعدی لازم ہو اور وطی بہیمہ مردہ مین تو خود ظاہر ہی کہ محل مشتہی بھی نہین ہان وجود محل ہی سو اگر اسکے ساتھ وجود
انزال مقارنت و مدد اعتضاد کریگا تو جماع صوری حکمی کہہ سکینگے جسکے سبب سے فساد صوم لازم آئے ورنہ خیر و عافیت
ہی اسی وجہ سے حنفیہ اسمین وجوب غسل کے بھی قائل نہین ہین حالانکہ وہ جماع پر موقوف نہین مجرد انزال
سے بھی واجب ہوجاتا ہی اور ظاہر یہ کو لازم ہی کہ لواطت بلا انزال مین بھی نہ فاعل پر غسل واجب کرین
نہ مفعول پر لو ر حکم روزہ ٹوٹنے کا دین اسواسطے کہ ظاہر حدیث التقای ختانین امس سے کہان متعلق ہی اور
وہ تو ان احادیث صحیحہ کو مانتے بھی نہین اُنکا عملدر آمد اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ پر ہی باقی مسالۂ دہم متعلق تحقیق
حقیقت اجارہ پر ہی اور پھر یہ بحث کہ صحت و نفاذ اسکا بنا بر ضرورت ہی کرایہ۔ عقد امر معدوم پر ناجائز ہی
پس متعلق بہ تسمیہ و بخصوص تعلق ایراد عقد از جانبین متعاقدین رہیگا اسواسطے کہ ضروری مقدر تقدیر غیر ثابت

تحقیق معنی جماع

ہوتا ہی لہذا زائد کا تقوم غیر ضروری ہی کہ مورد عقد نہین وہ مثل منفعت مغصوبہ ہی جسکا معاوضہ وضمان ممکن
نہین جیسے وطی زوجہ کی تضمین وتعویض متصور نہین اگر کوئی غصبًا کرجائے پھر یہ مسائلہ موارد نصوص کے
موافق ہوا یا مخالف دیکھو سلم کو بضرورت جائز رکھا گیا اور اسی طرح استصناع اور بلا ضرورت خلاف اصول
ملت کا ارتکاب طریقۂ عقلای اولی الالباب نہین ہی اور مسائلہ یازدہم اگر فرض کیا جائے تو کس نص کے مخالف ہی
باقی رہا سود ادب سو بیان کلام جواز مین ہی نہ کراہت مین علاوہ ازان وہ بھی مقام حاجت وضرورت مین
وَالضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ اور مسائلہ دوازدہم مین تم لوگون کی نافہمی کہان تک بیان کیجائے حنفیہ
کی غرض یہ ہی کہ دار الحرب مین جو اہل حرب سے لیا جائے وہ ربوا وسود ہی نہین اسواسطے کہ وہ مال مباح ہی
کیونکہ نہ عصمت دار نہ عصمت نفس جب خون ہی مباح ہی تو مال کیا چیز ہی نہ یہ کہ ربوا وسود ہی لیکن جائز ہی اور اگر
یہ بھی فرض کیا جاتا تو محذور مخالفت تب بھی کیا تھا ہزارہا صورتین نصوص مطلقہ یا عامہ سے خاص کی جاتی ہین
جیسے زنای محصن وزنای کنیز زوجہ وزنای کنیز پسر وزنای صبی ومجنون اور زنای مکرہ وزنای نائم وغیرہ نص قرآنی
سے مخصوص ہی حالانکہ لفظ مین عموم واطلاق دونون موجود ہین پھر صاحب رسالہ نے جبرًا قہرًا عقل کو زور دیکر
اظہار معقولیت سے اپنی نامعقولیت ظاہر کی اور جواب کو دو شقون مین دائر کیا اور ہر شق پر کتاب وسنت سے
ابطال مسائلہ کا وعدہ کیا اور دو شقین یہ قائم کین کہ یا اہل کتاب وسنت امور مذکورہ کو گناہ کبیرہ نہین جانتے
یا انکے ارتکاب سے کسی عبادت مشروعہ مین نقصان نہین تصور کرتے پھر بک دیا کہ اگر کبیرہ ہونا اور افساد عبادت
مسلم ہی تو طلب سند حدیث جہالت ہی مین کہتا ہون کہ اس مضمون خبط بے ربط مین چند خلل ہین اور اس گفتگو
کے گو قابل جواب نہین ہی اسی بیان وجوہ خلل سے جوابات بھی معلوم ہو جاوینگے **اول** یہ کہ معلوم نہین کہ تردید
بطور منع الخلو ہی یا بنمط منع الجمع مگر نامعقولیت نامعقولان کی جہت سے دونون نامعقول تنقیص عبادت
نہونے وکبیرہ نہونے کا اجتماع خود ظاہر اور اسی طرح ان امور کا دونون سے خلو بھی ممکن **دوم** یہ کہ اخیرین مین
عبادت مشروعہ سے کیا تعلق ہی جسمین نقصان تصور کیا جائے اور مسائلۂ اجارہ کو تو کچھ واسطہ ہی نہین ہی
تنقیص عبادت مشروعہ سے **سوم** یہ کہ عبادت مین مشروعہ کی قید لغو ہی اسواسطے کہ جو مرتب علیہ ثواب کا
ہو اُسکا مشروع ہونا خود ضرور ہی گو جمیع جہات سے نہو **چہارم** یہ کہ کہین نقصان بولنا اور کہین افساد
یہ دھوکا اور دغابازی ہی نقصان اور چیز ہی اور فساد دوسری چیز ہی **پنجم** یہ کہ جب حنفیہ کے کتب میں تم لکھ چکے
کہ انکے نزدیک اس مین گناہ نہین اور فلان امر جائز ہی اور فلان مباح ہی پھر گناہ کبیرہ ہونے کو انکے اُنسے

پوچھنا کس درجے کی حماقت ہی **ششم** یہ کہ گناہ کے کبیرہ وصغیرہ ہونے کو فساد عبادت مین کیا دخل ہی
بلکہ نفس گناہ کو بھی صحت وفساد ہر عبادت سے کچھ واسطہ نہین اگر کسی شخص نے روزے مین اپنے باپ
کو مار ڈالا تو اس سے بڑھکر کونسا گناہ کبیرہ ہوگا کہ قتل مومن کا فرد اکمل ہی یا کسی محصنہ کا قذف کیا جس سے
حد ہشتاد تازیانے کا مستحق ہوگیا مگر کیا اس سے اُسکا روزہ بھی جاتا رہا **ہفتم** یہ کہ دونون شقون مین سے ایک کا
اختیار کرنا اُسوقت ضروری تھا کہ انمین حصر عقلی یا استقرائی ہوتا اور انمین خود ظاہر حصر نہین اگر کوئی بعض امور کو
کبیرہ جانے اور منقص عبادت بھی تصور کرے نہ مفسد عبادت یا مفسد بعض عبادات دون بعض یا منقص بعض دون
بعض یا مفسد بعض ومنقص بعض تو اُسپر اختیار احد الشقین کسطرح لازم کروگے **ہشتم** یہ کہ کسی شخص کے تسلیم حکم سے
اُس حکم کا بدیہیات اولیہ سے ہونا لازم نہین آتا نہ بطور تقلید کے تسلیم سے طلب سند حدیث مین بنا بر تحقیق کچھ محذور
نہم یہ کہ اگر آپ کے خصم نے کبیرہ ہونا ان خاص صور کا نہ تسلیم کیا تو آپ اثبات بطلان پر اُسکے کمر باندھیے اور
اس خصوص کی آیات واحادیث پیش کیجیے یا وہ نصوص جنکے افراد مین ان موارد کا ہونا متیقن ہو **دہم** یہ کہ
اگر خصم کے پاس آپکو یون باریابی حاصل ہو اور وہ آپکے تعلقات عالیہ کے سامنے اسطرح بے دھڑک ذکر کرے
کہ دوسری شق پر ہم جمتے ہین آپ سے ہوسکے دفع جرح وقدح کیجیے اور مانع ہوجیے تو آپ کسطرح اس شق پر
اُسکا دائرہ جانے سے اخراج کرسکتے ہین خیر ذرا آپ ہر ایک مسئلے پر جداگانہ ادلہ سمعیہ پیش کیجیے تو پھر مین
آپکی خبر لون جسمین آپکو پیچھا چھڑانا مشکل پڑے اور **چہاردہم** مین صاحب فتح کے اصل جواب کا مطلب
دربارۂ حدیث مصراۃ نہ سمجھا نہ پوچھا اپنی کج فہمی سے چار اعتراض اُسپر کردیے جنمین ثالث ورابع مین تو کچھ مطلب
کا فرق ہی نہین لفظ اور ہین مضمون ایک ہی ہی تین سے نام چار کا ہوگیا اب مین صاحب فتح کا مطلب لکھتا ہون
پھر مفصلا اعتراضات اور اُنکے جواب تحریر کرونگا صاحب فتح کی یہ غرض ہی کہ یہان دو حدیثین متعارض ہین
امام صاحب نے عام کو بوجہ موافقت قیاس وعلدرآمد جمہور خاص پر ترجیح دی اور صرف یہی ترجیح عدم عمل بحدیث
المصراۃ کے واسطے کافی ہی ہمکو کچھ تاویل وتوجیہ کی حاجت نہین ہی درصورت سخن رانی بمسلک معارضہ یا بمسلک
مفاضلہ اور اگر مسلک توفیق وجمع مین کلام کیا جائے جو احسن الامور ہی تو امام صاحب اس معاملۂ مصراۃ کو
قضیۂ شخصیہ یعنی ایک صورت خاص پر محمول فرمائینگے اور محصل توجیہ یہ ہوگا کہ یہ امر مبنی بر مصالح ہی کہ مناسب
وقت اور مقتضائے مصالح ودستورات انتظامی یہ ہی کہ مشتری یہ دیدے اور بائع قبول کرلے اور نزاع سے
ابا نادواحتسابا دست کشی کرین اور یہ امر بطور تشریع وایجاب لازم کے نہین ہی گو ہم اسکو تسلیم بھی کرین کہ ظاہر

حدیث مصراۃ کا مطلب

ومتبادر یہ ایجاب وتشریع ہی مگر توفیق بین الادلہ ظواہر پر مقدم ہی اور اگر مسلک نسخ مین گفتگو کیجائے تو اُسکے
لیے تقریر عیسے بن ابان کی کافی ہی اب یہ تین جواب ہوئے اگر کچھ بھی سمجھ ہو تو سوچ لین کہ رسالہ دار کا کون
اعتراض وارد ہوتا ہی اس تقریر پر جو ہمنے بیان کی لہذا جسطرح یہ جواب ظفر ادبار کا ہی اسی طرح جواب اجمالی
اعتراضات رسالہ دار کا ہی اب اعتراضات اور اجوبۂ مفصلہ علیحدہ ملاحظہ ہون اوّل یہ کہ قضیہ شرطیہ کلیہ ہی نہ قضیہ شخصیہ
یعنی حدیث مَنِ اشْتَرَى شَاةً الخ دوم یہ کہ بعد تسلیم قضیۂ شخصیہ بھی تو شرع مین حجت ہی یعنی گو منطق مین حجت
نہو یا معتبر نہو اور منشا صدہا اجتہادات کا واقع ہوتا ہی جیسے قصہ میمونہ ام المؤمنین رض کہ شخصیہ ہی اور منشا اجتہاد
ایمہ کا ہی اور سوم یہ کہ ہزارہا امور شرعیہ خلاف عقل و قیاس ہین اور اہل اسلام کو انکا ماننا ضرور اور وہ بطیب خاطر
اُنکو منظور جیسے مسح اعلی الخف چہارم یہ کہ اعتبار موافقت عقل و قیاس کا امور شرعیہ مین سخت رہزن ہی
اور اہل نامعقول فلاسفہ کی اسی قزاق نے راہ ماری اگر یہ ملحوظ رہیگا تو شرع کا انہدام لازم آئیگا اسواسطے
کہ اعتقادات تو خلاف عقل ہی ہوتے ہین جیسے مسائل رویت بلاجہت و اثبات معاد و اثبات عذاب قبر وغیرہ
یہ مبلغ علم اور نصاب فہم و عقل حضرت کا قابل ملاحظہ ہی آب اعتراضات انپر لائق تماشا ہین اوّل اعتراض کے
چند جواب ہین اوّل یہ کہ تم خود نا سمجھ ہو مطلب فہمی کا سلیقہ نہین مطلب یہ تھا کہ اسکو معاملۂ شخصیہ اور قضیۂ مخصوصہ
پر محمول کرتے ہین قضیہ سے مراد معاملۂ نزاعیہ ہی نہ معنی اصطلاحی میزانی جیسے قَضِيَّةٌ وَلَا اَبَا حَسَنٍ لَهَا
دوم یہ کہ مَنِ اشْتَرَى الخ موصول مع صلہ مبتدا ہی اور فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ خبر ہی مبتدا خبر سے جملہ شرطیہ
تمہارے بیان منعقد ہوتا ہو گا سوم یہ کہ اچھا اگر قضیۂ شرطیہ ہی فرض کیا جائے تو تقدیر معین مراد نہونے
اور جملہ تقادیر ممکنۃ الاجتماع مع المقدم کے مراد ہونے کی کیا دلیل ہی چہارم یہ کہ جمیع اوضاع و تقادیر ممکنہ
یہان مراد نہین ہو سکتے لہذا کلیہ ہونا باطل ہی اسواسطے کہ منجملہ اوضاع و حالات مقارنہ مقدم کے ایک
ہلاک الغنم بعد الاشترا ہی اسمین حکم تخییر جاری نہین ہو سکتا اور اسی طرح اور بکثرت صور اس قسم کے
نکل سکتے ہین مثلاً معاف کر دینا بائع کا بعد تصرف و شرب مشتری کے اور ابراء عن المطالبہ ظاہر کرنا یا
عیب دار ہوجانا مبیع کا مشتری کے قبضہ مین آور پنجم یہ کہ شرطیہ مین حکم تقادیر پر نہین ہوتا بلکہ تالی کا حکم
مقدم پر بلحاظ تقادیر ہوتا ہی پس تقادیر و اوضاع شروط حکم ہین نہ احدی الحاشیتین ثانی اعتراض کے
بھی چند جواب ہین اوّل وہی جو مذکور ہوا کہ یہ خوبی تمہاری مطلب فہمی کی ہی قضیہ سے یہان کیا بحث ہی اور دوم
یہ کہ قضیۂ شخصیہ کے حجت ہونے سے کیا بحث ہی کلام تو اسمین ہی کہ بمخالفت جملہ اقیسہ یا بمخالفت نص دیگر اقوی

مرجوح وغیر معمول بہ قرار دیا جائیگا یا قابل عمل سوم یہ کہ کلام بیان عموم وخصوص مین ہی اور تخصیص سے مراد
خصوص ہی نہ جزئیت چنانچہ تقریر ماسبق اسکا قرینۂ قویہ جلیہ ہی تو پس بحث حجیت شخصیہ اس مقام سے محض
بے تعلق ہی اور یہ جواب اعتراض اول کا بھی ہوسکتا ہی چہارم یہ کہ منشا استنباط مسائل کا قضایای شخصیہ سے
بھی خصوص وتخصیص نہین ہی بلکہ امر کلی ومفہوم عام ہوتا ہی خواہ ماخوذ عموم محمول سے ہو یا بنظر الطال والغاے
خصوصیت موضوع ہو اور پنجم یہ کہ اگر ہم یہ دعوی کرین کہ قضیۂ شخصیہ قابل تمسک نہین بلکہ مستدل ومعتصم بہ وہ حکم
ہوتا ہی جو متعلق بامر کلی ہو تو اسکی صحت مین ان حضرات خفیف العقل سے کوئی خدشہ وخراش تراش ممکن نہین ہی
اور جملہ مقامات مین انکے اوہام اُکھاڑ کے پھینک دیے جائین قصۂ میمونہ رضی اللہ عنہا مین جو مقدار مستدل بہ
بھی ہی وہ خصوص وقضیۂ شخصیہ سے متعلق نہین اسواسطے کہ مسالۂ نزاعیہ یہ ہی کہ آیا احرام مفسد ومانع عقد نکاح
ہی یا نہین اور یہ ہر دو طرف ایجاب وسلب مین سے کسی طرف مین شخصیہ نہین ہی اور اسی پر باقی کو قیاس کرنا
چاہیے پس متمسک امر کلی ہی اور اعتراض سوم کے بھی چند جواب ہین اول یہ کہ اسمین کلام کسکا ہی کہ مخالف قیاس
گو نص سے ثابت ہون قبول نہ کیے جائینگے بلکہ کلام تو اسمین ہی کہ اگر بروایت غیر مجتہد ہو اور مخالف جملہ اقیسہ ہو تو
بھی یہ خبر ظنی قابل عمل بمقابلۂ تمام قیاسات ہوگی یا نہین اور نیز اسمین کہ اگر معارض کسی دوسری نص عام قوی
کی ہو تو بھی معمول بہ رہیگی یا غیر معمول بہ اور دوم یہ کہ احکام شرعیہ مین سے کوئی حکم مخالف عقل نہین ہوتا ہان ایسے
بکثرت ہوتے ہین کہ مستبعد عند العقل ہون یا عقول متوسطہ انکی اصل وکنہ تک نہ پہونچ سکین مخالفت عقل
دوسری چیز ہی اور عدم اعتقاد عقل وعدم استقلال عقل بالدرک اور چیز ہی اگر سمجھ ہی تو سمجھ لوگے ورنہ کسی سے
پوچھکر تقلیداً مان لینا اور نہ سہی اپنے امام ابن تیمیہ کے قول پر ایمان لاؤ کہ فرقان مین بدین عبارت لکھتے ہین
وَالْاَنْبِیَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ یُخْبِرُوْنَ بِمَا تَعْجِزُ عُقُوْلُ النَّاسِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ لَا بِمَا یَعْرِفُ
النَّاسُ بِعُقُوْلِہِمْ اَنَّہٗ مُمْتَنِعٌ فَیُخْبِرُوْنَ بِمَجَازَاتِ الْعُقُوْلِ لَا بِمُحَالَاتِ الْعُقُوْلِ وَیَمْتَنِعُ اَنْ یَّکُوْنَ
فِیْ اَخْبَارِ الرَّسُوْلِ مَا یُنَاقِضُ الْعَقْلَ الصَّرِیْحَ وَیَمْتَنِعُ اَنْ یَّتَعَارَضَ دَلِیْلَانِ قَطْعِیَّانِ سَوَاءٌ کَانَا
عَقْلِیَّیْنِ اَوْ سَمْعِیَّیْنِ اَوْ کَانَ اَحَدُہُمَا سَمْعِیًّا وَالْاٰخَرُ عَقْلِیًّا سوم یہ کہ بحث بیان مخالفت قیاس
مین ہی نہ مخالفت عقل مین قیاس ایک حجت شرعیہ ہی جسکا منشا نصوص مین اور وہ ناشی مقتضای ادلۂ سمعیہ
سے ہوتا ہو اور مجرد استرسال بالعقل والتفلسف کا نام نہین ہی جو شرع مین معتبر نہین اور چہارم یہ کہ مسح علی الخف کی
کیا خصوصیت ہی نفس مسح علی الخف بھی تعبدی غیر قیاسی ہی نہ خف کا مانع حلول حدث ہونا معقول ہی

نہ حامل حدث ہونا نہ مسح سے ارتفاع نجاست ہونا نہ خود نجاست حکمیہ کوئی امر معقول ہی بلکہ خود غسل رجلین بلکہ
غسل چار اعضا کا قائم مقام طہارت کل بدن ہونا اور اس امر معنوی اعتباری یعنی نجاست حکمیہ کا ایک شئی حسی
یعنی پانی سے زائل ہو جانا بھی غیر مدرک بالعقل ہی آور پنجم یہ کہ تمام اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہیں ہی کہ ہزار ہا غیر معقول
امور کو بطیب خاطر قبول کرلین اور مُنہ نہ موڑین معتزلہ باتفاق جمہور داخل اہل اسلام ہین اور کس قدر اصول
اعتقادیہ غیر معقولہ کے منکر ہین اور فلاسفہ کے کاسہ لیس بنکر کیا کیا کچھہ تصرفات نہ کر گئے ہین آور اعتراض چہارم
کے بھی چند جواب ہین اول وہی نا سمجھی تمہاری بیان خلاف عقل کیا بلکہ خلاف قیاس ہونا بھی باعث اہمال و اسقاط
نہین ہی بلکہ تعارض نصوص ہان موافقت قیاس مرجح قرار دیا گیا ہی دوم یہ کہ اعتقادیات کو مطلقاً خلاف عقل
وقیاس کہدینا مطلقاً خلاف عقل وقیاس ہی اور بلاہت کی دلیل آپ ان دقائق کو لکھکر بہت خوش ہوے ہونگے
اور پھولے نہ سمائے ہونگے مگر کیا ع اِذَا ضَحِکَ الْقِرْدُ یَبْکِی اِسْتُہٗ ✦ یہ نہ سمجھے کہ جو عقائد ثبوت شرع کے
موقوف علیہ ہین وہ محض عقلی ہین اور اسی طرح جو مساوق ثبوت شرع ہین جیسے توحید و اثبات صفات کمالیہ
حقیقیہ باری عز اسمہ اور اکثر مسائل کلامیہ عقلی ہین اور عقائد سمعیہ بھی بکثرت خلاف عقل وقیاس نہین ہین بلکہ
داخل مجوزہ عقل تو کل عقائد ہین سوم یہ کہ رویت بلاجہت تو تم صاحبون کے نزدیک داخل عقائد نہین ہی بلکہ
بتصریح صاحب ایضاح الحق الصریح یہ مسالہ داخل بدعات شنیعہ سیئہ ہی پھر یہ مثال کیسی چہارم یہ کہ رویت
بلاجہت خلاف عقل نہین اور داخل حیطۂ مجوزہ عقل ہی ہان البتہ عقل ادراک کیف سے عاجز ہی نہ ادراک اصل رویت
سے پنجم یہ کہ اثبات مطلق معاد بلاقید جسمانی کو خلاف عقل قرار دینے سے تمام عالم اور معقولی ومنقولی سب تم پر تھوک
رہے ہین مطلق معاد کے تو فلاسفہ کفرہ بھی بجوش عظیم قائل ہین مگر اُسکو منحصر معاد روحانی مین کرتے ہین
اور شیخ معاد جسمانی کا بھی قائل ہو گیا ہی آور اگر زیادہ تحقیق مسائل مصرحہ کی مطلوب ہو تو جناب مولانا بحر العلوم
مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی رحمہ اللہ کے حواشی ہدایہ اور رسالۂ اجوبۂ راضیہ مرضیہ جو ابوالمکارم نولکشوری سے
ملحق ہی معاینہ کرنا چاہیے اور پانزدہم مین جو صاحب فتح نے بدلائل قاہرہ یہ ثابت کیا کہ اختلاف محدثین
کسی بارے مین اختلاف فقہا سے کم نہین بلکہ زائد ہی اور اسی طرح اختلاف وموافقات اخبار و آثار ان اختلافات
سے کم نہین پھر اُس سے تمسک کرنا کونسا سہل راستہ ہی جسکو لامذہب حلوای بے دود سمجھ رہے ہین بلکہ وہ تو
بدرجہا زائد دشوار گذار کوہی طریق ہی اُسکا قطع اور طی کرنا تو مجتہدین کا ہی کچھہ کام تھا اسپر رسالدار کیا خواب
مین بول اُٹھے کہ حدیث مین اختلاف نہایت ہی درجہ کم ہی ادنا سمجھہ دار بات کو اپنے محک امتحان پر لگاکر

بولا کر ع عرفن بے تامل بگفتار دم + یہ کیا ٹھوکرین کھائی سیکھی ہین صنفین مین داخل ہونا اور انگلی کٹاکر
شہیدون مین شامل ہونا کیا ضرور تھا دعوی حدیث دانی کا اور گرہ مین کوڑی نہین چوہے کو ہلدی کی گرہ
ملی اُسنے کہا کہ پنساری کی دوکان کر ذرا نگاہ ذرا پھر تو سر اُٹھایا ہوتا ع اَخطَأَت اِستُہُ الحُفرَۃَ + اولًا
اختلافی مسائل کی احادیث کو ملاحظہ فرمائیے تعارض اخبار او رمعارضۂ آثار اور اختلاف روایات اور اضطراب
حدیث وغیرہ ان سب حالات سے قطع نظر کرکے ایک ادنی امر پر تصر نظر کیجیے کہ یہ علدرآمد صحت اسناد و وثاقت
رجال پر موقوف ہی اور اسناد مین بکثرت راوی ہوتے ہین ایک ایک راوی کے حق مین جو جو اختلافات ان حضرات
مین واقع ہوے ہین وہی کیا کم ہین ایک شخص کے بارے مین ایک کہتا ہی کہ ملے تو بیٹ پھوڑ الون ایک کہتا ہی
جان سے مارڈالون ایک کہتا ہی حجت نہین غیر قابل اعتبار ہی ایک کہتا ہی ثقہ ہی ایک کہتا ہی فاحش الخطا سزاوار
پرہیز ہی ایک کہتا ہی حسن الحدیث ہی ایک کہتا ہی نہین صالح الحدیث ہی ایک کہتا ہی اُسکی کتابین پھاڑ پھینڑالو
پھر بھلا جب بکثرت رجال ہون تو اضعاف مضاعفہ فقط سند ہی کے اختلافات لیلو اور اختلافات کہان تک
طی کروگے اور ان قضایا کا کسطرح فیصلہ کروگے اور شانزدہم مین صاحب فتح نے جرقبر امام کو قضای حوائج
کا غوث قرار دیا تو رسالہ دار لاند ہب لاشی عامل طوائف ری نے اُسکو اشراک فی التوحید قرار دیا اور صاحب فتح
نے جو اعتبار خواب کا بطور مد دلینے اور اعتضاد و استشہاد کے نہ بطور استدلال و احتجاج کے اور اس استشہاد
کی شہادت کے واسطے احادیث اعتبار رؤیای صالحہ کی طرف اشارہ کیا جو صحاح مین بکثرت موجود ہین تو رسالہ دار
نے اوّلًا لکھا کہ خواب شرع مین حجت نہین اور ثانیًا یہ کہ تعیین مذہب آپنے واجب نہین قرار دیا کہ ایک لو باقی چھوڑ دو
اور اہل حدیث سب کو مانتے ہین اور ثالثًا یہ کہ ادھر بھی چند خواب رد تقلید مین موجود ہین اور لکھدیا کہ انکے انکار
سے انکار نبوت لازم آئیگا نہ انکار جزو نبوت شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ بعض خواب منسوب بحضرت مرتضی ہین نہ بحضرت
رسالت تو علدرآمد نکرنا قول علی مرتضے پر گویا انکی راے و اجتہاد کا ہو اور گو خواب کا ہو اور گو تمثل بالغیر وہان کا ل ہو
اور گو قرائن خیالیت خواب موجود ہون مین انکار نبوت ہی نہ انکار قول حضرت رسالت کہ یہ موجب انکار جزو نبوت
بھی نہین پھر ایک خواب شاہ عبدالعزیز کا نقل کیا جسمین حضرت مرتضے خواب مین نظر آئے پھر حسن صنعانی کا خواب
لکھا جسمین آنحضرت کو خواب مین دیکھا اور رطانی کو حلال کیا اور بہ نسبت حنفیہ و ہم اعتقاد حرام کیا پھر ان خوابون کو
بڑے بڑے صالحین کا خواب قرار دیا مین کہتا ہون شاید یہ دو صالح صالحیت مین ابو حنیفہ اور فضل بن خالد
اور مسدد بن عبدالرحمن بصری اور بعض ائمہ حنابلہ سے برتر ہین آپ مین امر اول مین کلام کرتا ہون کہ تمام تقریر

اس رسالدار کی محتمل ہی بوجوہ **اول** یہ کہ یہ شخص اشتراک فی التوحید کے معنی نہیں سمجھتا بلکہ اشتراک فی التوحید خود ایک لفظ مہمل ہی توحید حقیقی مین اشتراک کے کچھ معنی ہی نہیں ہوسکتے نفس مفہوم توحید تو خود اشتراک کے مفہوم کو بمراحل بعیدہ پھینک رہا ہی ہان اشتراک فی الالوہیۃ کہتا تو کچھ معنی بنتے **دوم** یہ کہ اشتراک فی الرسالۃ کوئی قسم شرک نہین ہی بلکہ واقع بلکہ واجب ہین آنحضرت کے شرکا رسالت مین ہزار ہا بالمعنی الاعم مین اور صدہا بالمعنی الاخص مین ہان اُنکے سوا انکے بعد اور کسی کو قرار دیا جائے مثل سید احمد بریلوی وغیرہ کے جنکو مصافحہ ربانی بلاواسطہ ہوتا تھا اور کلام وسرگوشی سبحانی بھی تو بھی کفر ہوگا نہ شرک **سوم** یہ کہ قبر امام کی غوث حوائج ہونے کے معنی خود صاحب فتح نے لکھدیے ہین کہ وہ وسیلہ قضاء حوائج ہی نفس وسیلہ گرداننے سے کیا کفر و شرک لازم آتا ہی ہان یہ کہہ سکتے ہو کہ امور بہ قرآن کا بھی شرک ہوتا ہی اور قرآن مین موجود ہی وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اور غیر خدا کے وسیلہ گرداننے سے اگر شرک لازم آتا ہی تو احادیث وسیلہ اذان اور اللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ الخ وغیرہ کو کیا کروگے باقی تصرف روحی بعد ممات بہ نسبت حیات خود زائد ہوجاتا ہی بقول شاہ عبد العزیز جو تمھارے مستندِ خواب بھی ہین اس مقام پر کہ تفسیر فتح العزیز مین صاف یہ فرمایا ہی اور کچھ نہ سہی توسل مین کیا حرج ہی یہ تو خدا کے نزدیک بقدر رفعت درجہ و قرب منزلت ہوتا ہی خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ **چہارم** یہ کہ اگر اسکا نام قبر پرستی ہی رکھتے ہو تو شرک فی العبادۃ ہوا نہ شرک فی التوحید اور نہ شرک فی الذات اور نہ شرک فی الصفات **پنجم** یہ کہ منشا اسکا تقلید نہیں ہی ورنہ امام شافعی اسپر کیون عمل فرماتے پھر جو چھوٹے تو یہ دشمن دین روباہ بازی سے امام کی تعظیم و افراط محبت پر ٹوٹے کہ جناب امام عالی مقام ایسے کفریات سے بالکل بری ہین قیامت مین ناراض و بیزار ہونگے اور فرمائینگے سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ الآیۃ افسوس یہ تو ورد و وظیفہ اور مُنہ مین امام ہمام کی طعن و مذمت کا جیفہ تاآنکہ ہزار ہا کاغذ بھی اسی نقطہ پہ کالے کردیے کہ امام اعظم نے قرآن کی ان آیات کا خلاف کیا امام اعظم نے ان دس حدیثون کا خلاف کیا ان بیس حدیثون کا خلاف کیا پھر تم ہی اپنے مُنہ سے کہو کہ یہ سوای الحاد و بے دینی امام ثابت کرنیکے اور کیا پیشہ ہوا پھر رسالدار نے امام ابو یوسف کے حق مین کیا کہنا چھوڑ دیا جیسا گذرا پھر تم ہی لوگ امام صاحب کی تضعیفات وارجاء و قدریت وغیرہ نقل کرکے اسپر ایمان لاتے ہو اگر ان حضرات سابقین سے بالفرض بوجہ شبہات باطلہ خطاء اجتہادی ہوئی تو تمھارے اس ایمان سے بالکل بربادی ہوئی مثلاً اب اگر کوئی حضرت علی کو اُنکے محاربات مین معیب نہ سمجھے اور مخطی قرار دے تو فاسد الاعتقاد و ملام اور عاصی و مطرح الزام ہوگا نہ مخطی بخطاء اجتہادی

بر خلاف انکے عہد کے پھر تم ہی اخوان الشیاطین وایمۂ ضلالت کے مقلدین کیا کیا بے ادبی و تبرا و دشنام
بنام امام نہین کرتے اور کیا زٹل قافیہ نہین ہانکتے سٹری ہونے کی تشبیہ بے سلیقہ بے شعور ہونے کی تمثیل
الحاد و بیدینی کی مثال سب کا ہدف سہام اسی بارگاہ عالیمقام کو قرار دیکر بلفظ بو حنیفہ اردو محاورے پر
ہنسکر یاد کرتے ہو معاذ اللہ من ذلک تم لوگ مصداق سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ کے ہو
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؎ اِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيْلَ قَوْمٍ + سَيَهْدِيْهِمْ
طَرِيْقَ الْهَالِكِيْنَا + اب خواب کے جواب سنیے **اول** یہ کہ خواب کو یہان حجت نہین گردانا بلکہ مؤید شاہد
ادلۂ قاہرہ و براہین باہرۂ تقلید **دوم** یہ کہ خواب سے تمھارے امام ترمذی نے بھی بعض مقامات مین تمسک
کیا ہی اور دستاویز قرار دی ہی **سوم** یہ کہ آنحضرت کو یہ کیا ضرور تھا کہ فرماتے ایک کی پیروی کرو باقی کو چھوڑ دو
بھلا کل پر عمل کسطرح ہو سکتا ہی کیا احکام متخالفہ متعارضہ پر عمل درآمد ممکن ہی ہان نامعقول تو معقول کو الحاد
و زندقہ قرار دیتے ہین اور اجتماع النقیضین کے جواز پر بعض کلمۂ طیبہ سے دلیل لاتے ہین اور بعض آیات
و احادیث سے یہ لوگ از قسم خلفا ہین انکا معاہدہ و مواعدہ رجسٹری شدہ ہی اور ایمان غلاظ کھا چکے ہین
کہ اس عطیۂ عقل و لطیفۂ ادراک کو اپنے کاخ دماغ مین محفوظ بحفاظت بطور ودیعت رکھین اور دخل دینے
اور عمل مین لانے کو حرام قطعی یا از قبیل اشراک فی التوحید قرار دین اور اسکا نام عقل پرستی رکھین جیسے توسل
اولیا و انبیا کا نام گور پرستی اور قیام مولد کا نام رسول پرستی اور تعظیم امام کا نام امام پرستی رکھتے ہین **چہارم**
یہ کہ جسروز تمسے اہل حدیث (نہین صاحب بلکہ اہل حدیث) سب مذاہب کو مانتے تو بھلا ہی دن ہوتا خیر اگر تم
نمانتے تقلید بھی نکرتے مگر ایمہ پر لعن طعن نکرتے تو بھی غنیمت تھا ضلالت و بدعت ہی پر خیر گذرتی تبرائی سابی
غالی مثل روافض کے تو کہلاتے **پنجم** یہ کہ ایک امام کی ایمۂ اربعہ سے پیروی کرنا اور باقی کا اعتقاد عظمت و
امامت و علو منزلت رکھنا لیکن عملدرآمد انکے اقوال پر نہ کرنا ایسا امر نہین ہی جسکو فرمانا ضرور بلکہ بہتر بھی تھا
اسواسطے کہ اگر یہ نہو تو دین نام کھیل اور لہو و لعب کا ٹھیرے اور امت مرحومہ کے امام مطلق کی طرف خطاب الٰہی
ہوتا ہی کہ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا الآية اگر پابندی سے
آزادی کا اختیار بغیر قید اجتہاد ہر کسی کو دیا جاتا تو ہر عامی اپنا منہ کالا کرکے جو چاہتا کر بیٹھتا اور ترجیح مسائل
کی باگ تو ہر ایک کے ہاتھ مین ہوتی احادیث مین احداثات خود قابو مین ہوتے پھر کیا تھا جو ہماری ہی وہ
راجح کی نہین عجیب عجیب طرح سے یہ محدثین احداث فی الدین بدعات کا ایجاد کرتے ہین کسی نے مزار مبارک

در وضۂ منورہ کو صنم اکبر ٹھیرایا اور کسی نے زیارت مزار پر انوار کو بحدیث شد رحال حرام و ناجائز بنایا کسی نے
مقلدون کو گمراہ اور مشرک قرار دیا کسی نے خطبۂ جمعہ مین اسمای صحابہ رضی اللہ علیہم کے پڑھنے سے
انکار کیا پھر ان آزادیون اور طبعزادیون اور خانہ بربادیون اور مطلق العنانی کی الحادیون کا بیان کہانتک
کیا جاسکتا ہی آپکے ادعائی عمل بالحدیث نے خود آپکو رسوا کیا اور سنت پر چلنے کے جھوٹے دعوے نے خود آپکو
الزام دیا چنانچہ ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین مین آپ لوگون کی مخالفت حدیث خوب طرح ظاہر کردی گئی اور جابجا
مخالفت احادیث صحاح کے الزام سے قرار واقعی آپ کی خبر لی گئی اب اپنے خوابون کے جوابات گوش گزار کیجیے
پہلے شاہ صاحب کے خواب کے چند جواب ہین اول یہ کہ مدار اسکا کسی مجہول نامعقول نقل نقال ٹونک پر ہی کہ
وہان کا یہ پرچہ اخبار ہی اور شاید مجاہیل نساخ الاباطیل سے کوئی اسکا نامہ نگار ہی جب اسکا یہ نقشہ ہی اور یہ
مایۂ ثبات و پایۂ قرار فَبُنْيَانُهُ عَلَى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ دوم یہ کہ بعد تسلیم جو فرق جناب رسالت مآب کے خواب
دیکھنے اور ایک صحابی کو خواب دیکھنے مین ہی وہ ہر مسلمان پر ظاہر ہی معارضہ ہمارے شواہد کے یہ شاہد پیش کرنا
کس دانشمند کا کام ہی سوم یہ کہ قول آنحضرت فی نفسہ ایک حجت قویہ اور اصول تاصلہ متاثلہ شرع سے ہی
اور صحابی کا قول اگر حجت ہو تو نہ بمقابلۂ قول نبوی چہارم یہ کہ صدق و صلاح خواب کے مراتب باعتبار
اختلاف زمان و مکان و صلاح و فضل خواب بین کے مختلف ہوتے ہین پس ترجیح اُن خوابون کو ہی جو صاحب فتح
نے درج کیے باعتبار زمان اس جہت سے کہ وہ زمانہ قرب عہد نبوت کا تھا جسمین صدق و صفا قلوب پر اور ایک
رخشان ولمعان حقانی تمام عالم پر فائض تھا برخلاف صدی سیزدہم کے اور باعتبار مکان اس نظر سے کہ ممالک محروسۂ
سلاطین اسلامیہ و ملوک باایمان مہبط انوار سبحانی و مطمح توجہات و الطاف خفیۂ یزدانی ہوتے ہین برخلاف ہند کہ
اُس عہد مین بھی تحت تسلط کفار تھا اور باعتبار صاحب رویا اس وجہ سے کہ فضل و براعت منزلت اُن حضرات
ایمہ کی شاہ صاحب پر خود ظاہر ہی پنجم یہ کہ بعد تسلیم مساوات فی الامور الخارجیہ بھی ایک ترجیح باعتبار نفس
خواب بھی موجود ہی اسواسطے کہ آنحضرت کے خواب کا ایک خاصۂ عالیہ ہی کہ وہان تمثل شیطانی محال ہی اور اورون
کے خواب مین یہ امر ثابت نہین ششم یہ کہ یہ قول مناہی و خیالی فی الواقع خارجی بالمشافہہ بلا توسط خواب
بھی فرض کیا جائے تو ممکن ہی کہ یہ از روی رای و اجتہاد ہو اور وہ حجت نہین ہی دوسرے مجتہدین پر اور نہ اُنکے
مقلدین پر ہفتم یہ کہ اس قول حضرت مرتضی کو ہمارے مخالف سمجھنا تمہی احمقون کا شیوہ ہی اسواسطے کہ
اولاً تو ایک مجتہد کے آرا و اجتہادات دوسرے مجتہد کے خلاف و ناموافق ہوا ہی کرتے ہین اس ناپسندی و ناموافقت سے

ف خواب کے مراتب باعتبار اختلاف زمان و مکان کے ہوتے ہین

نقصان مذہب مین لازم نہین آتا یہ امر خود فیما بین ایمۂ اربعہ بھی موجود ہی باقی فضل مجتہد دوسرا امر ہی کہ تسلا حضرت مرتضے مجتہد اعظم و امام و افضل ہین ان ایمۂ اربعہ سے یہ امر تفاضل بھی فیما بین اربعہ موجود ہی باقی خود شارع حضرت مرتضے ہین نہین جسکا اتباع ایمۂ مجتہدین کو بھی ضرور ہو اور ثانیا کلام مذاہب مدونہ مین تھا اور تدوین مذہبی روز افزون متزاید ہوتی جاتی ہی پس کلام اُن مدونین مذہبیہ مین تھا جو عہد ایمہ سے تا وقت شاہ صاحب ہزار گیارہ سو مین ہوتے چلے آئے اور اسمین خود ظاہر ہی کہ طبائع مختلف ہوتے ہین اور یہ لوگ بشر تھے معصوم نہ تھے تعصبات بوجہ مناظرات و مطارحات کے اور کسی قدر تجاوزات مسائل و دلائل ہین مین وسط طریق و صراط مستقیم سے ضرور واقع ہوے جملہ مذاہب مین تو یہ امر مسلم ہی اور اسی وجہ سے دیکھو ہر مذہب مین ایک گروہ اہل انصاف و تحقیق و فرقۂ محققین برابر چلا آتا ہی جو تسویہ و تقویم معارک کے لوا کو اپنے شانے پر لیے ہوے اور تنویر طریقۂ انصافی کو اپنے ذمہ کیے ہوے ہی اگر اس جہت خارجہ سے افراط و تفریط ارشاد کیا ہو اور ناپسند فرمایا ہو تو حرج کیا ہی ہان اقوال و طرق خالصۂ ایمۂ متبوعین مقلدین بالفتح کی نسبت کچھ تشنیع ہوتی تو البتہ وہم مخالفت کی گنجایش ہوتی اور ثالثا اس کلام مین حضرت ابوالحسن کرم اللہ وجہہ نے بہ نسبت تقلید کچھ لا و نعم نہین فرمایا جو تمہارے موافق ہو نہ تقلید فقہا سے منع کیا کہ عوام یا اور لوگ اہل علم تقلید نکرین اپنی پسند و ناپسند دوسری چیز ہی آپ خود تکثیر طلاق امام حسن کو ناپسند فرماتے تھے مگر خود اُنسے مانع نہین ہوتے تھے اور نہ اُنکو بُرا یا آثم و عاصی سمجھتے تھے اور ایسے معاملات بکثرت ہین اور جواب ثانی شیخ صغانی کے بھی چند جواب ہین **اول** یہ کہ کلام اسمین نہین ہی کہ خواب مسائل حلال و حرام مین کوئی حجت شرعیہ ہی اور نہ اُس سے استدلال درست ہان بعض امور مبرہنہ کی تائید و تقویت وجہ کے واسطے از قبیل شواہد ذکر کیا جائے یعنی بطور استشہاد تو اسمین کیا مضایقہ ہی اور در بارۂ طاقی خود خفیہ کے ادلۂ سمعیہ موجود ہین جنکا جواب خواب نہین ہی **دوم** یہ کہ یہان گفتگو ایک مسالۂ خاص مین نہین ہی اور نہ مذہب ایک مسالۂ خاص کا نام ہی ایک مسالے مین احتمال خطا سے مذہب کی اصلیت مین کچھ نقص نہین آتا یہ تو خود مقلدین در بارۂ اصل مذہب بھی قائل ہین کہ صواب محتمل الخطا ہی اور اس قسم کی خطا خود مذاہب صحابۂ کبار مین موجود ہی جو کسی شناعت کی باعث نہین ہی **سوم** یہ کہ حلت یعنے جواز بکثرت مستعمل ہی اور جواز مین کلام و نزاع نہین نزاع کراہت و اباحت خالصہ مین ہی **چہارم** یہ کہ حلال بمقابلۂ حرام ہی نہ بمقابلۂ مکروہ پس اثبات حل سے نفی حرمت ثابت ہوگی نہ نفی کراہت اور حنفیہ کراہت کے قائل ہین نہ حرمت کے **پنجم** یہ کہ آپ کی ناخوشی کو اس مضمون مخترع پر محمول کرنا قصور فہم کا ہی اسواسطے کہ اسکا نام بُرا کہنا کسی محاورے مین نہین ہی

بلکہ قصور کار اور بے تمیزی موقع وغیر موقع ہی ششم یہ کہ محل صحیح آپکی سخط و نارضامندی کا ظاہر یہ ہی کہ ہمارے
قول کے مقابلے مین جب سن لیا دوسرے قول کو پیش کیون کرتے ہو خواہ وہ قول موافق ہو یا مخالف ہو یہ ارتکاب
اقدام تقریر یا استخفاف منزلت عالیہ سے ملتا ہوا ہی لهذا اسکو برا کہنے کے ساتھ تعبیر فرمایا ہفتم یہ کہ حنفیہ کے
سامنے پیش کرنے اور انکی نہ ماننے سے انپر غضب ہونا لازم نہین آتا بلکہ جب حنفیہ اہل اسلام بلکہ اہل سنت سے ہین
تو مناسب قصہ واقعہ یہ ہی کہ آپ انپر ناراض نہوتے بلکہ حنفیہ پر غصہ فرماتے کہ برا کرتے ہین لوگ تم انکو ہماری طرف سے
سمجھا دینا ہشتم یہ کہ حدیث پیش کردہ سے مراد کیا ہی کوئی اور حدیث ہی یا یہی حدیث اگر اور کوئی ہی تو اسکا
یہان ذکر نہین نہ سوال مین نہ جواب مین اور نہ اسکا کچھ اشارہ آور اگر یہی حدیث مراد ہی تو اولا یہ حدیث نہین خواب ہی
دربارۂ حجیت حلال و حرام اسکے نہ ماننے مین حنفیہ بیچارون کا کیا قصور ہی خواہ انکو بیہودہ قرار پائین اور ثانیا
یہ کہ یہ حدیث خواب انھے کسوقت بیان کی کیا اوسی خواب مین بیان کرکے پھر اسی خواب مین انکو یہ امر پیش حضور
کر دیا اور ثالثا یہ کہ اگر بالفرض یہی حدیث خواب انھون نے خواب ہی مین از جانب آنحضرت حنفیہ کے سامنے بطور
عالم مثال پیش کر دی اور انھون نے نہ مانا تو اسکا جواب یہ فرمانا تھا کہ تو نے ہمارے قول کی خفت و تحقیر کرائی
نہ یہ کہ تو نے مجکو برا کہا اب فرمایئے ترکی تمام ہوئی یا نہین ؎ کود کے زور کیا تب بھی نہ ٹوٹا پاپڑ جب ان
بھیے ڈنڈون پہ کیسے ہو سپر چیرینگے ✦ پھر رسالدار بے بہادر نے ضمیمہ فتح کی طرف متوجہ ہو کر اول اعتراض یہ کیا
کہ یہ مجموعہ مردودہ اتہامات سابقہ کا ہی اور کہدیا کہ جو جامع الشواہد کے جوابات کاشف المکائد و جامع الفوائد
وغیرہا مطبوع ہوئے انکا جواب تو نہ بن پڑا مگر انھین اتہامات کو پھر درج کر دیا دوم اعتراض یہ ہی کہ مصنف
ضمیمہ کے نزدیک معرفت خدا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأ للہ سے حاصل ہوتی ہی اور ولایت اسی مین منحصر ہی اور
دلیل اسکی یہ عبارت ضمیمہ اپنی خوبی فہم سے درج کی (حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہی
اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ) نازم برین فہم و دانش۔ حصر ولایت اسمین کس لفظ سے سمجھا جاتا ہی
اور اسکا باعث معرفت خدا ہونا کہان سے سمجھ لیا صاحب ضمیمہ کا تو مطلب سقدر ہی کہ معترض علم معرفت و حقیقت سے
جیسکے رجال صوفیہ ہین بے نصیب ہی اگر کچھ ذوق رکھتا ہوتا تو واہیات نہ بکتا کہ تین شرک اسمین قائم کرتا
اور اُس سے طرفہ تر یہ کہ یا رسول اللہ کہنے کو بھی شرک و کفر قرار دینا تمام جہان اور تمام سلف و خلف و اساطین
دین کی تکفیر ہی اور بنیان شرع کا اصل سے منہدم کر دینا بلکہ اصل یہ ہی کہ یہ نامعقول خود شرک و بدعت کی
حقیقت ہی سے ناواقف ہی بلکہ کچھ بھی اسکے معنی نہین سمجھتا جیسا کچھ مختصر سابقا گذرا ہم اعتراض کا حاصل یہ ہی

کہ امام ابو حنیفہ و صاحبین بلکہ طبقات سبعۂ حنفیہ مین کسی سے بھی یہ امر منقول نہین ہوا بلکہ ان جہلا کے فقہا
اسکو کفر لکھتے ہین اور قرآن و حدیث مین بھی نفی ان کفریات کی موجود ہی سبحان اللہ حضرت کو قطع نظر
تبحر علم حدیث کے فن تاریخ مین بھی کمال ہی بھلا یا شیخ عبد القادر الخ کا امام ابو حنیفہ یا صاحبین وغیرہم سے
کسطرح منقول ہونا ممکن ہی بھلا آپ کے خانہ ساز مرکبات تاریخیۂ نوالی مین کیا مندرج ہی جنکے تیرہ سو اغلاط
حضرت مولانا نے مناسب دعوے مجددی مائۃ ثالثۃ عشر شائع فرمائے ہین آیا یہ مندرج ہی کہ ابو حنیفہ
اور اُنکے اصحاب بعد شیخ عبد القادر پیدا ہوے ہین جیساکہ مقتضای ناصیہ حال خانداق ہی یا اسکے برعکس
اور ذرا عنایت فرماکر اُن فقہای معتمدین کا نام بھی ارشاد ہو جو اسکو کفر قرار دیتے ہین اور اگر کسی فقیہ کی تحریر فرض
بھی کیجائے تو غایت اختلاف عالمانہ یہ ہی کہ ایک جانب خطای اجتہادی ہو جیسے دربارۂ ابن عربی بکثرت
علما نے تکفیر کی تقشف فقہی و ذوق باطنی مین تفاوت سے پھر کچھ اختلافات پیدا ہو جاتے ہین مگر نہ اسقدر
جسقدر محدثین و نقاد رجال و ارباب ظواہر کے درمیان مین متفاحش جوتی بیزار چلی ہی اور قرآن کے آیات اور
احادیث کے متون مع اسناد بھی بیان کیجیے جنمین نفی ان کفریات کی ہو پھر خدام متعلقات کو رہین منت
تصور کیجیے ذرا فرمائیے تو مجرد ندا شرک ہی یا توسل استمداد کسی بابین یا کسی شی کی طلب بطور سعی و سفارش از قبیل
شرک ہی علم غیب گو خاصۂ باری ہی لیکن اطلاع دیدینا غیوب پر یہ کوئی امر محال نہین ہی اور نہ خدا کا علم محصور
انھین غیوب مدائیہ کے علم مین ہی تاکہ مساوات سے اشتراک لازم آئے اور نہ اسکا اختصاص مقتضای وجوب
ذاتی تاکہ عقلا اشتراک لازم ہو ورنہ فلاسفہ اسکی بہ نسبت عقول واہیہ و نفوس فلکیۂ لابیہ مین کیون اس احاطۂ
علمیہ کے قائل ہوتے اور نہ یہ اختصاص منصوص کسی نص صریح کا ہی ورنہ ارشاد ہو اور پھر تماشے پر اپنے گھر کے ذرا
دل شاد ہو باقی عبادت سے تو یہان کچھ واسطہ ہی نہین شرک فی التصرف بھی جب لازم ہو جب تاثیر مستقل کا
اعتقاد کیا جائے ورنہ مطلق تصرف تو زندہ کی بہ نسبت مردے مین قوی ہوتا ہی جو متعلق روح ہی دیکھو شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر فتح العزیز مین فرماتے ہین و بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلۂ جارحۂ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند
دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت
نمیگردد و آدرنیز استمداد و ندای غیر خدا و علم غیب کے مسائل کو مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے کتاب
وسیلۂ جلیلہ مین خوب مصرح لکھدیا ہی اور ہر ایک بات کو حدیث و قرآن سے ثابت کردیا ہی اور بھی دیوان حنفی
مین نواب مسلوب الخطاب کو ندا سے اموات مین خوب ہی آڑے ہاتھون لیا ہی اور نواب الضا صاحب کی غزل مین یہ شعر لکھا ہی

زمرۂ رای در افتاد بار باب سنن	شیخ سنت کے مدد قاضی شوکان مردے	اور اپنی غزل این کا جواب اسطرح دیا ہی
مدعی خواست که دازد گران من از تو	حضرت عز وجل یزد منان مردے	باید دانست کہ مولوی سید اولاد حسن
قنوجی در راهِ سنت می سراید ؎	بدعت استمداد ہی اموات سے	اہل سنت کیون پے اثبات کے

وقاضی شوکانی ہم درین باب در در النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید تعاقب صاحب قصیدۂ بردہ کردہ و استغاثہ و ندای اموات را شرک و بدعت شمردہ پس قائل قول زمرۂ رای الخ را مخالفت این ہر دو بزرگوار کہ اول و الد ماجد او وثانی استاد استاد اوست چگونہ جائز باشد خصوصًا استغاثہ از روح قاضی شوکانی کہ خودش مانعش بود ؎

کی بہ پسند د خرد خردہ بین	مدعیت سنت تو کی چست چاق	تو بروی در پے تصدیق او
دان پے تغلیط فا بین الوفاق	پس بیان خود تمہارے ہی قول سے غیر خدا کو پکارنے اور اُس سے مدد مانگنے	

مین غیر مقلد مشرک ہوا یا مقلد ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + سوم اعتراض یہ ہی کہ انگوٹھے چوم کر آنکھون پر رکھنا وقت شہادت اذان کے محض ناجائز ہی بتصریح تیسیر المقال و مقاصد حسنہ و غیر جاری و در ر منتشرہ و فتوای شاہ عبد العزیز و مرزا حسن علی محدث اور صاحب ضمیمہ نے اسکو موجب ثواب و اجر عظیم کہا اور حدیث کے موضوع کہنے کو حماقت و جہالت قرار دیا حالانکہ دروغ بے فروغ ہی صاحب ضمیمہ نے اسکے موجب ضلالت کہنے کو حماقت قرار دیا ہی اور موجب ثواب و اجر عظیم تو صاحب ضمیمہ کی طرف سے محض جھوٹ لکھا گیا ہی اگر بالفرض اسکی حدیث موضوع ہو اور یہ امر ببراہین ثابت بھی کر دیا جائے اور اور احادیث اس بارے مین مطلقا نہون ایک ہی حدیث ہو تب بھی عمل کا ضلالت ہونا ثابت نہین ہو سکتا غایۃ الامر یہ ہی کہ بر تقدیر ثبوت احادیث ثواب بھی ثابت ہو تا اب اباحت اصلیہ و جواز طبعی پر قائم رہا جسکو نواب معز ولی بلفظ برائت اصلیہ اپنی کتب مین تعبیر کرتے ہین اور اگر نیت نیک و در از راہ محبت و خلوص ہو تو ثواب کا ترتب بنظر عموم احادیث نیت ہو گا ہان ضلالت و گمراہی جب کہنا ممکن ہی کہ کوئی واجب یا مسنون مؤکد قرار دے باقی بیان بھی از راہ عنایت عبارات اُن کتب کے قلمبند فرما دیجیے میرے نزدیک کوئی عبارت آپکے مفید مدعا نہین ہی مگر عبارت اُسکی ہو جو مستند اہل حق اور قابل احتجاج ہو اور چہارم اعتراض یہ ہی کہ صاحب ضمیمہ نے انکار عرض اعمال و سماع موتی و استفادہ ارواح پر بہت تشنیع و ملامت کی ہی اور اُسکو قرآن و حدیث سے ثابت سمجھا ہی حالانکہ یہ امور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہین اسکے بعد پھر رسالہ دار نے بتسوید وجہ رسالہ کرامت ارواح اولیا کا انکار محض کر دیا اور کہدیا کہ از روی شرع محض بے اصل ہی اور محققین صوفیہ بھی منکر ہین جیسا کہ فصوص حضرت شیخ

بوقت شہادت انگوٹھے چومنا مباح ہی

بحث عرض اعمال و سماع موتی

ابن عربی مین ہو اور سماع موتی کا انکار تمام شروح فقہ مین مذکور ہی یہان تقلید امام کہان جاتی رہی پھر رسالہ انکار
سماع موتے و استمداد اہل قبور کے قائل ہونے کو ترویج شرک قرار دیا اور امام صاحب و دیگر فقہا و ائمہ کو منکرین
سماع و استمداد مین داخل کیا واہ ری دلیری و جسارت و دروغ و بہتان بندی کہ مسیلمہ کذاب کو بھی شاگرد کر لیا
اور واہ ری بیحیائی اور الحاد و بیدینی و اقعی لامذہبی اسی کا نام ہو اور یہی اسکا نچوڑ اور انجام آوگا سنیے
عرض اعمال بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہو سے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر پھر تمکو کوئی بعد پوچھنے کے بھی حدیث نہ بتلائے تو ہمسے دو چار حدیث کا سبق پڑھ لینا اور ثانیاً عقود
کرامات روحیہ اولیا خود ایک امر متوارث و متواتر و یقینی ہو بلکہ مشہور عالم ہو اور اخبار و آثار مین انکار امکا
کہین نہین بلکہ اقرار و اثبات موجود ہو دیکھو شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین خود فرماتے ہین و بعضی از خواص
اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اور در باب
استمداد اسی کے آگے لکھتے ہین و ارباب حاجات و مطالب و حل مشکلات خود از انہا می طلبند و مے یابند
اور تحفہ مین فرماتے ہین و نیز از ینست کہ حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان
می پرستند و امور تکوینیہ را با ایشان وابستہ میدانند انتہی تاثنایہ کہ صوفیہ کو مطلق انکار نہین ہو بلکہ بہزار شد و مد
و زور و جوش اسکو ثابت بلکہ متواتر و مشہور و روز افزون و مترقی سمجھتے ہین اور ترقی بعد الموت کے
برابر قائل ہین اور اولاً حضرت شیخ کو انکار نہین اور ثانیاً تم بلکہ تمہاری ہفتاد پشت اساتذہ و ائمہ کو بھی انکے
فہم کتب کا سلیقہ نہین خصوصاً فصوص کہ از حد بعید از افہام متوسطہ ہو اور وسوسات ملحقہ بھی بکثرت انکے کتب پر
نظر کرنے سے تو تمہارے مدققین و فضلای کاملین کو بھی منع کیا گیا ہو اور وہ خود فیما بین اہل الظاہر مختلف فیہ
ہین اور ثالثاً تمہارا یہ منہ نہین ہو کہ بلقب حضرت شیخ اونکو یاد کرو اور انکی سند من بین الصوفیہ پیش کرو
اسواسطے کہ تمہارے گرو گھنٹال اور انکے اذناب و ذریات و فضلات فاسدہ منتنہ سب انکے درپے ہوکر
اسقدر الحاد و کفریات کی نسبت انکی طرف کرتے ہین اور زندیق و مردود و ملحد سمجھتے ہین اور اسقدر طعن و تبرا
کرتے اور سخت و سست اور برا کہتے ہین کہ العظمۃ للہ مگر تم بے شرمون کو تہافت و خبط و بیہودہ سرائی
و ہرزہ درائی سے کیا حیا ہو اور رابعاً یہ کہ سابقاً ہم سمجھا چکے کہ فقہا کو اصل سماع سے انکار نہین اور نہ انکار سماع
کو ممکن کہ حدیثین اسمین صحاح کی موجود اور نہ صحاح کی ہوتین تو اس سے زیادہ یہ کہ وہ احادیث بکثرت
بے شمار طرق خود متواتر ہین کیا حدیث لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ بھی یاد نہین پھر ضروریات دین کو ترک

سماع موتی کا فقہا منکر نہین ہین [illegible]

قرار دینا ایسا تضاد حقیقی قائم کرنا تمھارا ہی کام ہے آیندہ نماز و روزہ کو بھی شرک مین داخل کر دینا ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اور خامسًا ذرا از راہِ عنایت جناب امام و صاحبین کا انکار سماع و استمداد
کسی انکی معتمد کتاب سے نقل کر دینا خدام پابوس متعلقات کو رہین منت تصور کرنا اور پنجم اعتراض پھر وہی
مسائل استمداد پر ہے بے ساختہ بے دھڑک لکھدیا کہ محققین اس عقیدۂ استمداد کو محض بدعت و گمراہی جانتے ہین
اُن محققین کا نام ارشاد ہو مگر اسقدر خیال رہے کہ یہ لاہوری عظیم آبادی پشاوری بھوپالی قنوجی وغیرہ وغیرہ نہون جو
اعدای محققین بلکہ اعدای دین ہین کیا شاہ صاحب محققین مین سے نہین ہین جنھون نے صاف استمداد کو بیان
فرمادیا اور اگر ہمسے مطالبہ قائلین استمداد کا ہو تو جو تعداد مطلوب ہو اُسی قدر پیش کی جائے پھر ایک تماشا یہ کہ
بیان شعر سے تو تا کی گور مردان را پرستی + بگرد کار مردان کن درستی + اپنی تائید مین نقل کردیا نازم
برین شرم و حیا۔ اتنا نہ سمجھا کہ صاحب ضمیمہ نے اپنے موافق یہ شعر لکھا اور اُسکے معنی بیان کر دیے بھانڈ نے رانڈ
بنکر سانڈ کیا اور پھر نقل بالساحقت سے مُنہ چڑھایا اور ششم اعتراض وجوب تقلید امام واحد پر کیا اور اُسکو تقلید
شخصی سمجھکر مخالفت کلام سابق کا مناقشہ کیا حالانکہ وحدت سے مراد اگر وحدت شخصی ہو تو اُسوقت اس سخن پر نظر کیجائے
پھر اسکا وہی جواب مبسوط سابق ہمارا کافی ہے اور اگر نوعی یا عام از شخصی و نوعی ہو تو سرے سے اعتراض بے معنی ہے
ہان کچھ کچھ کاسہ لیسی ہر مذہب کی کوئی تقلید نہین یہ رکابی مذہبون کا کام ہے جن کی قسمت پھری تو تی کے
بھاگون ہانڈی گری محنت کی چیز دوسرون نے سر پر دھری اور جو کچھ بھرنی تھی وہ بھی بھری اسکا مفت نام ہوا
اور دولت ملی جسمین نہ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور ہفتم اعتراض یہ ہے کہ ہیج آیت و سوم میت وغیرہ امور کو جائز
قرار دیا حالانکہ یہ سب امور جملہ محققین کے نزدیک بدعت ہین اور تمام محققین حنفیہ کے نزدیک باطل ہین
واہ ری افترا پردازی اور بے تکی فرس تازی وہ کون محققین ہین ایک کا نام درج ہوا وہی سہسوان کے
مقتعلین و منفعلین کی فوج اور اشرار مقتدعین قنوج یا وہی بہار و پٹنہ و دہلی کی سینہ مثال یا وہی غلامان غلام
نواب بھوپال بیان اسکے مقابلہ مین آپ بیتی سنیے کہ ایک مورت میرٹھ کی ایک مسجد مین عین حالت نماز ظہر مین
اپنے ہاتھ سے بار بار اپنے کان ملتی ہوئی نظر آئی بعد نماز اُس سے پوچھا کہ کیا مذہب ہے کہا محمدی پوچھا کہ بار بار
کانون مین خارش کیون اُٹھی تھی ہمسے کہا ہوتا ہم گوشمالی واجبی دیتے کہا تمھاری مین حدیس آئی ہے کہا گیا
کہ یہ صعود بان حال سے صادر ہوا کاہی لکھب ہون۔ اچھا پھر کسنے بتلائی کہا مولوی نذیر حسین نے کہا گیا کہ امام اعظم
ابو حنیفہ نے تو فرماتے ہین کہ اسمین کوئی حدیث نہین آئی جو منسوخ نہو اب تم علم و استعداد مین کسکو بڑا سمجھتے ہو امام صاحب کو

یا مولوی کو بے ساختہ بے محابا لکھدیا کہ مولوی نذیر کو تیس تقلید اسکا نام ہی نہ اُسکا جو اہل سنت و اہل حق کرتے ہین اگر کلمۂ ردّت بھی زبان پر لائین تو خوشہ بردار کاسہ لیس ثابت قدم رہین اور رسالدار نے مثنوی کے اشعار لکھکر عجب دھوکا دیا ہی یہ اشعار تو اُسی تقلید شرک و حرام کے رد مین وارد ہین جیسا کہ صاحب ضمیمہ نے صفحۂ ۲۷۳ مین بتفصیل تمام لکھدیا ہی پس یہان ان اشعار کا لکھنا کسی طرح مناسب نہ تھا اگر ایسی ہی نافہمی اور کج بحثی پر ہمہ تن آمادگی تھی تو رد تقلید مین یہ آیت لکھدی ہوتی کہ نام تو قرآن کا ہوجاتا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ باقی رسالے کا خاتمہ اس فریب اور دھوکہ اور دغا پر کیا کہ مؤلفین و مقرظین نے اعتراضات ظفر مبین کو تسلیم کر لیا اور تصدیق کے لیے مہر و دستخط کر دیے اور اسپر بڑا شکرانہ ادا کیا اور بہت کودے اُچھلے مگر کیا دل جانتا ہوگا جو جارحین نے طائفہ کی پس و پیش سے خبر لی ہی پھر کیا ہی مُنہ مین لپسندہ اور دل گندہ ترس گندہ اور بوزنہ کا خندہ ؎ اِذَا ضَحِكَ الْقِرْدُ يَبْكِيْ اِسْتُهٗ ✤ پھر دلیل کیا عمدہ اس تسلیم پر تحریر فرمائی کہ حوالات کتب حنفیہ کو مسلم کر لیا کہ ہان یہ عبارات اُن کتب کے ہین حالانکہ یہ بھی غلط اگر یون ہوتا تو اس سے اور تسلیم اعتراض سے کیا علاقہ اور واسطہ صاحب علم کہلاؤ اور فاضل لمیعی نام رکھاؤ اور یہ طبیعت اور یہ سلیقہ اور یہ فہم اور یہ گھات اور یہ داؤن لیکن مضایقہ کیا ہی عامل بالحدیث ہین اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ہمنے جو اس جواب سالہ مین بعض الفاظ مناسب مطایبہ و ظرافت عوام و منشطات مضحکۂ اعلام نازل تر مرتبہ اعلاے مناصب اہل علم سے درج کیے ہین وہ اسطور پر ہین کہ ناظرین کو مسرت ہو اور منکرین کو خجالت نہ اسطرح کہ جواب ترکی بہ ترکی نہ دھمکی نہ گھرکی

وَالْاِثْمُ عَلَى الْبَادِيْ وَالْبَادِيْ اَظْلَمُ وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا هٰذَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تَنْبِيْهُ الْاَسِيْ عَلٰى تَشْنِيْعِ الْاَنَاسِيْ

یہ **دبوس** جو رد مین **فوس** کے لکھا گیا اسمین نہایت تہذیب اور شائستگی کے ساتھ کام لیا گیا اور معترض کو جواب باصواب دیا گیا اُس فوس مین سوای طعنہ زنی و اعتراضات بے معنی و ایرادات لایعنی کے دوسری کوئی بات موجب تحقیقات نہ تھی جو دلائل عقلی و نقلی کی ضرورت پڑتی کہین مقلدین کو

مشرک بنایا اور کہین کافر ٹھیرایا غرض جو جی مین آیا اور ذہن مین سمایا برائی کا خاکہ اُڑایا **شعر**

طعن و طنز و سخط و لعن و تبرا داری	انچہ شیعہ ہمہ دارند تو تنہا داری

بالخصوص علمای دار العلم و اہل فرنگی محل کی شان مین کیسی گستاخی کی ہے بلکہ بے ادبی کی داد دی ہے چنانچہ صفحہ ۲۵ مین لکھا ہے (تمن مولویان فرنگی محل کا اور حاشیہ کسبیون کا) واہ سبحان اللہ کیا تہذیب ہے اہل علم سے ایسی شہدانہ گفتگو اور ہمین مین تو تو۔ بھلا کسبیون کا یہان کیا کام تھا اور رنڈیون کے ذکر سے کیا مطلب نکلا مگر ان زانیاتِ خبیثات کے بیان سے اپنا مُنہ خود گندہ کیا بلکہ اس سے بڑھکر علمای موصوف کی شان مین ایک قطعہ جاہلانہ بلکہ اپنی جہالت کا پیمانہ ضلالت کا نشانہ ایسا واہیات لکھا ہے کہ قطع نظر رکیک کلمات و نا مناسب بندش کے شاعری کا نام بدنام کیا ہے **قطعہ**

گئی اس پاسخ برتر سے کل رٹ	فرنگی محل کے لقون کی گٹ پٹ
سفیدی اُڑ گئی چہرون سے اُنکے	خجالت سے ہوے ہین جون سیہ بھٹ
بیک کونسل ہو سارے جمع قیس	رہے تقلید کے گرجا مین مر رٹ

واہ واہ کیا کہنا کہ زٹل قافیہ اسی کا نام ہے شہدون اور لچون مین آپہی کی دھوم دھام ہے ملا اور لقے یہ آپ ہی کی شان ہے فرنگی اور گٹ پٹ یہ آپہی کی زبان ہے اگرچہ آپنے بازاری عوام الناس کی پھکڑ بازی مین اول درجے کا نمبر پایا مگر جسمین مطلع ہو اُسکو قطعہ لکھنا کس شاعر بے شعور نے آپ کو بتایا اور آپنے کس ٹکسال سے یہ کھوٹا سکہ پایا حال آنکہ قطعہ اسکو کہتے ہین ملاحظہ کیجیے اور جواب باصواب بھی سن لیجیے

تو لا مذہب ہے لا تہذیب بھی ہے	کہین ان رو سے اکدن جائیگا پٹ
کریلا تھا چڑھا پھر نیم پر تو	بڑھا نمبر ترا اک فٹ سے دو فیٹ
ملا اس بدزبانی کا مین کیا دون	بجاے آفرین تجپر ہے پھٹ پھٹ
یہ گندے قافیون کا تیرا پرچہ	پڑی ہے گندگی مین اک سڑی چٹ
ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوی	نہ آن جو لانگہ طفلانہ کرکٹ

کیون ابتو آپ نے نئے قافیون کا جواب ترکی بترکی سنا کیون آپنے قطعہ کے اصطلاحی معنی کا خیال نہین کیا آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاعرون مین آپکی بدنامی ہوئی اور ساری شاعری کی قلعی کھل گئی بھلا یہ کسی مذہب مین بھی جائز ہے کہ جب مخالفون کے مقابلے مین کچھ جواب بن نہ آئے تو گالیان دینا شروع کر دے اور فحش کی گندگی سے مُنہ اپنا بھر دے

چنانچہ اسی قطعۂ مذکورہ کے بعد جو قصیدہ بدمذہب کے قافیے کا لگا ہی بالکل بدتہذیبی اور دشنام دہی سے بھرا ہی

ان لوگون کے سراسر رگ رگ مین ہی بھرا شر	شہ آہر خدا تاب آتا ہی صادق انپر
کہتے معتقدون کو ہین مشرک اور کافر	اک آپ اپنے لیے مسلم توحید والے بنکر

فُوس المحققین تو برائے نام کتاب کا نام رکھکر بدنام کیا کہ نام کو بھی کہین تحقیق سے کام نہین لیا نہ دلیل ہی نہ برہان نہ حدیث ہی نہ قرآن جسنے اس کتاب کو دیکھا اور فتح المبین سے ملایا تو من چہ سرایم وطنبورۂ من چہ سراید کا مضمون پایا اتنی بڑی ضخیم کتاب فتح المبین کو دیکھیے اور دو ورقی کتاب فُوس المحققین کو ملاحظہ کیجیے کہ یہ جواب اُسکا ہو سکتا ہی بھلا کوئی شورہ زار زمین مین تحقیق کا بیج بو سکتا ہی ہرگز نہین اِدھر اُدھر کی بے تکی غپ شپ اُڑا کر لوگون مین شہرت دیدی کہ ہمنے فتح المبین کے جواب مین فُوس المحققین لکھی حالانکہ ایک بات بھی جواب مین بن نہ آئی بلکہ ہر جگہ مُنہ کی کھائی

فُوس المحققین نام اور ظرافت تحقیق کلام

کیا ہوئی تیغِ زبانی تیری	ہی کہان سیفِ لسانی تیری
سن لی سب زمزمہ خوانی تیری	دیکھ لی فلسفہ دانی تیری

مین پوچھتا ہون کہ جب ان لامذہبون کو تفقہ اور تحقیق اور قیاس شرعی سے انکار ہی اور فقہا اور محققین کو گالیان دینا انکا شعار ہی تو پھر اپنی کتاب بلاہت انتساب فُوس المحققین کا نام کس زبان سے لیتے ہین کہین بھولے سے بھی تفقہ وتحقیق کے پاس کھڑے نہین ہوتے ہین جو لامذہب ہی وہ غبی ہی بلکہ غباوت کی شان سے لامذہبی ہی

لامذہبی کی شان مین نظم لطیف جسکا ایک ایک فقرہ ورد زبان ہونے کے لائق ہے

عجب راہ گم کردہ لامذہبی ہی	نہ اسمین رہِ دین نہ راہ نبی ہی
یہ لامذہبی ہی کہ یا گمرہی ہی	یہ لامذہبی ہی کہ یا نیچری ہی
نہ اس مین پیمبر کی پیغمبری ہی	نہ اس رہ مین اصحاب کی پیروی ہی
نہ سنت کی اسمین صراط سوی ہی	نہ اسکی اجازت ایمہ نے دی ہی
نہ اسمین رہِ حفظِ دینِ نبی ہی	نہ راہ اسمین اسلام کی مستوی ہی
کسی نے نہ یہ راہِ تلقین لی ہی	کسی سے نہ یہ قیدی ایسی سنی ہی
جہان دیکھیے دان نئی روشنی ہی	پسندیدہ ہر اک کو طرز نوی ہی
وہ لے راہ تقلید راہ سوی ہی	یہی راہ سب راہون مین مستوی ہی
اسی رہ مین راہِ کرم گستری ہی	اسی رہ مین راہِ ہنرپروری ہی

یہ بے قیدی اسلام کی خودسری ہی — وہ تقیید تقلید کی بہتری ہی
یہ ہی معتمد اور وہ ابتری ہی — یہ ہی مستند اور وہ سرسری ہی
رہِ بوحنیفہ ہی یا شافعی ہی — رہِ ابن حنبل ہی یا مالکی ہی
سبھون کو اسی راہ مین رہ ملی ہی — سبھون کی اسی راہ مین مخلصی ہی
اسی راہ مین راہِ پیر و ولی ہی — اسی راہ مین خلق کی رہبری ہی
یہ وہ راہ ہی جس سے نورِ دلی ہی — یہ وہ راہ ہی جس سے دل منجلی ہی
یہ وہ راہ تقلید کی ملگئی ہی — ہر اک دل کی جس سے کلی کھل گئی ہی
والاِ سوا اسکے جو رہروی ہی — وہ سب نفسِ امارہ کی پیروی ہی
وہ موصل سوءِ سوزِ نفس دنی ہی — وہ منجر سوءِ شاہراہِ بدی ہی
بلاشبہہ راہِ مذبذب یہی ہی — اسی مین تذبذب کی ناراستی ہی
اسی راہ کا نام لا مذہبی ہی — نہ اِلَی الّذِیْ ہی نہ اِلَی الّذِیْ ہی
یہ پھبتی بھی کیا خوب ہی چھاگئی ہی — کسی کو ہی رونا کسی کو ہنسی ہی
موافق کو یہ خندہ خندیدنی ہی — مخالف کو یہ گریہ جان کندنی ہی
کہے جو مقلد کو یہ بدعتی ہی — وہ خود مستِ تقلیدِ نفسِ دنی ہی
خودی پر یہ قول اسکا خود مبتنی ہی — وہ خود ہی گرفتارِ دامِ خودی ہی
جو خود مین ہی اسی وہ خود ہی غوی ہی — طبیعت مین اسکی خودی خودجی ہی

کیسی خودی کہ حضرت سراج الامہ امام الایمہ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت اور درایت پر بھی خود پسندی اور زہرخندی کے آوازے کسنے لگے اور سڑے ہوے آٹے کی طرح خود بخود اُبسنے لگے اور ظاہر ہی کہ آپ سب ایمہ مجتہدین مین اجتہاداً و اتقاداً روایۃً و درایۃً اعظم الایمہ و اکرم الامہ ہین اسی وجہ سے آپ سارے مجتہدین اور محدثین مین محسود ہین اور محقود و محسود پر حاسدونکے مطاعن تو ہمیشہ سے ہوا کرتے ہین کوئی نئی بات نہین اور خلاف عادات نہین کہ اَلنَّخْلُ بِالثَّمَرِ یُرْمٰی بِالْحَجَرِ اسمین کیا شک ہی کہ غیب سے آپکا لقب امام اعظم ہوگیا اور شرق سے غرب تک یہی لقب علم ہوگیا کہ اور مجتہدین کا نام لیا جاتا ہی اور آپ کے

صرف لقب پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ عظمت و مرتبہ من جانب اللہ ہے نہ کسی مجتہد کی یہ عزت و تکریم ہے نہ کسی محدث کی یہ جاہ و تعظیم ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ آن حاسدوں کے طعن کرنے سے امام صاحب کا کچھ نقصان نہ ہوگا بلکہ خود طاعنین کا زیان ہوگا لمؤلفہ

بحر اعظم آن امام اعظم ست — گر علم در عالم این وصف اعلم ست
بحر اعظم بحر زخارست و بس — بحر اعظم را چہ نقص از خار و خس

حضرت امام اعظم کے بعض القاب شریفہ

وہ کون اِمَامٌ اَعْظَمُ ھُمَامٌ اَفْخَمُ مستندُ افاضلِ العربِ والعجم مقتدا م الامم حبر اکرم نحریر محبم آمامُ المجتہدین باتفاق اربابِ اللطائف والحِکم الفقیہ الاعلم صاحب [illegible] الدلیلِ المحکم جمیل الشیم نائب صاحب جوامع الکلم سلطانُ المحدثین والمفسرین برہانُ اہلِ الحق والیقین مخبر الاحادیث النبویہ وآرث [illegible] المواریث المصطفویہ العالم بہ قائق فصل الخطاب الواقف علی الاحکام المستخرجۃ من السنۃ والکتاب العامل بمعاملۃ رسول الثقلین السالک علی مسالک شریعۃ سید الکونین مقتدی ائمۃ الخافقین سراج الامۃ فی الدارین کاشفُ المشکلات العقلیہ فاتح المغلقات النقلیہ مقنن قوانین الدین مفنن الافانین عن اصول الشرع المتین صاحب الولایۃ الکبری شمس الہدایۃ العظمی الناطق بالصواب والحق وھو المجتہد المطلق بل اول المجتہدین وافضل التابعین المستغرق فی بحر معرفۃ الباری تعالی وصفاتہ وتصدیق رسولہ بمعجزاتہ الکبری العالم بعلم الایمان والادیان وبمدارک الاحکام اقسامہا وطرق اثباتہا ووجوہ دلالتہا وتفاصیلِ شرائطہا ومراتبہا وجہاتِ ترجیحہا عند تعارضہا والتفصی عن الاعتراضات الواردۃ علیہا ولہ ملکۃ معرفۃ حال الرواۃ وطرقِ الجرح والتعدیل واقسامِ النصوص المتعلقۃ بالاحکام وانواع العلوم الادبیۃ من اللغۃ والتصریف والنحو والاشتقاق والمعانی والبیان والبدیع والعروض والقوافی والرسم والقراءۃ والمحاضرات والخطب واصول الدین والفقہ والحدیث والتفسیر وغیر ذٰلک وھو الحافظ الحجۃ الثبت الحاکم علم الزہاد واوحد العباد الاصولی المتکلم امام الائمہ مولی الامۃ سند المجتہدین وسید الحفاظ فارس المعانی والالفاظ فرید العصر وربیع الدہر نادرۃ الزمان ترجمان الحدیث والقرآن سریع الادراک سیال الفہم کثیر المحاسن دائم الابتہال قوی التوکل ثابت الجاش سند بحر الاوراد والاذکار آیۃ من آیات رب العالمین معجزۃ من معجزات سید المرسلین وآرث الانبیاء

رأس الاولياء برکة الاسلام حجة الاعلام برهان المتکلمین سلطان العارفین محی السنه
ومن عظمت به لله علینا المنه وقامت به علی اعدائه الحجه واستبانت ببرکته بمدیه
المحجه انموذج الخلفاء الراشدین والایمة المهدیین الجامع بین الظاهر والباطن فهو
یقضی بالحق ظاهرا وقلبه فی العلی قاطن رأس الموحدین تاج المتبعین شیخ الروایه
والسماعة عالی الاسناد السابق فی میدان الاجتهاد علی الاکابر الامجاد المطلع علی
حقائق الشریعة ومواردها العارف بغوامضها ومقاصدها برع علی اهل العلوم العقلیة
والنقلیة حتی احرز جمیع المعارف واتفق علی تحقیقه المخالف والموالف صار مشارا الیه
فی علوم الاجتهاد بالبنان ومجلیا فی معرفة غوامض الشریعة عند البرهان کان عالما
حق العلم بلغة العرب لسانهم ومذهبه من بین المذاهب احکم واصوب واقوی واشرف
بل اوفق بالکتاب والسنه وابعد عن شوائب الاراء المحضة وسوء المظنه الا انه
اذا خلا عنهما او لم یوجد فیه دلیلهما بعبارة النص ودلالته واقتضائه واشارته فیقضی
بالاجماع والقیاس وهو سید الوری صاحب التقوی خزانة الاسرار مطلع الانوار والسیرة
الجمیلة والمناقب الجلیلة والمحاسن الغالیة والمقامات العالیة والاحوال الباهرة
والمکاشفات الزاهرة والکرامات الخارقة والانفاس الصادقة والمعارف
القدسیة والاداب الدینیة والاخلاق المرضیة والتربیة فی سلوک الطریقة
والجمع بین الشریعة والحقیقة عین الاعیان شخص العرفان صائم الدهر
قائم اللیل بیضة العصر مشمر الذیل والایمة الحنفیة المجتهدون فی المذهب
اکثر من ان تحصی وازید من ان تستقصی فمنهم الامام القاضی ابو یوسف
والامام زفر والامام محمد وهم کانوا من اهل الاجتهاد وقد بلغوا رتبته
بکمال الاسناد والاستناد وابن المبارک المحدث المروزی والامام داود
ابن نصیر الطائی الکوفی ووکیع بن الجراح ویحیی بن زکریا والحسن بن زیاد
اللؤلؤی الکوفی وحماد بن الامام ابی حنیفة واسمعیل بن حماد المذکور ویوسف
ابن خالد صاحب ابی حنیفة وعافیة بن یزید الکوفی وحبان ومندل ابنا علی العنزی

وعلی بن مسہر الکوفی والقاسم بن معن واسد بن عمرو بن عامر واحمد ابو حفص الکبیر وخلف بن ایوب من اصحاب الامام محمد وشداد بن حکیم من اصحاب زفر وموسیٰ بن نصر الرازی وموسیٰ بن سلیمان الجوزجانی وھلال بن یحییٰ البصری ومحمد بن سماعة وابو مطیع الحکم بن عبد اللہ القاضی راوی کتاب الفقہ الاکبر عن الامام الہمام ابی حنیفة وفی مدینة العلوم ان للامام ابی حنیفة سبع مائة وثلثین رجلا من تلامذته بل اکثر من ذالک وھو السواد الاعظم من العرب والعجم۔ پس آپ کے تلامذہ راشدہ اور مقلدین حنفیہ کی یہ برکت اور کثرت اُس خیر و برکت کا اثر ہے کہ جب سنہ ۸۰ھ میں ثابت امام صاحب کے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ثابت بن زوطا بن ماہ کے لیے دعای خیر و برکت فرمائی کما قال اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفة نحن من ابناء فارس من الاحرار ما وقع علینا رقٌّ قط وولد جدی سنة ثمانین وذھب ثابت الی علی رضی اللہ عنہ وھو صغیر فدعا له بالبرکة فیه وفی ذریته ومات ببغداد سنة خمسین ومائة علی الاصح اور باتفاق محققین اہل حدیث سوائے فضل و خیریت قرون ثلاثہ پانے اور اجتہاد مین امام اعظم اور مجتہد اول ہونے کے تابعی ہونے کا رتبہ بھی آپ کو حاصل ہے اس واسطے کہ آپ کو آٹھ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ملاقات کرنے کی نوبت آئی چنانچہ انس بن مالک و عبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعد وابو الطفیل وغیرہم کے شرف لقا سے آپ مشرف ہوئے اور بعض سے روایت کرنا بھی آپکا ثابت ہے

کفی النعمان فخرًا ما رواہ	من الاخبار من غر الصحابہ	وما خبر من اللہ العظیم
وما خبر النبی الا اصابہ	کیون نہو کہ آپنے چشم و چراغ دودمان مصطفوی باغ و بہار خاندان	

مرتضوی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نسبت معنوی اور فیض باطنی کا استفاضہ فرمایا ہے اور انھین سے آپکو بیعت بھی تھی اور برسون آپنے اپنے پیر و مرشد کے عتبۂ عالیہ کی جاروب کشی کی ہے اور بحسن عقیدت تمام آپکے مزار پرانوار پر حاضر ہوتے رہے اور حافظ قرآن تھے بارہا آپ ایک ایک جلسے مین قرآن شریف ختم کرتے تھے اور صاحب زہد و ورع و تقوے اس درجے کے تھے کہ ابن المبارک فرماتے ہین کہ ما رأیتُ احدًا اورع منه واتفق العلماء قاطبةً من اھل الفقه والاصول والحدیث واللغة والنحو وغیرھا علی امانته ودیانته وعلمه وزھده ومجاھدة نفسه وتصفیة قلبه واتباعه للحدیث

امام صاحب کے والد کا حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہونا اور حضرت علی کا دعا دینا

امام صاحب کی بیعت حضرت امام جعفر صادق سے

والقرآن مع تدبر معانیہما وغایۃ ورعہ وتقواہ وجودہ وحسن سیرتہ وعلو قدرہ وتجوۃ قریحتہ
ودو نور فقہہ وحدۃ ذہنہ وفہمہ فی العلوم الدینیۃ والمعارف القدسیۃ وکثرۃ اطلاعہ علی طرق
الحدیث ووجوہ عللہ ودقۃ نظرہ فی استنباط المسائل الفرعیۃ من الاصول الشرعیۃ وکمال قوۃ
اجتہادہ علی نہج مقصود الشارع واحاطتہ علی الاخبار باجمعہا مع علم الجرح والتعدیل وتمییز
الغث والسمین من الصحیح والسقیم وقد کثرت فی مناقب ذلک الامام الہمام الاسفار الکبار
ولم تبلغ ساحل ہذہ البحر الزخار مثل خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان للعلامۃ ابن حجر المکی
الشافعی وتبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ للحافظ جلال الدین السیوطی وشقائق النعمان
للعلامۃ جار اللہ الزمخشری والبستان فی مناقب النعمان للشیخ محی الدین الحنبلی وتحفۃ السلطان
فی مناقب النعمان للعلامۃ ابن کاس وعقود الجمان فی مناقب النعمان للامام ابی جعفر الطحاوی صاحب
معانی الآثار وغیرہا من کبار الاسفار۔ پھر با اینہمہ مناقب مسلمہ ومحامد متفقہ ایسے امام عالی مقام کو نہ مانے تو وہی مثل کہ

شمسُ السّماء تزریہِ فی عین الوریٰ — نوراً وتُعمی اعینَ الخفّاش

اور تذکرۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اعظم کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کنیت وی ابو حنیفہ ولقب وی
امام اعظم ونام او نعمان بن ثابت بودے از خیر التابعین ست وامام اول از ایمہ اربعہ وین
وبا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صحبت داشت وفیض تام ازان فیاض زمان حاصل کرد بودے ہفت
کس را از صحابہ کبار نبوی دیدہ است وروایت ہم از بعض ایشان کردہ کہ اسامی ایشان اینند انس
بن مالک وجابر بن عبداللہ وعبداللہ بن انس وعبداللہ بن ابی وعبداللہ بن حارث ومعقل بن یسار
وواثلہ بن اسقع واستاد فضیل بن عیاض بود وابراہیم بن ادہم وبشر حافی وداؤد طائی رحمہم اللہ
وصاحبین نیز شاگردوی اند کہ امام ابو یوسف وامام محمد باشند وصاحب کشف المحجوب در تعریف او حضرت
امام اعظم امام امامان ومقتدای پیشینیان اشرف نقبا وعلما نوشتہ وگویند کہ ہرگاہ بطواف روضۂ منورۂ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرفتی بگفتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ جواب آمدے وَعَلَیْکَ
السَّلَامُ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ وحضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ میفرماید کہ چون پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم را بخواب دیدم عرض کردم کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَطْلُبُکَ یعنی کجا جویم ترا فرمودے
عند علم ابی حنیفۃ یعنی نزد علم ابو حنیفہ وخواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ کہ وجود مسعود امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بزرگترین معجزات پیغمبر ماست صلے اللہ علیہ وسلم بعد از نزول قرآن مجید و دیر آمد ہمی ست کہ عیسٰی علیہ السلام
بعد از نزول تا چہل سال موافق آن مذہب حکم خواہد کرد پس ازین عبارت اتباع طریقۂ مفضول مر افضل را
کہ پیغمبر جلیل القدر ست بر سبیل تفضیل مفضول و ترجیح مرجوح لازم نیاید چنانکہ بعض ظاہریہ درین شبہہ
افتادہ اند زیراکہ طریقۂ حضرت امام اعظم عین طریقۂ اتباع شریعت محمدیہ ہست در راحت القلوب ملفوظ
حضرت فریدالدین شکرگنج قدس اللہ سرہ منقول ست کہ در آخرین حج چون امام اعظم بطواف خانۂ کعبہ رفت
شبے در وازۂ خانۂ کعبہ بدست مبارک گرفتہ بر یک پا ایستادہ نصف قرآن خواند و نصف دیگر بر پای دیگر ایستادہ ختم کرد
وگفت مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ہاتفے آواز داد کہ ای ابوحنیفہ
شناختی تو مرا انچہ حق شناختن بود و عبادت کردی انچہ حق عبادت ست پس بیامرزیدیم ترا با تابعان تو

دوسرا اعتراض تو سلف سے بڑے بڑے لوگون پر چلا آیا ہی کوئی نئی بات نہین لیکن وہ جہلا جنکو حدیث و فقہ
و اصول دین مین بالکل تمیز نہین اور علوم عربیہ سے محض بے بہرہ امام صاحب پر اعتراض کرتے ہین کہ عربیت مین
قلیل الاستعداد تھے سبحان اللہ سے شوق اب بھی ہی بعض یارون کو + مینڈکی بھی چلی مدارون کو + حال آنکہ
ایسے امام جلیل القدر کا لوہا عربی ادب انی اور عربیت کے ملکۂ لسانی مین بڑے بڑے ادبا۔ بلغا۔ خطبا شرق سے
غرب تک مانے ہوے ہین اور جنکی تمام عمر قرآن و حدیث کی عربی عبارت سمجھنے اور اپنی خداداد قوت اجتہاد سے
حلال و حرام کے مسائل نکالنے مین صرف ہو گئی ہو انپر قلت استعداد عربیت کا ایسا لچر اعتراض کہ ادنا
ادیب بھی سنیگا تو معترض پر ہنسیگا اور فورًا جواب دندان شکن دیگا وہ اعتراض یہ ہی کہ امام صاحب نے ایک سائل
کے جواب مین وَلَوْ قَتَلَهُ بِاَبَا قُبَيْسٍ فرمایا صحیح بِاَبِیْ قُبَيْسٍ چاہیے حال آنکہ امام صاحب کوفی تھے اور عرب
مین بصرہ اور کوفہ کی زبان کا اعتبار کیا جاتا ہی چنانچہ مسائل نحویہ مین بولا جاتا ہی کما یقال فی لغۃ
البصریین او الکوفیین پس ایک لغت کوفیون کا یہ بھی ہی کہ اسمای ستہ مکبرہ مضاف کو حالت رفع و نصب و جر
تینون حالتون مین الف کے ساتھ بولتے ہین اور اس اعتراض کے جواب مین اس لغت کوفہ کے شعر سے استدلال کرتے ہین

اِنَّ اَبَاهَا وَاَبَا اَبَاهَا	قَدْ بَلَغَا فِی الْمَجْدِ غَايَتَاهَا

پہلا اَبَاهَا تو اسم اِنَّ کا منصوب ٹھیک ہی اور دوسرا اَبَا بھی صحیح ہی کہ باعتبار عطف کے اسم اِنَّ کا
واقع ہوا مگر تیسرا اَبَاهَا کہ دوسرے اَبَا کا مضاف الیہ ہی حالت جر مین اَبِيهَا ہونا چاہیے مگر بیان
اباھا موافق لغت بعض اہل کوفہ کے منصوب بولا گیا چنانچہ تفصیلی قصہ اسکا تاریخ ابن خلکان و ابن خلدون مین

امام صاحب پر قلیل العربیۃ کا اعتراض مع جواب

اسطرح مرقوم ہی حُکِیَ ان اباعمرو بن العلاء المقری النحوی سأل اباحنیفۃ رح عن القتل بالمثقّل هل یوجب القَوَدام لا فقال لا کما دو عادۃ مذھبہ خلافا للشافعی فقال له ابوعمرو ولو قتله بحجر المنجنیق فقال ولو قتله باَبَا قُبَیْسٍ یعنی الجبل المُطلّ المُشرِف بمکۃ وقد اعتذروا عن ابی حنیفۃ رح انه قال ذلک علی لغۃ من یقول ان الکلماتِ الستّ المعربۃ بالحروف وھی ابوه واخوه وحموه وھنوه وفوه وذومال اعرابها یکون فی الاحوال الثلث بالالف وانشدوا فی ذلک ع ان اَبَاھَا الخ اور نیز ہم بیان مزید برآن امام صاحب کے تبحر علم عربی و ملکۂ عربیت کے اثبات مین وہ قصیدۂ غرای نعتیۂ ندائیۂ متبرکہ آپکے نظم طبعزاد کا مُشکّل و مُترجم درج کیے دیتے ہین جو مجموعۂ تذکرۂ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کے اخیر مین بطور خاتمہ کے چھپگیا ہی اور نیز سلف صالح نے تاریخ مین اس قصیدۂ متبرکہ کا پتا دیا ہی اور یہ قصیدہ اُس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہی جو امام صاحب کو مدینۂ منوّرہ مین روضۂ مقدسۂ حضرت رسالت پناہ روحی فداہ کی زیارت سراپا خیر و برکت بمعاینۂ چشم صوری و عین معنوی نصیب ہوئی اس قصیدے مین جابجا نکات و دقائق و حقائق اسرار الٰہی کی طرف اشارہ ہی بلکہ تمام قصیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ و محامد زاہرہ و فضائل قرآنیہ و شمائل حدیثیہ سے بھرا ہوا ہی کہ ایک ایک شعر اسکا دلدادگان شاہد رسالت و طالبان ذکر حضرت نبوت کے واسطے جوش و خروش پیدا کرنے والا ہی اور طالب کو مطلوب تک پونہچانیوالا ہی اور درباب ندا بالغیب کے حالت ذوق و شوق مین بڑے بڑے اکابردین کے اشعار موجود ہین اسکے جواز مین کسی کو شک نہین اور جو ظاہر یون کو اسمین ندا سے احضار منادای غائب کا شبہہ ہوتا ہی سو انسے کہا جائیگا کہ جب نماز مین خطاب بلفظ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ باتفاق ائمۂ اربعہ درست ہی تو اس قصیدے مین کیون درست نہین اور ثابت ہی کہ یہ خطاب التحیات مین حکایۃً نہین بلکہ تصور مین واقعی خطاب ہی جیسا کہ ملا علی قاری رح نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین اسکی تصریح کردی ہی چنانچہ حالت ذوق و شوق مین قدسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین

یَارَسُوْلَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٗ	یَاحَبِیْبَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اِشْکَالَنَا

اور بھی اس قصیدۂ غرا مین بمناسبت لغت مذکور و تبعیت قافیۂ اتباع خطا لی لفظ مضاف الیہ

مہموز اللام حالت جر میں منصوب پڑھا گیا جیسا کہ شعر مذکور میں برعایت قافیہ مجرور منصوب کر دیا گیا

هٰذِهِ الْقَصِيْدَةُ الْبَهِيَّةُ النُّوْرَانِيَّةُ الزَّكِيَّةُ السَّنِيَّةُ الْخِطَابِيَّةُ النُّعْمَانِيَّةُ لِلْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَالْهُمَامِ الْأَفْخَمِ سَنَدِ الْمُخَرِّجِيْنَ وَسَيِّدِ الْمُسْتَنْبِطِيْنَ رَئِيْسِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَرَأْسِ الْمُجْتَهِدِيْنَ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ أَبِيْ حَنِيْفَةَ الصُّوْفِيِّ الْكُوْفِيِّ التَّابِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى وَاَوْصَلَهٗ اِلٰى مَرْتَبَةٍ تَلِيْقُ بِشَانِهِ الْاَعْلٰى

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اے سرداروں کے سردار میں آیا ہوں آپکے پاس آپ ہی کا قصد کر کے

اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا
امیدوار ہوں آپکی خوشنودی کا اور بچنا چاہتا ہوں آپکے بچاؤ میں

وَاللهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِيْ
بخدا اے بہترین مخلوق میرے پہلو میں ایک ایسا دل ہے

قَلْبًا مَشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَا
جو آپ کا ہی شیفتہ ہے اور آپکے سوا کسی کو نہیں چاہتا

وَبِحَقِّ جَاهِكَ اِنَّنِيْ بِكَ مُغْرَمٌ
اور قسم ہے آپکی بزرگی کی کہ میں آپکا فریفتہ ہوں

وَاللهُ يَعْلَمُ اِنَّنِيْ اَهْوَاكَا
اور خدا جانتا ہے کہ میں آپ کو چاہتا ہوں

اَنْتَ الَّذِيْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا

كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَا
بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق نہ پیدا ہوتی

اَنْتَ الَّذِيْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى
آپ وہ ہیں کہ آپ ہی کے نور سے چاند نے لباس روشنی پہنا

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا
اور آفتاب بھی آپ ہی کے نور حسن سے منور ہے

اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا رُفِعْتَ اِلَى السَّمَا
آپ وہ ہیں کہ جب آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو

بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَيَّنَتْ لِسُرَاكَا
آپ ہی کی وجہ سے اسے علو مرتبت حاصل ہوا اور وہ مزین ہوگیا آپکی تشریف آوری سے

اَنْتَ الَّذِيْ نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا
آپ وہ ہیں کہ آپکو آپکے رب نے مرحبا کہکر پکارا

وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهٖ وَحَبَاكَا
اور بلایا اپنے قرب کے لیے اور بخشا جو کچھ کہ بخشا

اَنْتَ الَّذِيْ فِيْنَا سَاَلْتَ شَفَاعَةً
آپ وہ ہیں کہ ہم لوگوں کے بارے میں آپ نے شفاعت کا سوال کیا

لَبَّاكَ رَبُّكَ لَمْ تَكُنْ لِسِوَاكَا
تو آپکے رب نے پکار کر کہدیا کہ یہ مرتبہ سوا تمہارے کسی کو نہ ہوگا

اَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپکا وسیلہ چاہا

مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا
اپنی لغزش کے بارے میں تو کامیاب ہوے حالانکہ وہ آپکے جد بزرگوار ہیں

وبك الخليل دعا فعادت ناره
بردا وقد خمدت بنور سناكا

اور آپ ہی کے ذریعے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو انکی آگ
سرد ہو گئی اور فرد ہو گئی آپکی روشنی کے نور سے

ودعاك ايوب لضر مسه
فازيل عنه الضر حين دعاكا

اور پکارا آپکو حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سختی میں جو انکو پہنچی تھی
پس دور کردی گئی انسے وہ سختی جسوقت کہ انھوں نے آپکو پکارا

وبك المسيح اتى بشيرا مخبرا
بصفات حسنك مادحا بعلاكا

اور حضرت عیسیٰ تشریف لائے آپکی بشارت دیتے ہوئے اور خبر دیتے ہوئے
آپکے محاسن صفات کی۔ بڑائی کرتے ہوئے آپکے علو پایہ کی

وكذاك موسى لم يزل متوسلا
بك في القيامة يحتمي بحماكا

اور اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سے دنیا میں آپکا وسیلہ پکڑنے والے
اور قیامت میں اپنے کو محفوظ رکھینگے آپ کے بچاؤ میں

والانبياء وكل خلق في الورى
والرسل والاملاك تحت لواكا

اور تمام انبیا اور سارے مخلوق
اور کل پیغمبر اور فرشتے آپکے جھنڈے کے نیچے ہونگے

لك معجزات اعجزت كل الورى
وفضائل جلت فليس تحاكا

آپکے ایسے ایسے معجزات ہیں جنھوں نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا
اور ایسے ایسے فضائل جلیلہ ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے

نطق الذراع بسمه لك معلنا
والضب قد لباك حين اتاكا

کہدیا بکری کے شانہ نے اپنے زہر کو آپسے باواز بلند
اور گوہ نے لبیک کہی جسوقت کہ آئی آپکے پاس

والذئب جاءك والغزالة قد اتت
بك تستجير وتحتمي بحماكا

اور بھیڑیا بھی آیا آپ کے پاس اور ہرنی بھی
آپسے پناہ کے خواستگار اور اپنے کو بچاتے ہوئے آپکے بچاؤ میں

وكذا الوحوش اتت اليك وسلمت
وشكا البعير اليك حين راكا

اور اسیطرح وحشی جانور بھی آئے آپکی طرف اور سلام کیا انھوں نے
اور شکایت لایا اونٹ آپکی طرف جسوقت کہ اسنے آپکو دیکھا

ودعوت اشجارا اتتك مطيعة
وسعت اليك مجيبة لنداكا

اور جب آپنے درختوں کو بلایا تو آئے سب فرمانبردار ہو کر
اور دوڑے آپکی طرف آپکی آواز کا جواب دینے کے لیے

والماء فاض براحتيك وسبحت
صم الحصى بالفضل في يمناكا

اور پانی جاری ہوا آپکی ہتھیلیوں سے اور تسبیح کہی
سخت کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں

وعليك ظللت الغمامة في الورى
والجذع حن الى كريم لقاكا

اور آپ پر سایہ کیا ابر نے خلق میں
اور تنہ کھجور کا مشتاق ہوا آپکے دیدار پرانوار کا

وَكَذَاكَ لَا أَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرَى ۞ وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمَاكَا

اور اسی طرح نہیں نشان ہوتا تھا آپکے چلنے کا زمین پر ۞ اور بعض اوقات پتھر میں اُتر گئے دونوں قدم مبارک آپکے

وَشَفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَاضِهِ ۞ وَمَلَأْتَ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ جَدْوَاكَا

اور شفا دی آپنے صاحب امراض کو اُسکی بیماریوں سے ۞ اور بھر دیا آپ نے تمام زمین کو اپنی داد و دہش سے

وَرَدَدْتَ عَيْنَ قَتَادَةٍ بَعْدَ الْعَمَى ۞ وَابْنُ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهُ بِشِفَاكَا

اور پھیر دی آپنے حضرت قتادہ کی آنکھ بعد انکے نابینا ہوجانیکے ۞ اور ابن حصین کو آپنے اچھا کر دیا اپنی شفا سے

وَكَذَا خُبَيْبًا وَابْنَ عَفْرَا بَعْدَمَا ۞ جُرِحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَا

اسی طرح خبیب اور ابن عفرا کو بعد اُنکے زخمی ہونیکے ۞ آپنے اچھا کر دیا اپنے دونوں ہاتھوں کے مس فرماکر

وَعَلِيًّا الْمَرْمَدَ إِذْ دَاوَيْتَهُ ۞ فِي خَيْبَرٍ فَشُفِي بِطِيبِ لُمَاكَا

اور حضرت علی کو جنکو آشوب چشم تھا آپنے اُنکا علاج کیا ۞ خیبر میں پس شفا پائی اُنھوں نے آپکی گندم گونی لب کی خوشبو سے

وَسَأَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ بَعْدَمَا ۞ قَدْ مَاتَ أَحْيَاهُ وَقَدْ أَرْضَاكَا

اور درخواست کی آپنے اپنے رب سے ابن جابر کے بارے میں ۞ بعد انکے مرنیکے پس زندہ کیا اُسنے انھیں اور آپکو راضی کیا

شَاةُ مُسِنَّتٍ لِأُمِّ مَعْبَدٍ إِذْ لَمَسْتَ ۞ لَمَسْتَ قَدْ دَرَّتْ مِنْ شِفَاءِ رُقْيَاكَا

اور ام معبد کی بکری پر آپنے ہاتھ ملا بعد اسکے ۞ کہ اُسکا دودھ خشک ہو گیا تھا پس دودھ جاری ہوگئی آپکے علاج سے

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا ۞ فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِيْنَ دُعَاكَا

اور دعا کی آپنے اپنے رب سے قحط کے سال برملا ۞ پس برسنے لگا مینہ آپکے دعا کرتے ہی

وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوا إِلَى ۞ دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِيْنَ نِدَاكَا

اور آپنے تمام خلق کو دعوت اسلام کی پس خوشی خوشی ۞ سب چلے آئے آپکے فرمان بردار بنکر آپکی آواز سنکر

وَخَفَضْتَ دِيْنَ الْكُفْرِ يَا عَلَمَ الْهُدٰى ۞ وَرَفَعْتَ دِيْنَكَ فَاسْتَقَامَ هُدَاكَا

اور پست کیا آپنے دین کفر کو اے نشان ہدایت کے ۞ اور بلند کیا آپنے اپنے دین کو پس جم گئی ہدایت آپکی

أَعْدَاكَ عَادُوا فِي الْقَلِيْبِ بِجَهْلِهِمْ ۞ صَرْعَى وَقَدْ حُرِمُوا الرِّضَى بِجَفَاكَا

دشمن آپکے رہگئے کنوئیں میں اپنی نادانی سے پچھڑ کر ۞ اور محروم رہے رضا الٰہی سے بسبب آپپر زیادتیاں کرنیکے

فِي يَوْمِ بَدْرٍ قَدْ أَتَتْكَ مَلَائِكٌ ۞ مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أَعْدَاكَا

بدر کے دن آپکے پاس فرشتے آئے ۞ آپکے رب کے یہاں سے اور آپکے دشمنوں سے لڑے

۱؎ بیان مستغاثہ [illegible] ہونا چاہیے [illegible] بین العصر والمغرب [illegible] ہونا چاہیے ۱۲ آسی

وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةً
اور فتح و فیروزی آئی جسدن کہ آپنے مکہ فتح کیا
وَالنَّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَا
اور نصرت الٰہی جنگ احزاب کے دن آپکو پہنچی

هُودٌ وَيُونُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
حضرت ہود اور حضرت یونس آپ ہی کے حسن سے صاحب جمال ہوئے
وَجَمَالُ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَا
اور حسن یوسف آپ ہی کے نور حسن سے ہے

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيعَ الْأَنْبِيَا
بے شبہہ فائق ہوئے آپ اے طٰہٰ تمام انبیا پر
طُرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَاكَا
پس پاک ہے وہ ذات جسنے رات مین سیر کرائی آپکو عالم بالا کی

وَاللّٰهِ يَا يٰسٓ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ
بخدا اے حضرت یاسین آپ کا مثل
فِي الْعَالَمِينَ وَحَقِّ مَنْ أَنْبَاكَا
تمام مخلوقات مین نہین قسم ہے اُسکی جسنے آپکو نبی بنایا

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ
آپ کی تعریف سے اے مدثر تمام شعرا عاجز ہو گئے
عَجَزُوا وَكَلُّوا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا
اور تھک رہے آپکے صفات عالیہ کے بیان سے

إِنْجِيلُ عِيسٰى قَدْ أَتٰى بِكَ مُخْبِرًا
حضرت عیسیٰ کی انجیل اُتری آپ کی خبر دیتی ہوئی
وَلَنَا الْكِتَابُ أَتٰى بِمَدْحِ حُلَاكَا
اور ہمارا قرآن بھی آپکے حلیون کی مدح مین آیا

مَاذَا يَقُولُ الْمَادِحُونَ وَمَا عَسٰى
کیا کہہ سکتے ہین آپکی مدح کرنیوالے اور نہین ممکن
أَنْ يَجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَعْنَاكَا
کہ جمع کر سکین لکھنے والے کچھ اوصاف آپکے

وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ
بخدا اگر تمام دریا اُنکی روشنائی ہو جائین
وَالشُّعْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا
اور تمام روی زمین کے درخت اسکے لیے قلم بنالیے جائین

ق

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَزْرَهٗ
جب بھی قادر نہوجن وانس اسپر کہ اکٹھا کر سکین قدر قلیل اسکا
أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهٗ إِدْرَاكَا
ہرگز بلکہ اسکا ادراک بھی نہین کر سکتے

بِكَ لِي قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
میرا دل ہے اے میرے سردار جو آپکا شیفتہ ہے
وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَا
اور بقیہ جان بھری ہوئی ہے آپ کی محبت سے

فَإِذَا سَكَتُّ فَفِيكَ صَمْتِي كُلُّهٗ
پس جب مین خاموش رہتا ہون تو آپ ہی کے تصور مین
وَإِذَا نَطَقْتُ فَمَادِحًا عُلْيَاكَا
اور جب بولتا ہون تو آپ ہی کے صفات عالیہ کی مدح کرتا ہون

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا
اور جب سنتا ہون تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوال جو آپ سے مروی ہین
وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرٰى إِلَّاكَا
اور جب دیکھتا ہون تو آپ ہی کو دیکھتا ہون

يا مالكي كن شافعي في فاقتي

اے میرے مالک آپ میرے شفیع ہوجیے میری فقر کی حالت مین

اني فقير في الورى لغناكا

مین خلق مین سب سے زیادہ آپکی غنا کا محتاج ہون

يا اكرم الثقلين يا كنز الورى

اے بزرگترین ثقلین اور اے خزانۂ مخلوقات

جد لي بجودك وارضني برضاكا

بخشیے مجھے اپنی بخشش سے اور راضی کیجیے اپنی رضامندی سے

انا طامع بالجود منك ولم يكن

مین حریص ہون آپکی بخشش کا

لابي حنيفة في الانام سواكا

اور نہین ہے ابوحنیفہ کا کوئی یاور بجز آپکے

فعساك تشفع فيه عند حسابه

پس قریب ہے کہ آپ شفاعت کرین اسکے بارے مین اسکے حساب کتاب کے وقت

فلقد غدا متمسكا بعراكا

اسواسطے کہ وہ آپکا دامن مبارک پکڑنے والا ہے

فلانت اكرم شافع ومشفع

بے شبہہ آپ بزرگترین شافع ومقبول الشفاعت ہین

ومن التجى بحماك نال رضاكا

جو آپکی پناہ مین آیا اُسنے آپکی خوشنودی پائی

فاجعل قراك شفاعة لي في غد

پس کیجیے اپنی مہمانی میرے لیے شفاعت کرنا کل کے دن

فعسى ارى في الحشر تحت لواكا

اسلیے کہ قریب ہے کہ مین حشر مین اپنے تئین آپکے جھنڈے کے نیچے دیکھونگا

صلى عليك الله يا علم الهدى

رحمت بھیجے اللہ تعالی شانہ آپ پر اے نشان ہدایت کے

ما حن مشتاق الى مثواكا

جب تک کہ آرزومند رہے مشتاق آپکے ٹھکانے کا

وعلى صحابتك الكرام جميعهم

اور آپ کے تمام صحابۂ کرام پر

والتابعين وكل من والاكا

اور تابعین پر اور اُسپر جو آپکو دوست رکھے

پس اس قصیدۂ غرا کی فصاحت مبانی وبلاغت معانی کو اب بھی کوئی منکر غوی اور لامذہب غبی دیکھکر امام صاحب کی کمال عربیت وملکۂ استعداد انشا وسوادزباندانی عرب پر ایمان نہ لائے تو وہ کور ظاہر وباطن سمجھا جائے اور خود اُسی پر قلیل العربیۃ کا اطلاق کیا جائے وہی مثل ہے کہ ع

پیر ہفتاد سالہ مجنی مکتبا	کور مقری بخوانی چشم روشن

بلکہ اُسکو چاہیے کہ تعصب اور لامذہبی کے پردے کو آنکھون سے اُٹھاکر ذرا اس مسند شریف حضرت امام اعظم کو ملاحظہ کرے اور عربی حدیث کے روایت کرنے کی مبلغ استعداد کو بھی دیکھے کہ حدیث اور تخریج اور اسناد اور تصحیح اور تنقید مین آپ کو کیسا دخل کامل ہے اور ملکۂ تامہ حاصل ہے جسکا اشتہار ذیل مین داخل ہے

اشتہار

کہان ہین حلقہ بگوشان مذہب نعمان — کدھر ہین مقتدیانِ امام مجتہدان
ہوئی ہی طبع امام ہمام کی مسند — مقلدو چلو تقلید کا ہی سب سامان
جو چاہو فقہ مین ہو عینِ اتباعِ حدیث — تو دیکے قیمت دل لو یہ مسند ذی شان
مقلدون کو یہ نسخہ ہی عروۃ الوثقےٰ — محققون کو یہ مسند ہی مستند برہان
یہ نسخہ رُشدِ بوحنیفہ چھپنے سے — نکل گیا وہ جو مدت سے دل کا تھا ارمان
لکھون مین کسطرح اس متن و شرح کی تعریف — کرون مین وصف محشی کا کس زبان سے بیان
کہین ہی فقہ کے دریا مین غوطہ زن خامہ — کہین حدیث کے میدان مین ہی قلم جولان
غرض کہ دیکھنے سے اسکے منکشف ہوگا — حدیث و فقہ حقیقت مین ہین دو تن اک جان
امام اعظم و مقدامِ اکرم و افخم — بڑے فقیہ و محدث تھے اور بڑے حق دان
ملے صحابہ سے اور تابعی بلا شک تھے — ابو حنیفہ کوفی عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان

یہ وہ مسند الامام الاعظم اسم با مسمے ہی کہ پہلی کرامت حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی اس سے یہ ظاہر ہوئی کہ جب سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اسکا چھپنا شروع ہوا تو یہی اسکا تاریخی نام نکلا یہ وہ مسند نہین ہی جو بیشتر لاہور مین کئی مرتبہ چھپ چکی بلکہ امام صاحب کی جو پندرہ [۱۵] مسندین مشہور ہین اُن سب مین یہ مسند اَصح المسانید اور جَید الاسانید مروی مرتب بترتیب اسامی شیوخ بروایت صدر الدین موسی بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن ساعدی حصفکی ہی جسکو شیخ الحدیث حضرت ملا محمد عابد سندی مدنی نے بڑی جانچ اور تنقیح سے علی ترتیب ابواب الفقہ از سرنو مرتب کیا ہی جو اپنی ندرت اور کمیابی بلکہ نایابی کے اعتبار سے آج کبریت احمر کا حکم رکھتی ہی اور حواشی اُسکے ایسے مفید قابل دید ہین کہ واقعی بلا مبالغہ تنقید رجال - تخریج اسانید - تصحیح احادیث - تحقیق مسائل - تدقیق دلائل مین بجائے خود ایک مستقل مبسوط تصنیف معلوم ہوتی ہی چونکہ اشاعت اس مبارک نسخے کی اذاعت کلام نبوی اور اذاعت اس مقدس کتاب کی اشاعتِ حدیث مصطفوی سمجھی گئی علی الخصوص اسمین مذہب حنفی کی تائید اور طریقہ مقلدین کی تقویت تھی لہذا اس بندۂ آسی مدراسی نے اپنے مطبع اصح المطابع مین نہایت صحت اور خوشخطی کے ساتھ اسی نام تاریخی ۔ ! مین متوکلا علے اللہ چھپوانا شروع کر دیا تھا یہان تک کئی برس کے بعد

سنہ ۱۳۲۶ھ مین بہزاران آرزو واشتیاق جلوہ ظہور مین آئی صرف مقدمہ اسکا بخط نستعلیق اس مسند شریف کے اسمای
رجال مین نہایت بسط و شرح کے ساتھہ شارح علیہ الرحمہ کی طرف سے لکھا گیا اور پھر ان اسما کی مختصر فہرست بھی بقید نمبر
صفحہ مقدمہ کے آخر مین لگا دیگئی اور دوسری فہرست مسائل مسند شریف کی بھی واسطے آسانی استنباط مضمون و
استخراج حدیث شریف کے بڑھا دیگئی اور سوا اسکے جابجا متن کے اوراق محشے مین بقیۃ الحواشی کے صفحات ضلع ایک ایک
دو دو - چار چار - چھہ چھہ - آٹھہ آٹھہ تک بڑھائے گئے ہین - اور پھر بعض جگہہ بسبب ضرورت حاشی پر حواشی چڑھائے گئے ہین
کہ آج تک دنیا مین کوئی کتاب اسقدر کثرت حواشی اور حل مضامین دقیقہ کے ساتھہ دیکھنے اور سننے مین نہین آئی نہ صحاح
مین کوئی کتاب اتنے حواشی کے ساتھہ محشی چھپی - کہان ہین غلامان نعمانیہ کدھر ہین برادران ایمانیہ جلد امام اعظم کے
مذہب والو یہ تقلید کے حسنات اور حنفیت کے سعادات کمالو یہ مذہبی تائید کی نعمتین اور دینی امانت کی دولتین
لٹ رہی ہین حاصل کرلو آس روضۂ منورہ کے ریاحین طیبہ سے اخلاص کی جھولیان بھر لو یہ مسند شریف تمھارے
عملی مسائل - اعتقادی دلائل - دینی وسائل کی اصل بنیاد ہے اور یہی تمھاری عین مراد ہے - وہ مقلد مسلمان جو روے زمین
پر دو ثلث سے زیادہ آباد ہین انکے امام عالیمقام کی یہ مسند شریف پیش کی جاتی ہے جسکی ہر ہر حدیث سیدھی راہ
سنت کی بتاتی ہے کیون نہو کہ یہ مسند فقہ و عقائد حنفیہ کے احادیث کا معدن اور سنن و آثار نبویہ کا ایک مخزن ہے
اب وہ مخالفین کہان ہین ذرا منہ دکھائین اور میدان مین آئین جنکے اضغاث احلام اور اضداث اوہام کی یہ بکر بڑ
تھی اور مجذوبانہ بڑ تھی کہ امام اعظم کو صرف سترہ حدیثین پونہچی ہین اگرچہ امام مالک کے ثنائیات کا اشتہار ہے
اور امام بخاری کو ثلاثیات پر افتخار ہے لیکن ہمارے امام اعظم کے احادیث کا کل ایمۂ حنفیہ کے نزدیک اعتبار ہے کہ یہان
تو امام صاحب کی اکثر روایتون مین ایک ہی صحابی کا واسطہ ہے کہ آپ تابعی تھے یعنی صحابہ کو دیکھنے والے - بھلا
یہ علو اسناد - و قرب عہد و فضل تقدم - و قلت وسائط کس کا حصہ تھا یہ انھین امام کے جلوۂ قسمت کا شگفتہ تھا کوئی
ہمکو بتائے تو کہ چارون امامون سے سوائے ہمارے امام کے کسی کو صاحب شرع سے یہ رابطہ ہے یعنی اُسکا اور رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کے بیچ مین صرف ایک کان کا واسطہ ہے یہ وہ امام ہین کہ امام بخاری و مسلم کے ایمہ و پیشوا
اور امام شافعی و احمد کے شیوخ و اساتذہ مثل امام مالک و سفیان بن عیینہ و ابن مبارک و لیث بن سعد
و وکیع و امام محمد اس امام ہمام کے اونا تلامذہ سے ہین ابن حجر مکی شافعی خود مناقب مین معترف ہین کہ امام مالک
و لیث و ابن مبارک امام اعظم کے شاگرد رشید ہین اور امام شافعی تو بالاتفاق امام محمد کے تلمیذ سعید ہین - پس ایسے
امام المجتہدین و مقتدا المحدثین کی مسند صحت روایت حدیث مین قابل   کیون نہ ٹھہرے - اور پھر علامۂ شارح علیہ الرحمہ کی

تحقیق مسائل شرعیہ و تدقیق نظائر فرعیہ و توفیق احادیث متناقضہ و ترجیح مسالک مختار حنفیہ و دفع نقض و جرح مخالفین و تحریر ادلہ سمعیہ و استدلال باحادیث صحیحہ مع تخریج و تصحیح اسناد و متن و توثیق و تعدیل رجال سے رتبہ اس مسند کا سب مسانید و معاجم پر بالا کیون نہ رہے اس مبارک نسخے کے یہ چند خصائص ہین اسلئے اسمین احادیث مرفوعہ باسانید متصلہ اور بعض مرسلہ ہین احکام و عقائد کے رجال ایمہ ثقات و مشاہیر اثبات بلکہ اکثر رجال صحیحین ہین اور آداب و فضائل کے اسانید بھی صالحہ اور جیدہ ہین امام کے سب شیوخ حفاظ و فقہا و عمائد کملا ہین اور باعتبار قلت وسائط و کمال حفظ و ضبط و حلیۂ فقہ کے اعلے درجے پر ہونے سے اسکو کتب صحاح ستہ پر ایک نوع کا فضل خاص حاصل ہی حواشی ہین ہر حدیث کی تخریج کتب صحاح و مسانید و مصنفات و معاجم وغیرہ سے مع اختلاف الفاظ روایات کے پورے طور پر کیگئی ہی بعد تخریج کے رجال و اسانید کے متعلق جو کلام ہی اُسکا فیصلہ بھی پورے طور پر کردیا گیا باوجود تصریح طرق و اسانید ہر حدیث کے مسائل خلافیہ مین ایسی کامل بحث کیگئی ہی جسسے مذہب حنفی کا عرش تحقیق پر قائم ہونا ثابت ہوگیا مخالفین کے جوابات برطبق اصول فقہ و اصول حدیث و کتب رجال عمدہ طرز پر مندرج ہین کہ جنمین جای سخن باقی نہین اور فیصلۂ ناطق ہی ہر حدیث کا نشان اور اخراج کا پتا بھی بتادیا کہ فلان جامع نے اس طریق اور ان رجال کے توسط سے اس حدیث کو روایت کیا ہی اختلافات مذہبی و بیان مذاہب ایمہ حنفیہ و ایمہ دیگر مع ادلہ ہر مذہب مذکور ہین مقدمۃ الحواشی مین امام کے مسانید اور تابعیت و اعتبار و اعتماد کا ثبوت و تراجم صحابہ و شیوخ مع توثیقات و تعدیلات مسطور ہین یہ مسند شریف جامع ہی مسند ابو حنیفہ و مسند حماد بن ابی حنیفہ کی اسکے مقدمے مین روات و رجال کے تراجم و حالات موالید و وفیات و فضائل و کمالات و فواضل دلائل امام الانام مین تین فصلین ہین فصل اول مین تراجم صحابۂ کرام دوم مین تراجم شیوخ امام سوم مین تراجم رجال متوسطہ۔ پس ایسی کتاب سنن امام اعظم رح کا ایک ایک نسخہ ہر حنفی کو رکھنا ضروریات دین سے سمجھنا چاہیے خصوص ایسے زمانے مین کہ ہر لامذہب کو حدیث شریف سے جواب دینے کے واسطے اور منکرین کو قائل کرنیکے لیے نہایت کارآمد ہی اور اپنے مذہب تقلید پر ثابت قدم رہنے کیواسطے یہ مسند بہت مستند ہی

راقم بندۂ آسی محمد عبد العلی مدراسی اصح المطابع زیر اکبری دروازہ محلہ محمود نگر لکھنو

تاریخ طبع سابق از سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بوحنیفہ
گروہے ز ناقص خیالان ارذل
ز تحقیق و تدقیق فکر مصنف

کہ کامل بشرع آمدہ بلکہ اکمل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شد آسان معاقد شدہ حل
جوابات دندان شکن شد مدلل
١٣٠٠ھ

شدہ معترض بروی از راہ بہتان
پئے رد لامذہبان مضلل
بگو سال او لائق از روی ابجد

ایضاً از تازہ فکر علامۂ افاضت مآب مولانا محمد منصور علیخان صاحب مصنف ہذا الکتاب

نَحْمَدُ رَبَّنَا وَنُصَلِّي عَلَى
بَخٍ بَخٍ الْآنَ لِرَدِّ الظَّفَرُ
لِلْحَنَفِيِّيْنَ بَدَتْ نُصْرَةٌ
فِيْهِ بِفِقْهٍ وَحَدِيْثٍ وَّآيٍ
قَدْ حَصَلَ الْفَتْحُ لَنَا بِالْجِدَالِ
جَاءَ مِنَ الْمُصْحَفِ تَارِيْخُهُ

سَيِّدِنَا الْخَاتَمِ لِلْمُرْسَلِيْن
قَدْ طُبِعَتْ نُسْخَةُ فَتْحٍ مُّبِيْن
إِنَّ لَهُمْ ذٰلِكَ حَبْلٌ مَّتِيْن
رُدَّ عَلٰى مَذْهَبِ لَامَذْهَبِيْن
أَيَّدَنَا اللّٰهُ عَلَى الْمُفْسِدِيْن
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْن
١٣٠١ھ

ایضاً از فکر علامۂ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید از علمای دار العلم والعمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف نحریر حبر اریب
ادیب آنکہ منصور شد بر حریف
بقول عرب النصیب نصیب
ولے چونکہ نصرت بہ منصور بود
ظلم را علم کرد چون آن لبیب
چہ ضربے کہ شد حاصل از وی تمام

بطبع غریب و بصنع عجیب
باوصاف ہر علم و فن متصف
حریف آنکہ باشد ہزیمت نصیب
پئے کامیابی درین معرکہ
جبان گشتہ وہابیان کئیب
بسر شان رسیدہ چنان ضربتے
نہ ضرب یک ضرب الحبیب زبیب

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیب
بہر یک رسد انچہ مقسوم ہست
چو خون خوردہ لامذہبان سلیب
قلم شد سر دشمنان یک قلم
کہ ضرب المثل گشت ضرب الضریب
کردہ فر فر فرار

صدای کفِ فرنامجا چو برزد نقیب
زنصرت چو بادِ بہاری وزید
ہر آئینہ گردد بسنت مصیب
زہے آب و رنگِ مضامین او
رود خود بنارسے کہ دارد لبیب
باخر زمان شد بپا فتنہا
نہ او را علاجے نہ او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم

شدہ کسر فوجِ عدو آشکار
شدہ تہنیت سنج ہر عندلیب
جوابات سرکوب و دندان شکن
زباغِ سنن مید ہد نفحِ طیب
کسانے کہ تقلید برہم زنند
تو گوئی کہ آمد قیامت قریب
ظفر یاب کن اہلِ تقلید را
ز قرآن معجز نمائے غریب
کہ نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب
۱۳۰۱ھ

زفتح المبین شد چو رخشان خطیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب
رقم زد باقوی دلائل مجیب
کسے گر خلاف جماعت رود
فویلٌ لھم من عذاب مھیب
شد آنکس کہ بیمار لا مذہبی
الٰہی بحق رسول حبیب
ندا از لبِ ہاتف آمد چنین

ایضاً از نتائج طبع نازک خیال مناظر بیمثال آنکہ کلم انصاف منش سرکوب وہابیان کج روش صاحب التنبیہ والتبکیت المحدث المولوی وصی احمد صاحب سورتی مدرس مدرسۂ پیلی بھیت

ذرا انصاف کی آنکھوں سے ای وہابیو دیکھو
ہر اک بات اسکی اردو میں بھلی کیا دلکشا عمدہ
عجب پھولا ہی باغ وحوض اسکا نہر جدول سے
جنھی کیا دلکشا عمدہ بھلی کیا دلکشا عمدہ
جو پوچھا سال چھپنے کا لب ہاتف سے یون نکلا

کتاب ایسے مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتاب احسن وخوبی کی نہیں چھاپی گئی ابتک
اور اسکی لوحِ پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کا جو دیکھا خصم منکر بھی یہ بول اٹھا
کتاب ردِ محی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ
۱۳۰۶ھ
سن تصنیف ہو پیدا اسی کیا دلکشا عمدہ
۱۳۰۱ھ

جوابات اسمیں سب ثابت ہیں قرآن اور حدیثون سے
کہ خطاطانِ خوش خط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہے اسکا نسخ و نستعلیق ہر اک خوشنما خوشخط
کہ حق بات اسمیں ظاہر ہو گئی کیا دلکشا عمدہ
جو کا ٹو سر وہابی کا تماشا ہے اسی سن میں

ایضاً از کلام کلیم طور ذوقِ سلیم خضر چشمۂ ذہنِ مستقیم محمد عبد الحکیم سلمہ اللہ

فتح المبین کی طبع کی کس دھوم دھام سے
وہابیون کو خواب گران سے جگا دیا
الذای اجوبہ سے مصنف

سارے جہاں مین فتح کا ڈنکا بجا دیا
زہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
بے طاعن انکے تھے سب کو اٹھا دیا

لا مذہبو نہیں ناس سے رہے
اس آن شا
ہے

ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا	سارے معاملات نہان کردیے عیان	سب کے داؤ گھات کا خاکہ اوڑا دیا
وہابیت کی بیخ کو پھینکا اکھاڑ کر	تقلید حق کو دل میں ہر اک کے جما دیا	طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
میدان صفحہ تیغ زبان سب دکھا دیا	پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ	اکدم میں سبکو تیغ دودم سے بھگا دیا
اتباع شیخ نجد نے کھائی ہر کیا شکست	پائی سزا خیال ظفر کو بھلا دیا	اس معرکہ میں مار لیلون کی مار کے
فوج عدو کو سند سے رن تک ہٹا دیا	ناپون سے خنگ خامہ کے میدان جنگ میں	مانند نقش پا کے ہر اک کو مٹا دیا
ہمکو اب ان مخالفوں سے خوف کچھ نہین	اللہ نے تو فتح کا تمغا ولا دیا	ڈنکے کی چوٹ ہمنے تو اس نظم رزم مین
للکار کر شکست کر اسکے سنا دیا	تھی فکر سال غیب سے آیا ندا کہ	فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا ۱۳۱۴ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت فی و بحرین وذو قافیتین وذو تجنیسین

تا گل این نسخۂ نصرت شگفت	می وزد از مذہب منصور باد	سرزدہ چون امر حق از حرف او
زد دلم از جوشش منصور باد	مصرع سالش زدہ کلکم رقم	نصرت حق حامی منصور باد

قطعۂ تاریخ طبع سال حال از جامع فضل و کمال مولانا مولوی حافظ ابو الخیر محمد جان صاحب محمد نجری آبادی احسن الیہ الہادی فی العواقب والمبادی

مرحبا واہ واہ وصل علے	پھر چھپی یہ کتاب خوش اسلوب
اسکا دندان شکن ہر ایک جواب	واسطے منکرون کے ہی سر کوب
بلکہ خود ہی ہر اعتراض انکا	خود انھین پر ہی ہو گیا مقلوب
جسکا مضمون ہر راستی کم و کاست	جسکی تحریر ہی بدل مرغوب
سطرین جسکی ہین کاکل خمدار	صفحہ جسکا ہی عارض محبوب
نقطے گویا کہ خال مشکین ہین	یا سویدائے اندرون قلوب
اڑے وہ سڈول گول کہ واہ	سامنے جنکے ماہ در حور محجوب
۔ اور تشدیدات	کشتۂ ... کے واسطے کلوب ۱۳۱۵ھ
... بھی اوسط ہی	اور نقطہ ...

حاشیہ: مطبع نامی نولکشور لکھنؤ ... نام تصنیف ... (حاشیہ کی عبارت ناخوانا)

نسخ کے ساتھ ساتھ نستعلیق ❊ ہون ہم جیسے طالب ومطلوب

کیا سلیقے کی یہ کتابت ہی ❊ حبذا کاتب وخوشا مکتوب

اک نظر جسنے اسکو دیکھ لیا ❊ وجد مین آکے وہ ہوا پاکوب

کیون نہو یہ طفیلِ آسی ہی ❊ صَانَہٗ رَبُّنَا عَنِ الْمَکْرُوْب

حسن وخوبی ہی جسقدر اسمین ❊ وہ انھین کی طرف ہی سب منسوب

ہین جناحات طبع کے اُستاد ❊ لَیْسَ ہٰذَا الْکَلَامُ بِالْمَکْذُوْب

اِنکے نیر دوے فکر کے آگے ❊ ہی ارسطوی وقت بھی مغلوب

نظر نمائر انکی غلطیون کو ❊ کرتی ہی صاف جسطرح جاروب

شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ اَبَدًا ❊ وَلَہٗ کَانَ فِیْ جَمِیْعِ خُطُوْب

ای محمدِ چو غنچہ لب بربند ❊ تا کہ این شور تا کی این آشوب

لکھدو سن طبع کا دروے جمل ❊ ابکی فتح المبین چھپی کیا خوب

۱۳۱۶ھ

یضاً از طبع علامہ فطین وآلوذعی فہامہ ذہین حافظ مولوی مدعو بضیاء الدین لنی بابی المسکین ساکن پیلی بھیت ثبتہ اللہ المقیت علی الصراط السوی باحسن التثبیت

شکر خدا کہ ان دنون یہ پُرضیا کتاب ❊ مانند آئینہ ہوئی کیا خوب منطبع

فتح المبین نہین چھپی سچ پوچھیے تو یہ ❊ ہر طالبون کے واسطے مطلوب منطبع

گنجینۂ جواہر احکام علم دین ❊ مجموعۂ مسائل محبوب منطبع

مدت کے بعد کوشش آسی سے ہوگیا ❊ رُشد وہدی کا نامۂ مرغوب منطبع

ہی دشمنون کے واسطے یہ سرشکن دبوس ❊ اور منکرون کے واسطے سرکوب منطبع

جو کچھ کہ اعتراض تھا اسپر فروس کا ❊ خود معترض پہ ہوگیا مقلوب منطبع

مجموعۂ عیوب ہی مجموعۂ فروس ❊ مین کیا بیان کرون کہ ہی معیوب منطبع

دیکھو ضیا کہ مصرع سال اسکو کہتے ہین ❊ دندان شکن جواب ہم کیا خوب منطبع

۱۳۱۶ھ

غرض تا آخر [illegible]

اشتہار جدیہ قابل دید

جب یہ فتح المبین مع ضمیمہ تنبیہ الوہابیین ۱۳۱۱ھ مین چار برس کی کوشش کے بعد چھپکر جلوۂ ظہور مین آئی تو بسبب کثرت تقاریر و مواہیر علما مشاہیر ایسی قبولیت پائی کہ ایک ہی سال مین مقلدون نے ہاتھون ہاتھ خرید لی بلکہ غیر مقلدون کو بھی اسکے لینے کی توفیق ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثرون نے ترک تقلید سے توبہ کی الحمد للہ علی ذٰلک التائید الغیبی یہانتک کہ یہ کتاب خریدارون کی کثرت سے بالکل نایاب ہوگئی اور ہر طرف سے طلب پر طلب آنے لگی تو ناچار خاکسار نے بنظر ایفای معاہدۂ مندرجہ عنوان سابق کے ساری کتاب کے مضامین کو مع فہرست کے ترتیب الفقہ مرتب کیا اور جا بجا مفید فائدون کو بھی بڑھایا اور پھر انکا خلاصہ حاشیے پر چڑھایا بعد اسکے مسئلۂ وجوب تقلید کی معرکۃ الآرا بحث ضروری جو پہلے بالکل فروگذاشت ہوگئی تھی باضافۂ دیباچہ جدید و مقدمۂ مفیدہ کے ضمیمے کے شروع مین کئی جز تک بڑھادی اور جا بجا مناسب مقام کے کارآمد عبارت بھی بحوالہ کتب معتبر زیادہ کردی اور علاوہ تقاریظ و مواہیر سابقہ کے اور بھی بڑے بڑے علمای عرب و عجم کے مواہیر اور تقاریظ کو بہزار مشقت رسل رسائل و انتظار جوابات خطوط و صرف کثیر محصول ڈاک کے چار پانچ برس مین وقتاً فوقتاً ترتیب دینا اور بڑھانا پڑا کہ آجتک دنیا مین کوئی دین کی کتاب اسقدر کثرت مواہیر کے ساتھہ دیکھنے اور سننے مین نہین آئی جنکی تعداد ۲۶۶ تک پہونچ گئی اور درحقیقت مجموعہ ان علمای دین اور مفتیان شرع متین کی عمدہ عمدہ تحریرین اور چیدہ چیدہ تقریرین مقلدون کے احقاق حق اور غیر مقلدون کے ابطال باطل مین بجای خود عموماً اہل اسلام کے واسطے ایک کتاب مستند ہے اور خصوصاً مقلدون کے لیے ایک مجموعۂ قابل استناد جو ہزارون روپیہ صرف کرنے سے بھی تمام دنیا کے علما اور فضلا کا ایسا مہری فتاوی میسر نہیں ہوسکتا اور پھر رسالۂ دبوس المقلدین جواب الجواب فؤس المحققین بھی کئی جز کا بدلائل روشن و براہین مبرہن واجوبۂ دندان شکن زیادہ کیا گیا اور بعد اس رسالۂ ہدایت مقالہ کے تنبیہ الاسی علی تشنیع الاناسی پر کتاب کا اختتام ہوا جسمین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تابع الدرایۃ فاقد الروایۃ قلیل العربیۃ کہنے والون کے منہ خاک ناپاک مذلت اسکات سے بھر دیے گئے اور آپکی تصدیق کمال استعداد عربیت و تبعیت سنت و تنقید روایت پر قصیدۂ نعتیۂ خطابیۂ نعمانیہ کی فصاحت مع بلاغت اور مسند ابی حنیفہ کی فقاہت و روایت کے دو شاہد عادل قائم کردیے گئے پس ان سب باتون کے زیادہ کرنے سے بہ نسبت سابق کے کتاب کا حجم سوائی سے زیادہ بڑھگیا۔

سوانح شیر بیشۂ سنت

بنام تاریخی

مشاہدۂ مولانا حشمت علی

۸۰ ——— ھ ——— ۱۳

مؤلفہ

محبوب ملت مفتی اہلسنت حضرت مولانا محمد محبوب علی خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

النوریۃ رضویۃ پبلشنگ کمپنی

کچا رشید روڈ بلال گنج لاہور۔ پاکستان

+92 42 37247702

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے وصال کے دو سال بعد
ترتیب دی جانیوالی کتاب "حدائق بخشش حصہ سوم" اور اس
کے مرتب مولانا محبوب علی خاں لکھنوی کی تحیر خیز داستان

مع "اظہارِ حقیقت بر ماتم اوراقِ غم" از علامہ ابو الحسنات قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب: مولانا محمد عزیز الرحمٰن بہاولپوری

النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی
کچا رشید روڈ بلال گنج لاہور۔ پاکستان
+92 42 37247702